

# كنوز المعجزات

ترجمہ

## الخراج والجرائح

مؤلفہ  
علامہ قطب الدین ابوالحسن سعید بن حبیب اللہ راوندی

ترجمہ و حواشی  
ملک العلماء مولانا محمد شریف

ناشر  
عباس بک ایجنسی

رستم نگر درگاہ حضرت عباسؑ

باسمہ سبحانہ

# کنوز المعجزات

ترجمہ

## الخرايج والجرائح

مؤلفہ

شیخ اجل علامہ قطب الدین ابوالحسن محمد بن مہدیہ اللہ افندی

متوفی ۵۵۳ھ

ترجمہ و حواشی

مک العلماء مولانا محمد شریف صاحب قبلہ ملتان  
عباس بک ایجنسی

رستم نگر درگاہ حضرت عباسؓ لکھنؤ



کنز المعجزات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## نذر عقیقت

بخیرت سید زوولیا بن امام الزاخر والجان ولی العصر والزمان الحجة  
ربی ۱۴۴۲ھ علیہ السلام الطاهرین بحل زکریا فرجہ،  
آیت تیری بارگاہ میں تیرے آباؤ اجداد علیہم السلام کے مجتہد  
کو اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان میں پیش کر رہا ہوں!  
آقا! مجھے اپنی کم مائیگی کا اعتراف ہے، میری بضاعت کو قبول فرمائیے اور  
میرے دامن کو دنیوی و آخری نعمتوں سے مالا مال کر دیجئے۔

فارف لنا الحکیل و قد صدق علینا  
ان الله یجزی المتصدقین

والا ھدی

محمد شفیع علیہ السلام

نام کتاب : کنز المعجزات

ترجمہ الخراج والخراج

مؤلف : علامہ قطب الدین ابوالحسن

سعید بن ہبہ اللہ اوندی

مترجم : ملک العلماء مولانا محمد شریف صاحب

تعداد : ۱۱۰۰

سن طباعت : نومبر ۲۰۰۷ء

مطبوعہ : ایس۔ ایس انٹرپرائز۔ دہلی

ناشر : عباس بک ایجنسی، رستم نگر لکھنؤ

ہدیہ : ۸۰ روپے

ملنے کا پتہ

عباس بک ایجنسی

رستم نگر درگاہ حضرت عباسؑ لکھنؤ

فون نمبر : 269598, 260756

فیکس : (0522) 260923



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَلِیْمِ

## حالات مؤلف کتاب

”ابو الحسن سعید (سعد) بن حبیب اللہ بن حسن ح“ عالم تھے، مجتہد تھے، فقیہ تھے محدث تھے، مفسر تھے، محقق تھے، ثقہ جلیل تھے، صاحب کتاب ”الخراج والخراج“

قصص الانبیاء، لب البیاب اور شرح المنہج وغیرہ

آپ کا شمار عالم محدثین شیعہ میں ہوتا ہے۔ ہماری شیخ نے مستدرک میں تحریر کیا ہے کہ قطب الدین نے مختلف کتب کے ذریعہ جو مذہب کی تردید کی ہے جس کے باعث آپ کو اس قدر فضائل اور مناقب حاصل ہوئے جو شمار سے باہر ہیں۔ آپ سید نفیس طبع کے مالک تھے۔ آپ کے حالات بیان کرنے والوں نے آپ کے اشعار نقل کرنے میں غفلت سے کام لیا ہے آپ ابن شہر آشوب کے شیخ ہیں

مشائخ کی کثیر جماعت سے آپ نے روایت نقل کی ہے مندرجہ ذیل حضرات خاص طور قابل ذکر ہیں۔

(۱) امین الاسلام (۲) سید مظنی (۳) رازی (۴) رازی کا بھائی (سید مجتبیٰ) (۵) عماد الدین طبری (۶) ابن شجر (۷) آمدی (۸) والد محقق طوسی وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین (۹) شیخ عبد الرحیم بغدادی ابن الاخوة (۱۰) فاضلہ جلیدہ نقیۃ بنت سید مرتضیٰ علم الہدیٰ (۱۱) آپ کے چچا شریف رضی

قطب الدین راوندی کے والد، دادا اور آپ کے فرزند تمام کے تمام عالم تھے۔

منتخب الدین نے تصریح کی ہے کہ ابو الفضل محمد بن قطب راوندی اور آپ کے بھائی عماد الدین علی دونوں ثقہ فقیہ تھے۔

قطب الدین نے ۴ شوال ۵۴۳ھ میں انتقال کیا۔

بخاری نے شہید کے خط سے نقل کیا ہے کہ آپ کی قبر قم میں ہے حضرت فاطمہ (ع) کے پہلو میں آپ کا مزار مشہور ہے۔

الکافی واللقاب جلد ثالث ص ۶۲ تا ۶۳

مطبوعہ نجف اشرف ۱۳۷۶ھ ۱۹۵۶ء

در مطبع حیدر ریہ

”راوند“ قاسان کی ایک بسنتی ہے۔ قاموس میں ہے کہ راوند صہبان کے نواح میں ایک جگہ کا نام ہے۔ الکافی ص ۲۸۳ جلد ۱

فاضل جلیل صاحب تنقیح المقال فی علم الرجال آپ کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں سعد بن حبیب اللہ قطب راوندی کتاب فرج الغموم میں ابن کوس نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ نیز کتاب الوسائل میں ان الفاظ سے یاد کیا ہے۔

”کتاب الخراج والخراج شیخ صدوق سعد بن حبیب اللہ کی تالیف ہے۔

سما نیجی اپنے اجازہ میں تحریر کرتے ہیں کہ شیخ قطب الدین ابو الحسن سعد بن حبیب اللہ بن حسن راوندی، عالم، فاضل، مجتہد، محدث، ثقہ عین اور علامہ تھے۔ بعض افاضل نے کہا شیعہ کے اعظم محدث تھے۔ آپ نے بہت کتب تصانیف کیں ہیں ان میں

(۱) کتاب الخراج والخراج معجزات میں ہے۔ (۲) کتاب الایجاز (۳) شیخ طوسی کی نہایت کی شرح دس جلدوں میں جس کا نام معنی رکھا (۴) کتاب خلاصۃ التفاسیر دس جلدیں (۵) منہاج البراعۃ فی شرح، نہج البلاغہ دو جلدوں میں تنقیح المقال کے حاشیہ پر تحریر ہے کہ یہ نہج البلاغہ کی سب سے پہلی شرح ہے جیسا کہ ابن ابی الحدید نے تصریح کی ہے۔ سعد بن حبیب اللہ



بن حسن فقیہ معروف قطب الدین راوندی سے پہلے کسی نے نہج البلاغہ کی شرح نہیں لکھی۔ یہ سب سے پہلی شرح ہے آپ حضرات امامیہ کے فقیہ تھے۔ ساری زندگی علم فقہ کی خدمت کرتے رہے۔ (۶) المستقصى فی شرح الذریعہ ۳ جلدیں (۷) کتاب الضیاء الشہاب (۸) کتاب حل العقود فی شرح الجمل والعقود (۹) کتاب شرح نہایت النہایہ (۱۰) کتاب غریب الاحکام (۱۱) کتاب بیان الافراد (۱۲) کتاب شرح ماجوزہ ملای جوز من النہایت (۱۳) کتاب التفریب فی التقریب (۱۴) کتاب الاغراب فی الاعراب (۱۵) کتاب زہر المباحثہ فی ثمر المناقشہ (۱۶) کتاب تہانتہ الفلاسفہ (۱۷) کتاب جواهر الکلام فی شرح مقدمۃ الکلام (۱۸) کتاب النیات فی جمیع العبادات (۱۹) نفیشتہ المصداک میں آپ کے اشعار ہیں (۲۰) شرح الابیات مشککہ فی التفسیر (۲۱) کتاب شرح الکلمات المائتہ (۲۲) کتاب شرح العوائل المائتہ (۲۳) رسالہ فی مسئلہ غسل الجنائتہ (۲۴) رسالہ تسمی بالمسئلۃ الکافینۃ فی الفسلۃ الثانیۃ (۲۵) رسالہ فی مسئلہ العقیقۃ (۲۶) رسالہ فی صلوات الایات (۲۷) رسالہ فی مسئلہ الخس (۲۸) رسالہ من حضرہ الاداء وعلیہ القضاء (۲۹) کتاب قصص الانبیاء الی اخرہ۔ شیخ حرر نے آپ کی تصانیف میں (۳۰) کتاب الرائع فی الشرائع جو دو جلدوں میں ہے کا اضافہ کیا ہے۔ ابن شہر آشوب رحمہ اللہ عالم العلماء میں لکھا ہے "میرے شیخ ابوالحسین سعد بن ہبۃ اللہ راوندی ہیں" پھر آپ کی کتب تحریر کی ہیں ان میں ایک کتاب کا نام (۳۱) جنت الجنین فی ذکر دل السکرین (۳۲) کذب فقہ القرآن (۳۳) رسالہ فی احوال احادیث واثبات صحتها شرح الاحکام غیر فقہ القرآن (۳۴) کتاب البحر۔ المبحۃ میں ابن شہر آشوب نے ابن طاووس سے نقل کیا ہے کہ آپ نے ایک کتاب تالیف فرمائی تھی جو علم کلام میں شیخ مفید اور سید مرتضیٰ کے

درمیان اختلاف واقع ہوا تھا۔ اس بارے میں تھی جس میں ۹۵ مسائل کا ذکر کیا تھا۔ فرمایا تھا۔ اگر ہم پورے اختلاف کو بیان کریں تو کلام طویل ہو جائیگا۔ علم کلام کی ندرت کے بارے میں بحث کی تھی۔ مجلسی نے اپنے خط میں جو لکھا ہے سعد بن ہبۃ اللہ راوندی کو شیخ منجب الدین نے ثقہ کہلے اور کہلے کہ میں شہید کی تحریر میں دیکھا ہے کہ آپ نے شوال ۵۴۳ھ میں انتقال فرمایا۔ تم میں معصومہ کے مقبرہ کی مشرقی طرف دفن ہوئے کتاب الاقبال میں کاتب کی غلطی سے سعد سے آپ کو سید لکھا گیا ہے۔ "تبیق المقال فی علم الرجال الحاج الشیخ عبد اللہ مامقانی۔"

جلد ۲۔ ص ۲۲۲ مطبوعہ نجف اشرف مطبع مرتضویہ ۱۳۵۰ھ

عصر حاضر کے تصانیف کو پورا کرتے ہوئے ترجمہ کیا ہے۔

لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

صلی اللہ علی محمد و آلہ الطاہرین

ابو جعفر

محمد شریف  
رحمۃ اللہ علیہ

پوسٹ بک نمبر ۲۶۸

۸۵۔ شمس آباد کالونی ملتان۔ پاکستان



صفحہ نمبر	عنوان	باب نمبر
۱۷۴	حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام کے معجزات	۱۳
۱۹۱	اعلام النبی والائمہ صلوٰۃ اللہ والسلام علیہم	۱۴
۱۹۱	فصل ۱ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلام کے بارے میں	
۲۰۲	" ۲ اعلام فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا	
۲۱۲	" ۳ اعلام امیر المؤمنین علیہ السلام	
۲۲۳	" ۴ امام حسن علیہ السلام	
۲۲۵	" ۵ " " حسین علیہ السلام	
۲۲۸	" ۶ " " زین العابدین علیہ السلام	
۲۳۱	" ۷ " " محمد باقر علیہ السلام	
۲۴۰	" ۸ " " جعفر صادق علیہ السلام	
۲۵۰	" ۹ " " موسیٰ کاظم علیہ السلام	
۲۵۳	" ۱۰ " " علی رضا علیہ السلام	
۲۵۶	" ۱۱ " " محمد تقی علیہ السلام	
۲۵۹	" ۱۲ " " علی نقی علیہ السلام	
۲۶۳	" ۱۳ " " حسن عسکری علیہ السلام	
۲۶۶	" ۱۴ " " محمد مہدی علیہ السلام	
۲۶۹	آئمہ اثناعشر کی امامت کی صحت پر دلائل	۱۵
۳۰۱	نوادیر معجزات	۱۶
۳۳۲	رسول اللہ اور ائمہ علیہم السلام کے مخصوص معجزات	۱۷

# فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان	باب نمبر
۱۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات	۱
۱۵	فصل ۱ اقسام معجزات	
۱۷	" ۲ روایات عامہ میں	
۲۵	" ۳ روایات امامیہ	
۴۹	امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے معجزات	۲
۶۲	حضرت امام حسن علیہ السلام " "	۳
۶۷	" " حسین علیہ السلام " "	۴
۷۲	" " علی بن العابدین علیہ السلام " "	۵
۸۱	" " محمد باقر علیہ السلام " "	۶
۹۲	" " جعفر صادق علیہ السلام " "	۷
۱۰۳	" " موسیٰ کاظم علیہ السلام " "	۸
۱۱۹	" " علی رضا علیہ السلام " "	۹
۱۳۶	" " محمد تقی علیہ السلام " "	۱۰
۱۴۳	" " علی نقی علیہ السلام " "	۱۱
۱۶۲	" " حسن عسکری علیہ السلام " "	۱۲



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَبِّ وَفِّقْ لَنَا كَمَالَهُ يَا كَرِیْمُ ، اَقَامَ بِدَحْمَدِ اللّٰهِ

الَّذِي هَدَانَا اِلَى مِنْهَا جِ الدَّيْلُ ، وَالصَّلَاةُ عَلٰی

مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الَّذِيْنَ سَلَكَوا اَبْنَاءَ صَوَامِ السَّبِيْلِ ه

ہیں ایک معتبر جماعت نے آگاہ کیا۔ جن میں شیخ ابو جعفر محمد بن علی بن محسن حلبی ہیں

آپ ابو جعفر طوسی سے آپ احمد بن عبدون بن علی بن محمد بن زبیر قرطبی سے

آپ احمد بن حسین بن عبد الملک ازوی سے آپ حسن بن محبوب سے آپ صفوان بن یحییٰ سے

آپ ابو الحسن بن جعفر علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام نے فرمایا کہ "محمد صلعم کے

فرمان کے مطابق بڑے گناہ اور زیادہ معصیت والادہ شخص ہے جس نے عالم (امام) آل

محمد پر طعن کیا ہو، آل محمد کے فرمان کو ٹھکرا دیا ہو اور ان حضرات کے معجزات کا انکار کر دیا ہو،

حیرانی کی بات یہ ہے کہ نبی صلعم کے معجزات کا تو اقرار کرتے ہیں لیکن علیؑ اور آپ کے گیارہ فرزندوں

جو امام ہیں کے معجزات کا انکار کرتے ہیں، دراصل ایسا شخص منکر، جاہل بالقرآن ہے، اگر قرآن

کی ذرا سی بھی معرفت ہوتی تو حضرت سلیمانؑ کے وحی آصف بن برخیا کے واقعہ سے مطلع ہوتا

جس کے بائے میں اللہ تعالیٰ نے ہیں آگاہ کیا ہے، آصف بن برخیا نے سکرمین کا تخت

آنکھ بھینکنے کی دیر سے پہلے حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ سلیمان علیہ السلام اس

وقت بیت المقدس میں موجود تھے، سلیمانؑ کی غواہش پر وحی نے عرض کیا کہ میں آنکھ

باب نمبر	عنوان	صف نمبر
۱۷	نبیؐ اور اوصیاءؑ کا سابقہ انبیاء کے معجزات وغیرہ کے ساتھ موازنہ	۳۴۴
۱۸	آم المعجزات	۳۶۷
۱۹	جیلوں اور معجزات میں فرق	۳۷۰
۲۰	فصل علامات نبیؐ اور ولایت آئمہ علیہم السلام	۳۷۱
	" ۲ علامات صاحب الزمانؑ اور آئمہؑ	۳۸۱
	" ۳ علامات قبل خروج مہدیؑ	۳۹۵



جھکنے کی مدت سے پہلے تختِ بلقیس آپ کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں، پلک کے جھکنے کی مدت اس قدر کم ہے کہ اس میں مدت کا تصور اور مسافت کے طے ہونے کا گمان اور خیال بھی نہیں کیا جاسکتا، تختِ بلقیس اور بیت المقدس کے مابین پانچ سو فرسخ جانے اور پانچ سو فرسخ آنے کی راہ تھی، بلقان علیہ السلام کے وحی نے اس مسافت کو پلک جھکنے کی دیر سے پہلے قطع کر لیا اور بلقیس کا تخت حاضر کر دیا، اگر حضرت سلیمانؑ اس کام کو خود انجام دیتے تو آپ کا معجزہ قرار پاتا، بلکہ آپ نے لوگوں کو دکھایا کہ میرا وحی کس منزل اور شرف کا مالک ہے اور یہی میرے بعد میرا قائم مقام ہوگا۔ اس لئے اس کام کو جناب آصف بن برخیا نے سرانجام دیا۔ یہ بات نص سے بھی زیادہ مضبوط ہے،

یہ واقعہ ایسا ہی ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اورانیہ علیہم السلام کے معجزات کا ذکر کیا ہے، مثلاً طوفانِ نوح، کشتیِ نوح، نازِ صالح اور نازِ کاچچہ، آتشِ فردوس و ابراہیمؑ، ضیاءِ ابراہیمؑ، اللہ تعالیٰ کا ان چار پرندوں کو دوبارہ زندہ کرنا جنہیں حضرت خلیل اللہؑ نے ذبح کر کے پہاڑوں پر متفرق کر دیا تھا۔ پھر انہیں بلایا تو وہ اڑ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ کے تابع ہوا کو کر دیا اور آپ کے والد حضرت داؤد کے لئے لوہے کو نرم کر دیا اور آپ ہی کو اللہ نے پرندوں اور حیوانیوں کی زبان کی تعلیم دی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مندرجہ ذیل معجزات قرآن میں موجود ہیں، عصا کا اثر دہا بن جانا، ہاتھ کا روشن ہو جانا، طوفان کا آنا، ٹڈیوں، جوؤں، مینڈکوں اور غن کا ہو جانا، پہاڑ کا کھار پر بلند ہونا، آپ کی قوم کے لئے سمندر کا شگاف تہ ہو جانا، من و سلویٰ کا آسمان سے آنا، بقیہ سے چشموں کا جاری ہو جانا اور بادل کا سایہ کرنا وغیرہ وغیرہ

عبدی علیہ السلام کے بارے میں قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آپ نے جھکولے

میں کلام کیا، مردوں کو زندہ کیا اور ہرنی کو پرندہ بنا دیا۔

محمد صلعم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں آگاہ کیا ہے کہ آپ نے چاند کے دو ٹکڑے کئے اور رات کے وقت بیت المقدس تشریف لے گئے اور معراج کی سعادت حاصل کی نیز وہ آیات، دلائل اور معجزات جن کو مسلمانوں نے بیان کیا اس بات پر گواہ ہیں اور اس بات پر اجماع ہو چکا ہے، شیعہ امامیہ حضرات نے جہاں رسول اللہ صلعم کے معجزات کو بیان کیا ہے وہاں خاص طور پر ائمہ معصومین علیہم السلام کے معجزات کو بھی بیان کیا ہے ائمہ معصومین علیہم السلام سے معجزات کے صدور کے بارے میں شیعہ امامیہ کا اجماع ہو چکا ہے، ان حضرات کا اجماع حجت ہوتا ہے کیونکہ ان کے اجماع میں حجت لے کا ہونا لازمی ہے، میں نے اللہ تعالیٰ کی مدد سے ان معجزات کو یکجا جمع کر دیا ہے، چہارہ نکات معصومین علیہم السلام کے معجزات کی یکجا کسی کتاب میں موجود نہیں تھے، جن سے ناظرین لطف اندوز ہوتے اور مومنین فائدہ اٹھاتے میں نے اس کتاب کا نام الخزانۃ النجۃ و الجواہر رکھا ہے، کیونکہ معجزات کا ان حضرات سے صدور ہوا ہے، اس کتاب کو ۱۲۰ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے جن کی تفصیل فہرست مضامین میں ملاحظہ فرمائیے۔

تیسرے ابواب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بارہ ائمہ علیہم السلام کے معجزات کو بیان کیا گیا ہے، ۱۴۱ ابواب میں اعلام نبوی اور ائمہ علیہم السلام بیان کئے گئے ہیں یہ ابواب ۴۴ فصول پر مشتمل ہے اور ایک ایک فصل کو ان میں سے ایک ایک فرد کے ساتھ مختص کیا گیا ہے۔ پندرہواں باب بارہ ائمہ علیہم السلام کی امامت کے دلائل

لے حجت سے مراد امامِ وقت ہیں عجل اللہ فرجہ۔ ۱۷ مترجم



# باب ۱ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو عرب کی نگاہ میں قریش کی عزت بڑھ گئی، قریش کو اللہ والے لوگ کہنے لگے، ابلیس یعین پہلے سات آسمانوں تک جایا کرتا تھا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو تین آسمانوں سے روک دیا گیا، لیکن چار آسمانوں میں برابر جایا کرتا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل ماہ ربیع الاول صبح کے وقت پیدا ہوئے تو سات آسمانوں سے روک دیا گیا۔

حضرت عبدالطلب نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حارث بن عبد العزیز بن قناعہ السعدی کے سپرد کیا، یہ بزرگ جناب حلیمہ کے شوہر ہیں، جناب حلیمہ نے آپ کو دودھ پلایا، آپ شاعر ابو ذریب کی بیٹی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار سال کے تھے کہ آپ کی والدہ کا انتقال ہو گیا، آٹھ سال کی عمر میں آپ کے دادا حضرت عبدالطلب کا بھی انتقال ہو گیا۔ آنحضرت کی پرورش آپ کے چچا جناب ابوطالب (عمران) نے کی۔

## فصل ۱

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کئی قسم کے ہیں

(۱) جو نقل تمام مقامات پر پھیل گیا ہے، جو ہر جگہ اور ہر زمانے میں موجود اور ثابت

کے بارے میں ہے۔ سولہواں نوادر معجزات میں، سترہویں باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اوصیاء کے معجزات کا گذشتہ انبیاء کے معجزات کے ساتھ تقابل کیا گیا ہے۔ اٹھارہواں باب اس موجودہ معجزہ کے بارے میں ہے جو قرآن مجید ہے، انیسواں باب جیلوں اور معجزات کے بارے میں فرق بیان کیا گیا۔ بیسویں باب میں ائمہ علیہم السلام کے علامات اور مراتب خارقہ بیان کئے ہیں۔

\*



کی تصدیق ان لوگوں کے ذریعہ ہو سکے

(۵) بعض معجزات وہ ہیں جو پہلے انبیاء کی کتب میں موجود ہیں۔ ان انبیاء نے آپ کے آنے کا وقت، آنے کا مقام، جانے ولادت اور آپ کے آباء اور جہات کے حالات بیان کئے ہیں (۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق، معاملات، سیرت اور خوارق العادۃ حالات بذات خود ایک معجزہ ہیں۔

(۷) آپ نے شریع اسلامی کو اس خوبی اور حسن ترتیب اور اس قدر کمال عبادگی کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ان میں انشت نمائی کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ باوجودیکہ طویل زمانہ گزر چکا ہے ہم سب سے پہلے ان معجزات کو بیان کرتے ہیں جو آپ کی زندگی میں ظاہر ہوئے ہیں ان کی کئی قسمیں اور مراتب ہیں۔

(۱) وہ معجزات جو بطور تہنید اور تاسیس آپ کی بعثت سے پہلے صادر ہوئے ان معجزات کی کئی قسمیں ہیں، بعض وہ ہیں جو مخلوق پر تمام محبت کی خاطر ظاہر ہوئے بعض وہ ہیں جو آپ سے کسی دعالے مقبول ہونے کی صورت میں صادر ہوئے، بعض وہ ہیں جو خدا غیب کی شکل میں صحیح طور پر وقوع پذیر ہوئے، بعض وہ ہیں جن کے متعلق آنحضرت نے آگاہ کیا اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد صادر ہوئے

## فصل ۲

## رُایاتِ علم میں

(۱) ابو جہل نے باہر کے ایک عرب مکہ میں ادنٹ خرید لیکن اس کی قیمت ادا نہ

ہے اور حضرت کے ظہور کی خبر دیتا ہے جیسے قرآن مجید جو ہمارے سامنے موجود ہے ہم اس کی تلاوت کرتے، سنتے، لکھتے اور یاد کرتے ہیں، اس بات سے کسی شخص کو انکار نہیں ہے کہ اس کو ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے تھے، جس قوم کے دل میں قرآن کے معجزہ ہونے پر شبہ پڑ گیا ہے اس کا یہ شبہ اس کی جہالت کی وجہ سے ہے، ہم اس شبہ کو عنقریب ایک علیحدہ کتاب میں صاف کر دیں گے۔

(۲) وہ معجزات جن کو مسلمانوں نے اجماعاً نقل کیا ہے، ایسے معجزات کو صرف وہی لوگ بیان کرتے ہیں، کیونکہ ایسے معجزات کو انہوں نے پیغم خود آنحضرت سے صادر ہوتے ملاحظہ کیا، ایسے معجزات یا تو آنحضرت کے سفر میں صادر ہوئے یا یہ لوگ آنحضرت کے ساتھ تھے، یا ایسے معجزات آنحضرت سے عالم حضریں صادر ہوئے اور یہ لوگ موجود تھے اور انہوں نے مشاہدہ کیا، اور ان کے علاوہ اور لوگ موجود نہیں تھے اسی لحاظ سے ایسے معجزات کو بیان کرنے میں صرف یہی لوگ مخصوص ہیں، ایسے معجزات بیان کرنے والی ایک کثیر جماعت ہے جس سے ایسے جھوٹ کا سرزد ہونا ناممکن ہے جس کی کوئی حقیقت نہ ہو۔

(۳) وہ معجزات جو آنحضرت کی بعثت سے پہلے آپ کے امور کی تاسیس کی خاطر آپ سے صادر ہوئے۔

(۴) بعض معجزات وہ ہیں جو حضرت کے لشکر کے ہاتھوں دور دراز علاقوں میں صادر ہوئے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں نبوت کے دعوے کی تصدیق ظاہر ہو سکے اگرچہ ایسے لوگ صاحب معجزات اور آنحضرت کے اوصیاء نہیں تھے، ان لوگوں کے ہاتھ سے معجزات کا ظہور اس غرض کے تحت تھا کہ رسول اللہ کے نبوت کے دعوے



کی عرب قریش کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہیں خانہ کعبہ کا واسطہ دیکر اپنی حق رسی چاہی، انہوں نے مذاق اڑانے کی خاطر اس شخص کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ آپ کی رقم ابو جہل سے محمد جی واپس دہا سکتے ہیں، عرب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت ابو جہل کے پاس گئے اور دق باب کیا، ابو جہل گھر سے اس حالت میں نکلا کہ اس کا کل خورجہ تھا اور نکساری کے بچہ میں کہا "ابو القاسم آنا مبارک ہو" آنحضرت نے فرمایا "اس شخص کا حق ادا کر دو" ابو جہل نے اسی وقت اس کا حق ادا کر دیا، ابو جہل کو قوم نے معذرت دیا (کہ تم نے محمد کا کتنا کیوں مانا) کہا میں نے اس چیز کو دیکھا جس کو تم نے نہیں دیکھا میں نے شہر کو دیکھا، اگر میں انکار کرتا تو وہ مجھے پھاڑ ڈالتا۔

(۲) ابو جہل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کی حالت میں دیکھا، ایک پتھر آنحضرت پر پھینکنا چاہا لیکن پتھر ابو جہل کے ہاتھ میں چپک گیا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ محمد کے بغیر اس آفت سے کوئی چھٹکارہ نہیں دے سکتا۔ تو رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا آپ اللہ تعالیٰ سے میرے بلکے میں دعا فرمائیں، آنحضرت نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ کو پتھر سے الگ کر دیا اور اس نے پتھر پھینک دیا۔

(۳) ایک شخص بکریاں چلے رہا تھا بھیر پڑا ایک بکری چڑا کر بھاگا، چرواہا چلانے لگا۔ بھیر پڑے نے بکری کو چھوڑ دیا اور ضعیف زبان میں چرواہے سے گفتگو شروع کر دی اور کہا تم لوگوں پر تعجب اور افسوس ہوتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سرزمین میں لوگوں کو حق کی طرف بلایا ہے، اور تم لوگ غفلت میں پڑے ہو، چرواہا مسلمان ہو گیا، اپنی قوم کو تمام واقعات آگاہ کیا، اس کی اولاد عرب پر فخر کرتی اور ان کا ہر شخص یہ بات کہتا ہے

کہ میں اس شخص کا بیٹا ہوں جس سے بھیر پڑے نے گفتگو کی

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں منافقین رہ کر جو بات بھی آپ کے خلاف کرتے اللہ تعالیٰ آپ کو مطلع فرما دیتا، اس سے منافقین کو آگاہ کرتے (تنگ آکر) ایک دوسرے کو کہتے خدا کی قسم چپ رہو، اگر ہمارے پاس تخلیہ میں صرف پتھر ہی رہ گیا تو وہ بھی جا کر محمد کو ہماری بات سے آگاہ کر دے گا۔ یہ واقعات فریقین کی طرف سے ایک دوسرے نہیں ہوئے تھے بلکہ ایسے واقعات اس کثرت سے ہیں جن کا شمار ناممکن ہے۔ آنحضرت دل کی باتوں سے آگاہ کر دیتے جب ایسے واقعات بے شمار واقع ہوئے تو بغض و عناد کی وجہ سے منافقین کا غم و غصہ بڑھتا چلا گیا۔

(۵) ایک عورت جس کا نام زائد تھا، جو اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کیا کرتی تھیں آپ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے انس و خاندان کی خاطر آٹا گوندھا، باہر نکلیاں بیٹنے لگی،

اس دوران میں نے ایک سوار کو دیکھا، اس سے پہلے میں نے ایسا خوبصورت کوئی سوار نہیں دیکھا۔

اس نے کہا محمد کی کیا حالت ہے؟

میں نے کہا "لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیات سے آگاہ کرتے ہیں" کہا "جب تم محمد کی طرف جاؤ تو آپ کو میری طرف سے سلام کہنا اور عرض کرنا کہ بہشتوں کے خازن رضوان کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کے لئے جنت کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ آپ کی امت کا تیسرا حصہ جنت میں بے حساب



(۸) ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحرا میں تشریف لئے جا رہے تھے ایک آواز دینے والے نے آواز دی "یا رسول اللہ" آپ نے مڑ کر دیکھا تو وہ ایک ہرنی تھی جو بندھی ہوئی تھی آپ نے فرمایا "تیری کیا حاجت ہے؟" عرض کیا "اس اعرابی نے مجھے اسیر کر لیا ہے، میرے دونچے ہیں جو پہاڑ میں موجود ہیں، مجھے چھوڑ دیجئے تاکہ میں جا کر انہیں دودھ پلا کر واپس آ سکوں، فرمایا کیا ایسا کر دو گی؟ عرض کیا "ضرور" آنحضرتؐ نے اسے چھوڑ دیا وہ چلی گئی اور دودھ پلا کر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو گئی آنحضرتؐ نے دوبارہ اسے باندھ دیا، اعرابی غواب سے بیدار ہوا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کو ہرنی کے تمام واقعات سے آگاہ کیا، اعرابی نے اسے چھوڑ دیا اور ہرنی نے کہا

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ.

میں گواہی دیتی ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد خدا کے رسول ہیں (۹) نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجمع اصحاب میں تشریف فرما تھے، اسی اثنا میں ایک اعرابی ایک گروہ شکار کی ہوئی لایا جس کو اپنی آستین میں چھپا رکھا تھا۔ اعرابی یہ کیا چیز ہے؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ گروہ ہے۔

اعرابی :- لات اور غری کی قسم آپ میرے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ دشمن ہیں، اگر میری قوم مجھے جلد باز نہ کہتی تو ضرور میں جلدی سے آپ کو قتل کر دیتا۔ رسول اللہ :- اللہ پر ایمان لاؤ۔

اعرابی :- میں اس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا جب تک یہ گروہ آپ پر ایمان نہیں لائے گی، پھر اعرابی نے گروہ کو زمین پر پھینک دیا۔

داخل ہو گا۔ اور ایک ثلث تھوڑے سے حساب کتاب کے بعد جنت میں وارد ہو گا ایک ثلث کے بارے میں آپ سفارش فرمائیں گے، آپ کی سفارش منظور کی جائے گی۔ یہ سن کر میں نے کنڑیوں کو اٹھانا چاہا لیکن اٹھانے کی میں نے ادھر ادھر دیکھا رضوان نے مجھ سے کہا "کنڑیوں کا اٹھانا دشوار ہو گیا ہے" میں نے کہا "ایسا ہی ہے"۔ اس کے ہاتھ میں چھڑی تھی، پہلے اس نے کنڑیوں کی طرف اشارہ کیا، پھر میری طرف دیکھا، اسی اثنا میں ایک پتھر موجود تھا، کہا اس پتھر پر کنڑیاں رکھ کر خود بیٹھ جاؤ، اے اللہ کے رسولؐ اس نے میرا بوجھ ہلکا کر دیا تھا، میں نے پتھر کو دیکھا کہ آپ کو یاد کرتا تھا، پتھر کنڑیاں اتار کر واپس چلا گیا۔

(۶) اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام محمدؐ کی نگرانی کی۔ آپ سے پہلے کسی کا نام محمد نہیں رکھا گیا جس طرح یحییٰ بن زکریا پہلے کسی کا نام نہیں تھا۔ اسی طرح ابراہیمؑ اسحاقؑ یعقوبؑ، صالحؑ اور دیگر بہت سے نبی گزرے ہیں جن کی بعثت سے پہلے ان کے ناموں سے دنیا ناواقف تھی۔

(۷) تبع بن حسان بن تبع مکہ میں آیا، تین سو پچاس یہودیوں کو نہایت بے رحمی سے قتل کیا اور خانہ کعبہ کو تباہ کرنے کا ارادہ کیا، ایک یہودی نے جس کی عمر دو صد پچاس برس تھی نے کہا اے بادشاہ! جھوٹی بات پر اعتبار نہ کیجئے، غصے میں مدہوش نہ ہو جئے، آپ اس بستی (کعبہ) کو تباہ نہیں کر سکتے، "تبع نے کہا "کیوں؟" اس نے جواب دیا "اس میں اولاد اسماعیل سے ایک نبی پیدا ہو گا جو بیت الحرام کو دنیا میں غالب کرے گا، تبع اپنے ارادہ سے باز آ گیا، مکہ میں خانہ کعبہ کے پاس یہودی کی معیت میں آیا، کعبہ پر غلاف چڑھایا اور لوگوں کو کھانا کھلایا



رسول اللہ: ”اے گواہ! اس کو عربی زبان میں جواب دے جس کو تمام لوگ سن

لیں“

گواہ: (یا رسول اللہ) لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ اے وہ ذات جو قیامت کے روز (مومنین کے لئے) صاحبِ زینت ہوں گے۔

رسول اللہ: ”تم کس ذات کی عبادت کرتی ہو؟“

گواہ: ”الَّذِي فِي السَّمَاءِ عَرْشُهُ وَفِي الْأَرْضِ سُلْطَانُهُ وَفِي الْبَحْرِ سَيِّدُهُ وَفِي الْجَنَّةِ رَحْمَتُهُ وَفِي النَّارِ عِقَابُهُ (جس کا آسمان میں عرش ہے، جس کی زمین میں حکومت ہے جس کا سمندر میں راستہ ہے، جس کی جنت میں رحمت اور جہنم میں عذاب ہے)“

رسول اللہ: ”فَمَنْ أَنَا يَا ضَب (اے گواہ میں کون ہوں؟)“

گواہ: ”رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَقَدْ أَفْلَحَ مَنْ صَدَّقَكَ وَخَابَ مَنْ كَذَبَكَ (آپ عالمین کے رب کے رسول اور خاتم النبیین ہیں جس نے آپ کی تصدیق کی وہ کامیاب ہوا اور جس نے آپ کو جھٹلایا وہ ناکام رہا)“

اعرابی: ”(یا رسول اللہ) جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو اس وقت میری یہ حالت تھی کہ روئے زمین پر مجھ سے زیادہ آپ کا کوئی دشمن نہیں تھا اب میری حالت یہ ہے کہ آپ میری جان اور میری اولاد سے زیادہ مجھے محبوب ہیں، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّكَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ نَبِيٌّ أَعْرَابِيٌّ بَنُو سُلَيْمٍ سَعْدٌ تَقْلُقُ رُكُوتًا تَقَا أُنْجِي قَوْمًا كَوْتًا مِمَّا سَعَاكَ كِيَانًا مِنْ سَعَاكَ هَذَا سَمَانًا هُوَ كَيْفَ“

(۱۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مین کا ایک اعرابی سُرخ اونٹنی

میں گواہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ محمد خدا کے رسول ہیں



عبداللہ کا اتنا حصہ ہے:

یہ سن کر عباس نے کہا: "قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ رسالت پر فائز کیا، اس بات کو میرے ادرام فضل کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور اب مجھے اس بات کا پختہ یقین ہو چکا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں

(۱۳) فیروز دہلی سیف بن ذی نیرن کہ بقیۃ اصحاب میں سے تھا، اس کو کسریٰ نے خط لکھا کہ اس غلام کو گرفتار کر کے میرے پاس پہنچا دو جس نے اپنا نام میرے نام سے پہلے تحریر کیا ہے اور اس بات کی جسارت کیوں کی ہے کہ میرے دین کے علاوہ مجھے ایک اور دین کی دعوت دی ہے، فیروز رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میرے مالک نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو کپڑے اس کے پاس لے جاؤں یہ سن کر رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میرے رب نے مجھے آگاہ کیا ہے کہ تیرا مالک گذشتہ رات قتل کر دیا گیا ہے۔ یہ خبر مشہور ہو گئی کہ کسریٰ کے فرزند شیر دیہ نے حملہ کر کے اپنے باپ کو اسی رات قتل کر دیا ہے، فیروز اور اس کے ساتھی اسی وقت مسلمان ہو گئے۔

## \* فضلہ \*

## روایاتِ امامیہ

(۱) ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم ایک دفعہ راستے میں جا رہے تھے اور اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ایک گھٹائی سے تمہارے پاس ایک شخص آئے گا جس نے تین روز سے کچھ نہیں کھایا، تھوڑی دیر بعد ایک اعرابی

ایک ایسی وادی میں پہنچے جو پانی سے بھری ہوئی تھی اور پانی چودہ آدمیوں کی قامت کے برابر گہرا تھا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! دشمن ہمارے پیچھے ہے اور وادی ہمارے سامنے ہے، یہ واقعہ تو ایسا ہے جیسا اصحاب مومنین نے موسیٰ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ ہمارے سامنے دریائے نیل ہے اور پیچھے فرعون کا لشکر ہے ہم ضرور پکڑے جائیں گے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی علیہ وسلم سواری سے اتر پڑے اور فرمایا: "اے پالنے والے تو نے ہر رسول کو ایک معجزہ عطا کیا ہے، ہمیں اپنی قدرت کا کرشمہ دکھا دے۔ یہ کہہ کر آپ سواری پر سوار ہو گئے، گھوڑوں اور آدمیوں نے ندی کو عبور کر لیا، گھوڑوں اور آدمیوں کے پاؤں تک گیلے نہ ہوئے

(۱۴) جب عباس گرفتار ہو کر مدینہ میں لائے گئے تو اس رات رسول اللہ صلی علیہ وسلم آنحضرتؐ سے سبب پوچھا گیا تو فرمایا: "چونکہ عباس رسیوں سے بندھے تھے اس کے گواہنے کی آواز نے مجھے بیدار کر رکھا تھا، عباس کو چھوڑ دیا گیا، رسول اللہ نے فرمایا: "اے عباس! اپنا اور اپنے بھائی حقیل کا اور نوفل بن حارث کا فدیہ ادا کیجئے، کیونکہ آپ صاحبِ مال ہیں، عباس نے عرض کیا کہ میں مسلمان ہو جاتا مگر میری قوم اس بات کو مانگتا تصور کرتی ہے، نبی صلی علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی شان کو ہچکانو اور تم غنی آدمی ہو، عباس نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ سے میں اوقیہ سونایا گیا ہے، بس اس کو میرا فدیہ تصور فرمایا، فرمایا یہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کی ہے اس کا زہد یہ سے کوئی تعلق نہیں عرض کیا یا رسول اللہ! اور تو میرے پاس کوئی مال نہیں، فرمایا: "تمہارا وہ مال کیا ہوا جو تم نے مکہ میں اتم فضل کے حوالے کیا تھا، جب تم وہاں سے روانہ ہوئے تھے، اور تم نے یہ بھی کہا تھا کہ مگر مجھے سفر میں موت آجائے تو فضل کا اتنا حصہ ہے، عبد اللہ اور



یہ میری حقیقی ماں تھیں، آپ میرے ساتھ میرے چچا سے بہت زیادہ مشفقانہ سلوک کیا کرتی تھیں، بلند آوازیں فرمایا "اے ام سلمہ! میری اس چادر کو لے لو، یہ انہیں پہنا دو، میری یہ قمیض آپ کو پہنا دو اور میری یہ ردا آپ کو اوڑھا دو، جب غسل دے کر فاسخ ہو جاؤ تو مجھے اس بات سے آگاہ کرو، ام سلمہ نے آنحضرتؐ کو آگاہ کیا، آنحضرتؐ نے آپ کو اٹھا کر تخت پر رکھا، پھر آپ نے نماز جنازہ پڑھی تم نزل بَلِّدْهَا فَلَبِثَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْتَهُ ثُمَّ صَلَّاحٌ يَا فَاطِمَةُ قَالَتْ بَسِيكٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ هَلْ رَأَيْتِ مَا ضَمَنْتِ لَكَ قَالَتْ نَعَمْ فَخَزَاكَ اللَّهُ عَنِّي فِي الْحَيَاةِ وَالْمَمَاتِ أَفْضَلَ الْجَزَاءِ فَلَمَّا سَوَىٰ عَلَيْهَا دُخُوجَ - پھر آنحضرتؐ قبر کے اندر تشریف لے گئے۔ جتنا اللہ نے چاہا اتنی دیر ٹھہرے رہے، آپ کے ہمہم کی آواز سنائی دے رہی تھی، پھر آپ نے چل کر فرمایا "اے فاطمہ! عرض کیا "بَسِيكٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ" فرمایا: "جس چیز کی میں نے تمہیں ضمانت دی تھی اسے پایا ہے؟" کہا "یاں پایا ہے" اللہ تعالیٰ تجھے میری طرف سے زندگی و موت کا اچھا بدلہ عطا کرے: جب لحد کو درست کیا گیا تو آنحضرتؐ قبر سے باہر تشریف لائے۔

رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ایک روز میں نے فاطمہؓ کے سامنے آیت وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فِرَادَىٰ كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ پڑھی۔ آپ نے کہا "یا رسول اللہؐ! فرادی سے کیا مراد ہے؟" میں نے کہا برہنہ محشور ہوں گے "یہ سن کر کہنے لگیں ہے افسوس، میں نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ آپ کو برہنہ محشور نہ کیا جائے۔ پھر آپ نے منکر اور نکیر کے بارے میں پوچھا، میں نے ان کے بارے میں آگاہ کیا، کہنے لگیں، میں ان کے متعلق اللہ

لے احادیث میں آتا ہے کہ قیامت کے روز انسان اپنا کفن پہنے ہوئے محشور ہوگا۔ ۱۷

حاضر ہوا، جس کا چمڑا اس کی ہڈیوں پر سوکھ چکا تھا، اس کی آنکھیں سر میں دھنس چکی تھیں، نگاہ اس کھانے کی وجہ سے اس کے دونوں ہونٹ سبز ہو چکے تھے، اعرابی نے رسول اللہؐ کی خدمت میں عرض کیا مجھے اسلام کی تعلیم دیجئے، فرمایا کہو أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّي رَسُولَ اللَّهِ تَعَرَّضَ كَيْتًا مِّنْهُ اس بات کا اقرار کیا، فرمایا "پانچ نمازیں پڑھا کرو، ماہ رمضان کے روزے رکھا کرو، حج ادا کرو، زکوٰۃ دیا کرو اور غسل جنابت کیا کرو" عرض کیا، "میں نے ان باتوں کا اقرار کیا، اعرابی کا اونٹ پیچھے کی طرف مڑ کر چلا گیا، رسول اللہؐ نے اعرابی کے متعلق پوچھا، اصحاب اعرابی کی تلاش میں مصروف ہو گئے، اس کو لشکر کے آخری حصہ میں پایا اس کے اونٹ کا پاؤں دیوار کے ایک گڑھے سے پھسلا جس کی وجہ سے وہ گڑھے میں گر گیا، اونٹ اور اعرابی کی گردن چور چور ہو گئی۔ دونوں اس وجہ سے مر گئے تھے، نبی صلعم نے خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا، اس میں اسے غسل دیا گیا، نبی صلعم نے خیمہ میں داخل ہو کر اعرابی کو غسل دیا، لوگوں نے آنحضرتؐ کے آنے کی آہٹ سنی، آپ اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ کی پیشانی اقدس سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ فرمایا: "یہ اعرابی بھوک کی حالت میں انتقال کر گیا ہے یہ ان اشخاص میں سے ہے۔ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِثُوا إِلَّا نَعْمًا بِظُلْمٍ جَوَامِیْمًا لَّا يُرْجَوْنَ الْإِيمَانُ كَوَظْمٍ مِّنْهُنَّ لَا يَرْجَوْنَ الْإِيمَانَ نِزْفَرًا، حُورٍ مِّنْ جَنَّاتٍ كَالْجَوهَرِ نِزْفَرًا، اور اس کی خدمت میں پیش کر رہی ہیں اور عرض کرتی ہیں، یا رسول اللہؐ! اس کی شادی میرے ساتھ کر دیجئے اور یہ حور کہتی ہے اس کی شادی میرے ساتھ کر دیجئے۔

(۲) ایک روز علی علیہ السلام روپڑے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے۔ فرمایا: "خدا کی قسم



کشی کی تھی، اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کو محض مال غنیمت کے طور پر یہ چیز دی تھی، جبریلؑ نے فدک کے گھروں اور باغوں کا دورہ کیا اور دروازوں کو بند کر کے کنبیاں رسول اللہ کے حوالے کیں، رسول اللہ نے کنبیاں تلوار کے نیام میں ڈال دیں، غلازین میں معلق تھا اس کے بعد آپ گھوڑوں پر سوار ہو گئے، زمین کپڑے کی طرح پیٹ دی گئی، رسول اللہ نے فرمایا ”میں فدک کی طرف گیا تھا اور وہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بطور مال غنیمت دیدیا ہے۔“

منافقین یہ سن کر ایک دوسرے کو آنکھیں مارنے لگے، رسول اللہ نے فرمایا ”یہ فدک کی کنبیاں میرے پاس موجود ہیں، آپ نے کنبیاں تلوار کی نیام سے نکال کر دکھلائیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑے پر سوار ہو گئے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ تھے، مدینہ میں تشریف لاکر خانہ فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا میں قدم رنجہ فرمایا، کہا ”اے بیٹی! اللہ تعالیٰ نے فدک تیرے باپ کو بطور مال غنیمت عطا کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے تیرے باپ کے لئے مخصوص کیا ہے اور لوگوں کا اس کے لئے کوئی حق نہیں ہے جس طرح میں چاہوں گا اسے تصرف میں لاؤں گا، خدیجہ کا تیرے باپ پر حق مہر موجود ہے، اسی وجہ سے تیرا باپ فدک تجھے دیتا ہے، میں نے فدک تجھے سہہ کر دیا ہے تاکہ وہ تیری ملکیت قرار پائے اور تیرے بعد اس کی مالک تیری اولاد قرار پائے، آنحضرتؐ نے چمڑہ طلب فرمایا اور علی بن ابی طالبؑ کو بلا کر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے فدک فاطمہ کے لئے بطور مہر لکھ دو، اس تحریر پر علی بن ابی طالبؑ اور رسول اللہ کے ایک غلام اوزام بن نے گواہی دی، رسول اللہ نے فرمایا ”امّ یمن جنت کی عورت ہے: اہل فدک رسول اللہ کی خدمت میں حاضر

سے فریاد کرتی ہوں، میں نے دربار خداوندی میں عرض کیا کہ منکر و نکیر آپ کو نہ دکھلائے جائیں اور آپ کی قبر کشادہ کی جائے اور آپ کو کفن میں محسوس کیا جائے (۳) ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ ایک جنگ میں تشریف لے گئے، واپسی پر راستے میں تشریف فرما ہو کر کھانا تناول فرما رہے تھے اور اصحابؓ بھی آپ کے ساتھ تھے، اسی دوران میں جبریلؑ نازل ہو کر عرض گزار ہوئے ”اے محمد! کھڑے ہو جائیے اور سوار ہو چلیے“، رسول اکرم سوار ہو گئے، جبریلؑ بھی ساتھ تھے، اللہ نے آپ کی خاطر زمین کو کپڑے کی طرح پیٹ دیا، آپ فدک کے مقام پر پہنچ گئے، اہل فدک نے گھوڑوں کی آوازوں کو سن کر کہا، دشمن آگیا، انہوں نے گھروں کے دروازے بند کر کے کنبیاں اپنی بوڑھی عورتوں کے حوالے کر دیں، جو شہر سے باہر والے گھروں میں موجود تھیں اور خود پہاڑوں کے دامن میں چھپ گئے، جبریلؑ علیہ السلام بڑھائے پاس آئے اور کنبیاں لے لیں، شہر کے دروازوں کو کھول دیا، تمام گھروں کا رسول اللہ صلعم کو دورہ کرایا، جبریلؑ نے عرض کیا ”اے محمد! یہ خصوصیت صرف آپ کو عطا ہوئی ہے اور لوگ اس سے بے بہرہ ہیں“ اس واقعہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ہے مَا آفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُوْلِهِ مِنْ اَهْلِ الْقُرْیٰ فَلِلّٰهِ وَلِرَسُوْلٍ، اللہ تعالیٰ کی یہ آیت بھی اسی واقعہ کے متعلق ہے، فَمَا اَوْجَعْتُمْ عَلَیْهِ مِنْ خَیْلِ وَلَا رِكَابٍ وَلَٰكِنَّ اللّٰهَ یَسْلُطُ رَسُوْلَهُ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ، مسلمانوں کو اس بات کا علم نہیں تھا اور نہ ہی انہوں نے فوج لے لے احادیث میں ہے کہ منکر و نکیر قبر میں کفار سے سوال و جواب کریں گے اور مومنین کے پاس اور دوزخشتے آتے ہیں جن کے نام ہشرد بشیر ہیں، ملاحظہ ہو علامہ عبد اللہ شہر مجلسی ثانی کی کتاب حق الیقین مطبوعہ نجف، ۱۲ مترجم۔



میں سے ایک کتاب یعنی شیر کو تم پر مسلط کرے، وہ شخص اپنے ساتھیوں کے ساتھ ملک شام کی طرف روانہ ہوا، ان سب لوگوں نے راستہ میں شیر کو دیکھا وہ شخص خوفزدہ ہو گیا، اس کے شلنے ڈر کے مارے کانپنے لگے، اس کے ساتھیوں نے کہا "تم کیوں ڈرتے ہو؟ تم اور ہم برابر ہیں" کہا "مجھے محمدؐ نے بد دعا دی تھی، خدا کی قسم محمدؐ سے زیادہ صادق القول کسی انسان پر آسمان نے سایہ نہیں کیا" رات کا کھانا اس کے سامنے پیش کیا گیا لیکن اس نے ڈر کے مارے ہاتھ نہ لگایا، ساتھیوں نے رات کے وقت چاروں طرف سے اسے گھیر لیا اور اسے اپنے درمیان سلایا، رات کے وقت شیر آیا اور ایک ایک آدمی کو سونگھا، آخر اس آدمی کے پاس پہنچ گیا اور اس کا کام تمام کر دیا، مرتے وقت اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ محمدؐ تمام لوگوں سے زیادہ پیچھے ہیں۔

(۶) شیبہ بن ابی عثمان بن طلحہ کا بیان ہے کہ میں سب سے زیادہ محمدؐ کے ساتھ کینہ رکھا کرتا تھا۔ اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ آپؐ نے ہمارے آٹھ آدمی ایسے قتل کر دیئے جو ہر ایک پہ سالار فوج تھا، فوج کا علم اٹھایا کرتا تھا، فتح مکہ کے وقت میری امیدوں پر پانی پھر گیا اور میں اپنے ارادہ سے مایوس ہو گیا۔ کہ اب محمدؐ کا قتل کرنا ناممکن ہے خیال کیا کہ اب تمام عرب محمدؐ کے دین میں داخل ہو گیا ہے، بدلہ لینا میرے لئے محال ہے جنگ حنین کے موقع پر جب ہوازن اکٹھے ہوئے تو میں ان سے جا کر مل گیا تاکہ حوکہ بازی سے آنحضرتؐ کو قتل کر دوں گا۔ دل میں سوچ رہا تھا کہ کیا طریقہ اختیار کر دوں مسلمان بھاگ گئے، محمدؐ اکیسہ رہ گئے اور کچھ لوگ بھی آپؐ کے ساتھ رہ گئے، میں آنحضرتؐ کی پشت کی جانب آیا، تلوار بند کر کے وار کرنا چاہا، جب قریب ہوا تو دل پر غشی کا دورہ پڑا، مجھے

ہوئے، ۲۴ ہزار دینار سالانہ خراج دینا منظور کیا۔

(۴) عیسیٰ بن عبد اللہ ہاشمی اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے وہ علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے روز رسول اللہ اور آپ کے ساتھیوں کو مشرکین مکہ نے عمرہ کرنے سے روک دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین مکہ کے درمیان صلح نامہ تحریر کیا گیا، حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ میں نے (صلح نامہ) میں لکھا ہے کہ "بِاسْمِكَ اللَّهُ هَذَا كِتَابُ بَيْنِ مُحَمَّدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ قُرَيْشٍ" یہ سن کر سہیل بن عمرو نے کہا کہ اگر ہم اس بات کا اقرار کرتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ سے جھگڑا کیوں کرتے؟ میں نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں، تیری ناک رگڑی جاتے: رسول اللہ نے فرمایا "جو بات یہ کہتا ہے لکھو اے علی! میرے بعد تیرے ساتھ بھی ایسا واقعہ پیش آئے گا: علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب میرے اور اہل شام میں معاہدہ صفین تحریر کیا گیا تو میں نے تحریر کیا:...

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ هَذَا كِتَابُ بَيْنِ عَلِيٍّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَبَيْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سَفْيَانَ: مُعَاوِيَةُ أَوْ عَمْرُو عَصَى نَبِيٍّ كَمَا أَنَّكَ كُفَّيْتَهُ كَمَا أَنَّكَ كُفَّيْتَهُ تَوَّابٍ سَعَى جَهَنَّمَ أَنْ تَكُونَ: "میں نے کہا" جو چاہو تحریر کر دو، میں نے سمجھ لیا کہ رسول اللہ کے فرمان کی صداقت کا وقت آ گیا ہے۔"

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت وَالْفِجْمُ إِذَا هَوَىٰ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ترجمہ: قسم ہے ستارہ کی جب وہ گرا، تمہارا ساتھی نہ گمراہ ہوا نہ بھٹکا کو تلاوت فرمایا، قریش کے ایک آدمی نے سن کر کہا کہ میں نے نجم کے رب کا انکار کر دیا، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے کتوں



و اے گھر سے پیدا ہوں گے اور اس شہر میں جو ہدایت کی طرف رہنمائی کرے گا اور اکیلے معبود کی عبادت کرے گا۔

(۸) ایک روز جناب عبداللہ بن عبدالمطلب گھوڑے پر سوار ہو کر شکار کے لئے روانہ ہوئے۔ بطحاً میں یہودی حضرت محمد صلعم کے والد کو قتل کرنے کے لئے ٹھہرے ہوئے تھے تاکہ اللہ کے نور کو بجھا دیں۔ انہوں نے حضرت عبداللہ کو دیکھ کر آپ میں علیہ نبوت موجود پایا۔ یہ وہی افراد تھے جو تلواریں اور پھریاں لے کر آپ کو قتل کرنے کے لئے آگے بڑھے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ آمنہؓ کے والد جب شکار کی خاطر اس سرزمین میں موجود تھے۔ آپ نے دیکھا کہ عبداللہ کو یہودیوں نے گھیرے میں لے لیا ہے اور آپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں آپ نے آگے بڑھ کر انہیں ہٹانا چاہا، اسی اشار میں آپ اپنا ناک دیکھتے ہیں کہ فرشتے مع ہتھیار موجود ہیں: اور یہودیوں کو عبداللہ سے ہٹا رہے ہیں۔ اس واقعہ سے اللہ نے دہب کو بصیرت عطا کی، آپ نے اس بات کو حیران کن تصور کیا، واپس آ کر حضرت عبدالمطلب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میری بیٹی آمنہ کا عقد عبداللہ سے کر دیجئے۔ عقد ہو گیا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمنہؓ کے شکم میں حمل کی صحت میں قرار پذیر ہوئے۔

(۹) بادشاہ نجاشی کا واقعہ ابن مسعودیوں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے ہمیں نجاشی کے ملک کی طرف روانہ فرمایا، ہم سب اسی آدمی تھے۔ ہم اے ساتھ حضرت ابنی طالب بھی تھے، ہماری گرفتاری کے لئے قریش نے نجاشی کے لئے تحفہ تحائف دے کر عمارہ بن ولید اور عمرو عاص کو روانہ کیا، یہ دونوں نجاشی کی خدمت

آپ پر تلوار چلانے کی طاقت نہ رہی۔ میں سمجھ گیا کہ آپ پر دار کرنا منع ہے۔ اس دوران میں میں نے دیکھا کہ آگ کے شعلے میری طرف بڑھ رہے ہیں۔ قریب تھا کہ مجھے صفحہ ہستی سے مٹا دیں، پھر محمدؐ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے شیبہ! میرے قریب آ جاؤ، میرے ساتھ لڑائی کرو۔ آنحضرت نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آنحضرت میرے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو گئے، میں نے فوراً آگے بڑھ کر حضور کے ساتھ مل کر کفار کے ساتھ لڑنا شروع کر دیا، اگر رسول اللہ صلعم کی نصرت میں میرے مقابل میرا باپ کیوں نہ آجاتا تو میں اس کو بھی قتل کر دیتا۔ جنگ کے خاتمہ پر رسول اللہ صلعم تشریف لائے اور فرمایا: اللہ نے تیرے لئے بھلائی کا ارادہ کیا: آپ نے میرے تمام پوشیدہ ارادوں سے مجھے آگاہ فرمایا۔ ان وجوہات کی بنا پر میں مسلمان ہو گیا۔

(۱۰) سطح مکہ کی طرف روانہ ہوا۔ قریش کے چار آدمی ملے اور کہنے لگے کہ ہم تیری ملاقات کے لئے اس غرض کے تحت آئے ہیں کہ آپ صاحب علم ہیں آپ ہیں آگاہ فرمائیے کہ اس زمانے میں کیا ہوگا؟ اور آئندہ کیا ہونے والا ہے؟ کہا اے گروہ مغرب تمہارے پاس نہ علم ہے نہ فہم، تمہاری پشت سے کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو مختلف علوم کی تلاش کریں گے، بتوں کو توڑیں گے اور عجم کو قتل کریں گے، اور مال غنیمت طلب کریں گے کہنے لگے اے سطح ایسے اشخاص کون ہوں گے کہما صاحب شرف گھر سے پیدا ہوں گے، رحمن کو وحدہ لا شریک لہ تصور کریں گے، شیطان کی عبادت کو چھوڑ دیں گے۔ کہنے لگے کس کی نسل سے پیدا ہوں گے؟ جواب دیا: آل عبد مناف کے اشراف سے پیدا ہوں گے: کہنے لگے کس گھر سے ظہور فرمائیں گے؟ کہا: ہمیشہ رہنے



نجاشی نے کہا: "اس چیز کو کچھ پڑھ سکتے ہو جس کو لے کر محمد آئے ہیں۔" کہاں میں ضرور پڑھوں گا؟ راہبوں کو نجاشی نے حکم دیا کہ جو چیز جعفر پڑھ رہے ہیں اس کو اپنی اپنی کتابوں میں ملاحظہ کریں۔

حضرت جعفرؓ نے سورہ کیعص کو آخر قصہ حضرت عیسیٰؑ تک پڑھا، پادری سن کر رو رہے تھے، نجاشی نے کہا: "تمہیں خوش آمدید ہو اور جس شخص کے پاس سے آئے ہو اسے بھی خوش آمدید ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ (محمدؐ) رسول اللہ ہیں، آپ وہی ہیں جن کی بشارت عیسیٰ بن مریمؑ نے دی تھی، اگر مجھے امور سلطنت بجالانے نہ ہوتے تو میں ضرور آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ کی کفش برداری کرتا، جاذم امن میں ہو اور تمہارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔"

راوی کا بیان ہے کہ نجاشی نے ہمیں لباس اور کھانا عطا کیا، عمرو عاص اور عمارہ کے تحائف واپس کر دیئے، عمرو عاص کو تاہ قد اور عمارہ خوبصورت تھا۔ دونوں نے شراب پی لی۔ عمارہ نے عمرو عاص سے کہا کہ اپنی عورت سے کہو کہ مجھے قبول کرے، عرواح کی عورت اسکے ساتھ تھی، عمرو عاص نے بات ماننے سے انکار کر دیا، عمارہ نے اسے اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا، عمرو عاص نے منت سماجت کی تب کہیں جا کر عمارہ نے اسے سمندر سے نکالا۔

(۱۰) جناب فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ جب عبدالمطلب کی رحلت کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنی تمام اولاد کو بلا کر فرمایا کہ تم میں سے کون محمدؐ کی کفالت کرے گا؟ عرض کیا محمدؐ ہم سے زیادہ دانا ہیں جس کو چاہیں چن لیں۔ عبدالمطلب نے کہا کہ تیرا دادا سفر قیامت کی طرف روانہ ہو رہا ہے، تم اپنے

میں حاضر ہوئے، تحائف پیش کئے جو اس نے قبول کر لئے، یہ لوگ اس کی تعظیم کی خاطر سجدہ میں گر گئے، عرض گزار ہوئے کہ ہماری قوم کے کچھ لوگوں نے ہمارے مذہب کو چھوڑ دیا ہے اور وہ بھاگ کر آپ کے ملک میں آ گئے، وہ ہمیں واپس کر دیجئے حضرت جعفرؓ نے ہم لوگوں سے کہا کہ آج کوئی شخص نہ بولے، تمہاری وکالت کے فرائض میں انجام دوں گا۔ ہم نجاشی کے پاس پہنچ گئے، عمرو عاص اور عمارہ پہلے ہی نجاشی کی خدمت میں کہہ چکے تھے کہ ان لوگوں کی نشانی یہ ہے کہ وہ آپ کو سجدہ نہیں کریں گے، ہم پہنچ گئے، لیکن نجاشی کو سجدہ نہ کیا، اس بنا پر راہب نے ہمیں ڈانٹا کہ بادشاہ کو سجدہ کر دو، جعفرؓ نے کہا: "ہم صرف اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں؟" نجاشی: یہ کیوں؟

حضرت جعفرؓ: "اللہ تعالیٰ نے ہم میں ایک رسولؐ مبعوث کیا ہے جس کی شہادت حضرت عیسیٰؑ نے دی تھی کہ اس کا نام احمد ہو گا۔ اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں، نیکوں کا حکم دیا ہے اور برائیوں سے منع کیا ہے۔"

یہ سن کر نجاشی حیران و ششدر ہو گیا۔ یہ موقع غنیمت جان کر عمرو عاص نے کہا، خداوند عالم بادشاہ سلامت کا بھلا کرے کہ یہ لوگ تو ابن مریمؑ کے بارے میں جناب کی بھی مخالفت کرتے ہیں، نجاشی نے کہا کہ تمہارے صاحب (رسول اللہ) ابن مریمؑ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ حضرت جعفرؓ نے کہا: "وہ یہ بات بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ روح اللہ اور اس کا کلمہ ہیں، ایک پاک دامن عورت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا کیا، جس کو بشر نے مس تک نہیں کیا۔"



پھر خوشے اپنی جگہ پر بلند ہو گئے۔ جناب فاطمہ بنت اسد کا بیان ہے کہ جب میں نے رسول اللہ سے یہ بات صادر ہوتے دیکھی تو مجھے حیرانی لاحق ہوئی۔ حضرت ابوطالب کہیں باہر تشریف لے گئے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ جب گھر میں تشریف لاتے تو پہلے دروازہ کو دستک دیتے، میں نوکرانی سے کہا کرتی کہ جاؤ دروازہ کھول دو، لیکن آج میں نے خود ننگے پاؤں جلدی سے دوڑ کر دروازہ کھولا، آپ سے تمام ماجرا کہہ سنایا انہوں نے فرمایا آپ نبی ہوں گے اور تم ایک فرزند جنوگی اس کا نام علی ہوگا۔ وہ آپ کا وزیر ہوگا اور ایسا ہی ہوا۔

(۱۱) حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ سے جناب خدیجہؓ کی شادی کا واقعہ یوں ہے کہ ایک روز حضرت ابوطالبؓ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے محمدؐ میں تمہاری شادی کرنا چاہتا ہوں، لیکن میرے پاس اتنا مال نہیں ہے کہ میں ان امور کی انجام دہی کر سکوں، جناب خدیجہؓ ہر سال قریش کے کسی آدمی کو اپنے نوکر کے ساتھ مال دے کر بطور انچہر روانہ کرتی ہیں، تو کیا آپ جانا پسند کریں گے؟

فرمایا، "ہاں" جناب ابوطالبؓ خدیجہؓ کی بکری کے پاس تشریف لے گئے۔ دراصل اس بات کی محرک خود جناب خدیجہؓ تھیں، رسول اللہ کی رضامندی کا سن کر آپ مسرور ہو گئیں، اپنے غلام میسرہ سے کہا کہ یہ تمام مال محمدؐ کی مرضی سے فروخت ہو گا، میسرہ نے سفر سے واپسی پر بیان کیا کہ آنحضرتؐ جس درخت اور پتھر کے پاس سے گذرتے وہ کہتا السلام علیک یا رسول اللہ (اے اللہ کے رسول آپ پر سلام ہو) اور راہب کی پیش گوئی سے بھی آگاہ کیا (راہب نے رسول اللہ کے نبی ہونے کی پیش گوئی کی تھی) میسرہ نے کہا ہم نے رسول اللہ کی خدمت کی جب ہم نے دیکھا

چھاؤں اور پھوپھیوں کے ہاں رہنا پسند کرتے ہو؟" آنحضرتؐ نے تمام حضرات کے چہروں کی طرف دیکھ کر فرمایا "میں حضرت ابوطالبؓ کے ہاں رہنا پسند کرتا ہوں، بعد المطلب نے ابوطالبؓ سے فرمایا کہ میں تیری امانت و دیانت سے بخوبی واقف ہوں، تم محمدؐ کی کفالت اس طرح کرنا جس طرح میں خود کیا کرتا تھا۔

حضرت عبدالمطلب کی وفات کے بعد حضرت ابوطالبؓ نے آنحضرتؐ کو اپنی کفالت میں لے لیا، حضرت ابوطالبؓ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر میں لے آیا، آپ مجھے امام کہہ کر بلاتے تھے، ہمارے گھر میں کھجوروں کے درخت تھے، محمدؐ کے چالیس ساتھی روزانہ ہمارے باغ میں داخل ہو کر گری ہوئی کھجوریں چننا کرتے، میں نے کبھی نہ دیکھا کہ محمدؐ نے گری ہوئی کھجور کو کسی بچے کے ہاتھ سے پھینکا ہو، جبکہ دوسرے بچے ایک دوسرے کے ہاتھ سے کھجوریں پھینکا کرتے تھے، ایک روز میں اور میری نوکرانی کھجوریں چننا بھول گئے، حضرت محمدؐ آرام فرما رہے تھے، اور بچوں نے باغ میں داخل ہو کر تمام کھجوریں چن لیں، میں محمدؐ سے شرم کے مارے سو گیا اور آستین کو چہرے پر ڈال لیا، رسول اللہ بلغم میں تشریف لائے تو زمین پر کوئی کھجور نہ پائی، نوکرانی کا بیان ہے کہ میں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کیا بچے باغ میں آئے تھے اور تمام کھجوریں چن کر لے گئے ہیں، یہ سن کر آپ ہاں تشریف لائے۔ و اشار الى غلته وقال ايها الغلته اني جائع، کھجور کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اے کھجور میں بھوکا ہوں، فرأيت الغلته قد وضعت اعصانها التي عليها من الوطب حتى اكل منها ما اراد ثم ارتفعت الاله مواضعها، کھجور نے غرموں سے بھرے ہوئے خوشے نیچے کر دیئے، آنحضرتؐ نے حسب خواہش غرمے تناول فرمائے



لئے تو قبا میں نزول اجلال فرمایا اور کہا کہ میں اس وقت تک مدینہ میں داخل نہیں ہوں گا۔ جب تک علیؑ نہ آئیں۔ سلمان فارسیؓ اس وقت مدینہ میں ایک یہودی کے غلام تھے اور اپنے مالک کی کھجوروں کے درختوں کو پانی سے سیراب کیا کرتے۔ رسول اللہؐ کی آمد کے بارے میں اکثر اوقات لوگوں سے دریافت کیا کرتے تھے، آنحضرت علیہ السلام مدینہ میں تشریف لائے، سلمانؓ عیسے علیہ السلام کے اصحاب اور غیر لوگوں سے آنحضرتؐ کے حالات معلوم کر چکے تھے، سلمانؓ نے کھجوروں کا طبق اٹھایا، اسے لے کر آنحضرتؐ اور آپ کے اصحابؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ لوگ مسافر ہیں اور یہاں آئے ہیں، ہم اپنے صدقات کو آپ کی خدمت میں لائے ہیں ان کو تناول فرمائیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا کہ بسم اللہ پڑھو اور ان کو تناول کرو مگر آپ نے خود ان میں کوئی چیز تناول نہ فرمائی، سلمانؓ کھڑے ہوئے یہ منظر دیکھتے رہے، خالی تھال لے کر واپس چلے گئے اور فارسی زبان میں کہنے لگے کہ ایک علامت تو معلوم ہو گئی، پھر دوسرا تھال لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، عرض کیا کہ میں نے دیکھا کہ آپ نے صدقہ کا مال تناول نہیں فرمایا، یہ حضورؐ کی خدمت میں بطور ہدیہ کے خرمے پیش کر رہا ہوں، نبی علیہ السلام نے خود بھی تناول فرمائے اور اپنے اصحابؓ سے کہا "اللہ کا نام لے کر تم بھی کھاؤ" سلمانؓ نے تھال لے لیا اور کہا "دو علامتیں تو پوری ہو گئیں، پھر رسول اللہؐ کے گرد طواف کرنا شروع کیا، نبیؐ نے اس بات کو جانا اور سلمانؓ نے عرض کیا، میں ایک یہودی کا غلام ہوں، آپ اس بارے میں کیا حکم دیتے ہیں، فرمایا "جاؤ کچھ رقم لے کر اپنی جان چھڑالو" سلمانؓ نے یہودی کے پاس آکر کہا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور اس نبیؐ کے دین پر اس کی پیروی کی ہے۔ مجھ سے کچھ رقم

کہ بادل کا ٹکڑا آپ کے سر پر سایہ کرتا ہے آپ جہاں تشریف لے جاتے ہیں۔ تاکہ آپ گرمی سے محفوظ رہیں۔ ہم نے اس سفر میں بہت نفع کمایا، میسرہ نے آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے محمدؐ! اگر میں پہلے مکہ چلا جاؤں اور خدیجہؓ کو نفع کے بارے میں آگاہ کر دوں تو یہ بات نہایت مناسب ہوگی (میسرہ روانہ ہو گیا) محمدؐ سواری پر سوار ہو گئے، خدیجہؓ عورتوں کے ساتھ بالاخانے میں تشریف فرما تھیں، محمدؐ سواری ہونے کی صورت میں نظر آئے، ایک بلند بادل آپ کے سر پر سایہ لگن ہے اور دو فرشتے دائیں بائیں موجود ہیں جن کے ہاتھوں میں برہنہ تلواریں ہیں اور فضا میں گھماتے ہیں، کہا "اس سواری کی تو بڑی شان معلوم ہوتی ہے اور یہ یقیناً میرے گھر کی طرف آرہا ہے" بس اسی اثنا میں دیکھا کہ محمدؐ ان کے گھر کا قصد فرما رہے ہیں، فوراً ننگے پاؤں گھر کے دروازہ پر پہنچیں، آنحضرتؐ کے پاس آئیں اور کہا "اے محمدؐ ابھی اپنے چچا ابوطالبؓ کو میرے پاس روانہ فرمائیے، نیز جناب خدیجہؓ نے اپنے چچا کے پاس پیغام دے کر بھیجا کہ اسی وقت میری شادی محمدؐ سے کر دی جائے، ابوطالبؓ تشریف لائے، جناب خدیجہؓ نے کہا میرے چچا کے پاس تشریف لے جائیے تاکہ وہ میری تزویج محمدؐ سے کر دیں، میں نے اس بارے میں ان سے کہنا بھیجا ہے، آنحضرتؐ اور ابوطالبؓ جناب خدیجہؓ کے چچا کے پاس آئے، حضرت ابوطالبؓ نے اپنا مشہور و معروف خطبہ نکاح اور میثاق عقد پڑھا، آنحضرتؐ ابوطالبؓ کے ساتھ جانے لگے، جناب خدیجہؓ نے عرض کیا اپنے گھر کیوں تشریف لے جا رہے ہیں۔ میرا گھر حضورؐ کا گھر ہے اور میں جناب کی باندی ہوں۔

(۱۲) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف



بھی بہتر سونا ہو گیا۔ یہودی نے کہا میں نے ایسا سونا کبھی نہیں دیکھا، اسے دس اوقیہ سے ناپا لیکن وہ زیادہ نکلا، بیس سے ناپا تب زیادہ نکلا، حتیٰ کہ چالیس اوقیہ سے وزن کیا، اب نہ زیادہ ہوا نہ کم، سلمانؓ نے کہا میں رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ کی خدمت کرنے لگا اور میں آزاد تھا۔

(۱۳) ابن ابراہیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سفینہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں کشتی پر سوار ہوا، کشتی مع سامان کے ڈوب گئی، میرے جسم پر صرف ایک چلتی پھرتی گھڑی تھی کشتی کے ایک تختہ پر پڑا ہوا تھا، تختہ نے مجھے سمندر پر پڑے ہوئے ایک پہاڑ پر پھینک دیا، میں پہاڑ پر چڑھ گیا، میں نے یقین کیا کہ اب میں نے نجات پائی ہے سمندر کی موج مجھ سے بار بار ٹکراتی تھی، پھر میں سمندر کے کنارے کا سہارا لے کر باہر آگیا اور سمندر کی موج نے مجھے کچھ نہ کہا، میں نے اپنی سلامتی پر اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کیا میں پہلے رہا تھا، ناگاہ مجھے ایک شیر نے دیکھ لیا، مجھے پھاڑنے کے لئے دھاڑتا ہوا آگے بڑھا، میں نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے کہا اللھم اِنِّیْ عَبْدُکَ وَ مَوْلٰی نَبِیْکَ جِئْتِیْ مِنْ الْعَرَقِ فَتَسْلُطْ عَلٰی هٰذَا سَبْعَ عَشْرَ اَیَّامٍ مَّعْبُودٍ مِّنْ تِیْرَاعِدٍ ہوں اور تیرے نبی کا غلام ہوں، تو نے مجھے عرق ہونے سے نجات دی، کیا اب اپنے شیر کو مجھ پر مسلط کرتا ہے؟ فَاَلْهَمْتَ اَنْ تَقْلَتَ اِیْمَا السَّبْعِ اَنَا سَفِیْنَةُ مَوْلٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ، اَلْقَا ہُوَاکَ مِیْنِیْ یَکُوْنُ کَ اَیِّ شَیْرِ مِیْنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ کَا غَلَامٍ سَفِیْنَةُ ہوں، اَحْفَظْ رَسُوْلَ اللّٰہِ فِیْ مَوْلَاہُ رَسُوْلَ اللّٰہِ کے غلام کا خیال رکھ، خدا کی قسم اس نے دھاڑنا چھوڑ دیا، بلی کی طرح آکر کبھی میری اس پنڈلی پر اور کبھی اس پنڈلی پر منہ رکھتا تھا، انکساری سے میری طرف دیکھتا تھا، اپنی پشت کو خمیدہ کر دیا اور مجھے اشارہ کیا کہ اس پر سوار ہو جاؤں

لے کر مجھے آزاد کر دیجئے تاکہ میں آزاد ہو جاؤں۔ یہودی نے کہا میں اس شرط پر تمہیں آزاد کرتا ہوں کہ تم پانچ صد کھجوروں کی گٹھلیوں کو لگاؤ، جب وہ بڑھ کر پھل لانے کے قابل ہو جائیں اور پھر ان کو میرے حوالے کر دو اور خالص سونے کے چالیس اوقیہ دو، تب میں تمہیں آزاد کروں گا۔ سلمانؓ نے رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعات سے آگاہ کیا، نبی علیہ السلام نے فرمایا: جاؤ اور اس سے یہ شرط طے کر آؤ۔ سلمانؓ نے جا کر یہ شرائط طے کر لیں۔ یہودی نے کہا: کھجوریں تو کئی سال بعد پھل لانے کے قابل ہوں گی۔ سلمانؓ شرائط نامہ لے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے رسول اللہؐ نے فرمایا: پانچ صد کھجور کی گٹھلیاں لاؤ۔ سلمانؓ نے لاکھ پیش کر دیں، فرمایا: انہیں علیؓ کے حوالے کر دو۔ نبی علیہ السلام نے سلمانؓ سے فرمایا: انہیں اس زمین کی طرف لے چلو۔ جس زمین پر یہودی نے کھجوروں کا مطالبہ کیا ہے۔ یہ لوگ گٹھلیاں دہاں لے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی سے زمین میں شکاف کرتے اور فرماتے اس میں گٹھلی ڈال دو، پھر آپ اس پر مٹی ڈال دیتے، آنحضرتؐ جب انگلیوں کو کھولتے تو دہاں ایک پانی کا چشمہ جاری ہو جاتا، جس سے وہ جگہ سیراب ہو جاتی، پھر آنحضرتؐ دوسری جگہ پر تشریف لاتے اور اسی طرح عمل بجا لاتے جب دوسری جگہ گٹھلی بو چکتے تو پہلی گٹھلی آگ آتی، جب تیسری گٹھلی بو چکتے تو پہلی بار بردار ہو جاتی، جب چوتھی گٹھلی بو تے تو تیسری آگ آتی اور دوسری پھل دار ہو جاتی، اسی طرح رسول اللہؐ نے پانچ صد گٹھلیاں بوئیں اور تمام پھل دار کھجوریں ہو گئیں۔ یہودی نے یہ نظارہ دیکھ کر کہا کہ قریش سچ کہتے ہیں کہ محمدؐ جادوگر ہیں، اے سلمان! میں نے کھجوریں تو لے لیں سونا کہاں ہے؟ رسول اللہؐ نے اپنے سامنے سے پتھر اٹھایا اور وہ متوقع سونے سے



فروکت میں اس کی پشت پر سوار ہو گیا، وہ مجھے لے کر جتنی جلدی چل سکتا تھا، چل پڑا، آخر کار مجھے ایک جزیرہ میں اتارا، جس میں پھل، درخت اور پانی کا ایک میٹھا چشمہ تھا، میں ڈر کے مارے آگے نہ بڑھا، مجھے اشارہ کیا جاؤ (پھل وغیرہ لے لو) اور خود ڈر کا رتا رہا اور ادھر ادھر دیکھتا رہا، میں نے درختوں سے پھل توڑے اور چٹھے سے پانی پیا اور خوب سیر ہو گیا، میں نے چند پتوں کو جمع کر کے جوڑ لیا، ان میں پھلوں کو رکھ دیا اور اپنے کپڑے کو بھگو لیا، بیاس کے وقت اسے بخور کر پانی پیتا تھا، جب میں اپنی ضروریات سے فارغ ہوا، تو اس نے پھر اپنی کمر خیدہ کر دی، اشارہ کیا کہ میں سوار ہو جاؤں، میں سوار ہو گیا، ایک اور راستے سے سمندر کی طرف روانہ ہو گیا، میں سمندر کے کنارے پہنچ گیا، ایک کشتی آدمیوں سے بھری ہوئی سمندر میں جا رہی تھی اللہ اکبر اور سبحان اللہ کہنے لگے کہ انہوں نے ایک ایسا انسان دیکھا جو شیر پر سوار ہو کر رہا ہے، چلا کر کہا "اے نوجوان تم کون ہو؟" میں نے کہا رسول اللہ کا غلام سفینہ ہوں، رسول اللہ کی وجہ سے شیر نے میری حفاظت کی ہے اور وہ برناؤ کیلئے ہے جو تم دیکھ رہے ہو، انہوں نے کشتی کے لنگر ڈال دیئے، دو آدمیوں کو چھوٹی کشتی میں سوار کیا اور انہیں کچھ کپڑے بھی دیئے، جن کو وہ میرے پاس لائے۔ و نزلت عن السد میں شیر سے اتر پڑا، وقف نلجیہ مطروفا، شیر سمندر کے کنارے سرنگوں کھڑا رہا میری طرف کپڑے پھینک دیئے، ان دونوں نے کہا ان کو بہن لو، میں نے بہن لئے ایک آدمی نے کہا میری پشت پر سوار ہو جاؤ، تاکہ میں تمہیں اٹھا کر چھوٹی کشتی تک لے جاؤں، امت سے زیادہ رسول اللہ کے حق کا خیال شیر نہیں رکھے گا، میں شیر کے پاس آیا اور کہا جزا اللہ خیر عن رسول اللہ، اللہ تعالیٰ تجھے

رسول اللہ کی طرف سے اچھا بدلہ ہے، فواللہ لقد نظرت وسوۃ تسبیل علی خدیہ خدا کی قسم میں نے شیر کے آنسوؤں کو اس کے رخساروں پر بہتے دیکھا، شیر اپنی جگہ سے نہ ہلا، میں چھوٹی کشتی میں سوار ہو گیا، شیر بار بار ہماری طرف دیکھتا تھا حتیٰ کہ ہم پوشیدہ ہو گئے

(۱۴) جابر کا بیان ہے کہ خیمہ سے واپسی پر رسول اللہ صلعم مدینہ کی طرف روانہ ہوئے، راستے میں ہمارا گزر ایک بہت بڑی وادی سے ہوا، جو پانی سے بھری ہوئی تھی، نیروں سے پانی کی گہرائی ناپ لی گئی لیکن نیرے تک نہ پہنچ سکے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے معبود! آج ہمیں اپنے انبیاء اور رسولوں میں سے ایک معجزہ عطا فرما، پھر اپنی چھڑی کو پانی پر مارا اور سواری پر سوار ہو گئے، فرمایا اللہ کا نام لے کر پیچھے چلے آؤ، آنحضرت کی سواری پانی کی سطح پر چلنے لگی اور لوگوں نے سوار ہو کر آنحضرت کی متابعت کی، نہ اونٹوں کے پیر نہ گھوڑوں کے سم گیلے ہوئے۔

(۱۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید بن حارثہ کی ماتحتی میں ایک لشکر روانہ کیا، فرمایا اگر زید قتل ہو جائیں تو تمہارے سردار جعفر بن ابی طالب ہوں گے، اگر یہ قتل ہو جائیں تو تمہارے سردار عبداللہ بن رواحہ انصاری ہوں گے، پھر آنحضرت خاموش ہو گئے، رسول اللہ نے اس ترتیب میں حصر کر دیا، یہ لوگ روانہ ہو گئے، ایک یہودی نے کہا اگر محمد نبی ہیں تو یہ تینوں اشخاص قتل کر دیئے جائیں گے، پوچھا گیا کیوں؟ کہا کہ نبو اسرئیل کے انبیاء میں سے جو نبی بھی جہاد کے لئے لشکر روانہ کرتا وہ کہتا کہ اگر فلاں قتل ہو جائے تو فلاں سردار ہو گا، اگر وہ دو آدمیوں کی سرداری یا سو آدمیوں کی سرداری یا اس سے کم و بیش کا ذکر کرتا تو جن حضرات کی سرداری کا ذکر ہوتا وہ سب کے سب قتل ہو جاتے، جابر نے



بیان جاری رکھتے ہوئے کہا کہ جس روز ان حضرات نے جہاد کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی، پھر منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا تمہارے مسلمان بھائی جہاد کر رہے ہیں آپ ان کے حملوں کا ذکر فرماتے جلتے، آخر کار فرمایا زید بن حارثہ قتل ہو گیا اور علم گر گیا پھر فرمایا جعفر بن زید نے علم لے لیا اور جہاد کی طرف بڑھے۔ پھر فرمایا اس کا دایا ہاتھ قلم ہو گیا، اس نے دوسرے ہاتھ میں علم تھام لیا۔ پھر فرمایا اس کا دوسرا ہاتھ بھی قطع ہو گیا، فرمایا اب اس نے علم کو سینہ سے لگایا، پھر فرمایا جعفر بن ابی طالب قتل ہو گئے اور علم گر گیا، علم کو عبد اللہ بن رواحہ نے اٹھایا مشرکین کے فلاں فلاں آدمی فی النار والسرکے، حتیٰ کہ آپ نے ان سب آدمیوں کے نام لئے جن کو مسلمانوں نے قتل کیا تھا۔ پھر فرمایا عبد اللہ بن رواحہ قتل ہو گئے، علم خالد بن ولید نے لے لیا ہے اور مسلمان واپس روانہ ہو پڑے ہیں، پھر آپ منبر سے نیچے تشریف لائے، جعفر کے گھر تشریف لے گئے، عبد اللہ بن جعفر کو بلایا، اسے اپنی گود میں بٹھایا اور آپ ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے عبد اللہ کی ماں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ عبد اللہ کے سر پر اس طرح ہاتھ پھیرتے ہیں جیسے عبد اللہ یتیم ہو گئے ہوں، فرمایا آج جعفر شہید ہو گئے ہیں، آنحضرت کی دونوں آنکھوں میں آنسو بھر آئے، فرمایا شہید ہونے سے پہلے ان کے دونوں ہاتھ قلم کئے گئے، اللہ تعالیٰ ان کو ان ہاتھوں کے بدلے سبز مرد کے پر عطا کئے ہیں اب وہ ان کے ذریعے فرشتوں کے ساتھ جنت میں جہاں چاہتے ہیں اڑ رہے ہیں۔

۱۶۔ جنگ خیبر کے موقع پر رسول اللہ نے حضرت علی کو رزائیک حضرت کی تھی میں اب عمر بن عبد العاص بھی تھے مشرکین پہاڑوں کی پتھریوں پر مدینہ سے آنے والے لشکر کی گھات میں بیٹھے رہتے۔ جب مسلمانوں کا لشکر آیا تو پتھریوں کی کھود میں چھپ جاتے، جب حضرت علی علیہ السلام روانہ ہوئے تو مقررہ راستہ چھوڑ کر پہاڑوں کے درمیان وادیوں سے راستہ طے کرنے لگے، جب اس بات کا عمر بن عاص

کو علم ہوا کہ علی نے یہ روش اختیار کی ہے اور اس طریقے سے یقیناً علی فتح مند ہوں گے تو عمر وعاص نے علی پر حسد کیا۔ اور ابو بکر و عمر کی خدمت میں عرض کیا کہ علی جیسے آدمی کو ان راہوں کا کیا علم، ان راستوں کو ہم لوگ ان سے بہتر جانتے ہیں، جس راستے سے علی جا رہے ہیں اس میں کافی مقدار میں پھاڑنے والے جنگلی جانور موجود ہیں، لوگوں کو اس راستے میں غامض تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ان سے کہو کہ اسی مقررہ راستے پر روانہ ہو جائیں، چنانچہ اس بارے میں امیر المؤمنین کی خدمت میں کہا گیا، آپ نے فرمایا تم میں سے جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنا چاہتا ہے وہ میرے ساتھ ساتھ چلا آئے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرنا چاہتا ہے وہ مجھ سے الگ ہو جائے، یہ سن کر لوگ خاموش ہو گئے اور حضرت کے ساتھ چلتے رہے، حضرت رات کے وقت پہاڑوں کے درمیان چلتے اور دن کے وقت وادیوں میں مح لشکر کے چھپ جاتے، ان مقامات کے رہنے والے درندے ٹیلوں کی طرح معلوم ہوتے صبح کے وقت امیر المؤمنین ان کے مردوں، بچوں اور مال پر کامیاب ہو گئے، اس جگہ تک مدینہ سے پانچ مراحل کا راستہ تھا، جس صبح امیر المؤمنین نے دشمن پر حملہ کیا اسی صبح نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے باہر تشریف لائے، لوگوں کے ساتھ صبح کی نماز ادا فرمائی اور پہلی رکعت میں سورۃ والاعادیات کی تلاوت فرمائی، فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس سورہ کو اس وقت نازل کیا ہے اور مجھے آگاہ کیا ہے کہ علی نے دشمن پر غارت ڈال دی ہے۔ عمر وعاص نے جو علی کے بارے میں حسد کیا اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنا حسد قرار دیا، اللہ تعالیٰ نے کہا۔ ان الانسان لوبہ لکنود کے معنی حسد ہیں اس سے مراد عمر وعاص ہیں۔

(۱۷) جب حضرت عمر بن عثمان کے علم حکم بن عاص نے ایک روز رسول اللہ کا مذاق اڑایا، حکم آنحضرت کے پیچھے ہوا، اپنے شانے ہلانا اور دونوں ہاتھوں کو کمان



کے روز آنحضرت ہی اس پر سوار ہوں گے۔

(۱۹) جنگ تبوک کے موقع پر رسول اللہ کے ساتھ غلاموں کے سو پچیس ہزار آدمی تھے آنحضرت ایک پہاڑ سے گزر رہے جس کے اوپر کے حصے سے نیچے کی طرف پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے۔ لوگوں نے عرض کی کہ تعجب کی بات ہے کہ اس پہاڑ سے پانی کے قطرات ٹپک رہے ہیں، یہ سن کر آنحضرت نے فرمایا یہ رو رہا ہے، لوگوں نے عرض کیا: کہیں پہاڑ بھی روتا ہے؟ تم یہ بات معلوم کرنا پسند کرتے ہو؟ عرض کیا کیوں نہیں، فرمایا: پہاڑ کیوں روتے ہو؟ پہاڑ نے فیض زبان میں عرض کیا اور جس کو ایک جماعت نے سنا: ”یا رسول اللہ میرے پاس عیسیٰ بن مریم یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے گزرے دقوھا الناس والجماعة جہنم کا ایندھن پتھر ہوں گے مجھے خوف دامنگیر ہوا کہ کہیں وہ پتھر میں نہ ہوں“ فرمایا، دنا بند کر دو۔ تم ان پتھروں میں سے نہیں ہو، اس پتھر سے مراد کبریت ہے۔ پہاڑ نے اسی وقت رونا بند کر دیا اور پھر اس سے ایک بوند تک نہ ٹپکی۔

(۲۰) جنگ تبوک میں رسول اللہ صلعم اور بادشاہِ روم کے درمیان خط و کتابت نے طول پکڑا، سامانِ سفر ختم ہو گیا، اس بارے میں رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا گیا آپ نے فرمایا جس شخص کے پاس آٹا، کھجوریں اور ستو موجود ہوں وہ میرے پاس لائے، ایک شخص مٹھی آٹے کی لایا، دوسرا کھجوریں، تیسرا ستو، آنحضرت نے ان چیزوں کو اپنی چادر بھیل کر ڈال دیا اور ہر ایک چیز پر اپنا ہاتھ رکھا، پھر فرمایا لوگو! اعلان کر دو کہ جو شخص سامانِ خوراک لینا چاہے وہ آجائے، لوگ حاضر ہو گئے اور آنحضرت سے یہ چیزیں لینے لگے۔ لیکن آٹا، کھجوریں اور ستو ویسے کے ویسے موجود تھے ان میں سے نہ کوئی چیز کم ہوئی نہ زیادہ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے، ایک وادی میں تشریف لائے جس میں پہلے پانی موجود تھا

کی طرح کئے ہوئے تھا، اس سے مقصد رسول اللہ صلعم کی چال کا مذاق اڑانا تھا رسول اللہ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ ”ایسے ہی تم ہو جاؤ“ حکم کی یہی کیفیت ہو گئی، دونوں شانے حرکت کرتے تھے اور ہاتھ کمان کی طرح بیڑھے ہو گئے، پھر آنحضرت نے اس پر لعنت کی اور مدینہ سے نکال دیا، حضرت عثمان کی خلافت کے زمانے تک حکم مدینہ سے مطرود رہا، اپنی خلافت کے زمانے میں حضرت عثمان نے اسے مدینہ میں واپس بلا لیا اور اس کی عزت کی (۱۸) امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ شبِ معراج جبریل براق لے کر نازل ہوئے، براق چرخے سے چھوٹا اور دراز گوش سے بڑا تھا، اس پر یاقوت کے بزرگ کی زین کسی ہوتی تھی جبریل نے براق کو جنابِ خدیجہ کے دروازے پر بٹھرایا، رسول اللہ صلعم تشریف لائے، براق نے پسینے میں جبریل نے آکر کہا آرام کرو اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ ترین مخلوق کا فرد سوار ہو رہا ہے، براق آرام سے کھڑا ہو گیا، رسول اللہ رات کے وقت سوار ہو گئے، بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے، ایک بزرگ نے آپ کا استقبال کیا جبریل نے عرض کی یہ آپ کے باپ ابراہیم ہیں، ابراہیم علیہ السلام نے کہا تمام انبیاء بیت المقدس میں موجود ہیں جبریل نے اذان کہی، رسول اللہ آگے بڑھے اور تمام انبیاء کو نماز پڑھائی پھر امام محمد باقر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی اس آیت فان كنت في شك مما انزلنا اليك فسل الذين يقرؤن الكتاب من قبلك جو چیز تم پر نازل کی ہے اگر اس میں شک ہے تو ان لوگوں سے پوچھو جو تم سے پہلے کتاب کی تلاوت کرتے ہیں کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد انبیاء ہیں جو (بیت المقدس) میں جمع تھے، فلا تكونن من المسترين شك کرنے والوں میں نہ ہو جاؤ، رسول اللہ نے نہ شک کیا اور نہ ہی انبیاء سے سوال کیا ایک اور روایت میں ہے کہ براق نے رسول اللہ صلعم کو اس شرط پر سوار کیا کہ قیامت



## باب نمبر ۲

## امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؑ کے معجزات

①

علی علیہ السلام کی خدمت میں آپ کے اصحاب کی ایک جماعت حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی کہ مولیٰؑ کے وحی نے اپنے اصحاب کو دلائل، علامات، براہین اور معجزات دکھلائے اور حضرت عیسیٰؑ کے وحی نے بھی اپنے ماننے والوں کو یہ باتیں دکھلائیں، اگر آپ بھی ہمیں کوئی چیز دکھلاتے تو ہمیں اطمینان حاصل ہو جاتا، حضرت اسیات بھرتی کی طرف تشریف لائے اور خنیف زبان میں دعا فرمائی اور کہا: اپنی چادر کھول دو۔ بس اتنا کہنا تھا کہ ایک طرف باغات اور نہریں موجود ہو گئیں اور دوسری طرف آگ کی بیٹھلیں اور آگ موجود تھی، کچھ لوگوں نے کہا: جادو ہے جادو: کچھ لوگوں نے ثابت قدم رہ کر آپ کی تصدیق کی اور انکار نہ کیا۔

②

ایک مرد اور ایک عورت علی علیہ السلام کی خدمت میں اپنا جھگڑا لے کر آئے مرد نے عورت پر زیادتی کی، حضرت نے مرد سے فرمایا: مسخ ہو جا، اس کا سر کٹے کے سر کی طرح ہو گیا، یہ شخص خارجی تھا، خارجی کہنے لگا: آپ یہی حشر معاویہ کا کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا: تمہارا سر لئے ہلاکت ہو، اگر میں چاہوں تو معاویہ اپنے تختِ عیسیٰ میرے

لیکن اب خشک تھی، انہوں نے عرض کیا کہ اب تو اس وادی میں پانی نہیں ہے، آنحضرتؐ نے ترکش سے تیز نکالا اور ایک شخص سے کہا کہ اسے لے لو اور وادی کے اوپر ولے جھٹے پر گاڑ دو، اس شخص نے تیر جا کر گاڑ دیا، اور تیر کے ارد گرد بارہ چشمتے پانی کے پھوٹ پڑے یہ وادی کے اوپر کے جھٹے سے نیچے کی طرف بہ رہے تھے، لوگوں نے سیر ہو کر پانی پیا اور اپنے مشکیزے بھر لئے





پاس یہاں حاضر ہو جائے، اگر میں اللہ سے دعا کروں تو ایسا ہو جائے گا لیکن ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے خزانے میں، سونے چاندی کے نہیں، اللہ تعالیٰ کے اسرار کی تدبیر پر انکار نہیں ہے کیا یہ آیت نہیں پڑھی؟ بل عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول وہم بامرہ یعلمون ترجمہ! بلکہ عزت والے بندے ہیں اس سے بات میں پہل نہیں کرتے اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں، اگر مجھے معاویہ کے ہلاک کرنے کے بارے میں دعا کرنے کی اجازت دی جائے تو دعا کی قبولیت میں) ہرگز تاخیر نہ ہوگی۔

۳

ابو حمزہ علی بن حسین ع سے اور آپ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین علیہ السلام فرمایا کہ جس کسی سے رسول اللہ نے وعدہ کیا ہو یا اس کا رسول اللہ پر قرض ہو تو وہ میرے پاس آئے جو شخص قرض لینے والا یا وعدہ والا حضرت کی خدمت میں آتا آپ مصطلع اٹھاتے اور مطلوبہ چیز مصطلع کے نیچے پاتے اور طلب کرنے والے کے حوالے کرتے۔ ایک صاحب نے دوسرے سے کہا کہ اس سے تو ہمارا وقار ختم ہو رہا ہے۔

اول:- پھر کیا تدبیر کرنی چاہیے؟

دوم:- تم بھی اسی طرح اگر اعلان کر دو جس طرح وہ کرتے ہیں تو تم بھی وہی چیز پاؤ گے۔ چنانچہ اول نے اعلان کر دیا۔ امیر المؤمنین کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ عنقریب بولشیمان ہوگا۔ چنانچہ اول کی خدمت میں صبح کو ایک اعرابی حاضر ہوا۔ وہ جماعت مہاجرین انصار میں بیٹھا تھا۔ اعرابی نے کہا تم میں سے رسول اللہ کا وصی کون ہے، اول کی طرف اشارہ کیا گیا فقال انت وصی رسول اللہ وخلیفہ قال نعم فاشاء قال فہلم الشہانین الناقۃ انتی حسن لہ رسول اللہ۔ رسول اللہ کے وصی اور خلیفہ تم ہو؟ کہا ہاں

میں ہوں، تم کیا چاہتے ہو؟ کہا رسول اللہ صلعم نے اسی اونٹنیوں کا مجھ سے وعدہ کیا تھا وہ میرے حوالے کر دو۔

اول:- کس قسم کی اونٹنیاں مطلوب ہیں؟

اعرابی:- رسول اللہ نے سرمی آنکھوں والی سرخ رنگ کی اسی اونٹنیوں کا وعدہ کیا تھا۔

اول:- (دوم سے) اب کیا کروں؟

دوم:- اعرابی جاہل ہے، اس سے گواہ طلب کر دو۔

اول:- (اعرابی سے) اس بات پر گواہ پیش کر دو۔

اعرابی: مجھ سے رسول اللہ کے وعدہ پر گواہ طلب کرتے ہو، خدا کی قسم ما انت وصی رسول اللہ وخلیفہ تم نہ ہی رسول اللہ کے وصی ہو نہ ہی آپ کے خلیفہ یہ واقعہ دیکھ کر حضرت سلمان فارسی ٹکڑے ہو گئے اور اعرابی سے کہا میرے ساتھ چلے آؤ، میں رسول اللہ کے وصی کی طرف لے چلتا ہوں، اعرابی ساتھ ہو گیا۔

امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا

اعرابی:- آپ رسول اللہ کے وصی ہیں؟

امیر المؤمنین:- ہاں میں رسول اللہ کا وصی ہوں، کیا چاہتے ہو؟

اعرابی:- رسول اللہ نے اسی سرمی آنکھوں والی سرخ اونٹنیوں کا مجھ سے وعدہ کیا تھا، وہ لائیے

امیر المؤمنین:- کیا تم مع خاندان کے مسلمان ہو گئے ہو؟

یہ سنتے ہی اعرابی حضرت کے قدموں میں گر پڑا اور حضرت کے ہاتھوں کو بوسے



علیہ السلام نے آیت ”اذلزلت الارض زلزالها“ ترجمہ: جب زمین میں زلزلے آئیں گے، کو پڑھا، جب اس آیت پر پہنچے، قال الانسان ما لها يومئذ تحدث اخبارها، اس وقت ایک انسان زمین سے کہے گا اب تمہاری کیا حالت ہے؟ زمین اپنی حالت بتائے گی۔ امیر المؤمنینؑ نے فرمایا وہ انسان میں ہوں، جس سے زمین اپنی حالت بتائے گی، ابن کوآن نے امیر المؤمنینؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کی اس آیت کا کیا مطلب ہے وعلی الاعراف رجال يعرفون کلیٰ بسماهم اعراف پر کچھ لوگ ہوں گے جو ہر شخص کو اس کی پیشانی سے پہچانتے ہوں گے، فرمایا اعراف والے آدمی ہم لوگ ہیں، ہم اپنے انصار کو ان کی پیشانیوں سے پہچانتے ہیں، اصحاب اعراف ہم لوگ ہیں، ہم جنت اور دوزخ کے درمیان قیام فرما ہوں گے، جس شخص نے ہمارا انکار کیا ہو گا، ہم اس کا انکار کر دیں گے، حضرت امیر المؤمنینؑ ابن کوآن کو ”مہائے لئے ہلاکت ہو“ کے الفاظ سے مخاطبہ مانتے تھے، کیونکہ ابن کوآن بنادٹی شیعہ تھا، نہروان کی جنگ میں ابن کوآن حضرت علیؑ کے خلاف لڑا تھا، ایک شخص امیر المؤمنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کیا کہ میں آپ کے دوست رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو، اس شخص نے عرض لی سبحان اللہ تو کیا کہ آپ میرے دل کی بات جانتے ہیں (حقیقت میں یہ شخص جھوٹا تھا)

ایک اور شخص امیر المؤمنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں اہلبیت کو دوست رکھتا ہوں، فرمایا تم لوگ جھوٹے ہو، ہمیں مجنٹ، دیوس ولد الزنا اور وہ شخص جس کا لطفہ حیض میں قرار پایا ہو، دوست نہیں رکھے گا۔ یہ شخص چلا گیا اور صفین کی لڑائی میں معاویہ کے ساتھ ہو کر امیر المؤمنینؑ سے لڑا

۵ عمرو بن الحمق سے روایت ہے کہ جس روز امیر المؤمنینؑ کو کوفہ میں ضربت

دینے لگا، وہ کہتا جاتا تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ رسول اللہ کے دسی لو خلیفہ ہیں اور یہی شرط میرے اور رسول اللہ کے درمیان قرار پائی تھی، ہم لوگ تمام کے تمام مسلمان ہو گئے۔

فقال علیٰ یا حسن اطلق انت وسمان مع هذا الاعرابی الی وادی فلان فنادیایا صالح فلذا اجابك فقل ان امیر المؤمنین یقرام عیبت السلام ویقول لك سلم الثمانین الناقه التي ضمنها رسول الله لهذا الاعرابی علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اے حسنؑ فلاں وادی میں سلمان کے ساتھ چلے جاؤ اور اعلان کرو کہ اے صالحؑ جب جواب دیں تو ان سے کہو کہ امیر المؤمنینؑ سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ وہ اسی اونٹنیاں پیش کیجے جن کا وعدہ رسول اللہ نے اس اعرابی سے کیا تھا۔

فرضینا الی الوادی فنادی الحسن یا صالح اجابه لبیک یا بن رسول الله فادی الیه رساله امیر المؤمنین فقال السمع والطاعة فلم یلبث ان خرج الینا زمام ناقه من الارض فاخذ الحسن زمامها فناده الاعرابی وقال فخلعت النوق تخرج حتی اکملت الثمانین الناقه علی الصفة، ہم وادی کی طرف چلے گئے، امام حسنؑ نے آواز دی ”اے صالحؑ“ جواب آیا، ”حاضر ہوں اے فرزند رسولؐ“ امام حسنؑ نے امیر المؤمنینؑ کا پیغام دیا، عرض کیا بسوچتم تعمیل کے لئے حاضر ہوں، اس وقت نین سے اونٹنیوں کی ایک جہار باہر نکلی، امام حسنؑ نے جہار اعرابی کے ہاتھ میں دی اور فرمایا لے جاؤ، بعینہ اسی قسم کی اونٹنیاں زمین سے نکلتی شروع ہوئیں حتیٰ کہ انہی کی تعداد میں مکمل زمین سے باہر آ گئیں۔

۴

البحرہ شمالی امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنینؑ



نہ چھان بین کی، میں پتھر کو تلاش کرنے لگا۔ حتیٰ کہ میں نے پرندے کو پھرتے ہوئے دیکھا کہ انسانی جسم کا چوتھا حصہ اس کے پاس ہے اور وہ پتھر پر بیٹھ گیا۔ میں اس کے مقابل میں پوشیدہ ہو گیا۔ وہ انسانی جسم کے چار حصوں کو ایک ایک کر کے لایا۔ انہیں جوڑا اور اڑ کر چلا گیا۔ اور وہ آدمی کھڑا ہو گیا۔ میں اس کے قریب گیا اور پوچھا کہ تم کون ہو؟ یہ سن کر وہ خاموش ہو گیا۔ میں نے کہا اس ذات کی قسم جس نے تجھے پیدا کیا۔ تم کون ہو؟ کہا "میں ابن ملجم ہوں۔ پوچھا: تم نے کیا گناہ کیا ہے؟ کہا: میں نے علی بن ابی طالب کو قتل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پرندہ کو مجھ پر مسلط کیا ہے۔ وہ روز مجھے قتل کرتا ہے۔ ابھی وہ مجھ سے باتیں کر رہا تھا کہ پرندہ اس پر ٹوٹ پڑا اور ضرب لگائی۔ اس کے جسم کا چوتھا حصہ لے کر اڑ گیا۔ پھر آیا اور چوتھا حصہ لے گیا۔ آخر کار تمام حصہ لے کر اڑ گیا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا علی کون شخص ہے؟ کہا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم اور وصی ہیں۔"

(۷)

مرحب کو اس کی دایہ نے آگاہ کیا کہ تم سے لڑنے والوں میں ایک شخص ایسا بھی ہو گا۔ جس کا نام حیدر ہو گا، اگر تم نے اس سے لڑائی کی تو ہلاک ہو جاؤ گے یہ بات دایہ نے کتب قدیم میں پڑھی تھی۔ جب قلعہ خیبر فتح نہ ہو سکا۔ تو لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں استدعا کی کہ مرحب کے مقابلہ میں حضرت علیؑ کو بھیجا جائے۔ حضرت علیؑ کی آنکھیں آشوب میں مبتلا تھیں۔ آنحضرتؐ نے آپ کی آنکھوں میں لعاب دمن لگایا، آپ کی آنکھیں صحیح و سالم ہو گئیں۔ فرمایا علیؑ! مجھے مرحب سے نجات دلاؤ، علیؑ مرحب کے پاس گئے۔ جب مرحب نے آپ کو دیکھا تو آپ کی طرف دوڑ کر آیا اور کہا: "انا الذی

لگی حضرت کی تکلیف کو دیکھ کر جناب ام کلثومؓ رونے لگیں، فرمایا اے ام کلثومؓ مجھے اذیت نہ دینا، تم وہ ہر چیز نہیں دیکھ سکتیں جس کو میں دیکھ رہا ہوں۔ سات آسمانوں کے فرشتے اور انبیاء ایک دوسرے کے پیچھے موجود ہیں اور کہتے ہیں کہ اے علیؑ ہماری طرف چلے آؤ۔ جن حالات میں تم موجود ہو اس سے آنے والے حالات میں تیرے لئے بہت بہتری ہے۔

(۶)

ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن عمرو کا بیان ہے کہ میں نے ابو القاسم حسن بن محمد معروف بن وفا کو کوفہ میں کہتے ہوئے سنا کہ میں مسجد حرام میں موجود تھا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا، مقام ابراہیم کے ارد گرد جمع ہیں، میں نے کہا کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا: ایک راہب آیا ہوا ہے، میں اس کے پاس گیا۔ وہ ایک شیخ پیکر تھے جن کے جسم پر اون کا جبہ اور ٹوپی تھی، وہ بڑے ڈیل ڈول والے تھے۔ مقام ابراہیم کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے، میں نے انہیں کہتے سنا کہ میں گر جاؤں میں بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے وہاں سے گزھ کی مانند ایک پرندے کو دیکھا جو سمندر کے کنارے پڑے ہوئے ایک پتھر پر آکر گر رہا ہے۔ اس انسان کے چوتھے حصے جسم کو اس پتھر پر پھینکا اور پھر اڑ کر چلا گیا۔ پھر واپس آیا اور انسان کے چوتھے حصے جسم کو پتھر پر پھینک کر واپس چلا گیا۔ پھر جسم انسانی کا چوتھا حصہ لایا اور پھینک کر واپس اڑ گیا۔ آخر کار چوتھا حصہ لایا، ان چاروں حصوں کو جوڑ دیا۔ ان سے ایک انسان بن کر کھڑا ہو گیا۔ میں یہ دیکھ کر تعجب میں پڑ گیا۔ پھر وہ پرندہ اس انسان پر ٹوٹ پڑا اسے ایک ضرب لگائی اور اس کے جسم کا چوتھا حصہ لے کر اڑ گیا، اسی طرح پے در پے بقیہ تینوں حصے بھی لے کر اڑ گیا۔ میں متفکر تھا اور افسوس بھی کر رہا تھا کہ میں نے اس بارے میں



ستقی امتی موجب میں وہ ہوں جس کا نام اس کی ماں نے مرحب رکھا ہے۔“ علی علیہ السلام نے فرمایا: ”انا الذی ستقی امتی حمید۔“ میں وہ ہوں جس کا نام اس کی ماں نے حیدر اژدر کے دو کمرے کرنے والا رکھا ہے۔“ مرحب نے جب حیدر کا نام سنا تو بھاگ گیا، کیونکہ اسے دایہ نے حیدر کے نام سے ڈرایا تھا۔ ایسی نے انسانی شکل میں آکر کہا: ”کہاں جاتے ہو؟“ کہا: ”میں اس شخص سے ڈرتا ہوں جس کا نام حیدر ہے۔“ کہا: ”حیدر دنیا میں بہت ہیں یہ وہ حیدر نہیں ہیں جن سے تم ڈرتے ہو۔ واپس جاؤ۔ ممکن ہے تم اس کو قتل کر دو اور میں تمہاری امداد کرتا ہوں۔“ امیر المؤمنین نے اسے فی النار والسقر کر دیا۔

۸

اصبح بن نباتہ سے روایت ہے کہ ہم امیر المؤمنین علیہ السلام کے چچے جارہے تھے اور ہمارے ساتھ قریش کا ایک آدمی بھی تھا۔ امیر المؤمنین کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آپ نے بہادروں کو قتل کیا، بچوں کو قتل کیا اور آپ نے ایسے ایسے کام کئے۔ یہ سن کر حضرت نے فرمایا: ”مسخ ہو جائے کتے۔“ وہ شخص سیاہ کتے کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ حضرت سے پناہ لیتا تھا اور دم مارتا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت کو اس پر رحم آگیا اپنے ہونٹوں کو حرکت دی، پہلے کی طرح وہ انسانی شکل میں تبدیل ہو گیا، لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: ”اے امیر المؤمنین! آپ جب یہ کام کر سکتے ہیں اور معاویہ آپ کو بار بار لٹکا رہا ہے۔ اس کا خاتمہ کیوں نہیں کرتے؟“ فرمایا: ”ہم مکرم بندے ہیں، ہم قتل سے سبقت نہیں کرتے، اللہ کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔“

۹

علی بن ہارون بنجہم کا بیان ہے کہ خلیفہ راضی بہت دفعہ اس بات پر میرے ساتھ

جھگڑا کیا کرتا تھا کہ علی بن ابی طالب غلطی پر تھے، آپ نے معاویہ کے معاملے میں تدبیر سے کام نہیں لیا، میں نے اس پر رجعت واضح کر دی کہ غلطی کا جملہ علی کی شان میں کہنا ناپائیدار ہے، جو کچھ حضرت نے کام کیا وہ درست ہے، وہ میری اس بات کو نہیں مانتا تھا۔ ایک روز بیمارے پاس آکر کہنے لگا کہ اس بارے میں زیادہ غور و فکر کی ضرورت نہیں ہے۔ اس نے سنایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں گھر کے باہر ہوں اور میرے سامنے ایک شخص پیش ہوا جس کا سر کتے کے سر کی طرح تھا، اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا گیا کہ یہ وہ شخص ہے جو معاویہ کے مقابل میں علی بن ابی طالب کو خطا کا تصور کرتا تھا، بس میں سمجھ گیا کہ یہ شخص میرے لئے اور مجھ ایسے لوگوں کے لئے عبرت تھا اور میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں۔

۱۰

ابن ابوسعید سے روایت ہے کہ ہم لوگ علی علیہ السلام کے ساتھ حنین کی طرف جارہے تھے، ہمارا گزر کر بلا کی زمین سے ہوا، فرمایا یہ جگہ حنین اور آپ کے اصحاب کی ہے پھر ہم ایک راہب کے گرجے میں پہنچے۔ لوگوں کا پیاس کی شدت سے برا حال ہو رہا تھا۔ انہوں نے اس بات کی علی علیہ السلام سے شکایت کی، آپ ایسے راستے سے تشریف لے جا رہے تھے جہاں پانی میسر نہ ہوتا تھا، ہم راہب کے پاس پہنچے، اسے آواز دی۔ وہ حضرت کے سامنے ظاہر ہوا، فرمایا: ”کیا تیرے گرجے کے قریب کہیں پانی ہے؟“ عرض کیا: ”کیں پانی نہیں ہے۔“ حضرت ایک ریتلے مقام پر اترے، لوگوں کو ریت کھودنے کا حکم دیا، انہوں نے نیچے ایک سفید پتھر موجود پایا، تین آدمیوں نے مل کر اسے ہلانا چاہا، لیکن ہلا نہ سکے علی علیہ السلام نے فرمایا ہٹ جاؤ۔ میں ہی اسے ہٹاؤں گا۔ دایاں ہاتھ پتھر کے نیچے ڈالا اور اس کو اکھاڑ دیا، لوگوں نے پتھر کو حضرت کے ہاتھ میں دیکھا اسے ایک طرف رکھ دیا،



گئے۔ وہ مجھ سے کہے گا کہ اب تو رات سے بیزاری کو دے میں کہوں گا۔ "خدا کی قسم میں یہ کام نہیں کروں گا، اس میں بھلائی نہیں ہے۔" مجھے عمر بن حریث کے دروازے پر سولی پر لٹکا دے گا چوتھے روز میرے نھنوں سے خون جاری ہو جائے گا، جب سولی پر لٹکے ہوئے میثم کی یہ حالت ہو گئی تو میثم نے لوگوں سے کہا: "سلو فی واللہ لا خبوتکم ہما یحون من الفتن و محمد بنی امیہ، مجھ سے دریافت کرو خدا کی قسم میں آئینوالے فتنوں اور بنی امیہ کے برے کاموں سے تمہیں ضرور آگاہ کر دوں گا۔ راوی کا بیان ہے جب میثم نے لوگوں کو فتنوں کے متعلق آگاہ کیا تو داعی (ابن زیاد) نے ایک شخص کو روانہ کیا، اس نے میثم کے منہ میں لجام ڈال دی، میثم پہلے شخص تھے جن کو سولی کی حالت میں بھام دی گئی۔

۱۲

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ حضرت عمر آپ کے شیعوں کا ذکر کرتے ہیں، آپ سے حضرت علی کی ملاقات مدینہ کے ایک باغ میں ہو گئی، حضرت کے ہاتھ میں کمان تھی، فرمایا: "مجھے معلوم ہوا کہ آپ میرے شیعوں کا ذکر کرتے ہیں، حضرت نے کمان کو زمین پر پھینک دیا، وہ اونٹ کی مانند اڑ دیا بن گئی اور حضرت عمر کی طرف نگلنے کے لیے بڑھی، آپ نے چلا کر کہا: "اللہ اللہ ابوالحسن" التبی اور زاری شروع کر دی، حضرت نے اڑ دے پر ہاتھ مارا، وہ پہلے کس طرح کمان ہو گیا، حضرت عمر مغرب ہو کر گھر واپس چلے گئے، حضرت سلمان کا بیان ہے کہ رات کے وقت مجھے علی علیہ السلام نے بلایا اور فرمایا کہ عمر کے پاس چلے جاؤ، ان کے پاس مشرق کے علاقہ سے مال آیا ہے جس کو ان کے سوا اور کوئی شخص نہیں جانتا، وہ اسے رکھنا چاہتے ہیں

اس کے نیچے چشمہ موجود تھا، جو خوشگوار پانی سے زیادہ شفاف اور شربت سے زیادہ میٹھا تھا، لوگوں نے سیر ہو کر پانی پیا اور جانوروں کو پلایا اور جمع کر لیا، پھر پتھر کو اسی جگہ رکھ دیا، ریت کو پہلے کی طرح اس پر ڈال دیا، راہب حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا، عرض کیا کہ میرے باپ نے میرے دادا کے حوالے سے آگاہ کیا جو حضرت علی کے حواری تھے کہ اس ریت کے نیچے پانی کا ایک چشمہ ہے جو نبی یابی کا وحی ظاہر کرے گا، علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے اپنی صحبت میں رہنے کا شرف عطا فرمائیے؟ فرمایا: "میرے ساتھ رہو" حضرت نے اس کے حق میں دعا فرمائی، لیلة الہدیہ میں راہب شہید ہوا، اپنے ہاتھ سے دفن کیا، فرمایا: "گویا کہ میں اسے جنت میں دیکھ رہا ہوں اور میں اس کے وہ دسبے بھی دیکھ رہا ہوں جن سے اسے اللہ تعالیٰ نے نوازا ہے۔"

۱۱

عمران اپنے باپ میثم تمار سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز مجھے امیر المؤمنین علی بن ابی طالب نے بلایا اور فرمایا، اس وقت تمہاری کیا حالت ہو گی جب بنو امیہ کا ایک شخص تجھے بلانے گا، اور مجھ سے برأت کر لے کو کہے گا، میں نے عرض کی کہ آپ سے ہرگز برأت نہیں کروں گا، فرمایا: "خدا کی قسم ضرور وہ تجھے قتل کر کے سولی پر لٹکائے گا، میں نے عرض کی کہ میں صبر سے کام لوں گا، میرے نزدیک یہ بات اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیچ ہے، فرمایا: "یقیناً تم میرے ساتھ جنت میں ہو گے، میثم نے اپنے بیٹے عمران سے کہا کہ بنو امیہ کا داعی مجھے بلاتا ہے اور تم سے میرے بارے میں مطالبہ کرتا ہے اور تم کہتے ہو وہ تو مکہ میں موجود ہیں وہ تم سے کہتا ہے کہ اسے ضرور میرے حوالے کر دو جہاں کہیں بھی ہو، تم قادسیہ کی طرف چلے جاؤ گے، وہاں قیام کر دو گے، میں مکہ سے تمہارے پاس آ جاؤں گا، تم مجھے لے کر اس کے پاس جاؤ



آخری حصہ کو اٹھانا، پہلے حصے کو فرشتے اٹھائیں گے، فرمایا مجھے وہاں دفن کر دینا اور میری قبر مٹا دینا، حضرت کو نبوتیہ کے کہ تو توں کا علم تھا، فرمایا، چلتے رہنا آخر کار تمہیں ایک سفید پتھر ملے گا جس سے نور چمکتا ہوگا، وہاں قبر کھودنا، ایک تختہ ملے گا جس پر لکھا ہوا ہوگا کہ یہ قبر نوحؑ نے علی بن ابی طالب کے لئے کھودی ہے، حسینؑ نے حضرت کے حکم کی بجا آوری کی آپ کو دفن کر کے آپ کی قبر کے نشان مٹا دیئے، حضرت کی قبر لگانا مخفی رہی، حتیٰ کہ امام جعفر بن محمد علیہما السلام نے خلافت عباسیہ کے زمانے میں بتائی، ایک روز غلیبہ ہارون الرشید شکار کو گیا، اس کے شکار یوں نے بازو اور کتوں کو ہرنوں پر چھوڑ دیا، ہرنوں نے دوڑ کر جھاڑیوں میں پناہ لی، کتے اور بازو لوٹ آئے، ہرن جھاڑیوں سے پھر نمودار ہوئے، کتوں اور بازو کو پھر چھوڑ گیا، ہرن پھر جھاڑیوں میں جا چھپے، کتے اور بازو پس آگئے، ایسا تین مرتبہ ہوا، ہارون الرشید یہ دیکھ کر حیران و شہرہ رہ گیا، ہوا سد کے ایک شخص سے پوچھا یہ جھاڑیاں کیا چیز ہیں؟ اس نے کہا اگر بتا دوں تو اماں ملے گی، کہا، ہاں، کہا یہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کی قبر کی جگہ ہے، ہارون الرشید نے وضو کیا، نماز پڑھی اور دعا مانگی انہیں جھاڑیوں میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے حضرت علی علیہ السلام کی قبر کو ظاہر کیا۔

تم جاکر کہو کہ علیؑ کہتے ہیں کہ جو مال تمہارے پاس مشرق سے آیا ہے اسے مستحقوں میں تقسیم کر دو۔ ورنہ میں یہ راز فاش کر دوں گا، سلمانؓ نے کہا کہ میں ان کے پاس گیا اور پیغام پہنچا دیا کہا: "مجھے بتاؤ تمہارے صاحب کو اس بات کا کیسے علم ہو گیا؟ میں نے کہا کیا ایسی باتیں آپ سے پوشیدہ رہ سکتی ہیں؟ کہا: سلمان! ایک بات میری ضرورت مان لو، علیؑ جادوگر معلوم ہوتے ہیں اور مجھے تو ان سے ڈر لگتا رہتا ہے، مناسب یہی ہے کہ تم ان کو چھوڑ دو اور میرے گروہ میں شامل ہو جاؤ، میں نے کہا یہ نامناسب ہے، علیؑ تو اسرار نبوت کے وارث ہیں، میں نے تو آپ سے زیادہ باتوں کا مشاہدہ کیا ہے، پھر انہوں نے کہا ان کے پاس چلے جاؤ اور ان سے کہو کہ میں آپ کا حکم بسر و چشم بجالاؤں گا میں علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا میں اس بات حیرت کے بارے میں بتاؤں جو تمہارے درمیان ہوئی تھی، میں نے عرض کی آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں، آپ نے وہ پوری گفتگو بتادی، جو ہمارے درمیان ہوئی تھی پھر فرمایا: "اثر ہے کا خوف مرنے دم تک ان کے دل میں باقی رہے گا۔"

(۱۳)

امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ میرے چہرے سے غبار صاف کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں: "علیؑ تم پر ہرج نہیں، علیؑ تم پر ہرج نہیں، تم نے اپنی ذمہ داری کو پوری طرح نبھایا۔" تین دن کے بعد آپ پر تلوار کا وار لگا، پھر فرمایا میں نے رسول اللہ کو خواب میں دیکھا ہے اور میں نے آپ کی خدمت میں نبوتیہ کے مظالم کا شکوہ کیا ہے اور رو پڑا ہوں، فرمایا گریہ نہ کرو۔۔۔ پھر امام حسنؑ اور حسینؑ سے فرمایا جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھے عریٰ کی طرف اٹھا کر لے جانا جو کوذ کے خف میں واقع ہے، میرے جنازے کے تابوت کے



# باب نمبر ۳

## حضرت امام حسن علیہ السلام کے معجزات

(۱)

معاویہ سے عمرو بن عاص نے کہا: حسن بن علی علیہما السلام خیا دالے انسان ہیں اگر آپ منبر پر تشریف لے جائیں اور لوگ آپ کو دیکھیں تو آپ شرما جائیں گے اور خطبہ کہنا چھوڑ دیں گے، امام حسنؑ سے خطبہ کہنے کو کہیں، معاویہ نے عرض کی کہ ابو محمد آپ منبر پر تشریف لے جائیں اور میں نصیحت فرمائیں، حضرتؑ نے منبر پر جا کر کہا: اے لوگو! جو شخص مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے اسے معلوم ہونا چاہیے کہ میں حسن بن علی بن ابی طالب ہوں۔ میں رسول اللہ کی بیٹی فاطمہؑ سیدۃ النساء کا بیٹا ہوں، میں رسول اللہ کا فرزند ہوں، میں اللہ کے نبی کا بیٹا ہوں، میں سراج منیرؑ کا بیٹا ہوں۔ میں بشیر و نذیر کا فرزند ہوں، میں اس کا فرزند ہوں جو عالمین کے لئے رحمت تھا، میں اس کا بیٹا ہوں جو تمام انسانوں اور جنات کے لئے بھیجا گیا۔ میں اس کا فرزند ہوں جو اللہ کے رسول کے بعد تمام مخلوق سے افضل تھے۔ میں صاحب فضائل، معجزات اور دلائل کا نورِ حتم ہوں۔ میں امیر المؤمنین کا فرزند ہوں۔ میں اس کا فرزند ہوں جس کو حق سے محروم رکھا گیا، میں جو انسان جنت کے سرداروں میں سے ایک ہوں، میں رکن و مقام کا بیٹا ہوں میں میکائیل منی کا فرزند ہوں۔ میں مشعر اور عرفات کا بیٹا ہوں، میں شیفع اور شفیع کا بیٹا ہوں، میں

اس کا بیٹا ہوں جس کے ساتھ مل کر فرشتوں نے جہاد کیا۔ میں اس کا بیٹا ہوں جس کے آگے قریش جھک گئے۔ میں امام المخلق کا بیٹا ہوں، میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہوں معاویہ کو غوثِ لاحق ہوا کہ کہیں لوگ امام حسنؑ کے گرد دیدہ نہ ہو جائیں۔ عرض کیا، اے ابو محمد! نیچے تشریف لائیے جتنا بیان ہو چکا وہ کافی ہے۔

حضرت نیچے تشریف لائے، معاویہ نے کہا، آپ کا خیال ہے کہ آپ محقریب خلیفہ ہو جائیں، آپ اور یہ چیز، امام حسنؑ نے فرمایا، خلیفہ وہ ہوتا ہے جو کتابِ خدا و سنت رسولؐ کا عامل ہو، نہ وہ شخص جو ظلم و جور کا بانی ہو، سنت کو معطل کر رہا ہو، دنیا کو ماں باپ بنا رکھا ہو، ملک کا مانک ہو، جب جس سے تھوڑا فائدہ اٹھائے گا۔ دنیا کی لذت غم ہو جائے گی، لیکن اس نے وہاں سر پر قائم ہوں گے۔ اس مجلس میں بنو امیہ کا ایک آدمی موجود تھا جو نوجوان تھا۔ وہ امام حسنؑ سے کہو اس کرنے لگا، آپ کو اور آپ کے والد کو بڑھ کر سب دشمن کئے، امام حسنؑ نے فرمایا اے معبود! اس سے نعمت چھین لے اور اسے عورت بنادے تاکہ اس کے ذریعہ عبرت ہو۔ اس نے اپنے آپ کو دیکھی تو وہ عورت بن چکا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کی فرج کو عورت کی فرج میں تبدیل کر دیا تھا۔ اس کی ڈاڑھی گر گئی تھی، امام حسن علیہ السلام نے فرمایا، تم مردوں کی مجلس میں کیوں بیٹھے ہو تم تو عورت ہو، امام حسنؑ تھوڑی دیر خاموش رہے۔ پھر اس کا کپڑا اٹھایا تاکہ اٹھ کر پید بنا ابن عاص نے کہا تشریف رکھئے میں آپ سے سوال کرنا ہوں، فرمایا، جو مرضی چاہے پوچھو، کہا، فرمائیے کرم، بخت اور مردت کیا چیز ہے، فرمایا کرم پر میز گاری کی طرح مشہور ہے۔ سوال کرنے سے پہلے دینے کا نام کرم ہے، بخت کے معانی حرام چیزوں سے دور رہنا اور ناگوار باتوں کے وقت صبر کرنا ہے۔ مردت دین کی حفاظت اور



ہوا۔ فرزند کی ولادت کی وجہ سے حضرت کو دعائے خیر دی، حضرت نے تیل پاؤں پر ملا۔  
جب تک دم زائل نہ ہوا آپ اپنی جگہ سے نہ اٹھے۔

۳

امام حسن علیہ السلام نے اپنے اہل بیت سے فرمایا، میں زہر سے شہید کیا جاؤں گا، جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا ایسا کام کون کرے گا؟ فرمایا میری بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس یہ کام کرے گی، معاویہ اسے جال میں پھنسا کر یہ کام کرائے گا۔ عرض کی اسے گھر سے نکال دیجئے اور اپنے سے دور فرمائیے، فرمایا کس ٹرڈ اسے گھر سے نکال سکتا ہوں، اس کے سوا مجھے اور کوئی قتل نہیں کرے گا (نکلنے کی موت میں، اسے لوگوں سے کہنے کا بہانہ بھی مل جائے گا کہ امام کو میں نے زہر نہیں دیا) تھوڑے عرصہ بعد معاویہ نے بعد کے پاس کافی مال بھیجا اور اسے اس بات کی تائید دی کہ تجھے ایک لاکھ دس سو روپیہ دیں گے، اس کے علاوہ ایک جاگیر بھی عطا ہوگی اور نیزیہ سے تیری شادی بھی کر دی جائے گی زہرا کو وراثت بھیجا کہ یہ امام حسن کو چلا دو، ایک دن امام حسن علیہ السلام گھر میں تشریف لائے، آپ روزہ کی حالت میں تھے، دن سخت گرم تھا، افطار کے وقت جعدہ نے دودھ کا پیالہ دیا، اس میں زہر ملا دیا، حضرت نے اسے پیا اور فرمایا، اے اللہ کی دشمن تو نے مجھے قتل کر دیا۔ خدا تجھے قتل کرے اور تجھے بھلائی کا دیکھنا نصیب نہ ہو، تجھے دھوکہ دیا گیا ہے۔ تیرے ساتھ مذاق ہوا ہے، وہ تجھے خراب کرے گا۔ اس کے بعد حضرت دو روز زندہ رہ کر انتقال فرما گئے، معاویہ نے پناہ وعدہ پورا نہ کیا اور جعدہ سے بے وفائی کی۔

شخصت سے نفس کو بچانا اور اسلام پھیلانے کا نام ہے، حضرت اٹھ کر چلے گئے، معاویہ عمر و عاص سے ناراض ہو گیا، کہا کہ تم شام والوں کو خراب کر دیا ہے۔ عمرو نے کہا تمہیں اہل شام مبارک ہوں، مگر یاد رکھو کہ ایمان اور دین کی محبت سے تمہیں محبت نہیں کرتے وہ اس دنیا کی وجہ سے تمہیں چاہتے ہیں۔ جو تم انہیں عطا کرتے ہو۔ تلوار اور مال تمہارے قبضہ میں ہے۔ اموی نو جوان کے عورت ہو جانے کا قصہ سارے شہر میں مشہور ہو گیا۔ اس جوان کی عورت امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ گریہ و زاری شروع کر دی۔ حضرت کو اس عورت پر رحم آگیا، آپ نے دعا کی وہ شخص پہلے کی طرح ہو گیا۔

۲

امام حسن علیہ السلام مکہ سے مدینہ کی طرف پیدل جا رہے تھے، آپ کے پاؤں متورم ہو گئے، عرض کیا اگر آپ سواری پر سوار ہو جائیں تو درمے سکون حاصل ہو گا فرمایا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ ہو گا کہ جب ہم منزل پر وارد ہوں گے تو ایک حبشی حاضر ہو گا اس کے پاس تیل ہو گا جو درم کو ٹھیک کر دے گا، یہ تیل اس سے خرید لینا، کئی میل چلنے کے بعد حبشی سے ملاقات ہو گئی، حضرت نے اپنے غلام سے کہا، حبشی کو قیمت ادا کر کے تیل خرید لو۔ حبشی نے کہا کس کے لئے تیل لیتے ہو؟ کہا، حسن بن علی بن ابی طالب کی خاطر، کہا مجھے ان کی خدمت میں لے چلو۔ حبشی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی اے رسول اللہ کے فرزند آپ کا غلام ہوں، میں قیمت نہیں لوں گا، میرے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ مجھے فرزند عطا کرے جو اہل بیت رسول کو دوست رکھے۔ میں اپنی عورت کو دروزہ کی حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں، فرمایا جاؤ اللہ تعالیٰ نے تمہیں خوبصورت فرزند عطا کیا ہے۔ حبشی فوراً اپنی عورت کے پاس آیا، دیکھا کہ وہ خوبصورت بچہ جنم لیتی ہے، پھر حبشی امام حسن کی خدمت میں حاضر



# باب نمبر ۴

## امام حسینؑ کے معجزات

### ۱

یحییٰ بن ام طویل کا بیان ہے کہ میں امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا، حضرت کی خدمت میں ایک نوجوان روتا ہوا حاضر ہوا، امام حسین علیہ السلام نے پوچھا کیوں روتے ہو، عرض کی کہ میری والدہ اس وقت فوت ہو گئی ہے اس کے پاس مال تھا اس بارے میں اس نے کوئی وصیت نہیں کی اور مجھے آگاہ کیا تھا کہ میں مال میں اس وقت تک کوئی چیز نہیں بتاؤں گی جب تک میں آپ کی خدمت میں اس کی موت کی اطلاع نہ کر دوں، امام حسین علیہ السلام نے کہا کہ چلو اس حرمہ کے پاس چلیں، ہم حضرت کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے، گھر کے دروازے کے پاس پہنچے جس میں عورت موجود تھی، حضرت نے اس کے حق میں دعا کی تاکہ وہ زندہ ہو کر وصیت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کر دیا، وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور کلمہ شہادت پڑھا۔ امام حسین علیہ السلام کی طرف دیکھ کر عرض کی، مولا! گھر میں تشریف لائیے۔ مجھے اپنے ام کے بارے میں حکم کیجئے، حضرت اندر تعریف لے گئے، فرمایا خدا تم پر رحم کرے، وصیت کرو، عرض کی اے اللہ کے رسول کے فرزند! میرے پاس فلاں فلاں مال موجود ہے، اور فلاں فلاں جگہ رکھا ہے۔ میں نے مال کے تین حصے کئے ہیں۔ ایک حصہ جناب کا ہے جہاں چاہیں صرف فرمائیں، باقی دو حصے میرے

۴

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ امام حسن علیہ السلام اپنی وفات کے وقت رو پڑے اور فرمایا کہ مجھے ایک عظیم اور بڑا ہولناک حادثہ درپیش ہے۔ میں ایسے امر سے کبھی دریغ نہیں ہوا، پھر وصیت فرمائی کہ مجھے بقیع میں دفن کیا جائے، فرمایا اے بھائی حسینؑ! میرا جنازہ نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر لے جانا تاکہ میں عہد کی تجدید کر سکوں، پھر مجھے وہاں میری دادی فاطمہ بنت اسدؑ کی قبر کی طرف لے جانا اور مجھے وہاں دفن کر دینا، غنقریب تمہیں معلوم ہو گا کہ قوم کا یہ خیال ہو گا کہ آپ لوگ مجھے رسول اللہ کے پاس دفن کرنا چاہتے ہیں، تم لوگوں کو زبردستی منع کریں گے، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ میرے پاس سے اپنے خون کو نہ جلانا، غسل و کفن کے بعد امام حسن علیہ السلام کا جنازہ تابوت میں رکھ کر اٹھایا گیا آپ کا جنازہ آپ کے نانا رسول اللہ کی قبر کی طرف لے جایا گیا تاکہ عہد کی تجدید ہو سکے، مرقن بن حکم بنو امیہ کے آدمی لے کر آگیا اور کہا کہ عثمان تو مدینہ کے انتہائی کونے میں دفن ہوں اور حسنؑ رسول اللہ کے ساتھ دفن ہوں یہ ہرگز نہیں ہو سکتا، بی بی عائشہ خنجر پر سوار ہو کر آگئیں اور کہنے لگیں کہ ”میں اس شخص کو اپنے گھر میں دفن نہیں ہونے دوں گی جس کو.....“ ابن عباسؓ نے مروان سے کہا کہ تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ، ہم امام حسنؑ کو یہاں دفن نہیں کریں گے، آپ اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت سے اور لوگوں سے زیادہ عالم اور عارف تھے، آپ پر اس طرح ہجوم ہو گیا ہے جس طرح آپ کے غیر پر اس کی مرضی کے خلاف اس کے گھر میں ہجوم کر دیا گیا تھا، تم چلے جاؤ، ہم آپ کو بقیع میں آپ کی وصیت کے مطابق دفن کریں گے۔ بی بی عائشہ سے فرمایا، انھوں نے ایک روز جہل والہ تھا اور ایک روز خنجر والا ہے.....“



عرض کیا فرزند رسول آپ ان کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں، جس طرح تمہیں جانتا ہوں یہ ان میں سے ہے۔ حضرت نے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا جو حاکم کے سامنے کھڑا ہوا تھا، اس نے کہا آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں ان میں سے ہوں، امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اگر میں ٹھیک ٹھیک بتا دوں تو تم میری تصدیق کر دو گے، کہا خدا کی قسم میں ضرور آپ کی تصدیق کر دوں گا، فرمایا جب تم چلے تو تمہارے ساتھ فلاں فلاں آدمی تھا، حضرت نے تمام کے نام لئے، فرمایا چار مدینے کے غلام ہیں، باقی مدینے کے اور لوگ ہیں، حاکم نے غلام سے کہا ٹھیک ٹھیک بتا دوں کوڑوں سے تیرے گوشت کبہ بڑے پر بڑے کر دوں گا، اس نے کہا خدا کی قسم حسینؑ نے جھوٹ نہیں کہا بلکہ سچ فرمایا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہمارے ساتھ تھے، حاکم نے تمام لوگوں کو طلب کیا اور سب نے جرم کا اقرار کیا اور ان کی گردنیں اڑا دی گئیں۔

۴

ایک شخص امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی کہ فلاں عورت کے بکے میں آپ سے مشورہ لیتا ہوں، فرمایا میں اس بات کو پسند نہیں کرتا، عورت اور مرد دونوں مال دار تھے، اس نے امام کے مشورے کی مخالفت کر کے عورت سے شادی کر لی، تھوڑے عرصے بعد جدائی ہو گئی، امام نے فرمایا اس کا راستہ تیرے خلاف تھا، اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں تجھے اس سے بہتر عورت عطا کرے گا، تم فلاں عورت سے عقد کر لو، ایک سال کے اندر وہ شخص بہت مالدار ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے فرزند عطا کیا، اس نے اس عورت کو بہتر پایا۔

۵

امام حسین علیہ السلام کی ولادت کے وقت اللہ تعالیٰ نے جبریلؑ کو حکم دیا کہ فرشتوں

فرزند کے ہیں، مجھے معلوم ہے کہ یہ آپ کا غلام اور دوست ہے اگر آپ کا مخالف ہو تو اس سے وہ مال بھی لے لو، مخالفین کو مومنین کے مال میں کوئی حق حاصل نہیں ہے، پھر عرض کی میری نماز جنازہ آپ پڑھائیں اور میرے امور کی نگرانی فرمائیں، پھر وہ پہلے کی طرح مردہ ہو گئی۔

۲

ایک اعرابی امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت نے فرمایا اے اعرابی تمہیں شرم نہیں آتی کہ اپنے امام کے سامنے جنب کی حالت میں داخل ہوئے ہو، اعرابی باہر چلا گیا اور غسل کر کے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت سے وہ بات پوچھی جو اس کے دل میں تھی۔

۳

امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے آباؤ اجداد علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام جب اپنے نوکروں کو کسی کام کی خاطر روانہ کرتے تو فرماتے کہ فلاں دن جاؤ، فلاں فلاں دن نہ جاؤ اگر تم نے میرے حکم کی مخالفت کی تو راستے میں مارے جاؤ گے ایک دفعہ انہوں نے مخالفت کی انہیں راستے میں چوروں نے قتل کر دیا اور ان کا سارا سامان لوٹ لیا، امام حسین علیہ السلام کو معلوم ہوا، فرمایا میں نے انہیں تنبیہ کی تھی لیکن انہوں نے میری نصیحت نہیں مانی، پھر آپ اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے، حاکم کے پاس تشریف لے گئے، حاکم نے عرض کیا، اے ابو عبد اللہ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے غلام مارے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں آپ کو اجر عنایت کرے، فرمایا میں تجھے آگاہ کر دوں کہ کن لوگوں نے انہیں قتل کیا ہے، اس بارے میں تیرا ہاتھ بٹاؤں؟



موجود تھی، انہوں نے اس مٹی کو ایک اور شیشی میں بند کر دیا۔ فرمایا جب سرخ ہو جائے تو جانیں نہ کہ میں قتل کیا گیا ہوں۔

جناب ام سلمہؓ کا بیان ہے کہ عاشور کے روز میں نے دونوں شیشیوں کو عصر کے بعد دیکھا تو ان سے خون چھلک رہا تھا، جناب ام سلمہؓ نے چلنا شروع کیا اس روز جو پتھر اور ڈھیلہ اٹھایا جاتا تو اس کے نیچے جوش مارتا ہوا غون نکلتا تھا۔

کی ایک جماعت نے کریمؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو مبارک باد دینے جبریلؑ ایک جزیرہ میں آئے، وہاں ایک فرشتہ موجود تھا جس کا نام فطرس تھا جو اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے رازہ گیا تھا، اللہ کے حکم میں کوتاہی کرنے کے باعث اس کے پر توڑ دیئے گئے اور اس جزیرے میں پھینک دیا گیا، اس نے سات سو سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی، فطرس نے جبریل سے کہا کہاں جا رہے ہو؟ کہا محمدؐ صلم کے پاس جا رہا ہوں۔ کہا مجھے ساتھ لے چلے تاکہ میرے بارے میں دعا فرمائیں، جبریلؑ نے حاضر ہو کر حضرت محمدؐ صلم کو فطرس کے حالات سے آگاہ کیا، نبیؐ نے فرمایا فطرس سے کہو اس مولود کے جسم سے اپنے پر بس کرے، نسخ فطرس بملہ الحسینؑ فاعاد اللہ تعالیٰ علیہ جاحہ فی الحال، فطرس نے حسینؑ کے چھوٹے سے اپنے پروں کو مس کیا، اسی وقت اللہ تعالیٰ نے اس کے پر لٹا دیئے پھر جبریلؑ آسمان کی طرف اڑ کر چلے گئے۔

۶

امام حسین علیہ السلام نے جب عراق جانے کا ارادہ فرمایا تو جناب ام سلمہؓ نے عرض کی آپ عراق تشریف لے جائیے۔ فانی سمعت رسول اللہ یقتل ابی الحسین بالعراق۔۔۔۔۔ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا میرا فرزند حسینؑ عراق میں قتل ہو گا اور میرے پاس وہ مٹی موجود ہے جو ایک شیشی میں رکھی ہوئی ہے، فرمایا خدا کی قسم میں اس طرح قتل کیا جاؤں گا۔ مگر میں عراق کی طرف نہ جاؤں تب بھی مجھے قتل کیا جائے گا۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو میں اپنی قتل گاہ اور اپنے اصحاب کے پھرنے کی جگہ بتاؤں؟ پھر حضرت نے جناب ام سلمہؓ کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی نگاہ کو اس قدر تیز کیا کہ انہوں نے سب کچھ دیکھ لیا حضرت نے کچھ مٹی لی اور ام سلمہؓ کو عطا کی، یہ مٹی بھی اسی مٹی جیسی تھی جو پہلے ام سلمہؓ کے پاس



## باب نمبر ۲

## علی بن حسین علیہ السلام کے معجزات

۱

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ عبد الملک بن مروان خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا، علی بن حسین بھی اس کے سامنے طواف فرما رہے تھے حضرت نے عبد الملک کی طرف کوئی توجہ نہ کی، عبد الملک . . . . .

آپ کو پہچانتا نہیں تھا، کہا کون شخص ہے جو ہمارے سامنے طواف کر رہا ہے اور ہماری طرف توجہ نہیں دیتا؟ کہا گیا کہ یہ علی بن حسین ہیں، اپنی جگہ پر بیٹھ گیا آپ کو میرے پاس لاؤ، آپ لائے گئے، کہا اے علی بن حسین میں آپ کے والد کا قاتل نہیں ہوں، آپ میری طرف کیوں تشریف نہیں لاتے؟ فرمایا میرے باپ کے قاتل نے اپنی دنیا خود خراب کی اور اس کی آخرت میرے باپ نے خراب کر دی فان اجبت ان تکون کھوفکن، اگر تمہیں پسند ہے کہ تم وہ شخص بننا چاہتے ہو تو تم بھی ویسے ہو جاؤ۔ قال کلا کہا ہرگز نہیں وکن صلا اللہنا تنال من دنیا ما نیکن ہمارے پاس آکر ہماری دنیا لیتے رہیں، فجلس زین العابدین وبنی رواؤہ وحی فیہ کفامن حصاة المسجد فقال اللهم ارحمہ اولیاءک عندک فلذا وادو مملو دیکھا دشعاعہ بخطف الہ بصار فقال لہ من تکون ہذا حرمتی یناج الہ ادیناک ثم قال اللهم خذہا فیالی فیہا حاجتہ حضرت بیٹھ گئے چادر

۲

ابو خالد کاہلی سے مروی ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد مجھے محمد بن حنفیہ نے بلایا اور اس وقت امام زین العابدین علیہ السلام مدینہ میں تشریف لاپکے تھے اور ہم لوگ مکہ میں موجود تھے، کہا علی بن حسین کے پاس جاؤ اور کہو کہ میں امیر المؤمنین کی اولاد میں سے اپنے بھائی حسن اور حسین کے بعد سب سے بڑا ہوں، اگر منظور ہو تو کسی شخص کو حکم مقرر فرمائیے اور فیصلہ اس کے سپرد ہونا چاہیے۔ میں امام کی خدمت میں حاضر ہوا اور پیغام پہنچا دیا۔ فرمایا واپس جا کر کہو کہ ہم بزرگوار اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس بات کا دعویٰ نہ کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مقرر نہیں کی، اگر اس بات پر انکار ہے تو میرے اور آپ کے درمیان حجر اسود فیصلہ کرے گا جس کے بارے میں حجر اسود گواہی دے گا وہی شخص امام ہوگا۔ میں یہ جواب لے کر گیا (محمد بن حنفیہ اس بات کو مان گیا) ابو خالد کا بیان ہے کہ دونوں حضرات خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے اور وہیں دونوں کے ساتھ تھا، حجر اسود کے پاس تشریف لائے، علی بن حسین نے فرمایا اے چچا آگے بڑھئے کیونکہ آپ عمر میں بڑے ہیں اس سے اپنے متعلق گواہی طلب کیجئے، محمد آگے بڑھے اور دو رکعت نماز ادا کی۔ دعائیں مانگیں، پھر حجر اسود سے اپنے متعلق گواہی طلب کی کہ امامت میرے لئے ہے، لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر علی بن حسین کھڑے ہوئے، دو رکعت نماز ادا کی اور کہا اے حجر اسود جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بیت الحرم



میں ہر اس آنے والے کیلئے گواہ بنایا ہے جو شوقِ عبادت میں آتا ہے۔ ان کنت تعلم انی حسب الامام انی الامام المفترض الطاعة فانطق الحجر بلسان عربی بین فعال یا محمد بن علی سلم الی علی بن الحسین فانه المفترض الطاعة علیہ وعلی جمیع عباد اللہ دونک و دون الخلق اجمعین اگر تم جانتے ہو کہ میں صاحبِ امام ہوں اور میں تمام بندوں پر واجب الطاعت امام ہوں تو تم میرے بارے میں گواہی دو تاکہ میرا چچا جان لے کہ امامت میں اس کا حق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حجرِ اسود کو صاف عربی زبان میں گویا کیا، کہا اے محمد بن علی بن حسین کی اطاعت مان لے، وہ تیرے واجب الطاعت امام ہیں اللہ کے تمام بندوں پر محمد بن حنفیہ نے اس بات کو قبول کر لیا اور کہا (اے علیؑ) امامت کے حق دار آپ ہیں، محمد بن حنفیہ نے صرف شکوک کے زائل کرنے کی خاطر یہ بات بھی سچی ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حجرِ اسود کو یوں گویا کیا "اے محمد بن علی بن حسین تم پر اور تمام ان پیروں پر جو زمین اور آسمان میں موجود ہیں اللہ تعالیٰ کی حجت اور واجب الطوۃ ہیں آپ کی بات قبول کرو اور اطاعت قبول کرو۔ یہ سن کر محمد نے کہا بسر و چشم ماننا ہوں اے اللہ کی حجت زمین اور آسمان میں۔

۳

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ علی بن حسینؑ ایک جماعت کے ساتھ تشریف فرما تھے، جنگل سے ایک ہرن فی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے کو آپ کے قدموں میں گرا دیا حضرت کی تعریف کرنے لگی اور اپنے پاؤں زمین پر مارتی تھی۔ ایک شخص نے عرض کی کہ یہ ہرنی آپ کی خدمت میں کیا عرض کرتی ہے یہ تو آپ سے مانوس معلوم ہوتی ہے۔ فرمایا یزید کے فرزند نے اپنے باپ سے ہرنی کا بچہ طلب کیا ہے اس نے صیاد کو پکڑنے

کا حکم دیا، بچہ ہرنی سے مانوس تھا، اس نے بچے کو گرفتار ہونے کے بعد (دودھ نہیں پلایا یہ سوال کرتی ہے کہ میں اسے ہرنی کا بچہ (صیاد سے) لا کر دوں تاکہ اسے دودھ پلائے اور پھر صیاد کو واپس لوٹا دے گی، امام زین العابدین علیہ السلام صیاد کے پاس تشریف لے گئے۔ فرمایا کہ اس ہرنی کا بیان ہے کہ تم نے اس کا بچہ گرفتار کیا ہے۔ یہ مجھ سے سوال کرتی ہے کہ میں تم سے کہوں کہ وہ بچہ اسے واپس کر دے۔ عرض کیا اے فرزندِ رسول! میں اس بات کی جسارت نہیں کر سکتا، فرمایا تو اس کو بچہ دے دو، اور یہ دودھ پلا کر تجھے واپس کر دیگی، شکاری نے یہ بات مان لی، جب بچے کو دیکھا تو بلاتیں لینے لگی اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے، امام زین العابدین علیہ السلام نے شکاری سے فرمایا، تجھے میرا اس حق کی قسم جو تجھ پر واجب ہے، بچہ واپس کر دے۔ شکاری نے بچہ واپس کر دیا، ہرنی بچہ لئے ہوئے یہ کہتی ہوئی چلی۔ اشهد انک من اهل بیت الرحمة دان بنی امیہ من اهل اللعنة۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ اہل بیت رحمت ہیں اولادِ امیرِ اہل لعنت،

۴

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے والد علی بن حسینؑ مع اہل بیت اور اصحاب ایک باغ میں تشریف لائے، آپ نے دسترخوان پھلانے کا حکم دیا، دسترخوان کھانے کے لئے بچھایا گیا، ایک ہرن ٹلگن صورت میں صحرا سے آکر میرے والد کے قریب ہو گیا، ان لوگوں نے کہا رسول اللہ کے فرزند! یہ ہرن کیا کہتا ہے؟ فرمایا اس بات کی تکلیف بیان کرتا ہے کہ اس نے تین روز سے کوئی چیز نہیں کھائی (دیکھو) اس کو ہاتھ نہ لگانا حتیٰ کہ اس کو بلاؤ اور وہ ہمارے ساتھ کھانا کھائے، عرض کی ہاں، حضرت نے ہرن کو بلایا، اس نے ان حضرات کے ساتھ کھانا کھایا، ان میں سے ایک شخص نے اس کی پشت پر ہاتھ رکھا، ہرن ڈر گیا، میرے



کہنا کہ جن واپس اس لئے لوٹ آیا کہ تو نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا تھا۔ اگر تم دس ہزار درہم علی بن حسین کے ہاتھ پر رکھ دو تو میں اس لڑکی کو ایسا ٹھیک کر دوں گا کہ جن پھر کبھی لوٹ کر واپس نہیں آئے گا۔ ثانی نے یہ شرط مان لی۔ ابو خالد لڑکی کے پاس آئے اور اس کے کان میں اس طرح کہا جس طرح پہلے کہا تھا۔ پھر لہا اگر تم دوبارہ لڑکی کے پاس آئے تو میں تمہیں آگ میں جلا دوں گا۔ جن ڈر گیا، پھر کبھی لوٹ کر نہ آیا اور لڑکی ٹھیک ہو گئی۔ ابو خالد نے امام سے رقم لے لی اور حضرت نے اسے اپنی والدہ کے پاس جانے کی اجازت بھی دے دی، ابو خالد مال لے کر اپنی والدہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

۶

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ میرے والد نے وصیت فرمائی، "میرے فرزند جب میرا انتقال ہو جائے تو تمہارے سوا مجھے اور کوئی غسل نہ دے کیونکہ امام کو اس جیسا امام ہی غسل دیتا ہے جو اس کے بعد امام ہو تب میرے فرزند تیرا بھائی عبداللہ عنقریب لوگوں کو اپنی طرف بلائے گا، اسے روکنا، اگر انکار کرے تو اس کی ٹہر کوتاہ ہو جائے گی، امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا، میرے باپ کا انتقال ہوا تو عبداللہ نے امامت کا دعویٰ کر دیا۔ میں نے اس سے کوئی ٹھکرانا کیا، چند ماہ بعد عبداللہ دنیا سے انتقال کر گیا۔

۷

حماد بن جیب کوفی سے مروی ہے کہ ایک سال ہم پہاڑوں کے درمیان والے راستے سے روانہ ہوئے، جب زبالہ سے کوچ کیا تو سیاہ اور تاریک آندھی نے جیس گھیر لیا۔ قافلہ سیاہاں میں تتر بتر ہو گیا، میں ایک بے آب دیگہ داؤی میں پہنچا، رات چھا گئی میں نے درخت کے نیچے پناہ لی، رات کی سخت تاریکی میں ایک نوجوان کو دیکھا، اس نے اتنا

والد نے فرمایا کہ تم نے اس بات کا وعدہ نہیں کیا تھا کہ تم اسے ہاتھ نہیں لگاؤ گے، اس آدمی آدمی نے تم کھائی کہ آئندہ ایسی بے ادبی نہیں کرے گا۔ میرے والد نے ہرن سے فرمایا: واپس آجاؤ اب تم پر کوئی خوف نہیں ہوگا۔ ہرن واپس آکر کھانے میں مشغول ہو گیا اور پھر چلا گیا حاضرین نے کہا اے رسول اللہ کے فرزند! ہرن نے کیا کہا؟ فرمایا "تم لوگوں کو دعلے خیر سے کر چلا گیا ہے۔"

۵

ابوہاج کنانی سے مروی ہے کہ میں نے امام باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ کاہلی نے علی بن حسین علیہ السلام کی کچھ عرصہ خدمت کی پھر اپنی والدہ سے ملنے کا ارادہ کیا اور حضرت سے اجازت طلب کی، فرمایا، اے کنکر! ہمارے پاس شام کا خدرا آدمی آئے گا جو صاحب مال و صاحب وجاہت ہوگا، اس کی بیٹی جن کے عارضہ میں مبتلا ہے، وہ معالج تلاش کرے گا۔ اس بارے میں اپنا مال خرچ کرے گا۔ جب وہ آئے تو سب سے پہلے تم اس کے پاس بانا اور کہنا کہ دس ہزار درہم کے عوض میں تیری بیٹی کا علاج کروں گا۔ اور یہ جن کبھی لوٹ کر نہیں آئے گا۔ لڑکی کے باپ نے اس بات کا وعدہ کیا، ابو خالد کے امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا، یہ عنقریب تم سے بے وفائی کرے گا پھر فرمایا جاؤ لڑکی کے بائیں کان کو پکڑ کر کہو، یا بخیت یقول لك علی بن الحسین اخرج من بدن هذه الجارية ولا تعد ایہا۔ اے بخیت! تمہیں علی بن حسین فرماتے ہیں کہ اس لڑکی کے بدن سے چلا جاؤ پھر لوٹ کر نہ آنا، ابو خالد نے حضرت کے فرمان کے مطابق کیا، جن نے لڑکی کو چھوڑ دیا، لڑکی ٹھیک ہو گئی، ابو خالد نے رقم طلب کی، شامی نے باتیں بنائیں، ابو خالد نے امام علیہ السلام کی خدمت میں درخواست کی اور مفصل حالات سے آگاہ کیا۔ فرمایا، ابو خالد میں نے تم سے کہا کہ عنقریب وہ تم سے بے وفائی کرے گا۔ لیکن جن پھر لوٹ کے آئے گا۔ لیکن جب دوبارہ آئے تو اس سے



هذا الذي تعرف البطحاوطاته

فأبیت يعرفه وأحل والحرم

فرزدق نے اپنا مشہور و معروف قصیدہ پورا پڑھا، ہشام نے فرزدق کو بچہ کر قیہ کر دیا اور اس کا نام دفتر سے قلمزدکر دیا، علی بن حسینؑ نے فرزدق کے پاس کچھ دینار بھیجے،

۹ عہد اللہ بن زبیر سے جنگ کی وجہ سے حجاج بن یوسف نے خانہ کعبہ کو تباہ کر دیا، لوگوں نے پھر اسے تعمیر کیا اور حجر اسود کو نصب کرنے لگے جب تک کوئی

امام زین العابدین علیہ السلام نے اس سال حج کیا جس سال ہشام بن عبد الملک



# باب نمبر ۶

## امام محمد باقر علیہ السلام کے معجزات

عباد بن کثیر کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ مومن کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟ آپ نے منہ پھیر لیا، میں نے آپ سے تین دفعہ یہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا مومن کا اللہ تعالیٰ پر حق یہ ہے اگر اس کھجور سے کہے کہ آجاؤ تو آجائے عباد نے کہا میں نے دیکھا کہ وہ کھجور جو وہاں موجود تھی اس نے آنے کے لئے حرکت شروع کر دی حضرت نے اشارہ کر کے فرمایا: بھڑیا جاکلیف نہ کر۔

۲

ابو بصیر سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ کی مسجد میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا، اس زمانے میں ابھی امام زین العابدین علیہ السلام کا انتقال نہیں ہوا تھا، دوانیقی اور داؤد بن سلیمان مسجد میں آئے، ملک ابھی اولاد عباس کی طرف منتقل نہیں ہوا تھا، امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں داؤد بیٹھ گیا، حضرت نے داؤد سے فرمایا دوانیقی کو آنے میں کیا چیز مانع ہے، عرض کی کہ اس میں گنواہن موجود ہے، فرمایا دن نہیں گزریں گے سنئے کہ دوانیقی لوگوں پر حکومت کریگا لوگوں کی گردنیں کچلے گا، دنیا کے مشرق اور مغرب کا مالک ہوگا، اس کی عمر طویل ہوگی، مال کے اتنے خزانے جمع کریگا کہ اس سے پہلے کسی کے لئے جمع نہیں ہوئے ہوں گے۔ داؤد

عالم، قاضی یا زائد نصب کرتا تھا تو حجر اسود متزلزل اور مضطرب ہوجاتا تھا، اپنی جگہ قرار نہیں پکڑتا تھا، حضرت امام علی بن حسین عتشفیہ لائے، حجر اسود ان کے ہاتھ سے لے لیا، بسم اللہ پڑھ کر نصب کیا اور وہ اپنی جگہ قرار پکڑ گیا یہ دیکھ کر لوگوں نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔

۱۰

ابو خالد کاہلی کا بیان ہے کہ میں نے امام علی بن حسین کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے بعد امام کون ہوگا؟ ارشاد فرمایا میرا بیٹا محمد ہوگا جس سے علم کا پتھر بھوٹ نکلے گا۔ محمد کے بعد جعفر ہوں گے، جو ایمان والوں میں صادق کے نام سے مشہور ہیں، میں نے عرض کیا کہ ان کا نام صادق کیسے ہوگا؟ آپ حضرات تمام کے تمام صادق ہیں، فرمایا مجھے میرے باپ نے رسول اللہ صلعم کے حوالہ سے حدیث بیان کی تھی کہ آنحضرت نے فرمایا جب میرا فرزند جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابیطالب پیدا ہو تو اس کا نام صادق رکھنا۔

۱۱۔ ابو حمزہ ثمالی کا بیان ہے کہ میں امام علی بن حسین کے ساتھ مدینہ سے باہر آگیا حضرت ایک دیوار کے پاس پہنچے، فرمایا ایک روز میں اس دیوار کے پاس پہنچ کر ٹیک لگا کر بیٹھ گیا، ایک شخص آیا جس پر دو سیف کپڑے تھے، میری طرف دیکھ کر کہا کہ میں تجھے غلین دیکھ رہا ہوں، اگر دنیا کا غم ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا رزق ہے جسے نیک اور بد دونوں کھا رہے ہیں، میں نے کہا مجھے دنیا کا غم نہیں ہے، کہا عاقبت کا غم ہے جو ایک سچا وندہ جس میں بادشاہ قاهر فیصلہ کرے گا، میں نے کہا یہ بات سنی نہیں ہے، کہا پھر اس خوف ہے میں نے کہا ابن زبیر کا، یہ سن کر وہ شخص مکر دیا، پھر کہا کیا کسی ایسے شخص کو دیکھا ہے جس نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس کی نگرانی نہ کی ہو؟ میں نے کہا نہیں، کہا کیا کسی ایسے شخص کو دیکھا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرا ہو اور اللہ تعالیٰ نے اسے نجات نہ دی



پہاڑوں، زمینوں اور آسمانوں کو دیکھ لیا۔ غالباً صومالیہ، الجبال والسماء۔  
 دلا دھن۔ پھر حضرت نے میرے چہرے پر ہاتھ پھیرا، میں پہلے کی طرح ہو گیا، مجھے کوئی  
 چیز دکھائی نہیں دیتی تھی، پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر جس طرح تو نے دیکھا ہے  
 اس قسم کی بینائی کا ارادہ ہے تو تیرا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے، اگر یہ بات پسند ہے  
 کہ پہلے کی طرح رہو۔ وثوابك الجنة معنا تو تیرا ثواب جنت ہے۔ ہمارے ساتھ  
 رہے گا۔ میں نے عرض کی، میں پہلے کی طرح رہنا پسند کرتا ہوں۔ مجھے جنت زیادہ  
 محبوب ہے۔

(۴)

عالم بن ابی حمزہ سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سوار ہوئے۔ میں اور سلیمان  
 بن خالد آپ کے ساتھ تھے۔ ہم تھوڑی دیر چلے تھے کہ ہمیں دو آدمی ملے، امام علیہ السلام  
 نے فرمایا یہ چور ہیں ان کو پکڑ لو، ہم نے انہیں پکڑ لیا، سلیمان سے امام نے فرمایا: اس غلام  
 کے ساتھ اس پہاڑ کی چوٹی پر چلے جاؤ، اس کے اوپر ایک کھوہ پاؤ گے، اس کے وسط  
 میں چلے جانا، اس میں جو کچھ ملے اسے نکال لینا، اس غلام کے حوالے کر دینا اور اپنی نگرانی  
 میں اٹھو کر لانا، ایک دو آدمیوں کا سامان چوری کیا ہوا موجود ہے، سلیمان چلا گیا، سامان کے دو  
 تھیلے نکالے، غلام کی معیت میں انہیں اٹھایا، غلام اور خود امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت  
 میں حاضر ہوئے، فرمایا دونوں تھیلے حاضر آدمی کے ہیں اور وہاں ایک تھیلہ موجود ہے  
 جو غیر حاضر آدمی کا ہے، وہ شخص عنقریب ظاہر ہوگا، غار کی دوسری جگہ سے دوسرا تھیلہ  
 بھی نکال لو، جب امام محمد باقر علیہ السلام واپس تشریف لائے تو دو تھیلوں کے مالک نے  
 لوگوں پر اپنے تھیلوں کی چوری کا حاکم کے سامنے دعویٰ کر رکھا تھا، حاکم نے سزا دینے کا

اٹھ کھڑا ہوا اور دوا نیتی کو آگاہ کیا، دوا نیتی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی کہ میں  
 آپ کے رعب کی وجہ سے آپ کی خدمت میں نہیں بیٹھا، مجھے ایک سہیز کے بارے میں داؤد  
 نے آگاہ کیا ہے، فرمایا وہ ضرور ہو کر رہے گی، کہا: ہماری حکومت آپ حضرت کی حکومت سے  
 پہلے ہوگی؟ فرمایا: ہاں، عرض کی: میرے اور میری اولاد میں سے کوئی بادشاہ ہوگا؟ فرمایا:  
 ہاں، کہا: ہماری مدت حکومت زیادہ ہوگی یا بنو امیہ کی؟ فرمایا: تمہاری حکومت کی مدت طویل  
 ہوگی، اس حکومت کو تمہارے بڑے ٹھوکر لگاتے پھریں گے، حکومت سے اس طرح کیسے گئے  
 جس طرح بچے گیند سے کھیل کر تے ہیں، یہ وہ بات ہے جو میرے والد نے مجھے بتائی تھی  
 جب دوا نیتی بادشاہ ہوا تو اس نے امام محمد باقر علیہ السلام کے اس فرمان پر تعجب کا اظہار کیا

ابو بصیرؓ۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء کے علوم کے  
 وارث تھے۔

امامؑ۔ ہاں تمام انبیاء کے علوم کے وارث تھے۔  
 ابو بصیرؓ۔ وانتم تقدرون ان تنقی۔ الموقی وتبوء الان کمہ وان بوص وتخبو  
 التمس بافیہ وما یدخرون فی سوتہم۔ آپ حضرات کو اس بات کی قدرت حاصل ہے  
 کہ آپ مردوں کو زندہ، کوڑھیوں کو، مبرصوں کو ٹھیک کر دیں، لوگوں کو ان کے حالات اور  
 گھر میں ذخیرہ کی ہوئی چیزوں سے آگاہ کریں۔

امامؑ۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ایسا کر سکتے ہیں، ذرا میرے قریب آجاؤ۔

ابو بصیرؓ کا بیان ہے کہ:-

میں قریب ہو گیا، حضرتؑ نے اپنا ہاتھ میرے چہرے پر پھیرا، میں نے تمام میدانوں



کہہ رہا ہے، ہم نے یہی خیال کیا کہ حضرتؑ کے پاس کوئی شخص اہل کتاب موجود ہے، جب آواز ختم ہوئی تو ہم حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہم نے آپؑ کے پاس کسی شخص کو نہ دیکھا، قلنا یا رسول اللہ لقد سمعنا قرآنہ عبانیتہ بصوت حنین۔ اے فرزند رسولؑ! ہم نے تو درد تک پہنچے میں عبرانی زبان کو پڑھتے ہوئے سنا ہے، اقال ذکرت مناجات الیاسؑ فابکتی، فرمایا: میں نے الیاسؑ نبی کی مناجات کو پڑھا جس نے مجھے رلا دیا۔

۶

عیسیٰ بن جندلہؑ اپنے باپؑ روایت کرتے ہیں کہ ابن عکاشہؑ محض اسی امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، ابو عبد اللہ علیہ السلام بھی آپ کے پاس کھڑے تھے، میں نے امامؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ کن و جودہ کی بنا پر آپ ابو عبد اللہ علیہ السلام کی شادی نہیں کرتے، مگر آپ بالغ ہو چکے ہیں اور حضرتؑ کے سامنے ہر شے تحصیل موجود تھی، فرمایا منقریب ایک بربر کا تاجر آئے گا اور دارمیوں میں آئے گا، جس طرح حضرتؑ نے فرمایا ویسا ہی ہوا، پھر فرمایا تمہیں اس تاجر کے بارے میں مطلع کروں جس کا ذکر ہوا، اور وہ آج ہی گیا ہے، فرمایا جاؤ اس قبیل کے بد نے اس سے لٹنی خرید لائے، میں تاجر کے پاس آیا، اس نے کہا میں نے تمام لٹنیاں فروخت کر دی ہیں صرف دو باقی رہ گئی ہیں جو ایک دوسری سے زیادہ خوبصورت ہے، میں نے کہا، لاؤ ذرا دیکھوں تو یہی دو لٹنیاں لائیں، میں نے کہا اس لٹنی کی کیا قیمت ہے؟ کہا ستر دینار، میں نے کہا، خوب، تاجر نے کہا میں اس میں ایک پائی بھی کم نہیں کروں گا، میں نے کہا میں تو اس قبیل کے عوض میں خریدوں گا، جو کچھ بھی اس میں موجود ہو اہم میں یہ بھی نہیں جانتا کہ اس میں کتنے دینار

ارادہ کیا، امامؑ نے فرمایا ان کو مناسبت دو، مال کے پتیلے مالک کے حوالے ہوئے، چوروں کے ہاتھ کاٹے گئے، ایک چور نے عرض کیا، حق کے ساتھ میرا ہاتھ کاٹ لیا ہے، خدا کا شکر ہے کہ فرزند رسولؑ کے ہاتھ پر میرا ہاتھ لگا اور میری توبہ ہوئی، امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا، تیرے ہاتھ نے بیس سال پہلے تجھ سے سبقت کی، وہ شخص بیس سال زندہ رہا پھر مر گیا، تین دن کے بعد دوسرے پتیلے کا مالک امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، امامؑ نے فرمایا میں تجھے آگاہ کرتا ہوں کہ تیرے پتیلے میں کیا چیز ہے؟ مگر اس پر تیری مہر لگی ہوئی ہے، اس میں ایک ہزار دینار تیرے ہیں اور ایک ہزار دینار دوسرے شخص کے ہیں اور اس میں فلاں فلاں پکڑے موجود ہیں، عرض کیا، مگر آپ مجھے ہزار دینار کے مالک کے متعلق آگاہ فرمائیں کہ وہ کون ہیں، اور اس کا نام کیا ہے اور اب وہ کہاں ہے تو میں جان لوں گا کہ آپ مفید فی الطلعہ امامؑ ہیں، فرمایا یہ ہزار دینار محمد بن عبد الرحمنؑ کے ہیں جو مرد صالح، کثیر الصدقہ اور کثیر الصلوٰۃ ہیں، اب دروازے پر موجود ہیں اور تیرا انتظار کر رہے ہیں، اس شخص نے جو نصرانی اور بربری تھا کہا، امنت باللہ الذی لا الہ الا هو وان محمدؑ عبده ورسوله و انت امام المشرق الطلعتہ، میں اللہ پر ایمان لایا جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تجھ اس کے بندے اور رسولؑ ہیں اور آپ واجب الطلوعہ امامؑ ہیں، وہ شخص مسلمان ہو گیا۔

۵

ایک جماعت نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی، جماعت کا بیان ہے کہ حضرتؑ کے در اقدس پر جب ہم پہنچے تو ہم نے خوبصورت آواز سے عبرانی پڑھنے کی آواز سنی، پڑھنے والا بڑھتا تھا، اور روتا بھی تھا، حتیٰ کہ اس کو سن کر ہم میں سے بعض آدمی بھی رو پڑے، لیکن ہم یہ نہیں سمجھے تھے کہ کہنے والا کیا



مصیبت اٹھاؤ گے اور اس مصیبت کو دور کرنے کی قدرت نہیں رکھو گے، تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ ضرور ہو کر رہے گا، اہل مدینہ نے حضرت کے کلام پر کوئی توجہ نہ دی، کہنے لگے یہ کبھی نہیں ہوگا، بہت تھوڑے آدمیوں نے مدینہ سے کوچ کیا۔ وہ بھی بنو ہاشم تھے، کیونکہ یہ حضرات حضرت کی بات کو حق جانتے تھے، جب امام محمد باقر علیہ السلام اپنے عیال اور بنو ہاشم کے ساتھ مدینے سے باہر چلے گئے تو نافع بن اریق نے اگر مدینہ میں تباہی ڈال دی، مقابلے میں آنے والے قتل کئے گئے اور عورتوں کو رسوا کیا گیا، یہ مصیبت اٹھا کر مدینہ کے لوگ کہنے لگے کہ اب ہم نے امام محمد باقر علیہ السلام کی کسی بات کو سنا تو اسے ہرگز نہ نہیں کریں گے ہم نے حضرت کی بات کو سنا، اور اسکا آنکھوں سے دیکھ کر تجربہ کیا ہے کیونکہ یہ حضرت اہلبیت نبوت ہیں اور ہمیشہ حق بولتے ہیں۔

۸

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ عبد الملک بن مروان نے میرے والد محمد بن علیؑ کے پاس کسی شخص کو بھیجا، میرے باپ تشریف لے گئے اور اپنے ساتھ مجھے لے لیا، ہم چل کر مدائن شعیب میں آئے، وہاں ایک عظیم الشان گرجا تھا، گرجے کے دروازے پر لوگ جمع تھے، جنہوں نے خوبصورت اون کا لباس پہن رکھا تھا، ہم ان لوگوں کے ساتھ گرجے میں آئے، ایک شخص کو دیکھا جس کے پوٹے بڑھاپے کی وجہ سے آنکھوں پر گر چکے تھے، ہماری طرف دیکھ کر کہا، تم ہم میں سے ہو یا اس امت مرحومہ میں سے ہو؟ امام نے فرمایا میں اس امت مرحومہ میں سے ہوں، کہا ان کے علماء سے ہو یا جہال سے؟ فرمایا علماء میں سے ہوں۔

شیخ: میں آپ سے ایک مسئلہ دریافت کرتا ہوں؟

ہیں، سوداگر کے پاس ایک شخص سفید ریش اور سفید سر موجود تھا، اس نے کہا کہ تھیلی کی مہر توڑ دو اور رقم تو گنو، سوداگر نے کہا کہ تھیلی کی مہر مت توڑو، اگر ستر دینار سے ایک پائی بھی کم نکلی تو میں اس لوٹدی کو ہرگز نہیں دوں گا، بزرگ نے کہا، میں گن کر پورے کر دوں گا، میں نے تھیلی کی مہر کو توڑ دیا، اس میں ستر دینار موجود تھے، میں نے ستر دینار دیکر لوٹدی کو لے لیا، اسے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں لایا، امام جعفر صادق علیہ السلام آپ کے پاس کھڑے تھے، حضرت نے لوٹدی سے دریافت فرمایا، تمہارا کیا نام ہے؟ عرض کیا حمیدہ، فرمایا حمیدۃ فی الدنیا حمودۃ فی الآخرۃ (دنیا میں حمیدہ اور آخرت میں محمود) پھر فرمایا کہ مجھے آگاہ کرو کہ تم باکو ہوا شبہ؟ عرض کیا باکرہ ہوں، فرمایا سوداگروں کے ہاتھ جو چیز آتی ہے وہ خراب ہو جاتی ہے، عرض کیا، سوداگر آتا تھا اور میرے قریب بیٹھا تھا، مگر اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک سفید سر اور سفید ریش شخص کو مستط کر رکھا تھا، جو لوگ اس کو تھپڑ مارتا تھا، حتیٰ کہ میرے پاس سے چلا جاتا تھا اور مجھ سے کوئی چیز نہیں پاتا تھا۔ سوداگر نے کئی مرتبہ ایسا کرنا چاہا، مگر اس بزرگ نے ہر مرتبہ اس کے ساتھ یہی سلوک کیا، فرمایا: اے جعفر! اس کو اپنے لئے لے لو، اس نیک خاتون کے بطن سے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام پیدا ہوئے۔

۷

ابو بصیر امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد ایک مجلس میں تشریف فرما تھے، زمین کی طرف سر نیچے فرمایا، اسی حالت میں رہے جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا، پھر سر اٹھا کر فرمایا، اے قوم! اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی، جب ایک شخص چار ہزار آدمی لے کر تمہارے شہر میں داخل ہو کر تین روز تمہیں تلوار سے قتل کرنا رہے گا، تم یہ



اور ایک ہی وقت میں مر گئے۔

یہ سن کر شیخ بے ہوش ہو کر گر پڑا، پھر میں اور میرے والد کھڑے ہوئے اور گرے سے باہر نکل آئے، ایک جماعت گرے سے باہر نکل کر ہمارے پاس آئی کہ ہمارے شیخ آپ کو بلاتے ہیں، میرے باپ نے فرمایا: مجھے تمہارے شیخ کی ضرورت نہیں ہے، اگر اسے ضرورت ہے تو وہ ہمارے پاس آجائے، وہ اسے جا کر بلے آئے، شیخ میرے والد کے سامنے بیٹھ گیا۔

شیخ:- آپ کا کیا نام ہے؟

امام:- محمد۔

شیخ:- آپ وہ محمد ہیں جو نبی ہیں؟

امام:- نہیں، آپ کی بیٹی کا فرزند ہوں۔

شیخ:- آپ کی والدہ کا کیا نام ہے؟

امام:- فاطمہ۔

شیخ:- آپ کے باپ کا کیا نام ہے؟

امام:- علی۔

شیخ:- ایسا (عجانی میں علی کو کہتے ہیں)

امام:- ہاں۔

شیخ:- آپ کے والد شبیرؓ کے فرزند تھے یا شبیرؓ کے؟

امام:- میرے والد شبیرؓ کے فرزند تھے۔

شیخ:- اشهد ان لا الہ الا اللہ وان جدک محمد رسول اللہ

امام:- جو مرضی آئے پوچھو۔

شیخ:- اہل جنت کے بارے میں بتاؤ کہ جب وہ جنت کی نعمتیں کھائیں گے تو کیا جنت کی نعمتیں کم ہوں گی؟

امام:- ایسا نہیں ہوگا۔

شیخ:- اس کی کوئی مثال؟

امام:- تورات، انجیل، زبور اور فرقان سے (حقائق و معارف کو) لیا جاتا ہے۔ لیکن ان میں پھر بھی کمی نہیں ہوتی۔

شیخ:- آپ اس امت کے علماء میں سے ہیں، شیخ نے پھر کہا کہ کیا اہل جنت بول و براز کے محتاج ہوں گے؟

امام:- نہیں!

شیخ:- کوئی مثال؟

امام:- بچہ ماں کے شکم میں کھاتا پیتا رہتا ہے لیکن بول و براز نہیں کرتا۔ شیخ:- آپ نے سچ فرمایا۔

پھر اس نے حضرتؓ سے کئی سوال دریافت کئے، میرے باپ نے ان کا جواب دیا شیخ:- فرمائیے وہ دو کون شخص ہیں جو ایک وقت میں پیدا ہوئے اور ایک ہی وقت میں مر گئے۔ ایک ایک سو پچاس سال زندہ رہا اور ایک صرف سو پچاس سال، یہ لوگ کون تھے ان کا کیا قصہ ہے؟

امام:- یہ عزیر اور عزت ہیں، اللہ تعالیٰ نے عزیر کو بیس سال نبوت سے مکرم کیا، پھر اسے سو سال موت دیدی، پھر اسے زندہ کیا اس کے بعد وہ تیس سال زندہ رہے



اِخْتِافَ عَلَیْکُمْ عَذَابٌ یَوْمَ حَیْطٍ وَ یَا قَوْمِ ادْفُوا لِمَکِیَالَ وَ الْمِیزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخُلُوا الدَّاسِ  
اَشْیَاءَهُمْ وَلَا تَعْتُوا فِی الْاَرْضِ مَعْنِدَیْنِ بَقِیَّتِهِ اللّٰهُ خَیْرٌ لِّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ  
پھر حضرتؑ نے آواز کو بلند کر کے فرمایا، خدا کی قسم ہم بقیۃ اللہ ہیں، ہمارے آنے اور حالات  
کی شیخ کو خبر دی گئی، اسے ہمارے باپ کے پاس اٹھا کر لاتے، ساتھ ہی بہت سا  
کھانا بھی لائے، ہماری خوب مہمانی کی، حاکم نے شیخ کے قید کرنے کا حکم دیا اسے عبدالملک  
کے پاس لانے کی خاطر قید کیا گیا، کیونکہ اس نے عبدالملک کے حکم کی مخالفت کی تھی، امام جعفر  
صادقؑ نے فرمایا، مجھے اس بات سے غم لاحق ہوا، اور میں رو پڑا، میرے والد نے فرمایا شیخ  
کو عبدالملک سے کوئی خوف نہیں ہے وہ عبدالملک کے پاس نہیں پہنچے گا، پہلی ہی منزل  
پر پہنچ جائے گا، ہم لوگ بڑی تکلیف سے واپس مدینہ پہنچے

ۛ ہم نے اہل مدینہ کے پاس ان کے بھائی شعیب کو بھیجا جس نے کہا ایک  
خدا کی عبادت کرو، ناپ تول کم نہ کرو، میں تمہیں اچھائی کی دعوت دیتا ہوں کہیں  
تم کو عذاب نہ گھیرے، پوری طرح تاپا تو لا کرو، لوگوں کی چیز کم نہ کیا کرو زمین پر فساد  
برپا نہ کیا کرو، اللہ تعالیٰ کی باقی چیز تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم مومن بن جاؤ۔

ہم سفر طے کرتے ہوئے عبدالملک کے پاس آگئے (ایک روایت کی رو سے ہشام) جب  
ہم پہنچے تو وہ تخت سے اتر کر میرے والد کے استقبال کو آیا، کہا مجھے ایک مسئلہ درپیش  
ہے جسے اس امت کے عالم نہیں جانتے، مجھے اس ہمارے میں آگاہ فرمائیے جس روز  
اس امت نے اپنے مفترض الطاعہ امام کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو کون سی عبرت دکھائی فرمایا  
عبرت یہ تھی کہ جو پتھر بھی اٹھاتے تھے، اس کے نیچے سے تازہ خون جوش مارتا ہوا نکلتا تھا  
عبدالملک نے میرے باپ کے سر کو بوسہ دیا اور کہا، آپ نے سچ فرمایا اس روز ہی ہوا تھا  
جس روز آپ کے باپ حسین بن علیؑ بن ابی طالب قتل ہوئے تھے، میرے باپ مروان کے  
دروازے پر ایک عظیم پتھر رکھا ہوا تھا، اس نے اس کے اٹھانے کا حکم دیا تو ہم نے اس کے  
نیچے جوش مارتا ہوا خون دیکھا تھا نیز میرے باغ میں ایک حوض ہے جس کے کنارے سیاہ  
پتھروں سے بنے ہوئے ہیں، میں نے ان پتھروں کو الگ کرنے کا حکم دیا، اور ان کی بجائے  
سفید پتھر لگائے کا حکم دیا، یہ اس روز کی بات ہے جس روز حسین علیہ السلام قتل ہوئے تو  
ہم نے ان پتھروں کے نیچے کھولتا ہوا خون دیکھا تھا، عبدالملک نے کہا، کیا آپ ہمارے  
ہاں قیام فرمائیں گے یا واپس تشریف لے جائیں گے؟ فرمایا: میں اپنے نانا کی قبر پر واپس  
جھاؤں گا، اس نے جانے کی اجازت دیدی، ہمارے جانے سے قبل ہر منزل پر اطلاع کرا دی  
کہ نہ ہمیں کھانا دیا جائے اور نہ ہی ہمیں اتارنے دیا جائے، حتیٰ کہ ہم لوگ اسی حالت میں بھوک  
سے مر جائیں، جس منزل پر ہم وارد ہوتے ہمیں بھگا دیا جاتا، ہمارا زاد راہ ختم ہو گیا، ہم مدینہ  
پہنچے، اس کے تمام دروازے بند کئے جا چکے تھے، میرے والد پہاڑ پر تشریف لے گئے  
وہاں سے شہر دکھائی دیتا تھا، آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی، والی انھام شعیباتال  
یا قوم اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرو لا تنقصوا لِمَکِیَالَ وَ الْمِیزَانَ فِیْ اَرْضِکُمْ بَخِیْرًا فِی



۲

صفوان بن یحییٰ کا بیان ہے کہ مجھ سے عہدی نے بیان کیا کہ ایک روز میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی زیارت کو ایک لمبا عرصہ گزر چکا ہے، اگر ہم حج کے لئے چلے جائیں تو امام کی زیارت ہو سکے گی، میں نے کہا خدا کی قسم میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے جس سے میں حج ادا کر سکوں، کہنے لگی میرے پاس لباس اور زیور ہیں انہیں فروخت کر دے اور حج کی تیاری کر دے، میں حج کے لئے روانہ ہو گیا، راستے میں میری بیوی سخت بیمار ہو گئی اور قریب المرگ ہو گئی، ہم ناامیدی کی حالت میں اسے چھوڑ کر مدینہ میں داخل ہوئے میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، سلام عرض کیا حضرت نے جواب دیا میری بیوی کے متعلق پوچھا میں نے حالات سے آگاہ کیا کہ میں اس حالت میں اسے چھوڑ کر روانہ ہوا ہوں کہ میں اس کے پچھنے سے مایوس ہو چکا تھا، حضرت نے تھوڑی دیر سر نیچے فرمایا، پھر فرمایا اے عہدی تم اس کی وجہ سے غمگین ہو جو میں نے عرض کیا ایسا ہی ہے، فرمایا کوئی خطرہ کی بات نہیں، میں نے اس کی عافیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے، لوٹ جاؤ اسے ٹھیک ٹھاک پاؤ گے، وہ بیٹھی ہوئی ہوگی اور خدا تمہارے شکر کھلا رہی ہوگی، میں جلدی سے اس کے پاس واپس آیا اسے با عافیت پایا، وہ بیٹھی ہوئی تھی، نوکرانی اسے شکر کھلا رہی تھی، میں نے کہا کیا حال ہے؟ کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے تندرستی عطا کی ہے، مجھے اس شکر کے کھانے کا شوق ہے، میں نے کہا میں تیرے ہاں سے تیری زندگی سے مایوس ہو کر روانہ ہوا تھا، تیرے ہاں سے میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے پوچھا، میں نے تیرے ہاں سے بتایا تو امام نے فرمایا اسے کوئی خطرہ نہیں ہے، جاؤ وہ شکر کھلا رہی ہوگی، عرض کرنے لگی، آپ میرے ہاں سے روانہ ہو گئے، میری جان برباد ہوئی تھی، میرے پاس ایک شخص آیا، کہنے لگا تجھے کیا ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ

## باب نمبر ۱ امام جعفر صادق علیہ السلام کے معجزات

①

مفضل بن عمر کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ مکہ یا مہنی میں گزر رہا تھا، ہم نے ایک عورت کو دیکھا جس کے سامنے ایک مردہ لگائے پڑی ہوئی تھی، عورت کے ساتھ اس کی لڑکی لگائے کی موت پر رو رہی تھی، حضرت نے عورت سے فرمایا کیا بات ہے؟ عرض کیا میرا اور میرے بچوں کا گزارہ اس لگائے کے ذریعے ہوتا تھا، اب یہ مر گئی ہے میں اپنے معاملے میں حیران ہوں۔

امام نے اس بات کو پسند کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری لگائے کو زندہ کر دے؟ عورت:- ایک تو میری لگائے مر گئی ہے میں اس کی مصیبت میں گرفتار ہوں، ساتھ ہی آپ میرا مذاق اڑا رہے ہیں۔

امام:- ایسا ہرگز نہیں ہے، پھر حضرت نے دعا فرمائی اور لگائے کو اپنے پاؤں سے ٹھوکر لگائی اور چلا کر بلایا، لگائے فوراً صحیح حالت میں کھڑی ہو گئی۔

عورت:- رب کعبہ کی قسم آپ جیسے ہیں، حضرت مجھ میں داخل ہو گئے اور عورت آپ کو پہچان نہ سکی۔



اپنے گھر کی راہ پائے گا، گھروالوں کے پاس اس حالت میں جانے گا۔ ان کے آگے دم بلاتا رہے گا، اعرابی نے نادانی سے کہا، ہاں ایسی دعا فرمائیے، حضرتؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی وہ اسی وقت کتے کی صورت میں تبدیل ہو گیا، گھر کی طرف روانہ ہو گیا، امامؑ نے فرمایا تم اس کے پیچھے پیچھے جاؤ، میں اس کے پیچھے ہوں گا، وہ گھر میں داخل ہوا، اپنی بیوی اور بچوں کے آگے دم بلانے لگا۔ انہوں نے ڈنڈا اٹھا کر اسے مار بھگایا، امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کے حالات سے آگاہ کیا، ہم ابھی اس کے متعلق گفتگو کر رہے تھے کہ وہ آیا اور حضرت کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور اس کے آنسو رخسار پر بہتے تھے اور مٹی میں منہ رگڑنے لگا۔ اور بھونکتا تھا۔ یہ دیکھ کر امامؑ کو رحم آ گیا، اس کے حق میں دعا کی پھر وہ اعرابی اپنی اصلی شکل میں آ گیا، امامؑ نے فرمایا اے اعرابی اب ایمان لاتے ہو، عرض کیا، ہزار ہزار دفعہ!

(۲)

یونس بن نبیان کا کہنا ہے کہ میں ایک جماعت کے ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا، میں نے عرض کیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ خذ اربعۃ من الطیور فصوصن الیث، کیا چاروں پرندے مختلف قسم کے تھے؟ یا ایک ہی نوعیت کے تھے؟

امامؑ نے فرمایا "تم لوگوں کو وہی نظارہ دکھاؤ؟"  
ہم لوگوں نے کہا ضرور!

امامؑ نے فرمایا "اے مور! مور! کرام! کی خدمت میں حاضر ہو گیا، پھر فرمایا اے کوسے! کوسے! حضرت کے سامنے موجود تھا، پھر فرمایا "اے باز! باز! سامنے

میں مرنے والی ہوں اور سامنے موت کا فرشتہ موجود ہے، میری روح قبض کرنے آیا ہے یہ سن کر فرمایا اے ملک الموت! عرض کیا، اے امامؑ فرمائیے امامؑ! کیا تمہیں بیماری اطاعت کا حکم نہیں دیا گیا؟ ملک الموت!۔ ایسا ہی ہے۔

امامؑ! میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اتے بیس سال اور چہلے دو۔ ملک الموت!۔ بسر و چشم تعمیل کروں گا۔

عورت کا بیان ہے کہ وہ شخص اور ملک الموت باہر نکل گئے اور میں اسی وقت تندرست ہو گئی۔

(۳)

علی بن حمزہ کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ حج ادا کیا، ہم لوگ راستے میں ایک سوکھی کھجور کے نیچے بیٹھ گئے، حضرت نے اپنے ہونٹوں کو دعا کے ساتھ حرکت دی۔ میں اس بات کو سمجھ نہ سکا، پھر فرمایا، کھجور! اللہ تعالیٰ نے تجھ میں جو اپنے بندوں میں رزق قرار دیا ہے اس سے ہمیں کھلا، میں نے دیکھا کہ کھجور حضرت کی طرف مع پتوں کے اور طب کے جھک گئی، فرمایا نزدیک آ جاؤ، بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ، میں نے اس سے تازہ کھجوریں کھائیں جو بہت میٹھی اور بہت پاکیزہ تھیں، ہم نے ایک اعرابی کو یہ کہتے سنا کہ آج جیسا جادو دیکھا ہے۔ اس سے بڑا جادو اور کوئی نہیں دیکھا، امامؑ نے فرمایا ہم لوگ درشتہ الہ نبیاء ہیں، ہم میں جادو اور کہانت نہیں ہے بلکہ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اور وہ ہماری دعا قبول فرماتا ہے۔ اگر تم پسند کرو تو میں تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں، وہ تجھے کتے کی شکل میں مسخ کر دے،



کے بعض شکاریوں نے اس کی ماڈھ کو پکڑ لیا ہے اور اس کے دو بچے ہیں اور میری خدمت میں التماس کی تھی کہ میں اسے خرید کر اللہ تعالیٰ کی خاطر اس کے پاس بھیج دوں میں نے اس سے وعدہ کر لیا ہے، حضرت قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے دعا کی اور فرمایا۔

الحمد لله كثير احكاما هو اهلهم ومستحقه  
تو جملہ اللہ تعالیٰ ہی بہت تعریف کے لائق، وہ اس کا اہل اور مستحق ہے۔  
اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔

۱۰ یجسدون الناس علی ما انعم اللہ من فضله

ترجمہ۔ وہ لوگ ان لوگوں پر حسد کرتے ہیں، جن کو خدا نے اپنے فضل سے ملک عطا کیا (تفصیل کے لئے تفسیر فرات اردو ملاحظہ ہو)  
پھر فرمایا خدا کی قسم ہم لوگ محسود ہیں، حضرت واپس مدینہ میں تشریف لے گئے ہم آپ کے ساتھ تھے، حضرت نے ہر نی کو لیکر چھوڑ دیا۔

۶

ابوالصلت بروہی امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میرے باپ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنے باپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، آپ کی خدمت میں آپکا ایک محب داخل ہوا اور عرض کیا کہ دروازے پر کافی لوگ موجود ہیں، میں نے بہت ادبوں کو دیکھا، جن پر صندوق لدے ہوئے تھے اور ایک شخص گھوڑے پر سوار تھا، میں نے پوچھا تم کون ہو؟ کہا میں سندھ جو ہند میں ہے، اس کار پہننے والا ہوں اور جعفر بن محمد سے ملنا چاہتا ہوں، میں نے اپنے والد کو آگاہ کیا، فرمایا ناپاک غائن کو اجازت نہ دو، وہ کافی دیر ٹھہرا، حضرت نے اسے آنے کی اجازت نہ دی، یزید بن سلیمان نے اس کی سفارش کی حضرت

آگیا، پھر فرمایا "اے فاختہ! فاختہ سامنے آگئی۔ اس کے بعد تمام پرندوں کو فوج کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ انہیں ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے، اور ان کے پر نچوڑ کر ان کا گوشت ایک دوسرے کے ساتھ مخلوط کر دیا جائے، مور کا سر لے کر فرمایا "اے مور" میں نے دیکھا کہ مور کا گوشت اور ہڈیاں، پر دوسرے پرندوں سے الگ ہو رہے ہیں، تمام چیزیں مور کے سر سے مل گئیں، حضرت کے سامنے صبح و سالم مور موجود تھا، پھر فرمایا "اے کوئے؟" کوئے موجود تھا، پھر فرمایا "اے باز؟" باز سامنے موجود تھا، پھر فرمایا "اے فاختہ! فاختہ موجود تھی، اسی طرح تمام پرندے حضرت کے سامنے زندہ موجود ہو گئے

۵

داؤد کثیر رتی کا بیان ہے، ہم لوگ صحرا سے گذر رہے تھے، ہم نے ایک گہرا کنواں دیکھا، امام جعفر صادق علیہ السلام ابو عبد اللہ بلخی کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے گئے کہ اس کنوئیں سے ہمیں پانی پلا دے، بلخی نزدیک ہوا، کہنے لگا، کنواں بہت گہرا ہے، پانی کہیں دکھائی نہیں دیتا، حضرت آگے بڑھے، فرمایا اے کنوئیں اپنے رب کے سامع اور مطیع اللہ تعالیٰ کے اذن سے جو پانی اس نے تجھ میں قرار دیا ہے وہ یہیں پلا، ہم نے دیکھا کہ کنوئیں سے پانی بلند ہوا، ہم نے اس سے پانی پیات، ہم ایک مقام پر وارد ہوئے وہاں سوکھی کھجور موجود تھی، حضرت اس کے قریب گئے، فرمایا: کھجور کھلا جو اللہ تعالیٰ نے تجھ میں مقرر کیا ہے اس میں تازہ پھل آگئے، پھل کھائے گئے، حضرت روانہ ہو گئے۔ پھر کھجور میں پھل کھائی نہ دیئے، ایک ہرن حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا جو اپنی دم ہلاتا تھا، فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ میں یہ کام کروں گا، ہرن چلا گیا، بلخی نے کہا ہم نے ایک عجیب چیز دیکھی ہے، ہرن نے آپ سے سوال کیا تھا؟ فرمایا مجھ سے پناہ طلب کی تھی، اور مجھے آگاہ کیا کہ مدینے



نہیں کی فرمایا اگر تیرے بعض کپڑے اس بات کی گواہی دیں تو تو ان الہ الا اللہ  
وان محمد اعبدہ رسول اللہ کی گواہی دے گا، کہا اس بارے میں مجھے معذرت  
سمجھئے، فرمایا، میں تیرے بادشاہ کو وہ لکھوں گا جو کچھ تو نے کیا ہے، کہا، اگر یہی کرنا ہے  
تو تحریر فرمائیے، وہ پوستین پہنے ہوئے تھا۔ اس کے اتارنے کا حکم دیا، پھر حضرت قیام  
فرما ہوئے۔ دو رکعت نماز پڑھ کر سجدہ فرمایا، امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں  
لے آپ کو سجدہ میں کہتے سنا۔ اللہم انی بمعافذ العزم من عسر شک ومنتھی الرحمة  
من کتابک ان تصلى علی محمد عبدک ورسولک و امینک فی خلقک والہ اس  
ہندی کی پوستین کو اجازت دیجئے کہ وہ صاف عربی زبان میں گفتگو کرے تیرے اولیاء  
جو اس مجلس میں موجود ہیں اس کی بات حجت کو سنیں تاکہ ان کیلئے تیرے اہلیت بنی کے  
آیات میں سے ایک آیت قرار پائے اور ان کا ایمان کے ساتھ ایمان زیادہ ہو، پھر حضرت  
نے سر بلند کیا اور فرمایا، اے پوستین جو کچھ تو ہندی کے بارے میں جانتی ہے بیان کر، امام  
موسیٰ کاظم علیہ السلام کا بیان ہے کہ پوستین مینڈھے کی صورت میں تبدیل ہو گئی اور عرض کیا  
اے فرزند رسول! بادشاہ نے مع اور چیزوں کے لونڈی اس کے حوالے کی اور اس کی حفاظت  
کی وصیت کی، ہم ایک صحرا میں وارد ہوئے، بارشس ہونے لگی، جس نے ہماری تمام چیزیں  
لی گئی کر دیں، بارشس رک گئی، جو لوگ اس لونڈی کی خدمت پر مامور تھا، اس کا نام بشیر تھا، اس  
سے کہا کہ شہر میں جا کر ہمارے لئے کھانا لاؤ، رقم اس کے حوالے کی، خادم شہر میں پہنچ گیا  
میزاب نے لونڈی کو ایک نیچے سے نکال کر دو سے نیچے میں داخل کیا۔ لونڈی قبے سے باہر  
نکلے، جب زمین پر چل رہی تھی تو اس کی پنڈلیاں ظاہر ہو رہی تھیں، یہ خائف اس پر بے ایمان  
ہو گیا، اس نے اسے گمراہ کیا، وہ منہ سیاہ کرنے پر تیار ہو گئی۔ اس نے اسے بدکاری کی۔

نے آنے کی اجازت دے دی، ہندی داخل ہوا اور ایک حبشی اس کے آگے آگے تھاموس  
کیا، اللہ تعالیٰ امام کا بھلا کرے، میں ایک ہندی ہوں، اپنے بادشاہ کی طرف سے مہر شدہ  
خط لایا ہوں، کافی دیر تک دروازے پر رکا رہا ہوں، آپ نے اجازت نہیں دی، اس  
میں میرا کیا گناہ ہے؟ کیا اولاد انبیاء اس طرح کیا کرتی ہے؟ حضرت نے اپنا سر نیچے کر لیا،  
پھر فرمایا، اس کی وجہ تھوڑی دیر میں ضرور معلوم کر لو گے۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا  
کہ میرے پد جرنیگارانے مجھے خط لے لینے اور اس کو کھولنے کا حکم دیا، اس میں یہ عبارت  
تحریر تھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط بادشاہ کی طرف سے جعفر بن محمد صادق کی طرف ہے جو ہر جس سے پاک ہیں  
اما بعد! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں پر مجھے ہدایت دی ہے، میں ایک لونڈی  
بطور ہدیہ کے بھیج رہا ہوں، ایسی خوبصورت لونڈی میں نے کبھی نہیں دیکھی، اس  
سے آپ کے سوا کسی کو مباشرت کے لائق نہیں پاتا، اسے میں آپ کی خدمت  
میں مع زیورات، جواہرات اور خوشبو بھیج رہا ہوں، میں نے اپنے وزیر کو جمع  
کیا، ان میں سے ایک ہزار آدمیوں کو منتخب کیا جو امانت کے ادا کرنے کے اہل تھے  
پھر میں نے ان ہزار میں سے ایک سو آدمیوں کو چنا اور پھر سو میں سے دس کو منتخب  
کیا اور دس میں سے صرف میزاب بن ضراب کو چنا، اس سے زیادہ قابل اعتماد کسی  
کو نہیں جانتا، میں اس کے ذریعہ جناب کی خدمت میں لونڈی اور ہدیہ بھیج رہا ہوں  
یہ پڑھ کر حضرت نے فرمایا، اے خائف! تو واپس چلا جا، میں ان چیزوں کو قبول  
نہیں کروں گا، تو نے امانت میں خیانت کی ہے، اس نے قسم کھائی کہ میں نے خیانت



نہیں ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔  
میں اس خط کے پیچھے خود بھی جنابت کی خدمت میں نہایت تھوڑی مدت میں  
حاضر ہو رہا ہوں، امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا بیان ہے کہ ہند کا بادشاہ میرے باپ  
کے پاس آیا اور اسلام لایا اور اچھی طرح اسلام پر کار بند رہا۔

(۷)

ہشام بن حکم سے مروی ہے کہ جبل سے ایک شخص ابو عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت  
میں حاضر ہوا اور اس کے ساتھ دس ہزار درہم تھے، امام کی خدمت میں عرض کیا  
کہ ان کے عوض میرے لئے گھر خرید دیجئے، جب میں واپس آؤں گا تو اس میں ہوں  
گا۔ وہ شخص حج کو روانہ ہو گیا۔ واپس آیا تو امام نے اپنے گھر ٹھہرایا، فرمایا! میں نے تیرا  
گھر فردوس اعلیٰ میں خرید لیا ہے، جس کی حد اقل رسول اللہ اور حدود دوم علی علیہ السلام  
ہیں اور میری حد سن ہیں اور چوتھی حد حسین ہیں اور یہ دستاویز میں نے تحریر کی ہے  
جب اس شخص نے اس بات کو سنا تو عرض کیا کہ میں اس بات پر راضی ہوں، امام نے  
تمام درہم ادا کر دیئے اور حسین میں تقسیم کر دیئے، وہ شخص واپس گھر روانہ ہو گیا، گھر پہنچ  
کر ایک بیماری میں مبتلا ہوا، وفات کے وقت تمام گھر والوں کو جمع کیا اور انہیں قسم  
دی کہ امام کی تحریر کردہ دستاویز اس کی قبر میں رکھ دیں، انہوں نے حسب وصیت  
ایسا ہی کیا، صبح کے وقت اس کی قبر پر گئے، دستاویز قبر کی پشت پر موجود تھی۔ اور  
دستاویز پر لکھا ہوا تھا۔ دینی دفاع دلی اللہ جعفر بن محمد الصادق بہا قال قالہ  
لے علماء و مؤرخین کا کام ہے کہ اس بادشاہ کے متعلق تحقیق کی جائے، اس کا نام و نسب جملہ  
کوائف منقہ شہود پر لائے جائیں ۱۲۔ ۵ محمد شریف عفی عنہ معزم ۵

یہ سن کہ ہندی زمین پر گھر پڑا اور عرض کرنے لگا۔ مجھے معاف فرمائیے۔ میں  
نے غلطی کی، میں اس بات کا استرا کر تا ہوں، میں ڈھا پھر پستین بن گیا، حضرت  
نے اسے پستین پہننے کا حکم دیا، جب اس نے پہنی تو اس کے حلق اور گردن میں لپٹ  
گئی، جس سے اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا، امام نے فرمایا اے پستین اسے چھوڑ دے  
تاکہ یہ اپنے مالک کے پاس جائے، وہ ہم سے زیادہ بدلے لینے کے حقدار ہیں، فرمایا اپنا  
ہدیہ لے لو اور اپنے مالک کے پاس چلے جاؤ، عرض کیا اللہ اللہ! اے آقا! اگر  
میں ہدیہ واپس لے جاؤں تو میرا مالک بگڑ جائے گا اور وہ سزا دینے میں بہت سخت  
ہے، امام نے فرمایا اسلام لاؤ، یہ لونڈی بھی تجھے دیدوں گا۔ اس نے اسلام لانے سے  
انکار کیا۔ حضرت نے ہدیہ قبول کر لیا اور لونڈی واپس کر دی، وہ بادشاہ کے پاس پہنچ گیا  
ایک ماہ کے بعد میرے والد کے پاس خط کا جواب آ گیا جس میں تحریر تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بادشاہ ہند کا خط حضرت جعفر بن محمد کی خدمت میں روانہ ہے جو امام ہیں۔  
اما بعد! میں نے جناب کی خدمت میں لونڈی بھیجی تھی، آپ نے ان چیزوں کو تو قبول  
فرمایا جن کی کوئی قیمت نہیں تھی، لیکن لونڈی کو واپس کر دیا، یہ بات میرے دل  
میں کھٹکی، میں سمجھ گیا کہ انبیاء اور اولاد انبیاء میں فراست موجود ہوتی ہے، میں نے  
قاصد کو غائر نظر سے دیکھا تو غائب پایا۔ اس نے خیال کیا کہ اسے سچائی کے بغیر کوئی  
چیز نجات نہیں دے گی، اس نے اور لونڈی لے اپنے کہ تو ت کا اقرار کر لیا، اور لونڈی  
نے پستین کا واقعہ بھی سنایا۔ مجھے اس سے حیرانی ہوئی، میں نے لونڈی اور میراب  
دونوں کی گردنیں اڑا دی ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود



## باب نمبر ۸

## امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی معجزات

①

ابو صلت ہروی امام ابو الحسن رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام نے علی بن حمزہ سے کہا کہ تجھے اہل مغرب کا ایک آدمی ملے گا اور وہ تجھ سے میرے باپ کے پوچھے گا۔ اس سے کہنا وہ ہمارے امام ہیں جن کو ابو عبد اللہ صادق کہتے ہیں، جب وہ تم سے حلال اور حرام کے متعلق پوچھے تو اس کو جواب دینا، کہا اس کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا: ایک حسیم اور طویل آدمی ہے ان کا نام یعقوب بن یزید ہے اور اپنی قوم کا سردار ہے، اگر وہ میرے پاس آنا چاہے، تو اس کو میرے پاس لے آنا، علی بن حمزہ کا بیان ہے کہ خدا کی قسم میں خاد کعبہ کا طواف کر رہا تھا، ایک طویل اور حسیم شخص آیا اور مجھ سے کہا کہ میں تیرے ساتھی کے باپ کے پوچھتا ہوں، میں نے کہا کہ کون سے ساتھی کے باپ کے؟ کہا موسیٰ بن جعفر! میں نے پوچھا: تیرا کیا نام ہے؟ کہا: یعقوب بن یزید، میں نے پوچھا: کہاں کے رہنے والے ہو؟ کہا: اہل مغرب (افریقہ) میں سے ہوں، میں نے کہا مجھے کہہ دو کہ جانتے ہو؟ کہا: خواب میں میرے پاس ایک آنے والا آیا اور کہا کہ علی بن حمزہ کو ملو اور جن باتوں کی تمہیں ضرورت ہے ان سے پوچھو، میں نے تیرے باپ کے پوچھا اور اس نے تیری طرف میری رہنمائی کی۔ میں

اللہ کے ولی جعفر بن محمد صادقؑ نے جس طرح وعدہ کیا اسی طرح پورا ہوا۔

⑧

حماد بن عیسیٰ نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ میرے حق میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بہت سے حج کرنا نصیب کرے، ایک بہترین جاگیر عمدہ گھر، نیکو کار بیوی اور صالح اولاد عطا کرے، امام نے اس کے حق میں فرمایا: اے معبود! حماد بن عیسیٰ کو پچاس حج نصیب کر، عمدہ جاگیر، بہترین گھر، نیک عورت اور صالح اولاد عطا فرما۔ اس وقت امام کی خدمت میں جو حضرات موجود تھے ان میں سے ایک کا بیان ہے کہ ایک سال میں حماد بن عیسیٰ کے پاس اس کے گھر بصرہ گیا، کہا میرے باپ کے پاس تھے امام جعفر صادق علیہ السلام کی دعا یاد ہے؟ میں نے کہا ہاں مجھے یاد ہے۔ کہا یہ میرا گھر ہے، بصرہ میں اس سے بہتر اور کوئی گھر نہیں ہے، میری جاگیر بہترین جاگیر ہے، میری بیوی کو جو لوگ جانتے ہیں وہ اچھے خاندان سے تعلق رکھتی ہے میری اولاد کو جو جانتے ہیں وہ نیکو کاریں، میں نے ۲۸ حج ادا کئے ہیں، دو حج بعد میں ادا کئے جب اکاونویں حج کے ارادہ سے روانہ ہوئے اور جحفہ میں پہنچے۔ احترام کا ارادہ کیا وادی میں غسل کی خاطر پہنچا تو اسے سیلاب بہا کر لے گیا، نوکروں نے جا کر مردہ حالت میں پکڑ کر پانی سے باہر نکالا، حماد کا نام غریق جحفہ پڑا۔



مشہور ہیں۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے گھر کے درمیان میں بہت سی کنزیاں جمع کرنے کا حکم دیا، کسی شخص کو بھیجکر عبداللہ کو اپنے پاس بلا بھیجا، عبداللہ امام کی خدمت میں پہنچا تو امامیہ مذہب کے جدیدہ جدیدہ حضرات آپ کی خدمت میں موجود تھے۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے حکم دیا کہ کنزیوں کو آگ لگا دی جائے، کنزیوں کو آگ لگا دی گئی، لوگوں کو اس کی وجہ کا علم نہیں تھا۔ کنزیاں جل کر سرخ ہو گئیں۔ ثم قام موسیٰ وجلس بشیابہ فی وسط النار واقبل يحدث الناس ساعة ثم قام ففضض ثیابہ ورجع الی المجلس فقال لاخیه عبداللہ ان کنت تزعّم انک الامام بعد ابیہک فاجلس فی ذلک المجلس قالوا فواللہ عبداللہ تغیر لونه ثم قام یخوردانہ حتی اخرج من دار موسیٰ۔

امام موسیٰ کاظمؑ پٹروں سمیت آگ کے درمیان میں بیٹھ گئے، کچھ دیر تک لوگوں سے باتیں کرتے رہے، پھر کپڑے جھاڑ کر لوگوں کے پاس آگئے، اپنے بھائی عبداللہ سے فرمایا، اگر تیرا خیال ہے کہ تم اپنے باپ کے بعد امام ہو تو اس جگہ جا کر بیٹھو، ہم نے دیکھا کہ عبداللہ کا رنگ اڑ گیا، اپنی جہاد لکھینا ہوا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے گھر سے باہر چلا گیا۔

(۳)

اسحق بن منصور کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے امام موسیٰ بن جعفرؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ اپنے ایک شیعوں کی موت کے متعلق فرما رہے تھے میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ آپ ضرور اس بات کو جانتے ہیں کہ آپ کے شیعوں کی موت کب واقع ہوگی، میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا جو کچھ کرنا ہے کر لو، تمہاری عمر دو سال سے بھی کم رہ گئی ہے، یہی حالت تمہارے بھائی کی ہے، وہ تمہارے بعد صرف ایک ماہ زندہ ہے گا پھر مر جائے گا۔ اسی طرح تمہارے اہل پرانندہ ہو کر متفرق ہو جائیں گے، ان کے دشمن ان کا مذاق

نے کہا! یہاں بیٹھ جاؤ تاکہ میں طواف سے فارغ ہوں اور تمہارے پاس آتا ہوں میں آیا اور اس سے گفتگو کی اور میں نے اسے صاحب عقل و فہم پایا۔ اس نے مجھ سے امام موسیٰ بن جعفرؑ کی خدمت میں حاضر ہونے کی درخواست کی، میں نے اس کو حضرتؑ کی خدمت میں پہنچا دیا، امامؑ نے جب اسے دیکھا تو فرمایا! اے یعقوب بن یزید تم کل آئے ہو، تمہارے اور تمہارے بھائی کے درمیان فلاں جگہ جھگڑا ہو گیا تھا اور تم نے ایک دوسرے کو گالیاں دی تھیں، یہ بات میرے اور میرے آباؤ کے دین میں داخل نہیں ہے، اس بات کا ہم اپنے شیعوں میں سے کسی کو حکم نہیں دیتے، تم عنقریب میت کی وجہ سے آپس میں جدا ہو جاؤ گے۔ تمہارا بھائی اپنے گھر والوں کے پاس نہیں پہنچے گا اور اسی سفر میں مر جائے گا۔ اور تم اس کے بارے میں اپنے کئے پر پچھتاؤ گے۔ تم دونوں نے آپس میں صلہ رجمی قطع کی تھی، اس لئے تمہاری عمریں کم ہو گئی ہیں! اس نے کہا اے فرزند رسول! مجھے موت کب آئے گی؟ فرمایا! تمہاری موت آپ کی تھی لیکن تم نے فلاں فلاں جگہ اپنے چچا کے ساتھ صلہ رجمی کی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے تمہاری عمر میں بیس سال کی توسیع کر دی ہے۔ علی بن حمزہ کا بیان ہے کہ میں اس سے اس وقت ملا جب میں مکہ سے واپس آ رہا تھا، اس نے مجھے بتایا کہ اس کے بھائی کا انتقال ہو گیا ہے، اسے راستے میں دفن کیا گیا ہے اور وہ گھر والوں تک نہیں پہنچ سکا۔

(۲)

مفضل بن عمرؑ سے مروی ہے کہ جب امام جعفر صادق علیہ السلام نے وفات پائی تو امامت کے بارے میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے متعلق وصیت کی، عبداللہ نے امامت کا دعویٰ کیا عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس وقت بڑے بیٹے تھے۔ آپ افطح کے نام سے



ثعلبہ کے پاس بھیج دیا ہے، اس ڈر کے مارے کہ اس کی آواز کو لوگ نہ سیں، اس نے وہاں ایک لڑکا جنا ہے۔ جس کی بزرگی اور بہادری کا تم سے ذکر کیا تھا۔  
امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اس لڑکے کو دیکھا، وہ ایسا تھا جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا۔

(۵)

ابو حمزہ سے مروی ہے کہ میں ابو الحسن موسیٰ بن جعفر کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت کی خدمت میں تیس غلام لائے گئے جو حضرت کی خاطر خریدے گئے۔ ان میں سے ایک غلام نے جو غلو بصورت تھا، حضرت سے کلام کیا، امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اس کی زبان میں جواب دیا، غلام اور تمام لوگ یہ سن کر حیران ہو گئے، ان کا یہ خیال تھا کہ آپ ان کی زبان کو نہیں جانتے، حضرت نے اس غلام سے فرمایا کہ میں تجھے مال دیتا ہوں اور تم اس میں سے ہر ایک کو تیس درہم ہر ماہ دیا کرنا یہ لوگ چلے گئے اور ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ آپ ہماری زبان ہم سے زیادہ فصیح بولتے ہیں، یہ ہم پر اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، علی بن حمزہ نے کہا کہ ان کے جانے کے بعد میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کے فرزند! میں نے آپ کے دیکھا ہے کہ آپ نے ان سے ان کی زبان میں گفتگو فرمائی ہے، فرمایا: ہاں، اور میں نے اس غلام کو حکم دیا ہے، دوسرے کو نہیں اور میں نے اسے اس کے ساتھیوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت کی ہے کہ وہ ہر ایک کو ہر ماہ تیس درہم دیتا رہے، یہ اس لئے ہوا کہ جب اس نے گفتگو کی۔ تو وہ ان سے زیادہ علم والا تھا۔ کیونکہ یہ ان کے بادشاہ کی اولاد میں سے ہے۔ میں نے اس کو ان کا نگران مقرر کیا ہے اور اسے وصیت کی ہے کہ اگر انہیں کوئی ضرورت پیش آئے تو وہ پوری کمرے، ان باتوں کے باوجود ایک سچا غلام ہے، پھر فرمایا، شاید میں نے ان سے جیسی

اڑائیں گے۔ اور اپنے بھائیوں کے رحم و کرم پر ہوں گے، یہی باتیں تیرے سینے میں موجود ہیں، میں نے کہا جو کچھ میرے سینے میں کھٹک رہا ہے اس سے میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں، دو سال پورے دہوئے تھے کہ منصور مر گیا، ایک ماہ کے بعد اس کا بھائی مر گیا، اس کے اہلیت تباہ ہو گئے، جو باقی رہے افلاس میں گرفتار ہوئے اور اس قدر لاچار ہوئے کہ صدقے کے محتاج ہو گئے۔

(۴)

داصح امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے حسین بن ابی الفلا سے فرمایا، میری خاطر ایک نویر لونڈی خرید لاؤ، حسین نے کہا خدا کی قسم میں ایک نویر لونڈی کو جانا ہوں جو بہت نفیس ہے، ایسی میں نے نویر لونڈی نہیں دیکھی، اگر اس میں ایک عیب نہ ہوتا تو میں اس کو خرید کر ضرور آپ کے پاس لاتا، فرمایا ادوہ عیب کیا ہے؟ عرض کیا، وہ آپ کی بات کو نہیں جانتی، یہ سن کر حضرت مسکرا دیئے، پھر فرمایا جاؤ، اور اس کو خرید لو، میں نے لونڈی خرید کر حضرت کی خدمت میں پیش کر دی، آپ نے اس کی زبان میں دریافت فرمایا کہ تیرا کیا نام ہے؟  
لونڈی:- میرا نام مونہ ہے۔

حضرت:- میری زندگی کی قسم تو مونہ ہے مگر اس سے پہلے ایک اور نام بھی ہے اور جیبہ ہے۔

لونڈی:- آپ نے سچ فرمایا۔

حضرت:- اٹھو اور وضو کر کے نماز شب ادا کرو، نماز شب سے فارغ ہونے کے بعد فجر کی نماز پڑھو، اے علی! میری ام ولد دروزہ کی شکایت میں مبتلا ہو گئی ہے، میں نے اسے



صحا کی طرف چلے گئے، ہم نے راستے میں ایک شخص کو پڑا ہوا دیکھا، جو رو رہا تھا اور اس کے سامنے مردہ گدھا موجود تھا، جس کی کاٹھی ایک طرف پڑی ہوئی تھی، امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے پوچھا کیا بات ہے؟

شخص: میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حج کو جا رہا تھا، یہاں میرا گدھا مر گیا ہے، اکیلا رہ گیا ہوں، حیران اور پریشان ہوں، میرے اور ساتھی جاپہنچے ہیں۔ اور میرے پاس اور کوئی سواری نہیں جس پر سوار ہو کر جا سکوں  
امام: ممکن ہے کہ یہ گدھا نہ مرا ہو۔

شخص: آپ میری حالت پر رحم نہیں فرماتے بلکہ میرا مذاق اڑاتے ہیں، امام علیہ السلام گدھے نزدیک تشریف لے گئے ایسی بات کی جس کو میں سمجھ نہ سکا اور ایک پڑی ہوئی لکڑی کو اٹھایا اور گدھے پر ماری اور چلائے، گدھا کو درد صحیح ناگوار ہو گیا۔

امام نے فرمایا اے مغربی (عربی) یہاں کوئی مذاق کی چیز دیکھی ہے؟ اپنے ساتھیوں سے مل جا، ہم اس کو چھوڑ کر روانہ ہو گئے، علی بن حمزہ کا بیان ہے کہ میں ایک روز زمزم کے کنوئیں پر جو مسک میں ہے کھڑا ہوا تھا، ایک مغربی دلوں آگیا جب مجھے دیکھا تو میری طرف بڑھا، خوشی اور مسرت سے میرا ہاتھ چومانیں نے پوچھا تیرے گدھے کا کیا حال ہے؟  
مغربی: خدا کی قسم گدھا ٹھیک ٹھاک ہے، وہ شخص کہاں ہے جس نے میرے گدھے کو مرنے کے بعد زندہ کر دیا تھا، اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان کیا تھا۔

علی بن حمزہ: تیرا مقصد حل ہو گیا تھا، اب تو اس بات کو دریافت نہ کر جس کی کہنہ کو تو نہ پہنچ سکے گا۔

۸) معنی بن محمد ہمارے بعض اصحاب سے وہ بکارتی سے روایت کرتے ہیں کہ

میں کلام کیا ہے، تمہیں اس سے تعجب ہوا ہے؟ میں نے کہا خدا کی قسم ایسا ہی ہے، فرمایا جو میری بات تم پر پوشیدہ ہو اس پر تعجب نہ کیا کرو، جو بات تم نے سنی ہے وہ تو ایسی ہے جس طرح پرندہ اپنی منقار سے سمندر سے پانی کا ایک قطرہ لے، کیا پرندے کے پانی کا ایک قطرہ لینے سے سمندر کا پانی کم ہو جاتا ہے؟ امام سمندر کی مانند ہے، جو کچھ اس کے پاس ہوتا ہے وہ ختم نہیں ہوتا، اور اس کے عجائبات سمندر کے عجائبات سے زیادہ بڑے ہیں۔

۶

امام رضا علیہ السلام کے غلام بدر کا بیان ہے کہ اسحق بن عمار موسیٰ بن جعفرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کے پاس بیٹھ گیا، اسی دوران میں ایک خراسانی آدمی اجازت لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے حضرت سے ایک ایسی زبان میں گفتگو کی کہ وہ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ پرندے کی بولی بول رہا ہے، ایسا کلام میں نے پہلے نہیں سنا تھا، اسحق کا بیان ہے کہ حضرت نے اس کو اس کی زبان میں جواب دیا، جب وہ اپنے مسائل دریافت کر چکا تو چلا گیا، میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا، میں نے ایسا کلام نہیں سنا، فرمایا یہ اہل چین کا کلام اور ہر ایک چینی یہ کلام نہیں بولتا، پھر فرمایا تمہیں اس کے کلام اور لغت سے تعجب ہوتا ہے، میں نے کہا تعجب کی تو بات ہے، فرمایا میں تجھے وہ بات بتاؤں جو اس سے بھی عجیب تر ہے  
اعلم ان الامام یعلم منطقی الطیور وناطق کل ذی روح خلقہ اللہ تعالیٰ وما یخفی علی الامام شئی، تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ امام پرندوں کی بولی جانتا ہے اور ہر ذی روح کی زبان جانتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور امام پر دنیا کی کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔

۷

علی بن حمزہ کا بیان ہے کہ ایک روز امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا، مدینہ کے



میں نے چالیس حج ادا کئے، آخری حج میں زاد راہ ختم ہو گیا، میں مکہ میں آ گیا، میں نے مدینہ جملے کی ٹھانی تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کی زیارت کر سکوں اور اپنے آقا ابو الحسنؑ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل کروں، میں نے ارادہ کیا کہ کوئی کام کروں گا جس سے اپنی حالت ٹھیک کر کے کوفہ کی راہ لوں گا۔ میں روانہ ہو کر مدینہ پہنچا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کی زیارت سے مشرف ہوا، پھر معتمد تیں آیا، یہ وہ جگہ ہے جہاں کام کرنے والے لوگ کام کے حصول کی خاطر ٹھہر کر رہتے ہیں، میں بھی اس امید پر ٹھہر گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ میرے لئے بھی کام کا کوئی سبب بنائے گا۔ میں اسی ادھیڑ میں تھا کہ مجھے ایک شخص آتے ہوئے دکھائی دیا، کاریگر اس کے گرد جمع ہو گئے۔ میں بھی ان میں شامل ہو گیا وہ ایک جماعت لے کر روانہ ہوا، میں بھی اس کے پیچھے ہو گیا، میں نے کہا: اللہ کے بندے میں ایک مسافر آدمی ہوں مجھے بھی ان لوگوں کے ساتھ لے جاؤ اور کام پر لگا دو، کہا: کیا تم کوفہ کے رہنے والے ہو؟ میں نے کہا ہاں، کہا چلو، میں اس کے ساتھ ایک بہت تازہ بنے ہوئے گھر میں آیا، میں نے وہاں کئی روز کام کیا، ایک روز میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو آتے ہوئے دیکھا، آپ نے گھر میں چکر لگایا، پھر میری طرف سر بلند کرتے ہوئے فرمایا: تم آگئے ہو؟ اتر آؤ، میں اتر آیا، الگ کونے میں لے جا کر فرمایا: یہاں کیا کرنے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں، میرا زاد راہ ختم ہو گیا تھا، میں نے مکہ میں قیام کیا، پھر مدینہ میں آ گیا، کام کی تلاش میں معتمد میں آیا، اسی اثناء میں آپ کے وکیل آ گئے، وہ لوگوں کو لے کر چلے، میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا جس طرح لوگوں کو کام پر لگاؤ گے مجھے بھی کام پر لگاؤ، اس کے بعد حضرت معتمد فرمے گئے: میں کام میں مصروف ہو گیا۔ وہ دن آ گیا جس روز ہجرت ملا کرتی تھی، وکیل آ کر روانہ ہو گیا، ہر ایک

آدمی کو باری باری بلا کر اس کی ہجرت دیتا تھا، جب میری باری آئی تو ہاتھ کا اشارہ کر کے کہا بیٹھ جاؤ، سب سے آخر میں مجھ سے کہا ادھر آؤ میں نزدیک ہو گیا، اس نے مجھے ایک پتیلی دی جس میں پندرہ دینار تھے، کہا یہ لے لو، یہ تمہارے کوفہ جانے کی زاد راہ ہے پھر کہا کہ تم سے امام فرماتے ہیں کہ کل جاؤ گے؟ میں نے کہا ہاں، وکیل چلا گیا، حضرت کا قصد آیا اور کہا کہ ابو الحسنؑ فرماتے ہیں کہ جانے سے پہلے میرے پاس آنا۔ میں نے کہا: بسرو چشم، خدمت میں حاضر ہوں گا۔ دوسرے روز خدمت امامؑ میں حاضر ہوا، فرمایا ابھی ابھی چلے جاؤ تاکہ تم قہر کے مقام تک پہنچ سکو، وہاں تمہیں کوفہ جانے والے لوگ ملیں گے، یہ خط لے لو اور علی بن حمزہ کے سپرد کر دینا، میں چل پڑا، خدا کی قسم قہر تک کوئی آدمی نہ ملا، وہاں لوگ ملے جو دوسرے روز کوفہ جانے کے لئے آمادہ تھے، میں نے اونٹ خرید لیا اور ان کے ساتھ ہو لیا، میں کوفہ میں رات کو پہنچا، میں نے کہا اب اپنے گھر چلنا چاہیئے، رات وہاں آرام کروں گا۔ صبح کو خط لے کر آقا علی بن حمزہ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ میں اپنے گھر میں آ گیا، مجھے بتایا گیا کہ میرے آگئے سے چند روز پہلے چور میری دکان میں نقب زنی کر گئے تھے، میں نے صبح کو فجر کی نماز پڑھی، بیٹھا ہوا دکان کے چوری شدہ مال کے متعلق سوچ رہا تھا، اچانک ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا، میں باہر آیا تو وہ علی بن حمزہ تھے، میں نے انہیں گلے لگایا اور ان پر سلام کیا، کہا بکار! میرے آقا کا خط مجھے دیدو، میں نے کہا ہاں حاضر کرنا ہوں، میں ابھی ابھی جناب کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کر رہا تھا، فرمایا خط لاؤ، مجھے معلوم ہے کہ تم شام کو آئے ہو، میں نے خط لا کر آپ کے حوالے کیا، انہوں نے خط کو بوسہ دیکر اپنی آنکھوں پر رکھا اور رو پڑے، میں نے عرض کیا، کیوں روتے ہیں؟ فرمایا آقاؑ کی زیارت کا شوق خط کھل کر پڑھا اور میری طرف سر اٹھا کر کہا: اے بکار! تیری دکان میں چور داخل ہوئے



تھے؟ میں نے کہا، ہاں، کہا، اللہ تعالیٰ نے تیرا مال واپس کر دیا ہے۔ میرے اور تیرے آقا نے حکم دیا ہے کہ جو کچھ تیرا مال چلا گیا ہے وہ میں تجھے ادا کروں۔ آپ نے ایک تھیلی نکالی جس میں چالیس دینار تھے وہ میرے حوالے کئے۔ میں نے اپنے چوری شدہ مال کا حساب لگایا تو وہ بھی چالیس دینار بنتے تھے، علی بن حمزہؓ نے میرے سامنے حضرتؓ کا خط پڑھا کہ بھار کی دوکان سے چالیس دینار کا مال چوری ہو گیا ہے۔ وہ ان کے حوالے کر دو۔

⑨

اسحق بن عمار کا بیان ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو قید کر دیا، ابویوسف اور محمد بن حسن صاحبان ابوصیفہ حضرتؓ کی خدمت میں یہ خانہ میں حاضر ہوئے، یہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے سندی بن شاہک کی طرف سے ایک شخص یہ پیغام لے کر حاضر ہوا کہ میرے پہرہ کی باری ختم ہو رہی ہے اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو بیان فرمائیے تاکہ میں اس وقت پوری کر دوں، حضرتؓ نے فرمایا مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے، جب وہ شخص چلا گیا، تو حضرتؓ نے ابویوسف سے کہا کہ مجھے اس شخص پر تعجب آتا ہے کہ میں اس کو اپنی حاجت پوری کرنے کی تکلیف دوں، حالانکہ یہ شخص آج مر جائے گا۔ ابویوسف اور محمد بن حسن حضرتؓ کی خدمت سے اٹھ کھڑے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ہم تو اس غرض کے تحت آئے تھے کہ آپ سے فرائض اور سنت کے مسائل دریافت کریں گے، اب تو آپ نے ایک آنے والے کے بارے میں علم غیب کی بات بتائی ہے، انہوں نے اس شخص کے ساتھ ایک آدمی کو بھیج دیا اور دونوں نے اس سے کہا کہ دیکھو آج رات اس کا کیا حشر ہوتا ہے اور کل اس کے بارے میں ہمیں آگاہ کرنا، وہ شخص

جا کر مسجد میں جو اس شخص کے دروازے کے پاس تھی سو گیا، صبح کو اس نے رونے کی آواز سنی اور لوگ اس کے گھر میں داخل ہو رہے تھے، پوچھا کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا فلاں شخص آج رات بغیر بیماری کے اچانک مر گیا ہے۔ اس شخص نے آکر اس بات سے ابویوسف اور محمد بن حسن کو آگاہ کیا، دونوں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا ہمیں تو صرف یہی علم تھا کہ آپ حلال اور حرام کے عالم ہیں لیکن یہ علم کہاں سے حاصل کیا ہے؟ کہ فلاں شخص اس رات مر جائے گا؟ فرمایا اس باب سے یہ علم حاصل کیا، جس کی خبر رسول اللہ صلعم نے دی تھی وہ علی بن ابی طالبؓ ہیں، جب حضرتؓ نے دونوں پر یہ بات کہی تو کہتے بچے رہ گئے اور کوئی جواب نہ دے سکے۔

⑩

داؤد بن کثیر بروقیؓ سے مروی ہے کہ خراسان سے ایک شخص آیا جس کی کنیت ابو جعفر تھی، خراسان کی ایک جماعت نے اس کے ساتھ مال سامان اور مسائل روانہ کئے تھے، کوفہ میں آیا، امیر المؤمنین کے مزار کی زیارت کی اور کوفہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ جس کے پاس لوگ جمع تھے، زیارت سے فارغ ہو کر ان کے پاس گیا۔ ان کو شیعہ اور فقہ اہل پایا، وہ شیخ کے مسائل سن رہے تھے، ان سے شیخ کے بارے میں پوچھا، انہوں نے کہا ان کا نام ابو حمزہ ثمالی ہے، اس دوران میں مدینہ سے ایک اعرابی آیا، جس نے کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا انتقال ہو گیا ہے، یہ سن کر ابو حمزہ نے گریبان چاک کیا اور زمین پر ہاتھ مارا پھر اعرابی سے پوچھا آپس کے وصی کے بارے میں کچھ سنا ہے؟ کہا آپس نے اپنے بیٹے عبد اللہؓ اپنے بیٹے موسیٰؓ اور دیگر شخص منصور کے بارے



امام جعفر صادق علیہ السلام کے وحی میں؟ کہا، ہاں میں نے پوچھا  
دو صد درہموں میں کتنی زکوٰۃ ہے؟ کہا پانچ درہم، میں نے پوچھا  
ایک سو میں کتنی ہے؟ کہا ڈیڑھ درہم، میں نے پوچھا ایک شخص  
اپنی عورت سے کہتا ہے کہ تجھے تاروں کے باربط ہو کیا لغیر گواہوں کے  
ایسی عورت مطلقہ ہو جائے گی، کہا ہاں رخصت کے جوابات سے تعجب ہوا، مجھ سے  
کہا جو مال لائے ہو وہ میرے پاس لاؤ میں نے کہا میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے میں  
نبی کریم کی قبر پر آیا پھر واپس اپنے گھر کی طرف لوٹ رہا تھا کہ مجھے راستہ میں کھڑا ہوا  
ایک حبشی ملا اس نے کہا تم پر سلام ہو میں نے کہا تم پر سلام ہو کہا جن کو چاہتے ہو تمہیں  
طلب کرتے ہیں، میں اس کے ساتھ گھر کے دروازے پر پہنچا، وہ مجھے اندر لے گیا میں نے  
موسیٰ بن جعفر کو نماز کی چٹائی پر بیٹھے ہوئے دیکھا، فرمایا ابو جعفر بیٹھ جاؤ، فرمایا جو مال  
لائے ہو میرے پاس لاؤ میں نے حضرت کی خدمت میں پیش کر دیا، حضرت نے اس تھیلے  
کی طرف اشارہ فرمایا، جس میں عورت کا درہم تھا، فرمایا اسے کھولو، میں نے کھول دیا، فرمایا  
اسے انور میں نے اٹا، شیطیہ کا درہم ظاہر ہو گیا، اسے لے لو میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا،  
اللہ تعالیٰ حق بات بیان کرنے سے نہیں شرماتا، اے ابو جعفر، شیطیہ کو میرا سلام کہنا اور تھیلی  
اسکے حوالے کرنا۔۔۔ ابو جعفر کا بیان ہے کہ میں خراسان آگیا، میں نے امام کی عطا کردہ شیطیہ  
کے حوالے کی، وہ خوش ہو گئیں، کہا یہ درہم اپنے پاس رکھو جو میرے کفن کے کام آئے گی، تن دن کے

۱۱

وہ مر گئیں

عشام بن سالم کا بیان ہے کہ میں لور احمد بن عثمان جسطاق امام جعفر صادق کی وفات بعد مدینہ میں  
لوگ امام کے فرزند کے پاس جمع ہو گئے تھے، ہم آپ کے پاس آئے اور کہا زکوٰۃ کتنے میں واجب ہوتی

میں وصیت کی ہے۔

یہ سن کر ابو حمزہ غماضی نے کہا، شکر ہے اللہ تعالیٰ کا کہ اس نے ہمیں گمراہ نہیں کیا  
ہماری رہنمائی چھوٹے کی طرف کی ہے، بڑے کو صرف بیان کیا ہے، اور امیر عظیم کو پوشیدہ  
رکھا ہے، ابو حمزہ امیر المؤمنینؑ کی قبر پر آئے، آپ نے نماز پڑھی اور ہم نے بھی نماز  
ادا کی پھر میں آپ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ جو کچھ آپ نے کہا ہے خدا اس  
کی وضاحت فرمائیے۔ کہا حضرت نے بیان کیا ہے بڑے صاحب افتہ سے  
چھوٹے کی طرف رہنمائی کی ہے کہ میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر بڑے کے ہوتے ہوئے  
رکھ دوں اور امیر عظیم کو پوشیدہ رکھا ہے، آپ حضرت امیر المؤمنینؑ کی قبر کی طرف  
لپکے، اس اشارہ میں منصور آگئے، آپ سے پوچھا کہ امام جعفر صادقؑ کی وصیت سلام کا  
وحی کون ہے؟ خراسانی کا بیان ہے کہ ابو حمزہ نے منصور کو ایسا جواب دیا، جسے  
میں سمجھ نہ سکا، میں مدینہ میں آگیا، میرے پاس مال، کپڑے اور مسائل تھے، میرے  
پاس وہ درہم بھی تھے جو شیطیہ نے میرے حوالے کئے تھے، میں نے اس سے کہا میں تم سے  
سو درہم پوشیدہ رکھوں گا، میں نے درہم نکال کر ایک اور تھیلے میں ڈال  
دیئے، میں مدینہ آگیا، امام جعفر صادق علیہ السلام کے وحی کے متعلق پوچھا، انہوں  
نے کہا حضرت کے فرزند عبد اللہ ہیں، میں دہاں آیا، اجازت طلب کر کے حاضر  
ہوا آپ اپنے منصب پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے انجانے انداز میں پوچھا  
آپ امام جعفر صادق علیہ السلام کے وحی ہیں؟ کہا ہاں، میں نے پوچھا آپ  
اے امام علیہ السلام نے حالات کے اقتضا کے مطابق تین آدمیوں کا نام یاد دہانہ امام نے درحقیقت  
اپنے فرزند امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بارے میں وصیت فرمائی تھی ۱۲۰ مترجم



بن یقین امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی امامت کے قائل ہیں اور وہ بیش قیمت باس جو اپنے دیا تھا اس نے امام موسیٰ کاظم کی خدمت میں بھیج دیا ہے یہ سن کر خلیفہ ہارون الرشید سخت ناراض ہوا اور کہا میں اس کی تحقیق کروں گا۔ علی بن یقین کو طلب کیا اور پوچھا وہ باس کہے؟ جو میں نے تجھے عطا کیا تھا؟ کہا میرے پاس موجود ہے کہا اسے یہاں پیش کرو، علی بن یقین نے اپنے نوکر سے کہا کہ اس رد مال کو لے آؤ جو فلاں صندوق میں رکھا ہوا ہے۔ غلام نے رد مال لا کر دیا، اس نے اسے کھولا تو اس میں باس موجود تھا، ہارون الرشید کاغذ ٹھنڈا ہوا اور آپ کو دوسرا انعام دیا۔ چنانچہ نوکر کو لڑیاں مار مار کر فی النار و البقر کی گئی

۱۳

علی بن یقین نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں تحریر کیا کہ وضو کے مسئلہ میں شک پڑ گیا ہے، میں پاؤں کا مسح کروں یا غسل کروں؟ جو کچھ آپ فرمائیں گے میں اس پر عمل کروں گا! امام نے تحریر فرمایا کہ میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ تین مرتبہ کئی، تین مرتبہ ناک میں پانی، تین مرتبہ چہرہ کا دھونا، تین مرتبہ داڑھی کا غسل، تین مرتبہ دونوں پاؤں کو دھونا اور ظاہر و باطن میں دونوں کانوں کا مسح کرنا اور تین مرتبہ دونوں پاؤں کو دھونا، اس طریقے کی مخالفت نہ کرنا، اس نے امام کے حکم کی پابندی کی اور اس پر عمل کرتا رہا، ایک روز ہارون رشید نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ علی بن یقین رافضی ہے، میں اس بارے میں تحقیق کرنا چاہتا ہوں رافضی وضو میں ہلنگاری سے کام لیتے ہیں، علی بن یقین کو بلایا اور گھر میں کسی کام کو لگا دیا نماز کا وقت آگیا، ہارون رشید پتھروں کی دیوار کے پیچھے چھپ کر کھڑا ہو گیا، تاکہ علی بن یقین کو دیکھ سکے۔ اس نے علی کے پاس وضو کا پانی بھیج دیا، علی نے امام کے حکم کی مطابقت وضو کیا، یہ دیکھ کر علی کے پاس ہارون رشید آکر کہنے لگا، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ تم رافضی ہو۔

ہے کہا کہ دو درہم میں پانچ درہم ہم نے پوچھا کہ سو میں؟ کہا ڈیڑھ تھا، ہم پریشان ہو کر باہر آگئے اور رونے بیٹھ گئے کہتے تھے کہ کس طرف رجوع کریں؟ فرقہ مرجئیہ کی طرف یا معتزلہ اور زیدیہ کی طرف؟ اب ہم اس شش و پنج میں تھے، کہ ہم نے ایک بزرگ کو دیکھا اس نے ہمیں اپنی طرف اشارہ کیا ہمیں اس کو پہلے نہیں جانتا تھا میں ڈر گیا کہ یہ کہیں جو ضرر منصوص کا جاسوس نہ ہو کیونکہ جو شخص امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی طرف رجوع کرتا تھا، اس کی گردن اڑانیے کا حکم جاری کیا تھا، مجھے اپنی جان کا خوف تھا میں اس بزرگ کے پیچھے ہوا، اس نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے دروازے پر پہنچا دیا اور حضرت کی خدمت میں پہنچا دیا، حضرت نے مجھے دیکھتے ہی پہلے فرما دیا کہ مرجئیہ معتزلہ اور زیدیہ کی طرف رجوع نہ کرو، میں نے عرض کیا آپ کے والد کا انتقال ہو گیا ہے؟ فرمایا ہاں میں نے عرض کیا ان کے بعد ہمارا امام کون ہے؟ فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دیگا، میں سہا میں آپ سے اس طرح پوچھوں گا، جس طرح آپ کے باپ سے پوچھا کرتا تھا، فرمایا پوچھو میں نے آپ سے پوچھا تو آپ کو نہ ختم ہونے والا سمندر پایا۔

۱۲

علی بن یقین کا بیان ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید نے مجھے خزیہ کا جڑا جو شاہوں کے باس میں تھا اور سونے کی تانوں سے کڑھا ہوا تھا عطا کیا میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں اور بہت سے مال کے ساتھ روانہ کر دیا، امام نے اور مال قبول کر لیا، لیکن وہ بیش قیمت جوڑا واپس کر دیا اور فرمایا اس کو سنبھال کے رکھو اس کی تمھیں ضرورت پڑے گی کچھ دنوں کے بعد علی بن یقین نے اپنے ایک خاص غلام کو مارا اور اسے اس بات کا علم تھا کہ علی بن یقین امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے محبت کرتے ہیں اس نے خلیفہ ہارون الرشید خلیفہ کی کہ علی



## باب ۹

## امام علی رضا علیہ السلام کے معجزات

ابراہیم بن موسیٰ قزاز سے مروی ہے کہ ایک دن مسجد رضا میں جو خراسان میں ہے موجود تھا، میں نے حضرت کے باہر تشریف لانے پر ہمارا کیا، آپ تشریف لائے، بعض مریدوں نے آپ کا استقبال کیا، نماز کا وقت آگیا، آپ وہاں ایک قصر کی طرف مڑ گئے قصر کے دروازے کے قریب ایک درخت تھا، اس کے نیچے تشریف فرما ہوئے، ہمارے ساتھ تیسرا آدمی کوئی نہیں تھا۔ فرمایا اذان دو، میں نے عرض کیا انتظار فرمائیے تاکہ ہمارے اصحاب نماز میں شریک ہو سکیں، فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے بخش دے، اول وقت سے نماز کی تاخیر نہ کرو، میں نے اول وقت میں اذان کہی، نماز ادا کی، میں نے کہا اے اللہ تعالیٰ کے رسول کے فرزند آپ نے ایک وعدہ فرمایا تھا، اس کی مدت بہت لمبی ہو گئی ہے۔ میں محتاج ہوں، آپ کثیر الاشغال ہیں۔ ہر وقت آپ سے مانگ نہیں سکتا، حضرت نے اپنے کوڑے کو زمین پر سختی سے مارا، پھر مضروب جگہ پر اپنا ہاتھ مارا، وہاں سے سونے کا پگھلا ہوا ٹکڑا نکلا، کہا اسے لے لو، اللہ تعالیٰ تجھے اس میں برکت دے اور اس سے فائدہ اٹھاؤ، جو کچھ تم نے دیکھا ہے اسے پوشیدہ رکھنا، اس میں مجھے برکت دی گئی۔ میں نے خراسان میں (شانداز گھر) خریدا جس کی قیمت ستر ہزار دینار تھی، جو لوگ مجھ ایسے دہاں موجود تھے

وہ جھوٹے ہیں، اس کے بعد علی بن یقین کے پاس امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا خط آیا کہ اب اس طرح دھوکا کر دجس طرح اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے چہرے کو ایک دفعہ بطور فریضہ کے دھویا کرو اور دوسری مرتبہ اسباغاً اور دونوں کہنیوں کو بھی اسی طرح اور سر کے اگلے حصے اور پاؤں کے ظاہر حصے کا وضو کی تری سے مسح کیا کرو، جس بات کا تجھے ڈر تھا وہ ختم ہو گئی



تو مدینہ میں آیا اور امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا اور جو کچھ میرے پاس مال تھا آپ کے سپرد کیا۔ میں نے خدمت میں عرض کیا کہ میں بصرہ جا رہا ہوں، وہاں لوگوں کو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی وفات کے متعلق علم ہو گیا ہے اور ان میں اختلاف پڑ گیا ہے، مجھے یقین ہے کہ وہ مجھ سے دلائل امام پوچھیں گے، اگر آپ اس بارے میں مجھے کوئی چیز بتا سکتے ہیں تو بہتر ہو گا۔ فرمایا اس بارے میں فکر نہ کرو، ہمارے بصرہ وغیرہ کے دوستوں کو آگاہ کر دو کہ میں ان کے پاس آ رہا ہوں، دلائلہ الا با اللہ پھر آپ نبی صلعم کی تمام چیزیں میرے پاس لائے۔ آنحضرت کی چادر، بھڑی اور سہتیار وغیرہ، میں نے عرض کیا آپ کب آئیں گے؟ تین دن کے بعد، میں بصرہ گیا، لوگوں نے مجھ سے حالات دریافت کئے، میں نے کہا، میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں آپ کی وفات کے ایک دن پہلے حاضر ہوا فرمایا! میں لامحالہ انتقال کر نیوالا ہوں، جب مجھے قبر میں پوشیدہ کر دینا تو (یہاں) مت قیام کرنا مدینہ کی طرف روانہ ہو جانا، میری دو بیعتیں میرے بیٹے رضا کے پاس پہنچا دینا، وہ میرے وصی ہیں اور میرے بعد صاحب الامر ہیں، میں نے حضرت کے حکم کی تعمیل کی اور تمام دو بیعتیں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا دیں تین دن کے بعد آپ تشریف لائے ہیں جو چاہنا آپ ہی سے دریافت کرنا۔ امام رضا علیہ السلام تیسرے روز بصرہ میں تشریف لائے۔ حسن بن محمد کے گھر کا قصد فرمایا، حضرت کے لئے اس کا گھر خالی کیا گیا، آپ امروہی میں مصروف ہو گئے۔ حسن بن محمد نے فرمایا تمام ان لوگوں کو بلاؤ جو محمد بن فضل وغیرہ کے ہاں شیعہ موجود تھے، جاثیق نصاریٰ، اس جاہلوت اور تمام لوگوں کو بلاؤ جو سوال کرنا چاہتے ہیں، تمام لوگوں کو جمع کیا، زید یہ اور معتزلہ

میں ان میں دولت مند آدمی تھا۔

۲

محمد بن عبد الرحمن ہمدانی کا بیان ہے کہ میں قرض میں مبتلا ہو گیا، جس کی وجہ سے میرا سینہ تنگ رہتا تھا، میں نے دل میں سوچا میرا قرض آقا امام علی رضا علیہ السلام ہی ادا فرما سکتے ہیں، میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، فرمایا اے ابو جعفر! اللہ تعالیٰ نے تیری حاجت پوری کر دی ہے، اپنے سینہ کو تنگ نہ رکھ، جو کچھ حضرت نے فرمایا۔ پھر میں نے کوئی سوال نہ کیا، میں آپ کے پاس ٹھہر گیا، اور میں روزے سے تھا، میرے لئے کھانا لانے کا حکم دیا، میں نے عرض کیا میں روزے سے ہوں، میں آپ کے ساتھ کھانا کھانا پینا کرتا ہوں مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد گھر کے وسط میں تشریف فرما ہو گئے، کھانا طلب فرما کر تناول فرمایا اور میں نے بھی ساتھ کھایا، فرمایا ہمارے ہاں رات بسر کرو گے یا تمہاری ضرورت پوری کر دوں چلے جاؤ گے؟ میں نے عرض کیا میری ضرورت پوری ہو جائے، چلا جاؤں گا۔ یہ بہتر اور مجھے پسند ہے، آپ نے زمین پر ہاتھ مارا، مٹی کی مٹھی لی، فرمایا لے لو، میں نے اس کو اپنی آستین میں رکھ دیا، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ دینار تھے، میں گھر واپس آ گیا، چرخ کے پاس آیا تاکہ دیناروں کو گنوں، ایک دینار میرے ہاتھ سے گر پڑا اور اس پر لکھا ہوا تھا کہ یہ پانچ سو دینار ہیں، آدھے تیرے قرض ادا کرنے کے لئے اور آدھے تیرے نان و نفقہ کے لئے، جب میں نے یہ دیکھا تو ان کو نہ گنا، ان کو بستر کے نیچے رکھ دیا، سو گیا، صبح کو دیناروں میں اس لکھے ہوئے دینار کو تلاش کیا۔ لیکن نہ پایا۔ دس مرتبہ الٹ پلٹ کیا لیکن وہ نہ ملا، میں نے دیناروں کو گنا تو وہ پانچ سو تھے۔

۳ محمد بن فضل ہاشمی سے مروی ہے کہ جب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے انتقال فرمایا



ترکی ہے: ہم نے ان لوگوں کو حضرتؑ کے سامنے کر دیا، فرمایا: تم میں سے جو شخص چاہے اپنی زبان اور لغت میں مجھ سے سوال کرے: حضرتؑ نے ان کے سوالات کا ان کی زبان اور لغت میں جواب دیا۔ یہ دیکھ کر لوگ حیران و شہرہ رہ گئے، تمام لوگوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ حضرتؑ ان سے ان کی زبان اور بولی زیادہ فصیح بولتے ہیں پھر حضرتؑ نے ابن ہذاب کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ میں تجھے آگاہ کرتا ہوں کہ تم عنقریب ان دنوں میں اپنے رشتہ دار کے خون سے ہاتھ رنگو گے، میری اس بات کی تصدیق کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ ان الغیب لا یعلمہ الا اللہ۔ غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ امام ۴ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نہیں فرماتا عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدًا الا من اراد من رسول اللہ تعالیٰ عالم غیب ہے، غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ مگر جس رسول کو مرتضیٰ کرے، رسول اللہ تعالیٰ کے نزدیک مرتضیٰ ہیں اور ہم لوگ اسی رسول کے وارث ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم غیب سے جتنا چاہا مطلع کیا، ہم لوگ گزشتہ اور قیامت تک ہونے والی تمام باتوں کو جانتے ہیں، اے فرزند ہذاب جس بات سے میں نے تمہیں آگاہ کیا ہے وہ پانچ دن کے اندر ضرور ہو رہے گی، مگر اس مدت میں یہ بات صحیح ثابت نہ ہو تو میں کاذب اور افتراء پر از (نعموا باللہ من ذالک) ہوں، اگر یہ بات سچی ثابت ہو جائے تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تم نے اللہ اور اس کے رسول کی بات کو رد کیا اور تمہیں ایک اور ثبوت سے آگاہ کرتا ہوں، تم آنکھوں کی تکلیف میں چلنے پھرنے سے معذور ہو جاؤ گے۔ یہ بات چند دن تک ہونیوالی ہے، تمہیں ایک بات اور بتانا ہوں کہ تم جھوٹی قسم اٹھاؤ گے اور برص کی بیماری میں مبتلا ہو گے: محمد بن فضل کا بیان ہے کہ خدا کی قسم ابن ہذاب ان تمام باتوں میں مبتلا ہوا، اس سے پوچھا گیا کہ امام رضا

بھی حاضر ہوئے ان لوگوں کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ حسن بن محمد نے ان کو کیوں بلایا ہے، جو یہ تمام لوگ آگئے، امام رضا علیہ السلام نے مسند کو بچھایا اور اس پر تشریف فرما ہوئے، فرمایا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا تمہیں علم ہے کہ میں نے تم پر سلام کی ابتداء کیوں کی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں، فرمایا تاکہ تمہارے دلوں کو اطمینان ہو جائے انہوں نے کہا، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے، آپ کون ہیں؟ میں علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہوں۔ میں رسول اللہ کا فرزند ہوں، میں نے صبح کی نماز حاکم مدینہ کے ساتھ رسول اللہ کی مسجد میں پڑھی ہے، نماز پڑھنے کے بعد اس نے مجھے اپنے خلیفہ کا خط سنایا ہے اس نے اپنی بہت سی باتوں میں مجھ سے مشورہ دیا ہے، میں نے جو کچھ خط میں تحریر تھا اس کے بارے میں اسے مشورہ دیا ہے اور اس سے وعدہ کیا ہے کہ میں آج عصر کے بعد آپ کے پاس آ جاؤں گا۔ تاکہ میرے پاس بیٹھ کر اپنے خلیفہ کو خط کا جواب تحریر کرے، میں وعدہ کے مطابق اس کے پاس جاؤں گا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ لوگوں نے عرض کیا، فرزند رسول ہم اس بات پر آپ سے ثبوت نہیں چاہتے ہمیں معلوم ہے کہ آپ صادق القول ہیں، لوگ جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے، فرمایا مت جاؤ، میں اس لئے آیا ہوں تاکہ تم آثار نبوت اور امارت امامت کے متعلق سوال کرو۔ جس کو ہم اہلبیت کے کے ہاں پاتے ہو، اپنے مسائل پیش کرو: عمر بن ہذاب (جو حاجی تھا) نے پوچھا اور کہا۔ محمد بن ہاشمی نے آپ کے حوالے سے وہی باتیں بیان کی ہیں جن کو دل نہیں مانتے، امام علیہ السلام نے فرمایا وہ کیا باتیں ہیں؟ آؤ اور دریافت کرو، پھر فرمایا میں تمہیں تمام باتوں سے پہلے باتوں اور لغات کے بارے میں آگاہ کرتا ہوں، یہ شخص رومی ہے، یہ ہندی ہے، یہ فارسی ہے اور یہ



ہتھے میں یا جھوٹے ہیں؟ کہائیں اس وقت جانا تھا جب مجھے آگاہ کیا گیا کہ یہ باتیں ضرور ہو کر رہیں گی لیکن میں سخت کن جان بنا ہوا تھا

امامؑ: (جاثلیق سے) انجیل محمدؐ کی قیوت پر دلالت کرتی ہے؟

جاثلیق: اگر انجیل دلالت کرتی تو ہم محمدؐ کی نبوت کا انکار نہ کرتے۔

امامؑ: مجھے اس سکنت سے آگاہ کر دو جو تمہارے سفر میں ہے۔

جاثلیق: وہ تو اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے، ہمارے لئے جائز نہیں ہے کہ ہم اس کو ظاہر کریں۔

امامؑ: اگر میں نے ثابت کر دیا کہ اس سے مراد نام محمدؐ اور آپؐ کا ذکر ہے، اور اس بات کا عیسیٰؑ بھی اقرار کرتے ہیں، بنو اسرائیل کو محمدؐ کے آنے کی بشارت دی ہے تو کیا تم اس بات کا اقرار کرو گے اور منکر نہیں بنو گے؟

جاثلیق: اگر آپؐ نے ثابت کر دیا تو میں انجیل کی بات کو رد نہیں کروں گا نہ ہی منکر ہوں گا۔  
امامؑ: سفر ثلث نکالو جس میں محمدؐ کا ذکر ہے اور آپؐ کے بارے میں عیسیٰؑ نے بشارت دی جاثلیق، یہ جگہ ہے۔

امامؑ نے سفر ثلث کی انجیل سے تلاوت شروع کر دی، جب ذکر محمدؐ پر پہنچے تو فرمایا اے جاثلیق یہ کون نبی ہے جس کی صفت بیان کی گئی ہے؟ جاثلیق نے کہا یہ انجی صفت ہے، حضرتؑ نے فرمایا، تو آپؐ کی وہی صفت بیان کروں گا جو اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے کہ وہ صاحبِ قدر ہوگا چادر اور عصا کا مالک ہوگا۔ نبی اتی ہوگا جس کو تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پائیں گے کہ وہ ان کو نبی کا حکم اور برائی سے منع کرے اور وہ ان کے بوجھ اور بندھنوں کو ختم کرے گا اور وہ انہیں طریقِ فضل اور منہاجِ عدل اور صراطِ اقوام کی طرف ہدایت کرے گا اے جاثلیق میں تم سے عیسیٰؑ روح اللہ

اور اس کے حکم کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تم یہ صفت اس نبی کی انجیل میں پاتے ہو؟ جاثلیق نے سر نیچے کر لیا اور یہ جانا کہ انجیل کا انکار کرنا کفر ہے، کہا میں یہ صفت انجیل میں موجود ہے، اس نبی کا ذکر عیسیٰؑ نے انجیل میں کیا ہے، محمدؐ کی صفت جو آپؐ نے ثابت کی ہے یہ صحیح ہے کہ وہ انجیل میں موجود ہے، امامؑ نے فرمایا، سفر ثانی کو دیکھو میں تم کو آپؐ کا اور آپؐ کے وحی کا اور آپؐ کی بیٹی فاطمہؑ کا اور حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام کا ذکر دکھاتا ہوں، جو جب جاثلیق اور اس جلالت نے یہ بات سنی تو جان لیا کہ امامؑ رضا علیہ السلام تورات اور انجیل کے عالم ہیں، دونوں نے امامؑ کی خدمت میں عرض کیا خدا کی قسم آپؐ نے وہ چیز پیش کی ہے جس کا رد کرنا ممکن نہیں۔ اس کا انکار تو وہی شخص کرے گا جو تورات، انجیل اور زبور کا منکر ہوگا، آنحضرتؐ کی بشارت موسیٰؑ و عیسیٰؑ علیہم السلام دونوں دی ہے، لیکن یہ بات ہمارے نزدیک پایہ ثبوت کو نہیں پہنچی کہ اس محمدؐ سے وہی شخص مراد ہے جس کا نام محمدؐ ہے یہ بات درست نہیں کہ جس شخص کا ذکر ہمارے مٹل موجود ہو ہم اس کی نبوت کا بھی اقرار کریں اور ہمیں اس کے متعلق شک ہے کہ اس محمدؐ سے مراد تمہارے محمدؐ ہیں، امامؑ رضا علیہ السلام نے فرمایا تم شک سے ویل پڑتے ہو؟ کیا اللہ تعالیٰ آنحضرتؐ سے پہلے آپؐ کے بعد یا آدمؑ سے لے کر سو وقت تک کسی ایسے نبی کو بھیجا ہے جس کا نام محمدؐ ہو جس کو تم کہتے ہو جس نے اللہ تعالیٰ نے تمہارا نبی پڑا کر دیا اور وہ محمدؐ اس محمدؐ کے سوا کوئی اور محمدؐ ہو، یہ سن کر وہ لوگ حضرتؐ کی بات سے لاجواب ہو گئے اور عرض کر لے گئے کہ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ ہم اس بات کا اقرار کریں کہ وہ آپؐ کے محمدؐ ہیں، اگر ہم آپؐ کے سامنے اس بات کا اقرار کر لیں کہ اس سے مراد آپؐ کے محمدؐ آپؐ کے وحی، آپؐ کی بیٹی کے دونوں فرزند مراد ہیں تو آپؐ لوگ ہمیں اسلام میں مجبوراً داخل کریں گے؟ امامؑ رضا علیہ السلام نے فرمایا اے جاثلیق تم اللہ اور اس کے رسولؐ کی ذمہ داری میں ہو گے، ہماری طرف سے کوئی ایسی چیز صادر نہ ہوگی، جس سے تم ڈرتے اور خوف کرتے ہو، جاثلیق نے عرض کیا جب آپؐ نے مجھے اطمینان دلا دیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس سے مراد یہی نبیؐ ہیں جن کا نام محمدؐ ہے اور وحی سے



تو میں احمد (محمد) پر ایمان لاتا اور آپ کے حکم پر چلتا۔ قسم ہے اس اللہ تعالیٰ کی جس نے تورات کو موسیٰؑ پر اور زبور کو داؤدؑ پر نازل کیا۔ میں نے آپ سے زیادہ تورات، زبور اور انجیل کا قاری کسی شخص کو نہیں دیکھا، اور نہ ہی کسی ایسے شخص کو دیکھا ہے جو آپ سے زیادہ اچھی تفسیر اور بہترین فصاحت سے پڑھ سکتا ہو۔ امام رضا علیہ السلام ان لوگوں کے ساتھ زوال تک تشریف فرما رہے، فرمایا: حضی وقت الزوال لنا اصلی واعدای المدینۃ للوقت الذی وعدتہ بہ والی المدینۃ یکتب جوابہ واعدایہم بکرة انشاء اللہ تعالیٰ زوال کا وقت آگیا ہے، میں نماز ادا کرتا ہوں اور حاکم مدینہ سے جو میں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ (غیلفہ) کا جواب میری موجودگی میں تحریر کرے گا۔ میں مدینہ چلتا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ صبح کو قہارے پاس آ جاؤں گا

راوی کا بیان ہے کہ عبداللہ بن سلیمان نے اذان اور اقامت کہی، امام رضا علیہ السلام نے آگے ہو کر نماز پڑھائی اور قرأت میں آہستگی فرمائی، سنت کے پورے طریقے پر رکوع فرمایا (پھر) واپس مدینہ تشریف لے گئے، صبح کے وقت اس مجلس میں امام رضا علیہ السلام تشریف لائے اور آپ کے ساتھ ایک رومی لونڈی بھی تھی حضرت اس کے ساتھ رومی زبان میں گفتگو فرماتے تھے، جاثلیق دونوں کی باتیں سننا بلکہ چونکہ جاثلیق رومی زبان جانتا تھا، امام رضا علیہ السلام نے لونڈی سے مخاطب ہو کر فرمایا: "میرے نزدیک محمدؐ زیادہ محبوب ہیں یا عیسیٰؑ" عرض کرنے لگی "جب تک میں محمدؐ کو نہیں جانتی تھی عیسیٰؑ میرے نزدیک زیادہ محبوب تھے، اب جبکہ میں نے محمدؐ کو پہچان لیا ہے تو آپ میرے نزدیک عیسیٰؑ سے زیادہ محبوب ہیں بلکہ ہر نبی سے زیادہ محبوب ہیں" جاثلیق نے کہا: "اگر تم دین محمدؐ میں داخل ہو جاؤ گی تو عیسیٰؑ سے بغض رکھو گی" کہنے لگی "معاذ اللہ ایسا نہیں ہوگا۔ بلکہ عیسیٰؑ میرے نزدیک محبوب ہوں گے۔ آپ پر

مراد یہی وحی ہیں جن کا نام علیؑ ہے اور بیٹی سے مراد یہی بیٹی ہیں جن کا فاطمہؑ نام ہے اور سبط سے مراد حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ امامؑ نے فرمایا: "تورات، انجیل اور زبور میں اس نبیؑ، اس وحیؑ، اس بیٹیؑ اور ان سبطینؑ کا ذکر سچا اور انصاف پر مبنی ہے یا جھوٹ اور کذب ہے؟" عرض کیا: "سچا اور انصاف پر مبنی ہے، اللہ تعالیٰ نے حق بات کہی ہے۔" امام رضا علیہ السلام نے جب اس بات کا جاثلیق سے اقرار لیا تو فرمایا: اے اس جالوت اب تم زبور داؤدؑ کا فلاں سفر سنو بارک اللہ فیئک وعلیہ وعلیٰ دلدادہ حضرت نے زبور کا سفر ثانی تلاوت فرمایا حتیٰ کہ ذکر محمدؑ، علیؑ، فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ پر پہنچے اور فرمایا: "اے اس جالوت! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کیا یہ بات زبور داؤد علیہ السلام میں موجود ہے اور تم بھی امان، ذمہ داری اور عہدیں اس طرح ہو جس طرح کہ میں نے جاثلیق سے یہ وعدہ کیا ہے۔" اس جالوت نے کہا ہاں ہو بہو یہ باتیں زبور میں ان حضرات کے ناموں کے ساتھ موجود ہیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا تھے ان آیات کا واسطہ جن کو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ بن عمران علیہ السلام پر تورات میں نازل کیا ہے، کیا تم محمدؑ، علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام کی تعریف پاتے ہو جو عدل اور فضل کے ساتھ منسوب ہیں؟ کہا: ہاں اور جو اس بات کا انکار کرے گا وہ اپنے رب اور انبیاء کے ساتھ کافر ہے۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: "اب تورات کا فلاں سفر نکالو۔" امام علیہ السلام نے تورات کی تلاوت شروع کر دی اور اس جالوت حضرت کی تلاوت، بیان، فصاحت اور زبان کی صفائی سے متعجب ہو رہا تھا جب حضرت ذکر محمدؑ پر پہنچے تو اس جالوت نے کہا: "یہ احمد اور بنت احمد، ایسا بشیر و نبیر کا ذکر ہے جس کے عربی میں معانی محمدؑ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کے ہیں۔" امام علیہ السلام نے تمام حصہ تلاوت فرمایا، امامؑ جب تورات کی تلاوت سے فارغ ہوئے تو اس جالوت نے عرض کیا اے فرزند محمدؑ! اگر میری تمام یہودیوں پر حکومت اور سرداری ہوتی



پہنچ گئے، راستہ سے ہٹ کر اپنے چار رکعت نماز پڑھی، پھر فرمایا: "اے محمد! اللہ کی قیامت میں واپس جاؤ، آنکھیں بند کر دو، میں نے آنکھیں بند کر لیں، فرمایا: "آنکھیں کھول دو!" میں نے کھول دیا تو اپنے گھر کے دروازے پر بصرہ میں موجود تھا، پھر میں نے امام رضا علیہ السلام کو کہیں نہ دیکھا، حج کے زمانے میں سندھی اور اس کے بال بچوں کو مدینہ میں لے گیا۔

۵

محمد بن فضل سے مروی ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے بصرہ سے جلتے وقت مجھے وصیت فرمائی تھی کہ تم کو فرمیں جاؤ اور وہاں شیعوں کو جمع کر دو اور انہیں آگاہ کر دو کہ میں آ رہا ہوں اور مجھے حکم دیا کہ میں حفص بن عمر بن شریک کے گھر میں قیام کر دوں گا، میں کوذ میں آ گیا اور شیعوں کو بتایا کہ امام رضا علیہ السلام تشریف لارہے ہیں، ایک دن میں نصر بن مزاحم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ امام رضا علیہ السلام کے نوکر سلام کا دہاں سے گذر ہوا، میں نے سمجھ لیا کہ حضرت تشریف لائے ہیں میں جلدی حفص بن عمر کے گھر آیا، حضرت حفص کے گھر تشریف رکھتے تھے، میں نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا، فرمایا: "شیعوں کے لئے کھانا تیار کر دو" میں نے عرض کیا: "حسب ضرورت تیار کر چکا ہوں" فرمایا: "اللہ تعالیٰ کی ذات کی حمد جس نے تمہیں اس بات کی توفیق عطا کی، ہم نے شیعوں کو جمع کیا، انہوں نے کھانا کھایا، فرمایا: "اے محمد! دیکھو کونیوں میں کوئی متکلم اور عالم موجود ہو تو اس کو لے آؤ" ہم ان لوگوں کو حضرت کی خدمت میں لائے، حضرت نے فرمایا: "جس طرح میں نے اہل بصرہ کو اپنی ذات سے مستفید کیا تھا اسی طرح تمہیں بھی کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر نازل شدہ کتاب کے علم سے آگاہ کیا ہے، حضرت علماء نصاریٰ اور یہود کی طرف اس طرح مخاطب ہوئے تھے، جس طرح بصرہ کے روز

ایمان رکھوں گی، لیکن محمد سب سے زیادہ محبوب ہوں گے، امام رضا علیہ السلام نے جاثلیق سے فرمایا: "لوڈی کی گفتگو کی ترجمانی لوگوں سے کر دیجئے، تم نے لوڈی سے کیا کہا اور اس نے تمہیں کیا جواب دیا؟" جاثلیق نے تمام لوگوں سے اس کی گفتگو بیان کر دی، جاثلیق نے کہا: "اے فرزند محمد! یہاں ایک سندھی آدمی موجود ہے، نصرانی المذہب ہے جو صاحب احتجاج ہے اور سندھی زبان میں کلام کرتا ہے" فرمایا: "اسے حاضر کرو" وہ حاضر ہوا، حضرت نے اس سے سندھی زبان میں گفتگو کی، پھر اسے سندھی زبان میں بھیج کر کے کوئی چیز نوٹ کرائے لگے جو دین نصرانی میں ثابت تھی، ہم لوگوں نے سندھی کو تطبی تطبی کہتے ہوئے سنا، امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ شخص سندھی زبان میں اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرتا ہے پھر حضرت نے اس سے علیٰ اور مریم کے متعلق گفتگو کی، حضرت پے در پے ایک کے بعد دوسری گفتگو کرتے رہے، آخر کار سندھی نے کہا: "اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدًا رسول اللہ"۔ پھر اس نے اپنا کوٹ اتار اور میان میں زنار موجود تھا، عرض کیا: "اے رسول اللہ کے فرزند! اس کو اپنے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیجئے" حضرت نے پھری منگو کر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، محمد بن فضل ہاشمی کا بیان ہے کہ سندھی کو تمام میں بے جایا گیا، اسے غسل دیکر اسے اور اس کے اہل و عیال کو لباس پہنایا، میں تمام لوگوں کو مدینہ میں لے گیا۔

۴

محمد بن فضل نے بیان کیا کہ میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ خراسان ملاتے جائیں گے؟ فرمایا: "یہ درست ہے، میں بزرگی اور عزت کے ساتھ لے جایا جاؤں گا" لوگوں نے حضرت کی امامت کی گواہی دی وہی رات ہمارے پاس گذاری، صبح کو لوگوں کو الوداع کہا اور مجھے وصیت فرمائی، روانہ ہوئے میں ساتھ ہوا۔ بستی کے وسط میں



خطاب فرمایا تھا، نصاریٰ کا ایک شخص علم، جہل اور انجیل کے جملنے میں مشہور تھا، حضرت نے اس سے فرمایا، کیا تم اس صحیفے کو جانتے ہو جس میں پانچ نام تحریر تھے اور اس صحیفے کو عیسیٰؑ گردن سے باندھے رکھتے تھے جب مشرق میں اس کو کھرتے تو فوراً مغرب میں ہوتے، ان پانچ ناموں میں سے ایک نام کی قسم اللہ کے ساتھ اٹھاتے تو ان کے لئے زمین پیٹ دی جاتی، ایک لہو کے اندر مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق میں موجود ہو جلتے؟

اس نے عرض کیا کہ مجھے اس بات کا علم ہے کہ آپ کے پاس ایک صحیفہ تھا اور پانچ نام تھے اور وہ سب کے ذریعہ یا ایک نام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے جو چیز چاہتے وہ اللہ تعالیٰ آپ کو عطا کرتا تھا، امامؑ نے فرمایا اللہ اکبر تم نے اسما کا انکار نہیں کیا اور یہی مطلوب ہے؟ فرمایا اے لوگو! وہ شخص زیادہ انصاف کا مالک نہیں ہے جو اپنے فہم سے اس کی ملت، کتاب، نبی اور ان کی شریعت سے دلیل پیش کرے؟ ان سب نے کہا ہاں، ایسا ہی ہے، امامؑ نے فرمایا: تمہیں علم ہونا چاہیے، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امام وہ شخص ہو سکتا ہے جو اس چیز پر قائم ہو جس پر محمدؐ قائم تھے، امام اس وقت تک امام نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ تورات، انجیل، زبور اور فرقان حکیم کا عالم نہ ہو اور ہر ایک قوم اپنی کتاب سے اس سے دلیل حاصل نہ کر سکے، وہاں تک کہ امام اماما حتیٰ لیکن عالم بالتورۃ والانجیل والزبور والفرقان، حکیم فیہ، امامۃ بکتاہہ دان لیکن عالمنا بجمیع اللغات حتیٰ لا یخفی علیہ شیء ولا لسان وہ تمام زبانوں کا عالم ہوتا کہ اس سے کوئی چیز اور زبان

مخفی نہ ہو، تم یوں مع ذلک تقیاً نقیاً من کل انس طاهر من خبث عدلہ منصفاً حکماً رزاً رحیماً غفوراً عطوفاً باراً صادقاً شفیقاً امیناً ماموناً راتقاً فائقاً فائقاً ان باتوں کے ہوتے ہوئے تقی ہو، نقی ہو، ہر خرابی سے پاک ہو، ہر شرارت سے لگڑان ہو، منصف ہو، حکیم ہو، رت ہو، رحیم ہو، غفور ہو، عطوف ہو، بار ہو، صادق ہو، مشفق ہو، امین ہو، مامون ہو، راتق ہو، فائق ہو اور فائق ہو، دان رسول اللہ صلعم لساکن دقت و فائتہ دعا علیہ وادعماہ و دفع الیہ الصصحیفۃ الی کان فیہ الاسماء الی فضل اللہ بہا الانبیاء والاصیاء رسول اللہ صلعم نے وفات کے وقت علیؑ علیہ السلام کو بلایا اور آپ سے وصیت کی اور آپ کے حوالے وہ صحیفہ کیا، جس میں اسماء تھے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے انبیاء و اوصیاء کو مخصوص کیا تھا، ثم قال یا علیؑ ادن منی فدننی، پھر فرمایا علیؑ قریب ہو مجھ سے قریب ہو گئے، ثم قال لہ اخرج لسانک فخرجہ فحقہ بچاقم، پھر فرمایا، اپنی زبان نکالو، آپ نے زبان نکالی اس پر اپنی مہر لگائی، ثم قال یا علیؑ اجعل لسانی فی نیک من صہ وابلعہ، پھر فرمایا اے علیؑ! میں اپنی زبان تیرے منہ میں دیتا ہوں اے جو سو اور جو کچھ میری طرف سے پاؤ اس کو نگو، اللہ تعالیٰ تجھے وہ چیز سمجھائے گا جو مجھے سمجھائی، وہ بصیرت دے گا، جو مجھے دی، نبوت کے سوا وہ علم دے گا جو مجھے دیا، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اسی طرح ایک امام کے بعد دوسرا ہوتا ہے جب موسیٰ کاظمؑ نے انتقال فرمایا، میں نے ہر زبان، ہر کتاب، گزشتہ اور آنے والے علم کو بغیر تعلیم کے جان لیا، یہ انبیاء کے زاریں، اللہ تعالیٰ ان پر یہ راز و دیعت کرتا ہے وہ اپنے اوصیاء کے سپرد کرتے ہیں، جو شخص ان باتوں کو نہیں جانتا اس کے پاس



کچھ بھی نہیں ہے۔ دلاقۃ الالبانہ۔

(۵)

محمد بن عیسیٰ.... ہشام عیاشی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے مکہ میں اپنے لڑکے کی خاطر دوسعدی اور بہت عمدہ کپڑے تلاش کئے مگر حسب مشارفہ مل سکے۔ میں مدینہ میں آیا اور واپسی کے وقت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے آپ کو الوداع کہا، چلے جانے کا ارادہ کیا، آپ نے دوسعدی نقش و نگار والے کپڑے طلب فرمائے، یہ وہ کپڑے تھے جن کی تلاش میں تھا، حضرت نے ان کو میرے حوالے کیا اور فرمایا "اپنے بیٹے کے لئے لے جاؤ۔"

(۶)

سیلمان جعفری کا بیان ہے کہ امام رضا علیہ السلام کے ساتھ آپ کے بلغ کی طرف باتیں کرتا ہوا جارہا تھا، اسی دوران میں ایک چڑا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کے سامنے گر پڑا، چیخا اور چلاتا تھا اور بہت بے چین تھا، فرمایا "تم جانتے ہو یہ کیا کہتا ہے؟" میں نے عرض کیا "اللہ، اس کے رسول اور رسول کے فرزند بہتر جانتے ہیں" فرمایا "یہ کہتا ہے کہ سانپ میرے بچے میرے گھر میں کھاتا ہے، اٹھو یہ ہاتھ کا جوڑے لو اور سانپ کو مار ڈالو" میں اٹھا، ہاتھ کے جوڑے کو لیا (غالباً بڑے جانور کی ہڈی ہوگی) گھر میں داخل ہوا سانپ گھر میں بچوں کو کھانے کے لئے چکر لگا رہا تھا میں نے اسے مار ڈالا۔

(۷)

عبداللہ بن مغیرہ کا بیان ہے کہ میں دھل مل یقین تھا، میں نے اسی حالت میں

جج کیا، مکہ میں میرے دل میں بے چینی واقع ہوئی، میں نے (کعبۃ اللہ کے) منترم کو پکڑ لیا، پھر کہا اے معبود! تو میرا مقصد اور ارادہ جانتا ہے، مجھے بہترین دین کی بدلت عطا کر میرے دل میں یہ بات آئی کہ میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ میں مدینہ میں حضرت کی ڈیوڑھی پر آکر رک گیا، غلام سے کہا اپنے آقا سے کہو کہ دروازے پر ایک عراق کا شخص آیا ہوا ہے، حضرت کی آوازیں نے خود سنی فرما رہے تھے "اے عبداللہ بن مغیرہ اندر آ جاؤ" میں ان رسید گیا، میری طرف دیکھ کر فرمایا، اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو قبول کر لیا ہے، تجھے اپنے دین کی طرف ہدایت دی ہے۔ میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں۔

(۸)

عبداللہ بن عمرہ کا بیان ہے کہ امام رضا علیہ السلام ہمارے پاس گزرے اور ہم آپ کی امامت کے متعلق جھگڑا کر رہے تھے، حضرت کے پیچھے میں اور اہل برقعہ کے قسیم بن یعقوب سراج روانہ ہو گئے اور ہم حضرت کے مخالف تھے، اور ہم زیدیہ خیالات کے تھے صحرائیں پہنچ گئے، وہاں ہم نے ہرنوں کو دیکھا، ابو الحسن (امام رضا) نے ایک ہرن کی نچھ کی طرف اشارہ کیا، بچہ خدمت میں حاضر ہو گیا، حضرت نے اسے پکڑ لیا اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور نوکر کے حوالے کر دیا، بچہ چراگاہ کی طرف جانے کے لئے چلے ہوا۔ امام رضا علیہ السلام نے اس سے گفتگو کی جس کو ہم سمجھ نہ سکے (امام نے کلام کو سن کر) ہرن کا بچہ مطمئن ہو گیا، پھر فرمایا عبداللہ تم ایمان نہیں لاؤ گے؟ میں نے کہا میں ضرور ایمان لاؤں گا، اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر آپ حجۃ اللہ ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں پھر امام نے ہرن کے بچے سے کہا، چراگاہ میں جاؤ، ہرن کا بچہ روتا ہوا آیا اور ابو الحسن



خط مجھ سے پہلے میرے گھر میں میرے نام آچکا ہے، میں نے جو تجویز تم سے کہی ہے وہ تمہیں بتاؤں، مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے دل کو منور کر دے گا، میں نے کہا روزہ رکھو اور دعا مانگو، ہفتہ کے روز سحر کے وقت میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ امام رضا علیہ السلام مفرض الطاعہ امام ہیں میں نے کہا، یہ کیوں کہ ہوا؟ کہا کل رات حضرت میرے پاس خواب میں تشریف لائے اور فرمایا "اے ابراہیم: خدا کی قسم تم ضرور حق کی طرف رجوع کرو گے، میرا خیال ہے کہ حضرت کو اس بات سے اللہ تعالیٰ نے مطلع کیا ہوگا

۱۱

حسن بن سعید فضل بن یونس سے روایت کرتے ہیں کہ ہم مکہ کے ارادے سے روانہ ہوئے، مدینہ میں قیام کیا، دہاں ہارون رشید حج کے ارادے سے آیا ہوا تھا میرے پاس میرے اصحاب تھے، میرے پاس امام رضا علیہ السلام تشریف لائے، صبح کو غلام نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ دروازے پر ایک شخص موجود ہے جس کی کنیت ابو الحسن ہے، آپ کے ہاں آنے کی اجازت طلب کرتا ہے، میں نے کہا اگر وہی ابو الحسن ہیں جن کی میں معرفت رکھتا ہوں تو تم آزاد ہو، میں باہر آیا تو دیکھا کہ واقعی امام رضا علیہ السلام موجود تھے، میں نے عرض کیا نیچے اتر بیٹے، آپ نیچے تشریف لائے، گھر کے اندر تشریف لائے، کھانا کھانے کے بعد فرمایا، اے فضل! امیر المؤمنین نے لکھا ہے کہ تم حسین بن یزید کو دس ہزار دینار ادا کرو، میں نے عرض کیا کہ میرے پاس نہ تھوڑا اور نہ ہی زیادہ کوئی مال نہیں ہے، اگر میں یہ رقم اپنی طرف سے ادا کروں تو سب ضائع ہو جائے گی، اگر اس بارے میں جناب کی رائے ہو تو میں ادا کر دیتا ہوں، فرمایا "اے فضل! یہ رقم

(امام رضا) کے دامن سے آنکھیں مس کرنے لگا، امام نے فرمایا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ ہرن کا بچہ کیا کہتا ہے؟ ہم نے کہا اللہ تعالیٰ اس کا رسول اور رسول اللہ کے فرزند بہتر جانتے ہیں، فرمایا "یہ کہتا ہے کہ آپ نے مجھے بلایا تو مجھے امید تھی کہ آپ میرا گوشت تناول فرمائیں گے، میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گیا، جب واپس جانے کا حکم دیا ہے تو میں رنجیدہ ہو گیا ہوں

۹

اسماعیل بن مہران کا بیان ہے کہ میں اور احمد بن زنی ایک دن امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہم حضرت کی عمر کے بارے میں تکیار کر رہے تھے، احمد نے کہا جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے تو مجھے یاد دلانا، میں اس کے متعلق آپ سے پوچھوں گا، ہم نے حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور بیٹھ گئے، حضرت نے احمد کیلئے متوجہ ہو کر فرمایا، آپ کی عمر کیا ہے؟ عرض کیا ۳۹ سال، فرمایا لیکن میری عمر ۴۳ سال ہے

۱۰

حسن بن وحش سے مروی ہے کہ میں مرو میں ایک شخص کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ہمارے ساتھ ایک واقف آدمی بھی تھا، میں نے اس سے کہا اللہ تعالیٰ سے ڈرو، میں بھی تو تجھ ایسا آدمی تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو منور کیا، بدھ، خمیس اور جمعہ کو روزہ رکھو، غسل کر کے دو رکعت نماز پڑھو، اللہ تعالیٰ خواب کی حالت میں حقیقت سے آگاہ کر دے گا، میں یہ کہہ کر گھر واپس آ گیا، میرے پاس ابو الحسن کا خط پہنچ گیا تھا جس میں مجھے حکم دیا تھا کہ میں اس تجویز کے ذریعے حقیقت کی طرف بلاؤں، اس شخص کو دعوت دوں، میں اس شخص کے پاس گیا، اسے واقف سے آگاہ کیا کہ امام رضا علیہ السلام



گیا، اس دن سے میں صاحب بصارت ہوں

(۲)

محمد بن ابراہیم جعفری، حکیمہ بنت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب میرے بھائی محمد کا انتقال ہوا تو میں ایک ضرورت کے تحت آپ کی بیوی ام الفضل بنت مامون خلیفہ عباسی کے پاس گئی، ہم آپس میں حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی فضیلت اور بزرگی جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہدایہ علم و حکمت عطا کی تھی بیان کر رہے تھے، اسی اشارہ آپ کی بیوی ام الفضل نے کہا اے حکیمہ میں آپ کو ابو جعفر محمد بن رضا کی ایسی عجیب و غریب بات بتاتی ہوں، آپ نے ایسی بات کہی نہیں سنی ہوگی میں نے کہا وہ کیا بات ہے؟ کہا "بسا اوقات مجھے لوندی یا شادی کرنے سے غیرت دلاتے تو میں اس بات کی شکایت ماموں سے کرتی تو وہ فرماتے، مہر سے کام لو، وہ رسول اللہ کے فرزند ہیں، ایک روز میں بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک عورت آئی جو شاخ بان یا خیزران کی مانند تھی، کہنے لگی میں ابو جعفر کی بیوی ہوں، میں نے کہا، کون ابو جعفر؟ کہا محمد بن رضا، میں اولادِ عمار بن یاسر سے ایک عورت ہوں، مجھے غیرت نے اس قدر بے بس کیا کہ میں اسی وقت اٹھی، ماموں کے پاس گئی، وہ شراب میں بدمست تھے رات کافی بیت گئی تھی، میں نے اپنی حالت سے آگاہ کیا، میں نے کہا، حضرت مجھے آپ کو، عباس کو اور اولادِ عباس کو گایاں دیتے ہیں، مامون جلدی سے اٹھے، تلوار کو ہاتھ میں لیا، قسم اٹھائی کہ وہ حضرت کو تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے، میں پچھتائی کہ میں نے یہ کیا کیا، میں نے خود کو ہلاک کیا اور دوسرے کو بھی ہلاکت میں ڈالا میں ماموں کے پیچھے بولی کہ دیکھو کیا کرتے ہیں، مامون مکان کے اندر گئے، حضرت

ادا کر دو، تمہارے گھر جانے سے پہلے تمہیں مل جائے گی، انہوں نے مجھ سے رقم طلب کی میں نے ادا کر دی، جس طرح حضرت نے فرمایا تھا مال میرے گھر واپس آگیا

## باب نمبر امام محمد تقی علیہ السلام کی بزرگی

(۱)

محمد بن مہمون کا بیان ہے کہ میں مکہ میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں تھا حضرت ابھی خراساں تشریف نہیں لے گئے تھے، میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ میں مدینہ جانا چاہتا ہوں، مجھے ابو جعفر علیہ السلام کی خدمت میں خط تحریر کر دیجئے، یہ سن کر حضرت مسکرائے اور خط تحریر کر دیا، میں مدینہ آگیا، میری بصارت زائل ہو چکی تھی، ابو جعفر علیہ السلام کو خادم باہر لایا اور حضرت کو جھولے میں لٹا دیا، میں نے آپ کی خدمت میں خط پیش کیا تو کر سے فرمایا مہر توڑ دو اور اسے پھیلادو، اس نے مہر توڑ کر خط پھیلایا، خط کا مطالعہ فرمایا، پھر فرمایا "اے محمد! تمہاری بصارت کا کیا حال ہے؟ عرض کیا: "اللہ کے رسول کے فرزند، ایک بیماری میں آنکھیں بند ہو گئی تھیں جس کی وجہ سے میری بصارت زائل ہو گئی ہے، اس حالت کو آپ خود ملاحظہ فرما رہے ہیں؟" فرمایا "قریب آؤ" میں قریب ہو گیا، آپ نے ہاتھ پھیلا کر میری آنکھوں پر س کیا، میری بصارت پہلے سے بھی بہتر صورت میں ہو گئی، میں نے حضرت کے ہاتھ اور پاؤں کو چوما، میں واپس آ



موجود خواب تھے، مامون نے حضرت کے حلق پر تلوار رکھ کر آپ کو ذبح کر ڈالا، میں یہ نظارہ دیکھتی رہی، مامون واپس مست اونٹ کی طرح بڑبڑاتے ہوئے چلے گئے، میں گھبرا گئی اور رات کو سو گئی لیکن مجھے نیند نہ آئی، صبح کو مامون کے پاس گئی، آپ نماز پڑھ رہے تھے، اور شراب سے ہوش آگیا تھا، میں نے کہا "اے امیر المؤمنین! آپ کو علم ہے کہ ذات آپ نے کیا کیا ہے، کہا، خدا کی قسم مجھے کسی بات کا علم نہیں ہے میں نے کہا آپ نے فرزند رضا کو نیند کی حالت میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور خود اپنی ہتی تلوار سے ذبح کیا ہے، کہا تیرے لئے ہلاکت ہو، یہ کیا کہتی ہے؟ چلا کر کہا "اے یاسر یہ ملعونہ کیا کہتی ہے؟ کہا، جو کچھ کہتی ہے ٹھیک کہتی ہے، مامون نے کہا "انالله وانا الیہ راجعون" ہم ہلاک اور رسوا ہو گئے، اے یاسر! جاؤ، فوراً مجھے حضرت کے حالات سے آگاہ کر دو، یاسر آیا، حالات کا جائزہ لے کر جلدی سے مامون کے پاس حاضر ہوا اور کہا اے امیر المؤمنین خوشخبری ہو، کہا کیا بات ہے؟ عرض کیا میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ آرام سے تکیہ لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں، میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا، میں نے چاہا کہ آپ کے جسم کو دیکھوں، کہیں تلوار کی ضرب کا نشان تو موجود نہیں، عرض کے تحت میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ یہ قمیض مجھے بطور تبرک عنایت فرمائیے، آپ مجھے دیکھ کر مسکرائے، ایسا معلوم ہوا کہ حضرت میرے ارادہ کو بھانپ گئے ہیں، فرمایا میں تجھے لباسِ فاخرہ پہناؤں گا، میں نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، میں تو صرف آپ کے جسم والی قمیض لینا چاہتا ہوں، آپ نے مجھے قمیض عطا فرمائی، آپ نے میرے سامنے تمام جسم ظاہر کیا، میں نے اس پر تلوار کا کوئی زخم نہ دیکھا، یہ سن کر مامون سجدہ میں گر پڑا، یاسر کو ہزار دینار انعام دیئے اور کہا

خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے حضرت کے خون میں ملوث نہیں کیا، اے یاسر مجھے اس ملعونہ (ام الفضل) کا آنا اور رونا پینا تو یاد ہے لیکن حضرت کے پاس جانا مجھے یاد نہیں، یاسر نے کہا، خدا کی قسم آقا، آپ لگاتار امام کو تلوار کے ساتھ مار رہے تھے میں اور یہ (ام الفضل) دیکھ رہے تھے، حتیٰ کہ آپ نے حضرت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تلوار آپ کے حلق پر رکھ کر آپ کو ذبح کر ڈالا، پھر اس طرح بڑبڑائے جس طرح مست اونٹ بڑبڑاتا ہے، یہ سن کر مامون نے کہا، خدا کا شکر ہے، پھر کہا "خدا کی قسم اے ام الفضل اگر تو نے دوبارہ امام کی اس بارے میں شکایت کی تو میں تجھے ضرور قتل کر دوں گا، یاسر! دس ہزار درہم اور دس ہزار دینار..... لے کر حضرت کی خدمت میں جاؤ (اور یہ رقم آپ کی خدمت میں پیش کر دو) اور التماس کر دو کہ میرے پاس سوار ہو کر تشریف لائیں اور میں کسی کو ہاتھیوں، اشراف اور جرنیلوں کے پاس بھیجتا ہوں، تاکہ وہ سوار ہو کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ پر سلام کریں اور ان لوگوں کی معیت میں آپ میرے پاس تشریف لائیں، یاسر نے یہ امور انجام دیئے، یہ تمام لوگ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، اندر آنے کی اجازت طلب کی، امام نے فرمایا، اے یاسر! میرے اور مامون کے درمیان یہی عہد تھا؟ یاسر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا، یہ شکوہ کا موقع نہیں ہے، مجھے ٹھکر کے حق کی قسم مامون نے خوف لیا ہے اے اس بارے میں کسی چیز کا علم نہیں ہے، یہ سن کر حضرت نے تمام اشراف کو اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمائی، پھر حضرت ان لوگوں کے ساتھ سوار ہو کر مامون کے پاس تشریف لائے اس نے آپ سے ملاقات کی، آپ کی دونوں آنکھوں کو بوسہ دیا، اپنی جگہ پر صدر مجلس میں بٹھایا، لوگوں کو ایک طرف بیٹھنے کا حکم دیا، امام سے تسلیہ میں معذرت طلب کی،



جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتا تھا۔ وہ بزرگ آنکھوں سے غائب ہو گئے، مجھے اس بات پر تعجب ہوا، دوسرے سال پھر میں نے اس شخص کو دیکھا۔ میں اس کو دیکھ کر خوش ہو گیا۔ اس نے مجھے بلایا، میں خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے وہی بات لی جو پہلے سال کی تھی، جب شام میں مجھ سے جدا ہونے لگے تو میں نے خدمت میں عرض کیا کہ آپ کو اس ذات کی قسم جس نے آپ کو وہ قدرت دی ہے جس کو میں نے ملاحظہ کیا ہے۔ آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر ہوں۔ اس کے بعد جو شخص میرے پاس آیا کرتا تھا میں اس کو آپ کے اس واقعہ سے آگاہ کیا کرتا، کسی نے اس بات کی بخبری محمد بن عبد الملک زیات کے پاس کر دی، اس نے میرے پاس ایک آدمی کو بھیجا۔ جو مجھے لوہے کی بیڑیاں پہنا کر عراق میں لایا اور قید کر دیا میں نے اس سے کہا کہ میرے واقعہ سے محمد بن عبد الملک کو آگاہ کر دو، کہا ضرور آگاہ کروں گا اس نے میرے مسلسل حالات پیش کئے۔ اس نے کوئی توجہ نہ دی، بلکہ کہا کہ اس شخص سے کہہ کر جو شخص تجھے شام سے کوڑ، کوڑہ سے مدینہ اور مدینہ سے مکہ لے گیا تھا، میری قید سے بھی تجھے وہی رہائی دے گا۔ علی بن خالد نے کہا میں یہ سن کر غمگین ہوا، مجھے اس کی حالت پر غم آیا۔ درجیدہ حالت میں واپس آیا، صبح کے وقت بہت سویرے قید خانہ کی طرف گیا تاکہ اس کو رسالت سے آگاہ کر دوں اور صبر کی تلقین کر دوں، میں نے وہاں جا کر دیکھا کہ امیر لشکر، پہرہ دار، قید خانہ کا نگران اور بہت سی مخلوق اور مرادھر دوڑ رہی ہے۔ میں نے وہاں پہنچا۔ انہوں نے کہا جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا، وہ اس قید خانے سے گم ہو گیا ہے، ہم لوگ نہیں جانتے کہ اسے زمین نکل گئی یا کوئی پرندہ اچک کر کہیں لے گیا۔ علی بن خالد زیدی المذہب تھا

امام نے فرمایا میری ایک نصیحت یاد رکھ، کہا فرمائیے، فرمایا "شراب پینا پھوڑ دو" عرض کیا "فرزند عم! میں نے آپ کی نصیحت کو مان لیا"

(۳)

علی بن خالد کا بیان ہے کہ میں ساموئیل تھا، مجھے معلوم ہوا کہ ایک شخص پابہ زنجیر شام کے علاقہ سے لاکر قید کر دیا گیا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے، میں قید خانہ کے دروازہ پر آیا، دربانوں سے اجازت لے کر اس کے پاس گیا میں نے اس شخص کو دیکھا، وہ صاحب عقل و فہم تھا میں نے پوچھا آپ کا کیا قصہ ہے کہا: میں شام میں اس مقام پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا جہاں امام حسین علیہ السلام کے سر کو نصب کیا گیا تھا۔ ایک رات مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میں حجاب عبادت کی طرف اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے جا رہا ہوں، اسی اثنا میں نے ایک شخص کو دیکھا جو بارعب تھا، میں کافی دیر تک اس کی طرف دیکھتا رہا، فرمایا "اٹھو!" میں آپ کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا، مجھے لے کر وہ چلے، تھوڑی دیر میں سجدہ کوڑہ آگئی، انہوں نے نماز پڑھی، میں نے بھی آپ کے ساتھ نماز ادا کی، پھر روانہ ہو گئے میں بھی آپ کے ساتھ ہویا، تھوڑا دیر مجھے لے کر چلے، میں نے اپنے آپ کو مسجد رسول اللہ صلعم میں پایا۔ آپ نے رسول اللہ صلعم پر سلام کیا۔ میں نے بھی سلام عرض کیا، نماز ادا فرمائی، میں نے بھی آپ کے ساتھ نماز ادا کی، پھر آپ روانہ ہو گئے، میں بھی آپ کے ساتھ تھا، تھوڑی دیر میں میں نے آپ کو مکہ میں پایا، میں آپ کے ساتھ اس وقت تک رہا کہ آپ نے مناسک ادا کئے، میں نے بھی مناسک بجالائے، اچانک میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں اسی جگہ شام میں موجود ہوں



# باب ۱۱

## امام علی نقی علیہ السلام کے معجزات

(۱)

اصفہان کی ایک جماعت نے بیان کیا جن میں ابوالعباس احمد بن نصر اور ابو جعفر محمد بن علویہ ہیں، انہوں نے کہا کہ اصفہان کا ایک شخص تھا جس کا نام بنو الزین تھا، اور وہ شیعہ تھا، اس سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ پر امام علی نقی علیہ السلام کی امامت کا اعتقاد رکھنا واجب ہے اور آپ کے سوا اور کسی اہل زمانہ کی امامت کا اعتقاد نہیں رکھتے، کہا جس چیز نے مجھ پر حضرت کی امامت کو واجب قرار دیا ہے میں نے اس کا خود مشاہدہ کیا ہے، میں ایک غریب آدمی تھا، لیکن منہ میں زبان اور دل میں جوأت رکھتا تھا (حق بیان کرنے میں) ایک سال مجھے اہل اصفہان نے نکال دیا، میں دوسرے لوگوں کے ساتھ متوکل کے دروازے پر پہنچا، اس نے ہم پر ظلم کیا، ہم لوگ دروازے پر موجود تھے کہ امام علی بن محمد رضا کے لانے کا حکم دیا گیا، میں نے ایک آدمی سے پوچھا کہ کس شخص کے لانے کا حکم دیا گیا ہے، اس نے کہا سنا ہے کہ کوئی علوی شخص ہے اور رافضی اس کو امام مانتے ہیں، متوکل نے اسے قتل گاہ کی طرف لانے کا حکم دیا ہے، تاکہ قتل کر دیئے جائیں (میں نے کہا کہ میں اس جگہ سے نہیں ہٹوں گا اور اس شخص کو ضرور دیکھوں گا حضرت گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لائے، استقبال کی خاطر سڑک پر لوگ دائیں بائیں گھبراتے ہوئے، لوگ آپ کی طرف دیکھ رہے تھے، جب میں نے دیکھا تو میرے دل

جب یہ واقعہ دیکھا تو مسلمان ہو گیا اور ابھی طرقت اسلام پر کار بند رہا (۴) حسین مکاری سے روایت ہے کہ میں امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں بغداد میں حاضر ہوا، میں نے دل میں کہا، یہ شخص کبھی لوٹ کر اپنے وطن (مدینہ) میں نہیں جائے گا، میں آپ کے کھانے کو پہچانتا ہوں، امام نے سر نیچے کر لیا، پھر بلند کیا، آپ رنگت پڑا ہوا تھا، فرمایا "اے حسین! ہو کی روٹی اور ملک حرم رسول اللہ (مدینہ) میں بیٹھ کر کھانا دوسرے نزدیک زیادہ محبوب ہے اس حالت سے جس میں مجھے دیکھ رہے ہو۔"

(۵) محمد بن اردمہ کا بیان ہے کہ میرے پاس ایک عورت کچھ زیور، کچھ درہم اور کچھ کپڑے لے کر آئی، میں نے یہی خیال کیا کہ یہ سب چیزیں اسی عورت کی ہیں اور میں نے اس سے نہ پوچھا کہ اس میں کس اور عورت کا مال بھی ہے، ہمارے اصحاب کے سامان کے ساتھ یہ چیزیں مدینہ میں روانہ کر دیں، میں نے خط میں تحریر کیا کہ فلاں عورت کی طرف سے اتنا مال اور فلاں فلاں شخص کی جانب سے اتنا، امام محمد تقی علیہ السلام کا خط موصول ہوا کہ تم نے فلاں فلاں اشخاص اور دو عورتوں کی طرف سے جو مال بھیجا ہے وہ منجول ہو گیا ہے، اللہ تعالیٰ ان سے قبول کرے اور تم سے راضی ہو، اور تمہیں باپ کے ساتھ دنیا اور آخرت میں قرار دے، جب حضرت نے دو عورتوں کا ذکر کیا، تو میں شک میں پڑ گیا کہ یہ کسی اور کی طرف خط روانہ کیا گیا ہے، مجھے اس بات کا پورا یقین تھا کہ میں نے صرف ایک عورت کا مال بھیجا ہے جو سب کا سب اس کا تھا میں نے کہا "ہاں!" پھر اس نے کہا "اس میں میرا اتنا، اور میری بہن کا اتنا سامان تھا، میں نے کہا "ہاں میرے پاس خط (حضرت کا) آچکا ہے، اس کے بعد بے شک دور ہو گیا۔"



ہم نے نصف راستہ طے کیا، شاری نے کاتب سے کہا کہ تمہارے صاحب (امامؑ) علی بن ابی طالبؑ کا یہ قول نہیں ہے کہ زمین کے ہر ٹکڑے میں یا تو قبر موجود ہے۔۔۔۔۔ یا موجودگی۔ ذرا اس لق و دق میدان کا ملاحظہ فرمائیے اس میں کون دفن ہو گا تاکہ تمام دنیا قبروں سے پر ہو جائے اور تمہارا اس بات پر اعتقاد ہے، میں نے کاتب سے کہا، کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے، اس نے کہا، "ہاں" میں نے کہا بڑے لق و دق میدان میں کون مرے گا تاکہ یہ قبور سے پر ہو جائے، ہم شیعہ کے کلام سے آپس میں ہنستے رہے، ہم چلتے چلتے مدینہ میں پہنچ گئے، میں علی بن محمد کے دروازے پر گیا، آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے متوکل کا خط پڑھا، فرمایا اتر جائیے، مجھے (جانے میں) کوئی غصہ نہیں ہے، میں دوسرے روز خدمت میں حاضر ہوا، ہمارا گرمی سے بہت برا حال تھا، حضرت کے پاس ایک درزی موجود تھا، جو آپ کے اور آپ کے بچوں کی خاطر مونے کپڑے کے لباس سی رہا تھا۔ میں نے لباس کو دیکھ کر تعجب کیا، دل میں کہتا تھا کہ مدینہ میں گرمی سے برا حال ہے، مدینہ اور عراق کے درمیان صرف بیس دن کا فاصلہ ہے، پھر آپ ان کپڑوں کو گرمی میں کس کام لائیں گے؟ کبھی سوچتا تھا کہ آپ نے کبھی سفر نہیں کیا اور آپ کا خیال ہو گا کہ ہر مسافر کو ان کپڑوں کی ضرورت پڑتی ہے، اور مجھے کبھی شیلوں پر تعجب آتا تھا، کہ ایسے شخص کو امام کہتے ہیں، حالانکہ آپ کے فہم کا یہ عالم ہے، تیاری کی، صبح کو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے بچوں سے فرمایا کوچ کرو اور اپنے ساتھ مندرے کی ٹوپیاں اور بڑی ٹوپیاں لے لو۔

میں آپ کی محبت بڑھ گئی، میں دل میں دعا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو متوکل کے شر سے دور رکھے۔ آپ لوگوں میں اس شان سے تشریف لائے تو میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیری دعا کو قبول کر لیا ہے، تیری عمر کو لمبا کیا ہے، تیرا مال اور اولاد زیادہ کی ہے، میں آپ کے رعب سے کانپ اٹھا، میں اپنے ساتھیوں کے درمیان گر پڑا، پوچھنے لگے، تجھے کیا ہو گیا؟ میں نے کہا "ٹھیک ہوں" اور حقیقت سے میں نے کسی بشر کو آگاہ نہ کیا، پھر ہم واپس صنفیان آ گئے حضرتؑ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے میرے مال کے دروازے کھول دیئے اب میں ایسا دروازہ بند کرتا ہوں جس کی قیمت ایک لاکھ درہم ہے۔ اس کے علاوہ گھر کے باہر بھی میرا مال موجود ہے، مجھے دس اولادیں دی گئیں، میری عمر ستر سال سے متجاوز ہو گئی ہے۔ میں اس شخص کی امامت کا قائل ہوں جو میرے دل کی بات جانتا ہے، اور میرے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کر لی ہے

۲

یحییٰ بن ہرثمہ کا بیان ہے کہ مجھے متوکل نے بلایا اور کہا کہ اپنی پسند کی تین ساریاں لے لو اور کوفہ روانہ ہو جاؤ، دہاں اپنا ساز و سامان رکھ کر جنگل کی راہ سے مدینہ مدینہ روانہ ہو جاؤ، میرے پاس عزت اور حکیم کے ساتھ امام علی نقی علیہ السلام کو لے آؤ، راوی کا بیان ہے کہ میں تمام لوازمات طے کرنے کے بعد روانہ ہو گیا ہمارے ساتھیوں میں ایک شخص تھا، جو شرارت کا سردار تھا، میرا ایک کاتب تھا جو شیعہ مذہب رکھتا تھا، میں خود مذہب حشوبہ کا پیروکار تھا، شاری کاتب سے مناظرہ کرنا، ہم سفر طے کرنے میں ان کے مناظرہ سے لطف اندوز ہوتے



پھر فرمایا: "اے یحییٰ! میں نے دل میں کہا: یہ تو پہلی بات سے بھی زیادہ عجیب بات ہے، کیا آپ کو اس بات کا خوف ہے کہ راستے میں ہمیں سردی گھیرے گی اس لئے منہ کے کی اور بڑی ٹوپیاں ساتھ لے لی ہیں۔ مجھے آپ کی عقل پر شہس آتا ہے، ہم چل کر وہاں پہنچ گئے، جہاں قبروں کے بائیں میں منظر ہوا تھا بادل بلند ہوا، سیاہ ہو گیا، کڑکا، چمکا اور ہمارے سروں پر پہنچ گیا۔ پتھروں کی مانند ہم پر اولے گرنے، حضرتؑ نے خود اور اپنے بچوں پر کوٹ کس دیئے۔ منہ کے کی اور بڑی ٹوپیاں پہن لیں، بچوں سے فرمایا: یحییٰ! کو گدا اور کاتب کو بڑی ٹوپیاں دیدو، اولوں کی بارش ہو گئی، میرے لئے ٹوٹی مر گئے، بادل چلا گیا، گرمی پھر آگئی، فرمایا اے یحییٰ! اپنے بقیہ اصحاب سے کہو کہ اپنے مردہ سائبینوں کو دفن کر دیں، اور اسی طرح بیاباں کو قبور سے پر کرتا ہے، یحییٰ نے کہا میں نے اپنے آپ کو گھوڑے سے گرا دیا، حضرتؑ کی رکاب اور پاؤں کو چومنے لگا اور میں نے کہا:

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُولُہٗ

آپ حضراتؑ زمین پر نائب ہیں، پہلے میں کا فر تھا، اے آقا! اب میں آپ کے ماتحتوں پر اسلام لاتا ہوں، یحییٰ نے کہا میں شیعہ ہو گیا۔

(۳)

ہبتہ اللہ بن ابی منصور موصلی کا بیان ہے کہ دیار ربیعہ میں ایک کاتب نصرانی المذہب رہا کرتا تھا۔ جو اہل کفر میں تھا، جس کا نام یوسف بن یعقوب تھا، اس کے اور میرے والد کے درمیان دوستی تھی ایک دن میرے والد کے پاس آیا، میں نے کہا اس وقت کس مقصد کی خاطر آئے ہو، کہا مجھے متوکل

کے دربار میں حاضر ہونے کے لئے بلایا گیا ہے، اس بات کا مجھے علم نہیں ہے کہ متوکل مجھ سے کیا چاہتا ہے، ہاں اتنا ضرور ہے کہ میں نے سودینار علی بن محمد رضا کی خدمت میں پیش کرنے کی غرض سے اپنی جان اللہ تعالیٰ سے خریدی ہے، وہ رقم میرے پاس موجود ہے، میرے والد نے کہا، تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو، وہ شخص متوکل کے پاس چلا گیا، کئی دن کے بعد لوٹ کر ہمارے پاس آیا، وہ بے حد خوش تھا، میرے والد نے کہا اپنا واقعہ تو بتاؤ، کہا میں سامرہ میں پہنچا، میں وہاں پہلے کبھی نہیں گیا تھا، میں ایک گھر میں ٹھہرا اور متوکل کے پاس جانے سے پہلے سودینار امام علی نقی کی خدمت میں پیش کر دیئے، نہایت ضروری ہیں، اور مجھے اس بات کا علم تھا کہ حضرتؑ کو متوکل کہیں آنے جلنے نہیں دیتا اور حضرتؑ اپنے گھر میں قید ہیں، میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ حضرتؑ کا گھر کس سے دیتا کروں؟ اگر کسی سے پوچھوں گا تو لوگ خیال کریں گے کہ یہ ایک نصرانی آدمی ہے امام علی نقی علیہ السلام کا گھر کیوں پوچھتا ہے؟ اگر میں نے کسی سے پوچھا تو یہ بات میری پریشانی کا موجب بن جائے گی۔ میں تھوڑی دیر تک سوچا رہا، مگر میرے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ میں اپنے گھر پر سوار ہو کر شہر میں چلا جاؤں اور گدھا جو راستہ بھی اختیار کرے، اسے منع نہ کروں، جہاں اس کی مرضی آئے چلا جائے، ممکن ہے کہ اس طریقہ سے میں حضرتؑ کے گھر سے کسی شخص سے مل جاؤں۔



آقا (امام علی نقیؑ) کی بشارت سے مسلمان ہوا ہوں۔

(۴)

ابو ہاشم جعفری سے مروی ہے کہ ایک شخص برص میں مبتلا ہوا جو سامہ رکھا رہنے والا تھا، اس کی زندگی حرام ہو چکی تھی، ایک دن ابو علی فہری کے پاس آیا اور اپنی تکلیف بیان کی، اس نے کہا کہ اگر کسی روز ابو الحسن علی بن محمدؑ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ اور اپنے بارے میں حضرت کی خدمت میں دعا فرمائے کی درخواست کرو تو مجھے امید واثق ہے کہ تمہاری تکلیف ختم ہو جائے گی ایک دن راستے میں حضرت کی خدمت میں پیش ہو گیا، آپ متوکل کے ہاں سے تشریف لارہے تھے (ہیما رکابنا ہے کہ) جب میں نے حضرت کو دیکھا تو اس غرض کے لئے رک گیا کہ آپ کے قریب جا کر اپنی حاجت بیان کر دوں حضرت نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "جا اللہ تعالیٰ نے تجھے تندرستی عطا کی ہے وہ شخص فہری کے پاس آیا اور حالات سے آگاہ کیا کہ آپ نے بتانے سے پہلے دعا فرمادی ہے، فہری نے کہا، تم اب جاؤ، حضرت نے بتانے سے پہلے تمہارے لئے دعا فرمادی ہے، عنقریب تم تندرست اور ٹھیک ہو جاؤ گے، وہ شخص گھر چلا گیا، اس رات کو سو بیا، صبح کے وقت اس نے اپنے جسم پر برص کا کوئی دماغ نہ دیکھا

(۵)

ابو القاسم بن مشعب ہندوستان کے علاقے سے آکر متوکل کے دربار میں پہنچا یہ شخص تاش کا بہترین کھڑی تھا، متوکل کے ساتھ تاش کھیل کر تا تھا، ایک دن متوکل نے امام علی نقی علیہ السلام کو (معاذ اللہ) رسوا کرنا چاہا، اس کھڑی سے

نے لاکھ جتن کئے کہ گدھا آگے بڑھے لیکن نہ بڑھا، میں نے غلام سے کہا، پوچھو کہ کس شخص کا گھر ہے؟ کہا گیا کہ یہ امام علی نقی علیہ السلام کا گھر ہے، میں نے اللہ اکبر کہا، اور یہ ایک اطمینان بخش نشانی تھی، ایک حبشی لوکر دروازے سے باہر آیا اور کہا کہ تم یوسف بن یعقوب ہو؟ میں نے کہا ہوں تو وہی، کہا نیچے اتر آؤ میں نیچے اتر آیا، اس نے مجھے ڈیوڑھی میں بٹھایا اور خود گھر کے اندر چلا گیا میں نے دل میں کہا کہ یہ دوسری نشانی ہے، اس غلام نے میرا اور میرے باپ کا نام کیسے پہچان لیا جب کہ اس شہر میں مجھے کوئی نہیں جانتا اور وہی میں اس شہر میں پہلے آیا ہوں، غلام نے باہر آکر کہا، سو دینار کہاں ہیں، جنہیں کاغذیں لپیٹ کر استین میں رکھے ہوئے ہو؟ وہ دینار دے دو، میں نے دینار دیئے اور کہا یہ قیصری نشانی ہے: "غلام پھر آیا، کہا "اندھلو" میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ اپنی مسند پر تشریف فرما تھے، فرمایا: "اے یوسف لوگوں کا خیال ہے کہ ہماری ولایت تم ایسے لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں دے گی، ایسے لوگ جھوٹے ہیں، خدا کی قسم ہماری ولایت تم ایسے لوگوں کو ضرور فائدہ دے گی، جس غرض کے لئے آئے ہو جاؤ، تم عنقریب وہی بات دیکھو گے، جسے پسند کرتے ہو، عنقریب تیرا نیک فرزند پیدا ہو گا۔ میں متوکل کے دروازے پر آیا (اس کے سامنے) میں نے چکا بیان کیا، اور میں واپس آ گیا ہوں، ہیبتہ اللہ کا بیان ہے کہ میں اس شخص کی موت کے بعد اس کے فرزند سے ملا جو مسلمان ہو چکا تھا۔ اور اچھا شیعہ تھا۔ اس نے مجھے آگاہ کیا کہ اس کا والد نصرانی المذہب ہو کر مرا ہے، اور میں اپنے والد کی موت کے بعد مسلمان ہوا ہوں اور میں اپنے



سن سکتا تھا، اور نہ ہی کوئی اس کی بات سنتا، لیکن جب امام علی نقی علیہ السلام تشریف لاتے تو تمام پرندے خاموش ہو جاتے، جب تک امام تشریف نہیں لے جاتے تھے اس وقت تک کسی پرندہ کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی، جب حضرت مجلس سے چلے جاتے تو پھر پرندے اپنی اپنی بولیوں میں لگ جاتے متوکل کے پاس کئی کبک تھے، جب تک حضرت تشریف نہیں لے جاتے تھے وہ اس وقت تک اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتے تھے، جب حضرت تشریف لے جاتے تو وہ پھر لڑائی جھگڑے میں لگ جاتے۔

(۷)

متوکل کے زمانے میں ایک عورت نمودار ہوئی جس نے اس بات کا دعویٰ کیا کہ وہ زینب بنت فاطمہ بنت رسول اللہ ہے، متوکل نے کہا تو لو ان عورت ہے اور رسول اللہ کو انتقال فرمائے عرصہ گزر چکا ہے، کہنے لگی کہ رسول اللہ نے میرے سر پر ہاتھ پھیلا تھا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کی تھی کہ ہر چالیس سال کے بعد میری جوانی کو دوبارہ لوٹا دے اور لوگوں کو اس حقیقت کا علم نہیں ہے۔ میں ایک خاص ضرورت کے تحت ان لوگوں کے پاس آگئی ہوں، متوکل نے آل المطالب اور اولاد عباس اور قریش کے بزرگوں کو طلب کیا اور اس عورت کے حال سے مطلع کیا، ایک گروہ نے یہ بات بیان کی کہ زینب بنت فاطمہ کا تو فلاں سال میں انتقال ہو گیا ہے، متوکل نے کہا، تم اس بارے میں کیا کہتی ہو؟ کہنے لگی یہ روایت سراسر جھوٹی ہے، میرا قصہ لوگوں سے پوشیدہ ہے، میں موت اور عام زندگی سے مستثنیٰ ہوں، متوکل نے کہا، اس روایت کے علاوہ اور کوئی دلیل بھی ہے؟ کہنے لگے

اگر تم امام علی نقی علیہ السلام کو رسوا کر دو تو میں تمہیں اس کے عوض میں ایک ہزار دینار دوں گا، اس نے کہا نہایت باریک روئیاں تیار کر کے دسترخواں پر رکھ دو، اور مجھے اس کے پہلو میں بٹھا دو۔ (پھر تماشا دیکھو) متوکل نے اس بات کا نظام کر دیا، امام علیہ السلام کو بلایا گیا، حضرت کی خاطر ایک تکیہ رکھا ہوا تھا، جس پر شیر کی تصویر بنی ہوئی تھی، ایک روایت میں ہے کہ متوکل کے محل کے دروازے پر شیر کی تصویر بنی ہوئی تھی، کھانا لایا گیا امام نے روٹیوں کی طرف ہاتھ بڑھایا، کھلاڑی نے اس کو ہوا میں اڑا دیا، امام نے دوسری دفعہ ہاتھ بڑھایا، پھر اس نے اس طرح کیا، آپ نے تیسری دفعہ ہاتھ بڑھایا اس نے پھر یہی کرتب کیا کہ روٹی کو ہوا میں اڑا دیا، یہ دیکھ کر لوگ آپس میں ہنسنے لگے، حضرت نے شیر کی تصویر پر ہاتھ مارا اور فرمایا: اللہ کے دشمن کو کچل لو! شیر کی تصویر نے دھڑک کر کھلاڑی کو نگل لیا۔ اور اپنی جگہ آکر پہلے کی طرح تصویر بن گیا، تمام لوگ ہکا بکا رہ گئے، امام علی بن محمد علیہم السلام اٹھ کھڑے ہوئے اور روانہ ہو گئے، متوکل نے کہا میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ ضرور تشریف رکھیں اور اس شخص کو ضرور واپس لوٹا دیں، فرمایا خدا کی قسم اس کو بھی نہ دیکھو گے، تم اللہ کے دشمنوں کو اللہ کے ادب پر مسلط کرتے ہو، حضرت تشریف لے گئے اور اس شخص کو اس کے بعد کسی نے نہ دیکھا۔

(۸)

ابو ہاشم جعفری کا بیان ہے کہ متوکل (کبھی کبھی) دربار اپنے بلغ میں لگایا کرتا تھا، جس میں ایسے پرندے جمع کر رکھے تھے جو آواز دار تھے۔ جو روز سلام کا ہوتا تو اسی روز اسی جگہ پر بیٹھ جاتا، پرندوں کے شور و غل کی وجہ سے نہ خود کسی کی بات



شفقت پھیرتے تھے، پھر ہاتھ کے اشارہ سے شیر کو الگ جا کر بیٹھ جانے کا حکم دیتے وہ ایک جگہ جا کر بیٹھ جاتا، حتیٰ کہ تمام شیر الگ جا کر بیٹھ گئے۔ متوکل امامؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا اے ابوالحسن ہم نے یہ بات آپ کو تکلیف دینے کی خاطر نہیں کی تھی، ہمیں تو آپ کی بات پر یقین تھا، حضرتؑ نے فرمایا جس شخص کو اولادِ فاطمہؑ ہونے کا خیال ہو وہ اس جگہ آکر بیٹھ جائے، متوکل نے اس عورت سے کہا: "آؤ اس جگہ بیٹھ جاؤ" کہنے لگی: "اللہ اللہ! میں نے تو فریب دیا تھا، میں تو خداں شخص کی بیٹی ہوں، مجھے تو ضرورت نے اس بات پر مجبور کیا تھا، متوکل نے کہا: اسے درندوں کے آگے ڈال دو، اس عورت کو متوکل کی ماں نے اس سے مانگ لیا

۸

حیرانی اساطی کل بیان ہے کہ میں مدینہ میں امام ابوالحسن علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے پوچھا کہ واثق کا کیا حال ہے، میں نے عرض کیا خیریت سے ہے، فرمایا "جعفر کیا کرتا ہے؟" میں نے کہا "اس کا تو طوطی بول رہا ہے" فرمایا واثق مر گیا ہے، متوکل تخت پر بیٹھ گیا ہے، جعفر قید سے نکل آیا ہے، اور زیات قتل ہو گیا ہے" میں نے عرض کیا: "یہ کب؟" فرمایا "تیرے روانہ ہونے کے بعد" اور یہ بات بالکل درست تھی۔

۹

احمد بن ہارون سے مروی ہے کہ میں بیٹھا ہوا تھا، ابوالحسن علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لائے، ہم اٹھ کھڑے ہوئے، آگے بڑھے لیکن ہمارے قریب پہنچنے سے پہلے آپ گھوڑے سے نیچے اترے اور گھوڑے کی باگ اپنے ہاتھ میں

نہیں، لیکن آپ علی بن محمد الرضاؑ کو بلوا بھیجے، ممکن ہے آپ کے پاس ہماری ریت کے علاوہ اور کوئی دلیل ہو، ایک شخص کو بھیج کر حضرتؑ کو بلایا گیا، آپ تشریف لائے، آپ کو اس عورت کے حال سے آگاہ کیا گیا، فرمایا یہ عورت جھوٹ بکتی ہے جناب زینبؑ نے فلاں سال، فلاں ماہ اور فلاں دن میں انتقال کیا ہے، متوکل نے کہا، ان لوگوں نے بھی اس روایت کو بیان کیا ہے، لیکن اس عورت نے قسم کھائی ہے کہ میں اپنے دعوے سے بغیر مسکت دلیل کے باز نہیں آؤں گی، فرمایا (اچھا) لا جواب دلیل ہو۔ متوکل نے کہا: وہ کون سی دلیل ہے؟ فرمایا: اولادِ فاطمہؑ کا گوشت درندوں کے لئے کھانا حرام ہے، اس کو درندوں کے حوالے کر دو، اگر اولادِ فاطمہؑ میں سے ہے تو درندے اسے نقصان نہیں دیں گے۔ متوکل نے عورت سے کہا: اس بارے میں تم پر کیا خیال ہے؟ کہایہ تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے، فرمایا یہاں اولادِ حسنؑ اور حسینؑ کی اولاد میں سے ایک جماعت موجود ہے ان میں سے جس کو چاہو درندوں کے آگے ڈال دو، راوی کل بیان ہے کہ لوگوں کے چہرے فق ہو گئے، دشمنوں نے کہایہ خود بہانے بندتے ہیں، خود کمزور نہیں درندوں کے آگے چلے جاتے۔ متوکل نے بھی اس تجویز پر اتفاق کیا کہ آپ ہی درندوں کے پاس جائیں، کہا اے ابوالحسنؑ آپ ہی تشریف کیوں نہیں لے جاتے؟ کہا اچھا ایسا کرو، فرمایا انشاء اللہ تفلّٰی میں یہاں ہی کروں گا، میں صحیح و سالم رہوں گا، درندوں کا دروازہ کھول دیا گیا اس میں چھ شیر تھے، امامؑ ان کے پاس تشریف لے گئے، جب پہنچے اور بیٹھ گئے تو تمام شیر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے، حضرتؑ کے سامنے اپنے گویا دیا اور بچے اٹھاتے تھے اور اپنے سر حضرتؑ کی خدمت میں ڈال دیتے، آپ ہر ایک پر دست



کیا جیسا کہ تم نے دیکھا، غلام دوات اور کاغذ لے کر حاضر ہو گیا، سورج ڈوب گیا تھا، غلام نے کاغذ اور دوات حضرت کے سامنے رکھ دی، آپ نے خط لکھنا شروع کر دیا، میرے اور حضرت کے درمیان تاریکی پھیل گئی، میں خط کو نہیں دیکھ سکتا تھا، میں نے یہی خیال کیا کہ جس طرح میں تاریکی سے دوچار ہوں اسی طرح حضرت بھی دوچار ہیں، میں نے نوکر سے کہا، اٹھو اور گھر سے شمع لے آؤ، تاکہ میرے آقا صاحب فرما سکیں کہ کس طرح تحریر فرما رہے ہیں، نوکر میرا مطلب سمجھ کر جانے لگا، فرمایا: مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، آپ نے ایک لمبا چوڑا خط تحریر فرمایا، اس وقت شفق بھی غائب ہو چکی تھی، نوکر سے فرمایا، اسے ٹھیک کر دو، نوکر خط لے کر پناہ گاہ کی طرف چلا گیا تاکہ اسے ٹھیک کر سکے، نوکر نے واپس آ کر خط دیدیا حسرت نے لے کر اس پر مہر لگا دی، مہر کی طرف دیکھا نہیں تھا کہ سیدھی لگی ہے یا لٹھی، مجھے خط دیا، میرے دل میں خیال آیا کہ مدینہ جلنے سے پہلے نماز پڑھ لوں، فرمایا: اے احمد! مغرب اور عشاء اخیرہ مسجد رسول اللہ میں پڑھو (رسول اللہ) کے روضہ میں ایک شخص کو تلاش کرنا انشاء اللہ تعلقے تم اس کو پاؤ گے، میں جلدی جلدی روانہ ہو گیا، میں مسجد نبوی میں آگیا، عشاء اخیرہ کی اذان ہو چکی تھی، میں نے (پہلے) مغرب کی نماز ادا کی، پھر (عشاء کی) نماز ان لوگوں کے ساتھ ادا کی، میں نے اس آدمی کو وہاں تلاش کیا جہاں حضرت نے مجھے حکم دیا تھا، میں نے اسے پایا، خط اس کے حوالے کیا، اس نے پڑھنے کی خاطر مہر کو توڑا، ایسے وقت میں خط صاف صاف نہیں پڑھا جاسکتا تھا، اس نے چراغ منگوا لیا، میں نے اس سے خط لے کر مسجد میں اس کے سامنے پڑھا، خط بالکل ٹھیک تھا، ایک حرف دوسرے حرف سے

لے لی اور گھوڑے کو طناب سے باندھ دیا، پھر اندر تشریف لائے اور ہمارے ساتھ بیٹھ گئے، میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "مدینہ جلنے کا کب ارادہ ہے؟" میں نے عرض کیا: "آج رات جا رہا ہوں" فرمایا: "میں ایک خط تحریر کر دیتا ہوں اسے فلاں ناجر کے حوالے کر دینا" میں نے عرض کیا: "بہت اچھا" غلام سے فرمایا: "دوات اور قلم کاغذ لاؤ" غلام دوسرے گھر لے گیا، غلام غائب ہو گیا گھوڑا ہنہانے لگا اور اپنی دم کو زمین پر مارنے لگا، حضرت نے فارسی زبان میں فرمایا: "یہ بے چینی کیوں ہے؟" گھوڑا دوسری دفعہ ہنہنایا اور اپنی دم کو زمین پر مارا حضرت نے گھوڑے سے فارسی زبان میں فرمایا: "باغ کے کونے میں چلا جاؤ" پشاپ اور لید کر لے، پھر واپس اپنے مقام پر آ کر کھڑا ہو جا، مجھ پر وہ حیرت طاری ہوئی کہ بس اللہ تعالیٰ جانتا ہے، شیطان نے میرے دل میں شکوک پیدا کئے، فرمایا: "اے احمد! جو کچھ تم نے دیکھا ہے یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے، اللہ تعلقے نے جتنا دائرہ دار آل داؤد کو دیا تھا اس سے بہت زیادہ محمد و آل محمد کو دیا ہے" میں نے عرض کیا: "رسول اللہ کے فرزند! سچ فرمایا، آپ سے گھوڑے نے کیا کہا؟ اور آپ نے اس سے کیا کہا؟ اور آپ نے اسے کیا سمجھایا؟" فرمایا: "گھوڑے نے کہا: سوار ہو کر گھر تشریف لے چلے تاکہ میں آپ سے فراغت حاصل کروں، میں نے کہا: یہ بے چینی کیوں ہے؟ کہا میں تھکا ہوا ہوں، میں نے کہا مجھے مدینہ کی طرف خط لکھنا ہے، جب خط لکھ کر ناروغ ہوں گا تب سوار ہوں گا، کہا میں بیدار و پریشان کنا چاہتا ہوں، ایسا کرنا آپ کے سامنے نامناسب سمجھتا ہوں، میں نے کہا باغ کے کونے میں جا کر جو کچھ مرضی آئے کر دو، پھر اپنی جگہ پر آ جاؤ، اس نے ایسا ہی



لنقاد دالایام فتقاد یحکم کیا بر رسول اللہ صلعم کی حدیث ہے؛ فرمایا "ہاں  
لیکن رسول اللہ صلعم کی حدیث کی تفسیر ہے (فرمایا) شنبہ سے مراد رسول اللہ صلعم  
یکشنبہ سے مراد امیر المؤمنینؑ دو شنبہ سے حسنؑ اور حسینؑ۔ سہ شنبہ سے مراد علیؑ بن حسینؑ  
محمد بن علیؑ اور جعفر بن محمدؑ چہار شنبہ سے موسیٰ بن جعفرؑ علی بن موسیٰؑ محمد بن علیؑ اور علیؑ  
علی بن محمدؑ مراد ہیں اور پنجشنبہ سے میرے فرزند حسن عسکریؑ اور جمعہ سے ہم اہلبیت کے  
قائم مراد ہیں

۱۱

ایک روایت میں متوکل اور دوسری میں داثق کے بارے میں تحریر ہے کہ اس نے  
نوے ہزار کے ترک شکر کو جو سامرہ میں مقیم تھا حکم دیا کہ ان میں کا ہر ایک فرد اپنے  
اپنے پیٹلے کو سرخ پتھروں سے بھر کر ایک بڑے میدان کے وسط میں ڈال دے انہوں  
نے یہ کام انجام دیا، پتھروں کا ایک پہاڑ کی مانند ڈھیر ہو گیا، خود اوپر آ کر بیٹھ گیا ابو الحسنؑ  
علیہ السلام کو بلایا اور کہائیں آپ کو اپنے گھوڑوں کا نظارہ دکھانا چاہتا ہوں، شکر کو  
حکم دیا کہ چوڑے تیر اور پتھر ساتھ لے لیں، بڑی آن بان رعب و داب اور کثیر تعداد  
میں مابہج کریں، اس سے مقصد یہ تھا کہ اس کے خلاف ہر بغادت کرنے والے کا دل  
ٹوٹ جائے، اس کو ابو الحسن علیہ السلام سے خوف لاحق تھا کہ کہیں آپ اپنے اہلبیت کے  
کسی فرد کو خلیفہ کے خلاف بغادت کا حکم نہ دیدیں۔ ابو الحسن (امام علی نقی) علیہ السلام  
نے فرمایا کہ "کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں اپنے شکر کا منظر دکھاؤں؟" کہا کیوں نہیں؟  
اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کے درمیان رہنے والے مشرق و  
مغرب کے فرشتے جمع کر دیئے، یہ دیکھ کر خلیفہ بے ہوش ہو گیا، جب فاقہ ہوا تو

مات نہیں تھا، جہر ٹھیک لگی ہوئی تھی۔ امی نہیں تھی، اس شخص نے کہا کل آنا تاکہ خط کا  
جواب لکھ لوں، میں دوبارہ گیا، جواب لکھا جا چکا تھا، میں نے خط کو لیا اور حضرت کی  
خدمت میں آگیا، فرمایا کیا تو نے اس شخص کو پایا تھا، جس نے تجھے کہا تھا میں نے  
عرض کیا ہاں

۱۰

ابو سلیمان سے مروی ہے کہ ہمیں اردمہ نے آگاہ کیا کہ میں سامرہ میں متوکل کے  
پاس گیا، میں سعید دربان کے پاس آیا، متوکل نے امام علی نقی علیہ السلام کو شہید کرنے  
کے لئے اس کے حوالے کیا ہوا تھا۔ اس نے کہا کیا یہ بات تم پسند کرتے ہو کہ اپنے  
خدا کا دیدار کرو؟ میں نے کہا سبحان اللہ! میرا خدا تو وہ ہے جسے آنکھیں نہیں دیکھ  
سکتیں، کہا وہ آپ لوگوں کے امام ہیں، میں نے کہا میں اس بات کو ناپسند کرتا  
ہوں، کہا مجھے متوکل نے اس کے قتل کرنے کا حکم دیا ہے، کل میں کا انجام دوں گا  
سعید کے پاس پیغام بر بھیجا ہوا تھا، کہا جب یہ چلا جائے تو میرے پاس چلے  
آنا، مختوڑی دیر میں وہ چلا گیا، مجھ سے کہا چلو، میں حضرت کی خدمت میں اس گھر  
میں گیا جہاں آپ قید تھے، آپ رسیوں سے قبر گھوڑ رہے تھے، میں نے حاضر  
ہو کر سلام کیا اور سخت رو دیا، فرمایا! کیوں روتے ہو؟ "عرض کیا" آپ کی حالت  
دیکھ کر۔" فرمایا! "اس بارے میں گریہ نہ کرو، یہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، مجھے جہنمی  
سے اطمینان ہوا۔ فرمایا! دو دن بھی نہیں گزریں گے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اور اس  
کے ساتھی کے خون کو بہا دے گا۔ خدا کی قسم دہی دو دن بھی نہ گزرے تھے کہ متوکل  
قتل کر دیا گیا، میں نے امام ابو الحسن علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ



میں نے درخت کے عقب سے آکر زمین میں اپنی تلوار دفن کر دی اور اس پر دو پتھر رکھ دیئے، نماز کی تیاری کی، ابو الحسن علیہ السلام نے فرمایا "آرام کر لیا" ہم نے عرض کیا "ہاں" فرمایا "اللہ کا نام لے کر کوچ کرو" ہم نے کوچ کیا، تھوڑی دور چلنے کے بعد میں اس جگہ آیا جہاں تلوار کو دفن کیا تھا، میں نے تلوار اور نشانی کو تو ویسے ہی پایا۔ لیکن مجھے ایسا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے وہاں درخت، پانی بہا اور تری کو تو پیدا ہی نہیں کیا تھا، میں اس بات سے حیران رہ گیا۔ میں نشان قدم کی رہنمائی میں لوگوں سے آکر مل گیا۔ ابو الحسن علیہ السلام نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا "اے ابوالعباس! تجربہ کر لیا" میں نے عرض کیا "آقا! مجھے شک تھا، اب میں آپ کی وجہ سے دنیا اور آخرت میں تمام لوگوں سے زیادہ دولت مند ہوں"

۱۳

ابوسعید اوسہل بن زیاد بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابوالعباس فضل بن احمد بن اسرائیل کا تب نے حدیث بیان کی، ہم آپ کے گھر میں سامرہ میں بیٹھے تھے، اسی دوران میں ابو الحسن کا ذکر آ گیا، کہا اے سعید میں تم سے ایک ایسی چیز بیان کرنا ہوں جو مجھ سے میرے باپ نے بیان کی تھی، کہا کہ ہم معتمد کے پاس تھے اور میرا باپ اس کا کاتب تھا۔ ایک روز ہم گھر میں گئے تو متوکل اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا، معتمد نے سلام کیا اور ٹھہر گیا۔ میں بھی اس کے عقب میں ٹھہر گیا، متوکل کی عادت تھی کہ جب معتمد جاتا تو اس کو خوش آمدید کہتا اور بیٹھنے کا حکم دیتا (لیکن آج) بہت دیر تک کھڑا رہا، متوکل ایک آدمی کو اٹھاتا اور دوسرے کو بٹھاتا تھا۔ لیکن اس نے معتمد کو بیٹھنے کی اجازت نہ دی۔ میں اس کے چہرہ کی طرف

امام ابو الحسن علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم تم سے دنیا کے بارے جھگڑا نہیں کریں گے، ہم امر آخرت میں مشغول ہیں، ہمارے ہاتھ میں جو خوف لگا ہوا ہے اس کے متعلق کوئی فکر نہ کرو۔

۱۴

راوی کا بیان ہے کہ میں ان لوگوں میں تھا جو (متوکل کے حکم سے) امام علی نقی علیہ السلام کو مدینہ سے سامرہ میں لانے والے تھے، ہم لوگ امام کو کمرہ مدینہ سے روانہ ہو گئے، ہم ایک طویل منزل دلے راستے سے روانہ ہوئے، دن سخت گرم تھا۔ ہم نے اترنے کے لئے عرض کیا، فرمایا "نہیں" ہم چل پڑے لیکن کچھ کھایا پیا نہیں، گرمی بھوک اور پیاس سخت لگی، ہم ایک چٹیل سرزمین پر چل رہے تھے، جہاں نہ پانی نہ سایہ کوئی چیز بھی نہیں تھی، ہم لوگ حضرت کی طرف تک رہے تھے، فرمایا "مجھے احساس ہے کہ تم بھوکے اور پیاسے ہو" ہم نے عرض کیا "خدا کی قسم آقا! ہم لاچار ہو چکے ہیں" فرمایا "سایہ میں بیٹھ کر کھاؤ اور پانی پیو" ہمیں آپ کی بات پر تعجب ہوا کہ ہم ایک ایسے صحرائے میں ہیں جہاں آرام کرنے کے لئے کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی اور نہ ہی اس میں پانی اور سایہ ہے، فرمایا سایہ میں بیٹھ جاؤ" ناگاہ میں نے دو بڑے درختوں کو دیکھا جس میں کافی لوگ بیٹھ سکتے تھے۔ میں اس جگہ کو جانا تھا کہ وہ ایک آگاہ میدان تھا۔ میں نے زمین پر پانی کے چشتے کو بہتے ہوئے دیکھا جو نہایت شیریں اور سرد تھا، ہم نیچے اتر آئے، کھانا کھایا، پانی پیا اور آرام کیا، میں منظر غائر اور فکر کے انداز میں امام کی طرف کافی دیر تک دیکھتا رہا۔ آپ نے مسکرا کر میری طرف سے چہرہ موڑ لیا۔ میں نے دل میں کہا یہ کیا ہوگا اور میں اس کی حقیقت ضرور معلوم کر دوں گا



## باب نمبر ۱۲

## امام حسن عسکری علیہ السلام کے معجزات

①

فطرس نامی طبیب کا بیان ہے جس کی عمر ایک سو سال سے زائد تھی اور وہ متوکل کے طبیب بختیوش کا شاگرد تھا۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے بختیوش کے پاس آدمی روانہ کیا کہ مجھے فصد کھولنے کی ضرورت ہے، میرے پاس اپنا خال آدمی روانہ کر دو، اس نے مجھے منتخب کر کے بھیجا، اور مجھ سے کہا کہ امام حسن عسکری نے مجھ سے ایک ایسا آدمی طلب کیا ہے جو آپ کی فصد کھول سکے، تم آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ، آپ اپنے زمانے کے عالم ہیں، آپ سے الجھنے کا خیال رکھنا۔ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گیا، آپ نے مجھے ایک کمرہ میں بیٹھنے کو کہا، میں نبوت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، وہ وقت فصد کیلئے خوب اور اچھا تھا آپ نے مجھے ایک غیر محمود وقت میں بلایا، آپ نے ایک بڑا تھال منگوایا، میں نے فصد کھول دی خون اتنا نکلا کہ تھال بھر گیا، پھر فرمایا! خون بند کر دو، میں نے خون بند کر دیا، آپ نے اپنے ہاتھ کو دھویا اور اس پر مضبوطی سے پٹی باندھ دی، مجھے دایس کمرہ میں بھیج دیا، میرے آگے گرم اور سرد ہر قسم کا بہت سا کھانا رکھا گیا، میں عصر تک اسی کمرہ میں رہا، مجھے پھر بلوا کر فرمایا "اسے کھول دو" پھر اسی تھال کو طلب فرمایا، میں نے فصد

دیکھتا رہا کہ لحظہ بہ لحظہ متغیر ہو رہا تھا، آخر کار آگ بگولہ ہو گیا، اور کہا "خدا کی قسم میں اس زندیق (معاذ اللہ) کو ضرور قتل کر دوں گا، یہ جھوٹے دعوے کرتا ہے اور میری حکومت میں رخنہ اندازی کرتا ہے، کہا میرے پاس چار ہتھے کئے آدمیوں کو لاؤ جو بالکل اُجڑ ہوں اور کسی کی بات نہ سمجھتے ہوں، ایسے چار شخص حاضر کئے گئے ان کے سپرد چار تلواریں کر کے کہا کہ جب ابوالحسن (امام علی نقیؑ) داخل ہوں تو تلواریں لے کر ان پر ٹوٹ پڑنا (متوکل بار بار کہتا) خدا کی قسم میں تو اس کو (قتل ہونے کے بعد) جلا دوں گا، میں ہر دے کی آڑ میں معتز دے پیچھے کھڑا ہوا تھا، ابوالحسن تشریف لائے، لوگ آپ کی خدمت میں دوڑ پڑے، میں حضرت کی طرف متفت ہوا۔ آپ کے دونوں ہونٹ ہل رہے تھے، آپ پر کوئی خوف اور گھبراہٹ نہیں تھی، جب متوکل نے دیکھا تو اپنے آپ کو تخت سے گر دیا اور حضرت کی خدمت میں پیکا، آپ پر ٹوٹ پڑا اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان اور ہاتھوں کو بوسہ دیا، تلوار ہاتھ میں تھی، وہ کہتا "اے میرے آقا، اے رسول اللہ کے فرزند، اے اللہ کی تمام مخلوق سے افضل اے میرے آقا، اے میرے ابن عم، اے ابوالحسن، اس وقت کیوں تشریف لائے؟ فرمایا تیرے قاصد نے کہا کہ آپ کو متوکل بلاتے ہیں" کہا! "اس نے جھوٹ کہا، ایسا کہ نبی الاکہاں گیا؟ اے آقا! جہاں سے آئے ہیں وہاں تشریف لے جائیں، اے فتح اللہ، اے عبید اللہ، اے معتز، اپنے اور میرے آقا کے ساتھ جاؤ، جب ہٹے کٹے آدمیوں نے حضرت کو دیکھا تو سرنگوں ہو کر سجدہ میں گر پڑے، حضرت جب تشریف لے گئے تو متوکل نے انہیں بلایا اور ترجمان سے کہا مجھے آگاہ کر دو، یہ کیا کہتے ہیں، کہا تم نے میرے حکم کو کیوں نہیں بجا دیا؟ عرض کیا سخت مصیبت کیونکہ ہم نے سو سے زائد تلواروں کو آپ کی حفاظت کرتے ہوئے دیکھا، ہم پر خوف طاری ہو گیا



پڑا، رات کا تیسرا حصہ باقی تھا کہ ہم سامرہ میں آگئے میں نے کہا ہم استاد کے پاس قیام کریں گے یا اس شخص کے پاس جائیں گے؟ کہا میں اس شخص کے پاس قیام کروں گا، ہم حضرت کے دروازے پر اذان سے پہلے وارد ہوئے، دروازہ کھلا، حبشی نوکر باہر نکلا اور کہا کہ دیر عاقول کا راہب کون ہے؟ راہب نے کہا میں قربان جاؤں میں ہوں، کہا نیچے اتر بیٹے، مجھ سے نوکر لے کہا، دونوں چوروں کی حفاظت کرنا، پھر راہب کا ہاتھ پکڑا اور دونوں اندر چلے گئے میں نے صبح تک قیام کیا، دن بلند ہو چکا تھا، راہب اس حالت میں باہر نکلا کہ اس نے راہب کا لباس اتار دیا تھا، سفید کپڑے پہنے ہوئے تھا، وہ اسلام لاپچکا تھا، کہا مجھے اب اپنے استاد کے گھر لے چلو، ہم بختیوش کے گھر آئے، جب اسے دیکھا تو دوڑ کر اس کے پاس آیا، اس نے کہا، اپنے مذہب کے خلاف یہ لباس کیوں پہن رکھا ہے؟ کہا میں نے مسیح کو پایا ہے اور ان کے ہاتھ پر مسلمان ہو چکا ہوں، کہا تم نے مسیح کو پایا ہے، کہا مسیح کو یا اسکے مثیل کو یا یہ فصد کو تو صرف مسیح ہی کھلا سکتا ہے، اس زمانے میں یہ شخص اپنے مہربان کے لحاظ سے نظیر مسیح ہے، پھر یہ شخص واپس امام کی خدمت میں آیا اور حضرت کی خدمت ہی میں انتقال کیا

(۲)

ابو احمد جعفر بن محمد بن احمد بن شریف جرجانی سے مروی ہے کہ میں نے ایک سال حج ادا کیا اور سامرہ میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، ہمارے اصحاب نے میرے ساتھ مال روانہ کیا تھا، میں نے ارادہ کیا کہ حضرت سے دریافت کروں کہ یہ مال کس شخص کے حوالے کروں، امام نے دریافت کرنے سے پہلے فرمایا کہ جو چیز تیرے پاس ہے وہ میرے نوکر مبارک کے حوالے کر دو، میں نے حکم کی تعمیل کی میں نے

کھول دی اور خون اتنا جاری ہوا کہ تھال بھر گیا، فرمایا بند کر دو، میں نے فصد بند کر دی مجھے کمرہ میں واپس بھیج دیا، میں نے وہاں رات بسر کی، جب صبح کو اٹھا تو سورج نکل چکا تھا، مجھے طلب فرمایا، اسی تھال کو منگایا، مجھ سے فرمایا فصد کھول دو، میں نے فصد کھول دی، آپ کے ہاتھ سے خون تازے دودھ کی طرح جاری ہوا اور تھال بھر گیا پھر فرمایا: بند کر دو، میں نے فصد بند کر دی، آپ نے مجھے عمدہ کپڑے اور پچاس دینار عطا فرمائے، فرمایا یہ لے لو اور چلے جاؤ، میں نے یہ چیزیں لیں، میں بختیوش کی خدمت میں آگیا اور اسے حالات سے آگاہ کیا، اس نے کہا کہ حکمران کا اس بات پر اجماع ہے کہ انسان میں زیادہ سے زیادہ خون سات میر ہو تا ہے اور جو بات تم نے بیان کی ہے اگر یہی خون ایک پانی کے چشمہ سے جاری ہوتا تو حیران کن تھا، چہ جائیکہ ایک انسان سے جاری ہو، زیادہ تعجب خیز بات تو یہ ہے کہ اس میں دودھ بھی تھا، بختیوش متواتر تین راتیں اس کتابوں کے مطالعہ میں مصروف رہا تاکہ اس واقعہ کا کہیں حل مل جائے لیکن وہ اس بات کا حل تلاش نہ کر سکا، دیر عاقول میں ایک راہب تھا جو علم طب میں سب سے بڑا عالم تھا، اس کے پاس ایک نخر میکیا اور اس میں اس واقعہ کے بارے میں بیان کیا، میں خط لے کر اس کے پاس پہنچا، میں نے آواز دی تو وہ اوپر کے خستے کی عمارت سے ظاہر ہوا، مجھ سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے کہا کہ میں بختیوش کا ساتھی ہوں، کہا تمہارے پاس خط ہے؟ میں نے کہا ہاں موجود ہے، اس نے ایک زنبیل لٹکانی اور کہا خط اس میں ڈال دو، میں نے خط ڈال دیا، اس نے خط کو زنبیل کے ذریعہ اوپر اٹھالیا، خط کو پڑھا، اسی وقت نیچے اتر آیا، کہا اس آدمی کی تم نے فصد کھولی تھی؟ میں نے کہا ہاں، کہا تیری ماں کے لئے بشارت ہو، پھر پر سوار ہو کر روانہ ہو



سب حضرات میرے گھر میں جمع ہو گئے، خدا کی قسم ہم نے صرف اتنا دیکھا کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام تشریف لے گئے۔ اسے صرف اتنا پتہ لگا کہ آپ آ گئے ہیں اور ہم نے آپ کا استقبال کیا اور آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا، فرمایا "میں نے جعفر بن شریف سے وعدہ کیا تھا کہ اس دن کے آخری حصہ میں تمہارے پاس آؤں گا۔ میں نے ظہر اور عصر کی نماز سامرہ میں پڑھی ہے، تمہارے پاس آ گیا ہوں، اپنے مسائل اور تمام ضروریات جمع کر لو، سب سے پہلے میں نے بڑھ کر عرض کیا، فرزند رسول میرے بیٹے جابر کی دونوں آنکھیں ختم ہو گئی ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ اس کی دونوں آنکھیں واپس آجائیں" فرمایا اسے "آؤ" جابر حاضر ہوا۔ آپ نے اس کی آنکھوں پر اپنا ہاتھ پھیرا، وہ دوبارہ بینا ہو گیا، پھر پے در پے لوگ حضرت کی خدمت میں اپنی حاجتوں کے متعلق سوال کرتے ہیں، حضرت ان کے سوال کو قبول کرتے، آخر کار ہر ایک نے اپنی حاجتیں آپ کی خدمت میں پیش کیں اور تمام کی حاجتیں پوری ہو گئیں اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی، اسی روز آپ واپس تشریف لے گئے

(۳)

علی بن حسین بن زید بن علی سے مروی ہے کہ میں امام حسن عسکری علیہ السلام کے ساتھ دارالعامرہ سے (حضرت کے) گھر تک ساتھ ہو گیا، جب آپ گھر پہنچے تو میں نے واپس جانے کا ارادہ کیا، فرمایا ٹھہرو، آپ اندر تشریف لے گئے، پھر مجھے اندر بلایا میں حاضر ہوا، مجھے سو دینار عنایت فرمائے اور کہا کہ انہیں لونڈی کی قیمت میں صرف کرنا تمہاری فلاں لونڈی مر گئی ہے، جب میں گھر پہنچا تو نوکر نے عرض کیا کہ فلاں لونڈی ابھی ابھی مر گئی ہے، میں نے پوچھا یہ کیونکر ہوا؟ کہا "پانی پیا، اچھو آیا اور مر گئی۔"

عرض کیا کہ جرجان کے شیعہ آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتے ہیں، فرمایا، تم حج ادا کرنے کے بعد جاؤ گے؟ میں نے عرض کیا ایسا ہی ہے، فرمایا تم اس دن سے ایک سو دن کے بعد جرجان پہنچو گے، ۳ ربیع الاول کی تاریخ ہوگی، جمعہ کا دن اور دن کا پہلا حصہ ہوگا، فرمایا انہیں آگاہ کرنا کہ میں ان کے پاس اس دن کے آخری حصے میں پہنچ جاؤں گا، بالبصیرت ہو کہ جرجان، عنقریب اللہ تعالیٰ تجھے اور جو چیز تمہارے ساتھ ہے اسے صحیح و سالم رکھے گا، اور تم اپنے اہل اور اولاد کے پاس آؤ گے۔ تیرے بیٹے شریف کا ایک لڑکا پیدا ہوگا، اس کا نام صلت بن شریف بن جعفر بن شریف رکھنا، وہ ہمارے دوستوں میں سے ہوگا، میں نے عرض کیا رسول اللہ کے فرزند، ابراہیم بن اسماعیل جرجانی آپ کا شیعہ ہے، آپ کے دوستوں کے ساتھ نیکی کرتا ہے ہر سال ایک لاکھ درہم سے زیادہ مال لے جا کر خرچ کرتا ہے، وہ جرجان میں ان آدمیوں میں سے ایک ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے نعمتوں سے مالا مال کیا ہے؟ فرمایا ابوالحسن ابراہیم بن اسماعیل کی خاطر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس کا مال ہمارے شیعوں پر خرچ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے اور اسے خوب صورت فرزند عطا کرے اور اس سے کہہ دینا کہ حسن (عسکری) بن علی (نقی) فرماتے ہیں کہ اپنے بیٹے کا نام "احمد" رکھنا، میں روانہ ہو گیا، حج ادا کیا، اللہ تعالیٰ نے مجھے صحیح و سالم رکھا، جمعہ کے دن کے پہلے حصے میں جرجان پہنچ گئے، ماہ ربیع الاول کی تین تاریخ تھیں، حضرت کے فرمان کے مطابق میرے دوست مجھے مبارک باد دینے کے لئے تشریف لائے، میں نے انہیں آگاہ کیا کہ امام نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ اس دن کے آخری حصے میں تشریف لائیں گے، مسائل اور تمام ضروریات پوری کر دو، نماز ظہر اور عصر کی ادائیگی کے بعد



(۴)

علی بن محمد بن علی بن اسماعیل بن علی بن عباس بن عبد المطلب سے مروی ہے کہ میں راستے پر امام حسن عسکری علیہ السلام کے انتظار میں بیٹھ گیا کہ جب آپ یہاں سے گزریں گے تو آپ کی خدمت میں اپنی حاجت پیش کر دوں گا۔ میرے عرض کرنے سے پہلے فرمایا دو سو دینار کی ضرورت ہے، آپ نے مجھے ایک سو دینار عنایت فرمائے، پھر مجھ سے متوجہ ہو کر فرمایا "ان سے محروم ہو جاؤ گے، ایک اور زیادہ ضرورت مند لے جائے گا۔" امام کا فرمان صحیح ثابت ہوا، ایک نامعلوم شخص نے وہ دینار مجھ سے چھین لئے اور بھاگ گیا۔

(۵)

ابو ہاشم جعفری سے مروی ہے کہ میں ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا، امین کے رہنے والے ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر نیکی اجازت طلب کی، وہ شخص امام کی خدمت میں حاضر ہوا جو لمبا اور طویل القامت تھا حضرت پر ولایت کا سلام کیا، میں نے دل میں کہا، میں نہیں جانتا کہ یہ شخص کون ہے؟ امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا، یہ سگریرے والی اعلیٰ کا بیٹا ہے، جن پر میرے آباء نے اپنی اپنی مہر لگائی ہے، میں بھی اس پر اپنی مہر لگاؤں گا۔ اس نے سگریرہ نکالا حضرت نے اس پر مہر لگائی، میں نے دیکھا، حضرت کی مہر کے نشان پر تحریر تھا "الحسن بن علی" پھر وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا اور کہا، اے اہلبیت! آپ حضرات پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں، خدیشہ بعضہا من بعض، میں نے اس کا نام پوچھا فرمایا اس کا نام مجھ بن الصلت بن سلعان بن غنم بن ام غنم ہے، اسکی

ماں) ام غنم یمن کی رہنے والی عورت ہے، یہ ان تین عورتوں میں سے ایک ہے جن کے پاس سگریرہ ہے، دوسری ام الندی جبابہ بنت جعفر الوالبیہ ہے، پہلی عورت کا نام سعاد ہے جو بنو سعد بن بکر سے تعلق رکھتی ہے، تیسری کو ام سلیم کہا جاتا ہے جو کتب کی قاریہ ہے۔

(۶)

علی بن زید بن حسین بن زید بن علی سے مروی ہے کہ میرے پاس ایک گھوڑا تھا جو مجھے بہت پیارا تھا، میں اس کا ذکر اکثر مجلس میں کیا کرتا، ایک دن میں ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا "تیرے گھوڑے نے کیا کیا؟ عرض کیا اب تو آپ کے دروازے پر موجود ہے" فرمایا "شام سے پہلے اسے تبدیل کر لو، اگر خریدار مل جائے تو (بیچنے میں) تاخیر نہ کرو، میں متفکر ہو کر اٹھا اور اپنے گھر کی راہ لی، اپنے بھائی کو اس بارے میں آگاہ کیا، اس نے کہا میں اس کے متعلق کیا کہہ سکتا ہوں؟ میں نماز سے فارغ ہوا، سائیں نے آکر بتایا کہ آپ کا گھوڑا ابھی مر گیا ہے۔ میں رنجیدہ ہوا اور سمجھا کہ حضرت کی مراد یہی تھی، اس کے بعد میں ابو محمد کی خدمت میں حاضر ہوا اور دل میں کہتا تھا کہ ممکن ہے حضرت مجھے گھوڑا عنایت فرمائیں۔ میرے بیان کرنے سے پہلے حضرت نے فرمایا "ہاں تجھے (گھوڑا) دیا جائے گا، نوکر سے فرمایا کہ "اسے کمیت گھوڑا دیدو" فرمایا "یہ تیرے گھوڑے سے بہتر ہے، زیادہ اطمینان گذار اور لمبی عمر والا ہے"

(۷)

ابو ہاشم جعفری کا بیان ہے کہ میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں



خوابش تھی، گھوڑے پر سوار ہو کر ابو محمد اشرف لائے، میں نے عرض کیا "مجھے اولاد ملے گی" فرمایا "ہاں" عرض کیا "لو کا ہو گا؟" فرمایا "نہیں لڑکی ہوگی"

(۱۰)

علی بن حسین بن سبور سے مروی ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانے میں لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے، خلیفہ وقت نے حاجب اور اہل مملکت کو حکم دیا کہ نماز استسقا رجا کو ادا کریں، لوگ متواتر تین روزہ شہر سے باہر جا کر نماز استسقا پڑھتے رہے لیکن بارش کا ایک قطرہ بھی نہ پڑا، چوتھے روز جاثیق صحرا میں نصاریٰ رہبان اور پادری کی معیت میں گیا، راہب نے دست دعا بلند کئے، آسمان سے بارش ہوئی اور جل بھل بھر گئے، اکثر لوگوں نے (خلیفہ سے) شکایت کی اور دین نصرانیت کی طرف جھکنے لگے، امام حسن عسکری علیہ السلام قید خانے میں بند تھے، خلیفہ نے آپ کو بلوا بھیجا اور کہا کہ اپنے نانامی امت کی خبر لیجئے، وہ تو ہلاک ہو گئی ہے، آپ نے فرمایا میں اس بارے میں باہر جاؤں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ شک کو دور کر دوں گا، پانچویں روز جاثیق کی معیت میں رہبان جنگل کی طرف روانہ ہوئے، امام حسن عسکری علیہ السلام بھی اپنے اصحاب کے ہمراہ اشرف لائے، راہب نے دست دعا بلند کئے حضرت نے اپنے ایک غلام سے فرمایا کہ راہب کے داہنے ہاتھ کو پکڑ لو اور جو کچھ اس کی انگلیوں میں موجود ہے نکال لو، غلام نے حکم کی تعمیل کی اور اس نے سیاہ اور وسطی انگلی کے درمیان ایک بڑی سیاہ ہڈی نکال لی، امام حسن عسکری علیہ السلام نے اس ہڈی کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور پادری سے فرمایا کہ اب بارش کی دعا مانگو، اس نے بارش کی دعا مانگی، آسمان پر جو بادل موجود تھے وہ بھی غائب ہو گئے، چمکتا

حسب اور قید کی شکایت کی، آپ نے میرے پاس خط تحریر فرمایا کہ تم ظہر کے وقت قید سے چھوٹو گے اور ظہر کی نماز میرے گھر میں پڑھو گے اور میرے مہمان ہو گے، میں نے ارادہ کیا کہ حضرت سے اس خط کے بارے میں جو آپ کی خدمت میں تحریر کیا تھا امداد طلب کروں، لیکن جی مانع ہوئی، جب میں گھر پہنچا تو آپ نے سودینا میرے پاس بھیج دیئے اور تحریر فرمایا کہ اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو غلام نہ کیا کرو، مانگ لیا کرو میں تمہیں دیدیا کروں گا۔

(۸)

ابو حمزہ نصر النخادم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو محمد (امام حسن عسکری) کو کئی مرتبہ اپنے غلاموں اور دوسرے لوگوں سے ان کی زبان میں گفتگو فرماتے سنا، جن میں رومی، ترکی اور صفائیہ کے لوگ شامل تھے، میں حیرانی کے عالم میں کہتا کہ یہ لوگ وہاں پیدا ہوئے، حضرت کا وہاں جانا ثابت نہیں اور نہ ہی کسی نے آپ کو وہاں دیکھا ہے یہ معاملہ کیسے ہو گیا؟ امام نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: انت اللہ یبیتن حجتہ من بین مساس خلقہ و یعطیہ معرفۃ کل شیء و یعرف اللغات و اللاسباب الحادثہ و لو لا ذلک لم یکن بین الحجۃ و المجدوح فوقہ۔ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے اپنی حجت کو ممتاز رکھا ہے اور اسے ہر چیز کی معرفت دی ہے۔ وہ زبانیں اور اسباب حادثہ کو جانتا ہے، اگر یہ بات نہ ہو تو حجت اور مجروح میں کوئی فرق نہ ہو۔

(۹)

ابو سلیمان داؤد بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ہمیں مالکی نے ابوالفرات کے حوالے سے بیان کیا کہ میں سامرہ میں راستے میں بیٹھا ہوا سوچ رہا تھا، مجھے اولاد کی سخت



ہوا سورج نکل آیا خلیفہ نے عرض کیا "اے ابو محمد! یہ ہڈی کس چیز کی ہے؟" فرمایا "یہ شخص ایک نبی کی قبر سے گذرا اور اس کے ہاتھ وہاں سے یہ ہڈی لگ گئی، اگر نبی کی ہڈی کو (سورج کے سامنے) نکلا ہر کیا جائے تو بارش ہو جاتی ہے۔"

(۱۱)

ابو القییم حبشی سے مروی ہے کہ میں شعبان کے شروع میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں زیارت کے لئے حاضر ہوتا تھا اور شعبان کے آخر میں امام حسین علیہ السلام کے رخصتے کی زیارت سے مشرف ہوتا تھا، ایک سال میں سامرہ میں شعبان سے پہلے آگیا اور خیال کیا کہ شعبان میں حضرت کی زیارت نہیں کروں گا، جب شعبان کا مہینہ آگیا تو میں نے کہا کہ حسب معمول زیارت کو ترک نہیں کروں گا میں سامرہ میں آگیا حضرت کی خدمت میں ایک دفعہ یا خط تحریر کیا (سامرہ میں آنے کے بعد خیال آیا) کہ اس دفعہ صرف امام حسین علیہ السلام کے رخصتے کی زیارت کروں گا، میں نے مالک مکان سے کہا کہ میرے رخصتے کی خدمت کو اطلاع نہ دینا، رات کے وقت مالک مکان میرے پاس دو دینار لے کر آیا، مسکراتا اور تعجب کرتا تھا اور کہا کہ حضرت نے یہ دو دینار تیرے پاس بھیجے ہیں اور فرمایا ہے کہ یہ حبشی کے حوالے کرو اور اس سے کہو من کان فی طاعت اللہ کان اللہ فی حاجتہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرتا ہے۔

(۱۲)

علی بن محمد حسن سے مروی ہے کہ ہمارے امواز کے اصحاب کی ایک جماعت سامرہ میں وارد ہوئی اور میں بھی ان کے ساتھ تھا، ہم ابو محمد کی زیارت کرنا چاہتے

تھے، سامرہ میں دو دیواروں کے وسط میں حضرت کی واپسی کے انتظار میں بیٹھ گئے جب واپس تشریف لاتے تو ہم اُسے سامنے آکر ٹھہر گئے، حضرت نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اپنی ٹوپی ایک ہاتھ میں اتار کر دوسرے میں لے لی اور (پھر) سر پر رکھ دی ہمارے ایک آدمی کی طرف دیکھ کر مسکرا دیئے، اس آدمی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حجت اللہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے منتخب ہیں، یہ دیکھ کر ہم لوگوں نے اس شخص سے کہا یہ کیا بات ہے؟ کہا میں نے حضرت کی امامت میں شک کیا تھا اور دل میں سوچا اگر امام تشریف لائے اور اپنے سر سے ٹوپی کو اتار تو میں آپ کی امامت کا قائل ہو جاؤں گا۔

(۱۳)

علی بن زید بن علی بن حسین بن زید سے مروی ہے کہ میں ایک روز ابو محمد کی خدمت میں حاضر ہوا، میں آپ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے اپنا ایک رومال یاد آیا، جو میرے ساتھ تھا اور اس میں پچاس دینار تھے، میں نے اس بلے میں کوئی بات نہ کی، ابو محمد علیہ السلام نے فرمایا، کوئی فکر نہ کرو وہ تمہارے بڑے بھائی کے پاس موجود ہیں جب تم اٹھے تو گھر پر پڑے تھے، اس نے اٹھا لئے ہیں، وہ انشاء اللہ تعالیٰ محفوظ ہیں، جب میں گھر واپس آیا تو میرے بھائی نے مجھے واپس کر دیئے۔

(۱۴)

ابو جعفر غفکی سے روایت ہے کہ میں بعض امور کی وجہ سے سامرہ سے باہر جانا چاہتا تھا مجھے رہتے ہوئے لمبا عرصہ ہو گیا، میں وہاں سے آکر شارع ابو قتیبہ بن داؤد میں بیٹھ گیا، اچانک امام حسن عسکری علیہ السلام نمودار ہوئے اور ازل عامہ کی طرف جا رہے تھے، میں نے حضرت کو دیکھ کر دل میں خیال کیا کہ اگر سامرہ سے میرا جانا بہتر ہوگا، تو میرے



امام کی خدمت میں اپنے بیٹے کے لئے دعا کرنے کو تحریر کیا، جواب آیا کہ خدا تیرے بیٹے پر رحم کرے، وہ مومن تھا، بصرہ سے میرے پاس خط آیا، جس روز حضرت نے تحریر فرمایا، اس روز مر گیا تھا۔

(۱۸)

سامرہ میں خلفائے بنو عباس کی قبریں موجود ہیں وہاں چمکا دڑوں نے اڈے بنا رکھے ہیں اسی طرح بغداد کی حالت ہے امام کوئی کاظم علیہ السلام کا مزار اقدس (کاظمین میں) اسی طرح مزار سامرہ کی حالت ہے کہ وہ بائبل پاک و صاف ہے مذکور الصدر قبریں صبح سے چمکا دڑوں سے بھر جاتی ہیں لیکن سامرہ میں امام علی نقی علیہ السلام اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے مزارات مقدسہ کے گنبد پر کسی پرندے کی کوئی بیٹ بھی نہیں ہوتی۔ چڑ جائے کہ روغن کے اندر اللہ تعالیٰ امۃ معصومین علیہم السلام کے احترام کی خاطر پرندوں کو القابیل ہے کہ وہ ان مزارات مقدسہ کے نذر جاتی ہیں اور نہ ہی اوپر پرواز کر کے بیٹ کریں۔

آفتاب مجھے دیکھ کر مسکرا دیں گے، جب میرے قریب تشریف لائے تو واضح طور پر مسکرائے میں اسی وقت سامرہ سے چلا گیا، مجھے میرے اصحاب نے آگاہ کیا کہ جس شخص کا مال تم نے دیتا تھا وہ تنہا ہی تلاش میں آیا تھا، تمہیں نہ پایا در نہ قتل کر دیتا۔

(۱۵)

محمد بن احمد بن افرع سے مروی ہے کہ میں نے ابو محمد علیہ السلام کی خدمت میں خط تحریر کیا کہ کیا امام کو بھی احتلام ہوتا ہے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ احتلام تو ایک شیطنیت ہے، اس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں کو محفوظ رکھا ہے، حضرت کا جواب وارو ہوا کہ امام کی حالت نیند اور بیداری دونوں حالتوں میں برابر ہوتی ہے، نیند ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی، اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو جس طرح تم نے خیال کیا ہے، شیطان کی دوستی سے محفوظ رکھا ہے۔

(۱۶)

عمرو بن ابی مسلم سے مروی ہے کہ مجھے سمیع معنی اکثر اوقات تکلیف دیا کرتا، وہ میرا پڑوسی تھا، میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط تحریر کیا کہ آپ نے عافیاں اور مجھے اس سے چھٹکارا حاصل ہو، جواب آیا کہ جلدی چھٹکارا ہوگا، تھوڑی مدت میں تیرے پاس فارس کے علاقہ سے مال آئے گا۔ میرا ہمسایہ مرگ، فارس میں میرا ایک ابن علم جو تاجر تھا میرے سوا اس کا کوئی وارث نہیں تھا، غیر متوقع طور پر میرے پاس آیا اور تھوڑے دنوں کے اندر انتقال کر گیا

(۱۷)

ججاج یوسف جدی سے مروی ہے کہ میں نے اپنے بیٹے کو بصرہ میں بیمار چھوڑا،



دید اور اپنے زانو پر بیٹھایا، فرمایا "اللہ تعالیٰ کے حکم سے بولے: آپ نے فرمایا  
اعوذ باللہ السميع العليم من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم  
دنوید ان نحن علی الذین استغفروا فی الارض ونجعلہم ائمة ونجعلہم  
الوارثین ونسکن لہم فی الارض ونری فرعون وھامان وجودھما منہم ما كانوا  
یحذرون وصلى اللہ علی محمد المصطفیٰ وعلی المرتضیٰ وفاطمة الزھراء الحسن  
والحسین وعلی بن حسین و محمد بن علی وجعفر بن محمد وموسیٰ بن جعفر  
وعلی بن موسیٰ و محمد بن علی وعلی بن محمد والحسن بن علی ابی جکیمر خاتون کا  
بیان ہے کہ ہمیں ستر پرندوں نے گھیر لیا، ابو محمد نے ایک پرندے کی طرف دیکھا اور  
اسے بلایا، فرمایا "اس کی حفاظت کرنا جب تک اس کے پاس میں اللہ تعالیٰ کا حکم  
نہ آجائے۔ شان اللہ بالغ امور، میں نے ابو محمد کی خدمت میں عرض کیا، یہ پرندے  
کیسے ہیں؟ فرمایا یہ جبریل ہیں اور یہ باقی رحمت کے فرشتے ہیں، پھر فرمایا: پھوپھی  
اس کو اس کی ماں کے پاس لے جاؤ تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں، غم نہ کر، تم کو  
معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ حق ہے اور اگر لوگ نہیں جانتے ہیں نہ ت  
کو ان کی ماں کے پاس واپس لے گئی، جکیمر خاتون کا بیان ہے کہ ایسا صاف اور لطیف  
میں نے کوئی سچہ نہیں دیکھا، آپ کی دامنہی کافئی پر یہ آیت تحریر تھی  
جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقاً۔

۲

نیم ماریہ کہتی ہیں کہ جب صاحب الزمان ماں کے شکم سے باہر تشریف لائے  
تو گھٹنوں کے بل زمین پر گر پڑے، دونوں سبابہ انگلیوں کو آسمان کی طرف بلند کیا،

## باب نمبر ۱۳ قال محمد ما منظر صلوة اللہ علیک

①

حکیمہ خاتون سے مروی ہے کہ ایک روز میں ابو محمد کے پاس گئی، فرمایا پھوپھی آج  
رات میرے ماں بسر کرنا، اس رات خلف عنقریب ظاہر ہوں گے، میں نے کہا کس سے  
پیدا ہوں گے؟ فرمایا نرجس سے پیدا ہوں گے، میں نے کہا میں تو نرجس میں حمل کے  
آثار نہیں دیکھتی فرمایا "پھوپھی، اس کی مثال مادرِ موسیٰ کی مانند ہے، اس کا حمل لاؤ  
کے وقت ظاہر ہوا تھا، اس گھر میں سو گئی جس میں نرجس موجود تھی، نصف رات  
کو میں نے نماز شب ادا کی، دل میں کہا فجر ہونے کے قریب ہے اور ابھی تک نام (جلال  
فرج) ابو محمد کے فرمان کے مطابق پیدا نہ ہوئے، حضرت نے آواز دی (پھوپھی جلدی  
نہ کرو، میں شرمسار ہو کر واپس لوٹی (اسی اشار میں) مجھے نرجس میں جو کانپ رہی تھیں  
میں نے انہیں سینے سے لگایا، ان پر قل ھو اللہ احد، انا انزلناہ اور آیۃ الکرسی  
کی تلاوت کی، خلف امام نے ماں کے شکم سے جواب دیا، میری طرح تلاوت کرتے تھے  
گھر میں نور پھیل گیا، میں نے دیکھا کہ خلف ماں کے نیچے قبلہ رو اللہ تعالیٰ کے سجدے  
میں پڑے ہوئے ہیں، میں نے آپ کو اٹھایا، ابو محمد نے حجرہ سے آواز دی: "پھوپھی  
میرے بیٹے کو میرے پاس لاؤ، میں نے گئی، آپ نے اپنی زبان ان کے منہ میں



بات چیت کے بارے میں سوال کرنے آئے ہو کہ ہم وہ بات کرتے ہیں جو ہمارے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ وہ لوگ جھوٹے ہیں۔ ہمارے دل اللہ عزوجل کی مشیت کی طرف ہیں۔ جو وہ چاہتا ہے وہی ہم چاہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ وما تشاؤون الا انشاء اللہ۔ تم صرف وہی چاہتے ہو جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔

۵

رشیق صاحب مروانی سے مروی ہے کہ خلیفہ معتمد نے ہمارے پاس قاصد بھیجا اور ہمیں حکم دیا کہ ہم سوار ہو جائیں، ہم تین آدمی تھے، امام حسن عسکری بن علی نقیؑ کے گھر چلے جائیں جن کا انتقال ہو گیا ہے، جو شخص بھی آپ کے گھر میں ملے اس کا سر قلم کر کے اس کے حوالے کریں، حسب حکم ہم سوار ہو کر حضرت کے گھر پہنچے۔ گھر کیا تھا جنت کا نمونہ تھا۔ پردہ اٹھا کر اندر چلے گئے۔ گھر میں سرداب تھا، ہم اس کے اندر چلے گئے، وہاں ایک عہدہ تھا، اس کے انتہائی کونے میں ایک چٹائی تھی، ہمیں یقین ہے کہ وہ پانی پر موجود تھی، اس پر ایک آدمی تشریف فرما تھے، اذروئے شکل تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھے، کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، ہماری طرف اور نہ ہی ہمارے اسباب کی طرف کوئی توجہ کی، احمد بن عبد اللہ آگے بڑھا اور پانی میں ڈوب گیا، لگاتار غوطے کھاتا رہا، میں نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور اسے کھینچ کر باہر نکالا، وہ ایک گھنٹہ تک بیہوش رہا، میرے دوسرے ساتھی نے پہلے کی طرح ہی کیا اس کا بھی وہی حشر ہوا، میں حیران و ششدر رہ گیا، میں نے صاحب خانہ سے کہا میں اللہ تعالیٰ اور آپ سے معافی مانگتا ہوں اور اس بات سے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں اس نے میری بات پر کوئی توجہ نہ دی میں چل کر معتمد کے پاس آ گیا، تمام حالات بتائے گا کہ کیا

چھینک لی اور فرمایا الحمد للہ غیب مستکف ولا متکبر ولا مستحسر۔

۳

نصر فدا م سے مروی ہے کہ میں صاحب الزمان صلوٰۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ جھولے میں لیٹے ہوئے تھے، فرمایا مجھے پہچانتے ہو؟ "عرض کیا" آپ میرے آقا اور میرے آقا کے فرزند ہیں۔ فرمایا میں یہ نہیں پہچانتا، "عرض کیا" پھر وضات فرمائیے فرمایا انا خاتم الانبیاء میں خاتم الانبیاء ہوں، میرے ذریعے اللہ تعالیٰ میرے اہل اور میرے شیعوں سے تکلیف دور کرے گا۔

۴

مفوضہ عقیدہ کے لوگوں نے کمال بن ابراہیم مدنی کو امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا، اس نے کہا میں نے دل میں سوچا کہ جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوں گا تو آپ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کروں گا۔ جو آپ سے روایت کی گئی ہے، جنت میں وہی شخص داخل ہوگا جو میری معرفت رکھتا ہوگا میں ایک دروازے پر بیٹھ گیا، جس کا پردہ لٹکا ہوا تھا۔ ہوا چل پڑی اس نے پردے کا ایک حصہ کھول دیا، اچانک ایک جوان نمودار ہوا جو چاند کا ٹکڑا تھا جس کی عمر چار سال کی تھی، فرمایا اے کمال بن ابراہیم! یہ سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے، مجھے الہام ہوا کہ میں خدمت میں عرض کروں بسید یا سیدی، فرمایا تم اس غرض کے لئے آئے ہو کہ اللہ کے دلی سے سوال کرو کہ جنت میں وہی شخص داخل ہوگا جو آپ (امام) کی معرفت رکھتا ہوگا، "عرض کیا" خدا کی قسم ایسا ہی ہے، فرمایا "یقیناً" خدا کی قسم جنت میں وہ لوگ ضرور داخل ہوں گے جنہیں حقیقہ کہا جاتا ہے تم مفوضہ کی



۸

محمد بن یعقوب، علی بن محمد سے روایت کرتے ہیں (صاحب الامرعجل اللہ فرجہ کی جانب سے) خط موصول ہوا جس میں مقابر قریش کی (کاظمین کی) زیارت کرنے سے منع کیا تھا، کچھ ماہ کے بعد دو شیعوں نے زیارت کی، وزیر ناطقانی نے انہیں بلوا کر ڈانٹا اور اپنے خادم سے کہا کہ فرات اور ہسین کے پاس چلے جاؤ اور ان سے کہو کہ مقابر قریش کی زیارت نہ کرو، خلیفہ نے حکم دیا ہے کہ جو شخص زیارت کرے اسے گرفتار کر لیا جائے۔

۹

امام حسن عسکری علیہ السلام کی خادمہ نسیم کا بیان ہے کہ میں صاحب الزمان کی خدمت میں آپ کی ولادت کے دس دن بعد حاضر ہوئی، مجھے آپ کے پاس چھینک اگئی میرے حق میں فرمایا "یرحمک اللہ"۔ اس بات سے میں خوش ہو گئی، فرمایا چھینک کے متعلق میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ اس سے تین تک موت سے امان ہوتی ہے۔

۱۰

علیہ خاتون کا بیان ہے کہ میں نے حسن خاتون کی زوجگی کے چالیس دن بعد امام ابو محمد کی خدمت میں حاضر ہوئی، کیا دیکھتی ہوں کہ صاحب الزمان (عجل اللہ فرجہ) گھر میں چل پھر رہے ہیں اور گفتگو فرما رہے ہیں۔ میں نے آپ کی گفتگو سے زیادہ صاف گفتگو کسی کی نہیں سنی، مجھے اس پر تعجب ہوا۔ یہ دیکھ کر ابو محمد مسکرائے۔ فرمایا انا معاشر الامۃ ما لانشاء فی کل جمعة کما ینشاء غیورنا فی السنۃ ہم گروہ ائمہ ہر جمعہ میں اس قدر بڑھتے ہیں جس قدر اور لوگ سال میں بڑھتے ہیں (دوسرے موقع پر) میں نے ابو محمد سے صاحب الزمان کے بارے میں پوچھا کہ وہ کہاں گئے ہیں؟ فرمایا "ہم نے اس

کہا ان باتوں کو پوشیدہ رکھو ورنہ تمہاری گردنیں اڑا دوں گا۔

۶

ابو نعیم بن محمد بن مہران کا بیان ہے کہ میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے بعد شک میں مبتلا ہو گیا، میرے باپ کے پاس کافی مال جمع ہو گیا تھا، آپ نے مال کو اٹھایا اور کشتی پر سوار ہو گئے، میں بھی ساتھ تھا۔ اچانک طبعیت خراب ہو گئی، کہا مجھے موت آگئی ہے۔ اس مال کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا خوف کرنا، مجھے وصیت کی اور انتقال کر گئے۔ میں نے کہا میرے باپ نے کوئی واضح وصیت نہیں کی، میں اس مال کو عراق لے جاتا ہوں اس بارے میں کسی کو خبر نہیں دوں گا۔ اگر کوئی واضح علامت معلوم ہو گئی تو اس کو مال دے دوں گا۔ ورنہ خود خرچ کر دوں گا، میں عراق کی طرف روانہ ہوا۔ شط پر ڈیرہ جمایا کئی روز وہاں مقیم رہا، اچانک میرے پاس ایک قاصد خط لایا، ابن محمد! تیرے پاس فلاں فلاں مال ہے، تمام مال مفصل طور پر تحریر تھا، میں نے مال قاصد کے سپرد کر دیا، میں کئی دن رہا لیکن میرے پاس کوئی شخص بھی نہ آیا، میں مغموم ہو گیا، میرے پاس خط موصول ہوا: "ہم نے تجھے تیرے باپ کا قائم مقام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کر

۷

ابو عقیل بن عیسیٰ بن نصر ان بن علی بن زیاد ضمیری سے مروی ہے کہ آپ نے امام کی خدمت میں لکھا اور کفن حاصل کرنے کی درخواست کی، جواب موصول ہوا کہ تمہیں کفن کی سن اسی میں ضرورت ہوگی۔ یہ شخص سن ۸۰ میں مر گیا، موت سے پہلے حضرتؑ نے ان کے پاس کفن بھیج دیا۔



ذات کے سپرد کر دیا جس کے سپرد موسیٰ کی ماں نے اپنا فرزند کو کیا تھا۔

۱۱

یوسف بن جعفری سے مروی ہے کہ میں نے ۳۶۰ھ میں حج ادا کیا، پھر تین سال مکہ کی مجاہدت کی، پھر میں شام کی طرف واپس روانہ ہوا، راستے میں فجر کی نماز قضا ہو گئی، محل سے اترا، نماز کے لئے تیار ہوا، چار آدمیوں کو محل پر سوار دیکھا، تعجب کرنے لگا، ایک نے کہا کیوں تعجب کرتے ہو؟ نماز چھوڑ دی ہے؟ میں نے کہا آپ کو اس کا کیسے علم ہوا؟ فرمایا: کیا تم پسند کرتے ہو کہ زمانے کے صاحب الزمان کو دیکھو؟ میں نے کہا: ہاں! اس نے چار میں سے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا، میں نے کہا: دلائل اور علامات تو پائے جاتے ہیں؟ کہا: دو باتوں میں سے کون سی بات پسند کرتے ہو؟ محل اور اس کی متعلقہ چیزوں کو آسمان کی طرف جاتا ہوا دیکھنا پسند کرتے ہو؟ یا صرف محل کو؟ میں نے کہا: ان میں سے جو بات بھی ہو جائے وہ میرے لئے دلالت ہوگی میں نے محل اور اس کی متعلقہ چیزوں کو آسمان کی طرف بلند ہوتے دیکھا۔

۱۲

شیخ مفید نے ابو عبد اللہ صفوانی سے روایت کی ہے کہ میں نے قاسم بن علا کو دیکھا اور اس کی عمر ایک سو سترہ سال ہو چکی تھی، اسی سال اس نے آنکھوں کی سلامتی کیا۔ گدا سے، میری اس سے ملاقات سامرہ میں ہو گئی، میں نے اس کے ساتھ اس وقت حج کیا۔ جب اس کی عمر اسی سال سے زائد ہو گئی تھی اور اس کی وفات سے سات روز پہلے اس کی دونوں آنکھیں ٹھیک ہو گئی تھیں، اس کا قصہ یوں ہے کہ میں مدینہ میں موجود تھا، ایک روز میں اس کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا کہ اسی اثنائے میں دہان

نے آکر بشارت دی کہ عراق فتح ہو گیا، اس کے سوا اور کچھ نہ کہا، قاسم سجدہ میں گر پڑا، پھر ایک بوڑھا فقیر اندر آیا، جس سے شیوخ کے آثار نمایاں تھے، اس نے مصری جبتہ، فحالی جو تا اور شلے پر عقیقہ رکھا ہوا تھا، قاسم نے کھڑے ہو کر اسے گلے لگایا بوڑھے نے عقیقہ رکھ دیا، مقال اور ٹوٹا منگوایا اور اپنے ہاتھ کو دھویا، قاسم نے اسے اپنے پہلو میں بٹھایا، ہم نے کھانا کھا کر ہاتھوں کو دھویا، وہ شخص کھڑا ہوا، ایک خط نکال کر قاسم کو دیا، قاسم نے خط لے کر اسے بوسہ دیا اور اپنے منہ کے حوالے کیا۔ ابو عبد اللہ بن ابی سلمہ نے کہا: دوسرا سے پڑھ کر سنائیے۔ آپ نے مہر توڑ کر خط کو پڑھا اور خوب روتے اور کہا: اے ابو عبد اللہ ایک ایسی چیز وصول ہوئی جو ناگوار ہے۔ شیخ نے مجھے اس خط کے موصول ہونے کے چالیس روز بعد موت سے آگاہ کیا ہے۔ اس خط کے موصول ہونے کے سات روز بعد میں بیمار ہو جاؤں گا رخصت سے سات روز پہلے میری بیانی واپس آجائے گی اور یہ شخص میرے پاس سات کپڑے لے آیا ہے، قاسم نے شیخ سے کہا: میرا دین سالم ہو گا؟ کہا: تیرا دین سالم ہو گا، پھر شیخ ہنس پڑا قاسم نے کہا مجھے اس عمر کے بعد مزید زندگی کی ضرورت نہیں ہے، آنے والا شخص اٹھ کھڑا ہوا، پھیلے سے چادر سرخ مینی جڑہ، عمائم، دو کپڑے اور رد مال نکالا، قاسم نے ان چیزوں کو لے لیا اور اس کے پاس پہلے سے امام علی نقی علیہ السلام کی عطا کردہ قمیض موجود تھی، قاسم کا ایک دنیاوی گہرا دوست تھا جس کا نام عبدالرحمن بن محمد بشری تھا، وہ قاسم کے گھر میں آیا، قاسم نے کہا میں اس کو خط سناؤں گا، میں اس کو ہدایت کرنا چاہتا ہوں، لوگوں نے کہا شیعوں کی بڑی تعداد اس خط کے حقائق کی منتظر نہ ہوگی، چہ جائیکہ عبدالرحمن قاسم نے



عبدالرحمن کو خط دیا، عبدالرحمن نے خط پڑھا اور قاسم سے کہا "اے ابو محمد! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، تم دین میں فاضل آدمی ہو، اللہ تعالیٰ کہتا ہے (ترجمہ) وما تدری نفس ماذا اتکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت، عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدًا، یہ سن کر قاسم نے کہا لا من ارتقی من رسول میرے آقا رسول اللہ صلعم کی جانب سے مرتضیٰ میں اگر تمہارا ایسا عقیدہ ہے تو چلو خط میں میرے مرنے کی تاریخ تحریر کر دی گئی ہے، اگر میں مقررہ تاریخ کے بعد زندہ رہا یا اس سے پہلے مر گیا تو یقین کرنا کہ میں کسی چیز پر بھی قائم نہیں ہوں، اگر میرا انتقال اسی روز ہوا تو اپنی ذات کا خیال کرنا، عبدالرحمن نے تاریخ نوٹ کر لی اور تمام لوگ چلے گئے ساتویں روز قاسم کو بخار ہو گیا، بیماری نے زور پکڑا، ہم لوگ اس کے پاس جمع تھے، ناگاہ اس نے آنکھوں کو کھولا، ان سے مار اللحم کی طرح پانی پکا، اپنے بیٹے کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا، کہا "اے حسن! میری طرف آؤ، اے فلاں میری طرف آؤ، ہم نے دیکھا کہ اس کی دونوں آنکھیں ٹھیک ہو گئی تھیں، یہ خبر لوگوں میں پھیل گئی، اہلسنت کے لوگ آکر اسے دیکھنے لگے، بغداد کا قاضی القضاۃ ابوسائب عقبہ بن عبد اللہ مسعودی بھی دیکھنے کے لئے آگیا، اندر آکر کہا "اے ابو محمد! میں اپنے ہاتھ میں کیا دیکھ رہا ہوں اس نے انگوٹھی آگے بڑھائی، کہا کہ اس پر تین سطریں لکھی ہوئی ہیں لیکن میں ان کو پڑھ نہیں سکتا، اپنے بیٹے کو گھر کے درمیان میں دیکھ کر کہا، اے معبود! حسن کو اپنی اطاعت کا انعام فرما اور اپنی نافرمانی سے دور رکھ، یہ فقرہ تین دفعہ کہا، اپنے ہاتھ سے وصیت تحریر کی کہ میری تمام جاگیریں صاحب الامر (عجل اللہ فرجہ) کی ملکیت ہیں، اگر تم میں وکالت کی صلاحیت پیدا ہو گئی تو میری فلاں جاگیر میں سے قوت لایموت

کی خاطر نصف حصہ لے سکتے ہو، باقی تمام جاگیریں میرے مولّا (عجل اللہ فرجہ) کی ملکیت ہیں، چالیسویں روز فجر کے وقت قاسم فوت ہو گیا، عبدالرحمن تنگے پاؤں دوڑتا اور چلاتا ہوا قاسم کے پاس آگیا اور کہا اے آقا! افسوس ہے کہ لوگوں نے اس بات کو حیران کن خیال کیا، کہا چپ رہو، میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جس کو تم نہیں دیکھتے، اور میں دامن تشیع میں منسلک ہو گیا، پہلے عقیدہ سے توبہ کی، تھوڑی مدت کے بعد حسن کے پاس صاحب الزماں (عجل اللہ فرجہ) کا خط موصول ہوا جس میں تحریر تھا: اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کا تمہیں انعام کیا اور اپنی نافرمانی سے دور رکھا، یہ وہ دعلیہ جو تیرے باپ نے تیرے باپ نے کی تھی

امہ بن سورہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا باپ کوفہ میں شیخ زید بن تھا کہ میں امام حسین علیہ السلام کے مزار کی طرف روانہ ہوا، عشاں اخیر کے وقت نماز پڑھ کر سو گیا، میں نے سورہ حمد کی تلاوت کی، میں نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ اس نے مجھ سے پہلے سورہ کو پڑھا اور مجھ سے پہلے ہی ختم کیا، صبح کو باب حائر سے نکل کر فرات کے کنارے پہنچے، مجھ سے نوجوان نے کہا: "کوفہ کا ارادہ ہے یا نہیں نے فرات کا راستہ لیا اور نوجوان نے خشکی کا راستہ لیا، ابو سورہ نے کہا کہ مجھے نوجوان کی جدائی پر افسوس ہوا، میں ساتھ ہو لیا، مجھ سے فرمایا: "آ جاؤ، ہم تمام کے تمام اصل حصص المناسۃ پر پہنچ کر سو گئے، جب بیدار ہوئے تو غری (بخف) میں پہاڑی خندق پر موجود تھے، مجھ سے فرمایا: "تم تنگ دست اور عیال دار ہو، ابو طاہر لازمی کے پاس جاؤ، وہ تمہارے پاس اس حالت میں آئیگا کہ اس کے ہاتھ پر منجھ کا



چنانچہ حجاج کے زمانے میں امام زین العابدین علیہ السلام نے ہی حجر اسود کو دوبار نصب کیا تھا اور حجر اسود قرار پکڑ گیا تھا۔ میں ایک مسرالعلاج بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ جس کی وجہ سے مجھے جان کا خوف ہوا، اس لئے میں حج کو نہ جاسکا۔ لیکن مجھے معلوم ہوا کہ ابن ہشام جارح ہے۔ میں نے خط لکھا، اس پر مہر لگائی، میں نے اس میں اپنی عمر کی مدت تحریر کی تھی کہ اس بیماری سے ٹھیک ہو جاؤں گا یا نہیں؟ میں نے ابن ہشام سے کہا کہ یہ خط اس شخص کو دینا جو حجر اسود کو اس کی جگہ پر رکھ دے، ابن ہشام نے کہا میں خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوا۔ کعبہ میں لوگوں کا اثر دہام تھا، جو شخص بھی حجر اسود نصب کرتا وہ اپنی جگہ سے ہٹ جاتا، گندمی رنگ کا ایک خوبصورت چہرہ والا انسان آگے بڑھا، اس نے حجر اسود کو لیا اور اس کو اپنی جگہ پر نصب کر دیا۔ حجر اسود قرار پکڑ گیا پھر وہ نوجوان کعبہ کے دروازے سے باہر آ گیا، میں اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کے پیچھے ہو لیا، لوگوں کو دائیں بائیں ہٹاتا تھا لوگوں کی بھیڑ کی وجہ سے اپنی نگاہ اس سے جدا نہ کرتا تھا کہ کہیں آنکھ سے ارجھل نہ ہو جائیں، آخر کار آپ لوگوں سے الگ ہو گئے۔ میں آپ کے پیچھے دوڑا۔ حتیٰ کہ ایسی جگہ پر پہنچ گئے کہ میرے اور آپ کے سوا کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا، آپ ٹھہر گئے، میری رف متوجہ ہو کر فرمایا تیرے پاس جو چیز ہے مجھے دیدے۔ میں نے خط پیش کر دیا، خط کو ملاحظہ کئے بغیر فرمایا "اس سے کہہ دو اس بیماری میں تم پر کوئی خوف نہیں ہے۔ تیس سال کے بعد کوئی چھڑکار نہ ہو گا۔" ابوالقاسم کا بیان ہے کہ ابن ہشام نے اگر مجھے اس فقرہ سے آگاہ کیا، جب تیس سال آ گیا تو ابوالقاسم پر بیماری کا حملہ ہوا۔ اس نے سفر آخرت کا سامان شروع کر دیا اپنی قبر تیار کر لائی، وصیت تحریر کی، کہا گیا کہ ڈرتے کیوں؟ ہمیں امید ہے اللہ تعالیٰ

خون ہو گا، اس سے کہنا کہ فلاں فلاں جلیلہ کا نوجوان تم سے کہتا ہے کہ ان کو دیناروں کی تفصیلی دید و جاول کے تحت کے نزدیک دفن ہے، میں کوفہ میں آکر اس کے پاس گیا، میں نے اس کو نوجوان کی بات بتائی، اس نے کہا بسر و چشم، اس کے ہاتھ پر اضحیٰ کا خون موجود تھا۔

اسی طرح ابوذر احمد بن محمد بن سورہ نے بیان کیا، آپ ہی محمد بن حسن بن عبید اللہ تمیمی ہیں انہوں نے ذرا اور زیادہ بیان کیا ہے، ہم رات بھر چلتے رہے۔ مقام سہل میں پہنچ گئے، نوجوان نے فرمایا، یہ میرا گھر ہے، پھر فرمایا تم برزازی کے بیٹے علی بن یحییٰ کے پاس چلے جاؤ اور اس سے کہو کہ تمہیں فلاں علامت کا مال فلاں جگہ دیا گیا تھا، میں نے کہا آپ کون ہیں؟ فرمایا "محمد (عجل اللہ فرجہ) بن حسن (عسکری) ہیں میں برزازی کے پاس آ گیا، دق الباب کیا، کہا تم کون ہو؟ کہا ابوسورہ ہوں، میں نے اسے کہتے ہوئے سنا کہ مجھ سے ابوسورہ کو کیا سرکار، جب باہر آیا تو میں نے اسے قصہ سنایا، اس نے میرے ساتھ مصافحہ کیا، میرے چہرے پر لبسہ دیا، میرے ہاتھ کو اپنے چہرے پر پھیرا، پھر مجھے اپنے گھر لے گیا، آدمی کی چار پائی کے قریب ایک تھیلی نکالی، ابوسورہ میں بصیرت آگئی اور شیعہ ہو گیا، اس سے پہلے زیدی المذہب تھا۔

ابوالقاسم جعفر بن قانویہ سے مروی ہے کہ میں ۳۳۰ھ میں بغداد پہنچا، حج کا ارادہ کیا، یہ وہ سال تھا کہ قرامطہ نے خانہ کعبہ میں دوبارہ حجر اسود کو نصب کیا تھا، میری یہ خواہش اکثر رہتی تھی کہ کسی طرح اس شخص کو دیکھ سکوں جو حجر اسود کو نصب کرے گا کتب میں یہ بات تحریر تھی کہ حجر اسود کو اپنے مقام پر صرف حجت زمانہ ہی رکھ سکتا ہے



تہلکے حال پر مہربانی کرے گا تم ٹھیک ہو جاؤ گے، تنہا رہے بائے میں کوئی خوف والی بات بھی نہیں سمجھا، یہ وہ سال ہے جس کے بائے میں مجھے ڈرایا گیا ہے، اسی بیماری میں اس نے اس دنیا سے کوچ کیا اور مر گیا۔

۱۵

علی بن ابراہیم بن ہاشم اپنے باپ سے، وہ عیسیٰ بن مسیح سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز امام حسن عسکری علیہ السلام قید خانے میں ہمارے پاس تشریف لائے اور میں آپ کو جانتا تھا مجھ سے فرمایا تیری عمر ۶۲ سال ایک ماہ اور دو دن ہو گئی ہے، میرے پاس دعا کی کتاب تھی، جس میں میری تاریخ پیدائش تحریر تھی، میں نے اس میں دیکھا تو جس طرح امام نے فرمایا تھا ویسے ہی تحریر تھا، پھر فرمایا "کیا تمہارا فرزند ہے؟" میں نے عرض کیا "نہیں" فرمایا "اے معبود! اسے فرزند عطا کر جو اس کا بازو ہو۔ بہترین بازو فرزند ہوتا ہے بطور تمثیل یہ شعر فرمایا :-

من کان ذا عضد ید رک ظلہ  
ان الذلیل الذی لیست لہ عضد  
میں نے عرض کیا، کیا آپ کا فرزند ہے؟ فرمایا "ہاں خدا کی قسم عنقریب میرا فرزند ہو گا جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا، لیکن اس وقت نہیں ہے

۱۶

ابو غالب برزازی سے مروی ہے کہ میں نے کوفہ کی عورت سے شادی کی، اس نے میرے دل میں گھر کر لیا، ہمارے درمیان تلخ کلامی ہو گئی اس نے میرے گھر سے جانا چاہا، میں نے منع کیا، غرو میں اس کے رشتہ دار بستے تھے، اس سے میری طبیعت خراب ہوئی، میں نے سفر کی تیاری کی اور بغداد آ گیا، شیخ ابوالقاسم بن روح کے دروازے پر آیا

آپ بادشاہ وقت کے خوف سے چھپے ہوئے تھے، خدمت میں عرض کیا، فرمایا اگر حاجت ہے تو اس کاغذ پر اپنا نام لکھ دو، آپ کے سامنے کاغذ پڑا ہوا تھا، آپ نے میری طرف پھینک دیا، میں نے اس میں اپنا اور اپنے باپ کا نام تحریر کیا، تھوڑی دیر کے بعد ہم نے آپ سے اجازت طلب کی، سامرہ میں زیارت کی غرض سے آ گئے، ہم زیارت کر کے بغداد میں شیخ ابوالقاسم بن روح کے دروازے پر حاضر ہوئے آپ نے وہی کاغذ نکالا جس پر میرا نام تحریر تھا، اس پر باریک قلم سے تحریر تھا، برزازی کے متعلق یہ ہے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ میاں بیوی کے درمیان صلح کرا دے گا، جب میں نے اپنا نام تحریر کیا تھا تو یہ ارادہ کیا تھا کہ حضرت کی خدمت میں یہ عرض کروں کہ میری بیوی کی حالت ٹھیک ہو جائے لیکن اس وقت مجھے یہ بات یاد نہیں رہی تھی صرف اپنا نام لکھا تھا اور میرے حسبِ منشاء جواب آ گیا تھا، حالانکہ ہم نے اس بات کا ذکر نہیں کیا تھا، پھر ہم نے شیخ سے رخصت حاصل کی اور بغداد سے نکل کر کوفہ میں آ گئے، میرے آنے کے روز یاد دہرے روز صبح کو میری بیوی کے بھائی آئے اور معذرت طلب کی، نہایت عزت کے ساتھ میری بیوی گھر واپس آ گئی، تمام زندگی میرے اور اس کے درمیان پھر کوئی جھگڑا اور بدگمانی نہیں ہوئی اور نہ ہی اس کے بعد میری اجازت کے بغیر میرے گھر سے کبھی گئی۔

۱۶

عبد اللہ اشعری سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے مناظرہ کیا، کربا اسلام لیا یا خوشی سے، میں نے سوچا اگر کہتا ہوں کہ کربا تو تلوار سر پر وارد ہوگی، اگر خوشی سے تو ایمان کے بعد مومن کفر اختیار نہیں کرتا، میں نے نفیس طریقہ سے اس کو جواب دیا اسی وقت نکل کر احمد بن اسحاق کے گھر آ گیا تاکہ آپ سے اس بارے میں دریافت کروں،



مجھے بتایا گیا کہ آپ آج سامرو روانہ ہو گئے ہیں۔ میں گھر واپس آیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر آپ کے پیچھے روانہ ہو گیا۔ میں نے ایک منزل پر آپ کو جالیا، آنے کا مقصد پوچھا میں نے کہا کہ حضرت ابو محمد کی خدمت میں جا رہا ہوں، میرے پاس چالیس مشکل منسلے ہیں، ہم سامرو میں آگئے، سرانے میں دو کمرے لئے، ہر ایک اپنے اپنے کمرے میں ٹھہر گیا، ہم نے حمام جاکر غسل زیارت اور توبہ کیا، جب واپس آئے تو محمد بن اسحق نے ایک چمڑے کی مشک نکالی اور اسے طبری چادر میں لپیٹ لیا، اسے کندھے پر ڈال دیا، روانہ ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح، تکبیر، تحمیل، استغفار، محمد اور آپ کی پاکیزہ آل پر درود پڑھتے جا رہے تھے، جب ہم حضرت کے دروازے پر پہنچے تو مع احمد بن اسحق اجازت طلب کی، اجازت ملنے پر اندر داخل ہوئے، ابو محمد علیہ السلام کی ایک طرف تشریف فرما تھے، حضرت کی داہنی طرف ایک لڑکا کھڑا ہوا تھا، جو چاند کا کڑا معلوم ہوتا تھا، ہم نے سلام عرض کیا، آپ نے اچھا جواب دیا: "ہماری عزت کی اور یہیں بٹھا دیا، احمد نے چمڑے کی مشک نکال کر رکھ دی، ابو محمد ایک بڑے بیک میں فتوؤں کو دیکھ رہے تھے، جو آپ کی خدمت میں ولایت سے آئے تھے، آپ پڑھ کر ہر مسئلے کا جواب تحریر فرماتے، حضرت نے لڑکے کی طرف منوج ہو کر فرمایا: "ہم دوستوں کا ہدیہ ہے اور چمڑے کی مشک کی طرف اشارہ کیا، لڑکے نے کہا یہ ہمارے لئے ٹھیک نہیں ہے۔ اس میں حلال اور حرام مل گیا ہے۔ ابو محمد نے فرمایا: "آپ صاحب العلم ہیں، حلال اور حرام کو الگ کر دیجئے، احمد نے جو اس کو کھولا، اس میں سے تھیلی نکالی، لڑکے نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا اس کو فلاں بن فلاں بن فلاں نے بھیجا ہے (صاحب الامر ہر ایک چیز کی طرف دیکھ کر اس کی حقیقت بیان

کمرے نے ہے) آخر کار فرمایا اس کپڑے کو لاؤ جس کو نیک بڑھیلے بھیجا ہے جو عمر رسیدہ ہے اور اپنے ہاتھ سے سوت کات کر بنایا ہے۔" احمد کپڑا لینے کے لئے چلا گیا، اور مجھے ابو محمد علیہ السلام نے فرمایا: "تمہارے چالیس مسائل کہاں ہیں؟ لڑکے سے پوچھو وہ ان کا جواب دیں گے۔ لڑکے نے مجھ سے کہا کہ تم نے نہیں کہا تھا کہ نہ وہ طوعاً اور نہ ہی کرہاً بلکہ طوعاً مسلمان ہوئے تھے انہوں نے اہل کتاب سے سنا تھا کہ (محمد) شرق و غرب کا بادشاہ ہوں گے اور آپ کی نبوت قیامت تک باقی رہے گی اور ایک اور اہل کتاب سے سنا تھا کہ (محمد) ایک بڑے ملک کے مالک ہوں گے اور تمام زمینیں آپ کی مطیع ہو جائیں گی، اس لئے اسلام میں داخل ہوئے کہ محمد ہر ایک کو والی بنائے گا، جب اس بارے میں مایوس ہوئے تو ایک جماعت کے ساتھ لیلۃ العقبہ میں محمد کے قتل کی تدبیر سوچی جبریل نے آکر اس بارے میں محمد کو آگاہ کر دیا۔ ان کی مثال طلحہ اور زہیر کی سی ہے انہوں نے حضرت عثمان کے قتل کے بعد اس لاپرواہی میں حضرت علی کی بیعت کی کہ آپ انہیں حاکم مقرر کر دیں گے، ان دونوں نے حضرت علی کی بیعت نہ طوعاً نہ کرہاً اور نہ ہی رغبتاً کی تھی، جب علی سے اس بارے میں مایوس ہوئے تو بیعت توڑ دی، آپ کے خلاف خرد زج کیا، جو کیا سو کیا" جب ہم نے لوٹنے کا ارادہ کیا تو ابو محمد نے فرمایا: "اس لڑکے سے کفن لے لو، تم اس سال مرجاؤ گے۔" اس نے کفن طلب کیا، فرمایا: "ضرورت کے وقت تمہیں پہنچ جائے گا۔" سعد بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ ہم روانہ ہو کر حلوان میں پہنچے، احمد بن اسحاق کو بخار آ گیا اور اسی رات ہو گیا، دو آدمی ابو محمد کی طرف سے کفن لائے، اسے غسل دیا، کفن پہنایا اور اس پر نماز جنازہ پڑھی، سحرے وقت دو آدمی میرے پاس آئے



## باب نمبر ۱۴

اعلام النبى والامة صلى الله عليه وسلم  
فصل ۱

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں

سخت فارسی نامی یہودی نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کیا کہ میں آپ کے رب کے بارے میں سوال کروں گا۔ اگر جواب پیدا تو میں آپ کی پیروی کروں گا۔ یہ شخص فارس کے ملک میں سے تھا، یہودی نے کہا اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ فرمایا وہ ہر جگہ ہے، اس کی مکان کے ساتھ تو صیغہ نہیں ہو سکتی، ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ مکان کے بغیر ہے، اس نے کہا، محمدؐ اپنے رب عظیم کی تعریف بلا کیف کی ہے، مجھے کیونکر معلوم ہو کہ اس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے، حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کا بیان ہے کہ اس روز ہمارے سامنے جو پتھر اور ڈھیلہ موجود تھا اس نے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَہٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ، کہا، اور میں نے خود اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ، کہا، سب مسلمان ہو گیا، آنحضرتؐ نے اس کا نام عبد اللہ رکھا، کہا محمدؐ یہ کون شخص ہیں؟ فرمایا میرے بہترین اہل ہیں، تمام مخلوق سے میرے زیادہ نزدیک ہیں، میری زندگی میں میرے ذریعہ ہیں اور میری وفات کے بعد میرے خلیفہ ہیں جس طرح ہارونؑ موسیٰؑ کے خلیفہ تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اس کی بات سنو،

اور کہا احمد بن سحن کے بارے میں تجھے اللہ تعالیٰ اجڑے، ہم نے اسے قتل دیا اور کفن پہنا دیا ہے، میں اٹھا اور ہم لوگوں نے نماز جنازہ پڑھی اور حلقوں میں دفن کر دیا

✱



ایک زبان ہو کر گونج اٹھے کہ محمد رسول اللہ اور آپ پر سلام ہو، قوم کے سردار گھبرا گئے، سواریاں کانپنے لگیں اور ہتھیار ہاتھوں سے گر پڑے، میری طرف دوڑتے ہوئے آئے، میں نے ان کی اصلاح کر دی اور واپس چلا آیا۔

۴

ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اللہ تعالیٰ نے تین جانوروں کو گویا کیا تھا، ایک اونٹ تھا جس نے اپنے مالکوں کی شکایت کی ایک بھٹیڑ یا تھا، جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھوک کی تکلیف بیان کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریوں کے مالکوں کو بلوا کر کہا کہ اسے کوئی چیز دیدو، لیکن انہوں نے بخل سے کام لیا، دوبارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور بھوک کی شکایت کی، آپ نے بکریوں کے مالکوں کو پھر بلوایا، لیکن انہوں نے بخوشی کی، تیسری مرتبہ پھر شکایت کی، آنحضرت نے بکری والوں کو پھر بلوایا لیکن انہوں نے پھر بخل سے کام لیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بیٹے سے فرمایا "چھین لو" اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی چیز بھٹیڑیے کے لئے مقرر فرمادیتے تو قیامت تک اس سے زیادتی نہ کرتا، ایک گائے اجازت لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور فصیح عربی زبان میں کہا ہاں لا الہ الا اللہ رب العالمین محمد رسول اللہ سید التبتین علی وصیہ سید الوصیین۔

۵

ابو ذر غفاری سے مروی ہے کہ ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، فرمایا تیری بکری کا کیا حال ہوا؟ میں نے عرض کیا "اس کا عجیب واقعہ ہے، میں نماز میں مشغول تھا، بھٹیڑیے نے میری بکری پر حملہ کر دیا، میں نے دل میں سوچا کہ میں اپنی

اور اطاعت کرو، یہ حق پر قائم ہیں۔

۶

ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے آپ کے گرد علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام موجود تھے، آنحضرت نے فرمایا "اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم پھپھاڑ دیئے جاؤ گے اور تمہاری قبریں الگ الگ ہوں گی، امام حسنؑ نے عرض کیا ہم اپنی موت میں گے یا قتل کر دیئے جائیں گے؟" فرمایا "میرے بیٹے تم ظلم سے قتل کر دیئے جاؤ گے، اور تمہارا باپ بھی ظلم سے قتل ہوگا، تمہاری اولاد بھگائی جائے گی"۔ امام حسینؑ نے عرض کیا "ہمیں کون قتل کرے گا؟" فرمایا "اشراک الناس" عرض کیا "ہماری قبر کی کوئی زیارت کریگا؟" فرمایا "ہاں! میری امت کا ایک گروہ تمہاری زیارت سے میری نکیاؤں صلہ چاہے گا، جب قیامت کا روز ہوگا تو میں ان کے پاس جائوں گا اور ان کو اس روز کے خطرے سے نجات دلاؤں گا۔

۷

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلوا کر مین کی طرف رواد کیا تاکہ میں ان لوگوں کے درمیان اصلاح کروں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کافی لوگ ہیں اور عمر رسیدہ ہیں اور میں نو جوان ہوں، فرمایا اے علی، جب گھاٹی کے اوپر پہنچ جاؤ تو بلند آواز سے کہنا "اے درخت، اے ڈھیلے، اے خاک، محمد رسول تمہیں سلام کہتے ہیں"۔ جب میں گھاٹی کے اوپر پہنچ گیا اور اہل مین نے دیکھا تو تمام میری طرف اپنے ہتھیار اور نیزے لئے ہوئے بڑھے، میں نے بلند آواز سے کہا "اے درخت، اے ڈھیلے، اے خاک، محمد رسول اللہ آپ کو سلام کہتے ہیں"۔ ہر ایک درخت، ڈھیلہ اور خاک



پشت کا معجزہ یہ ہے کہ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ثبت تھی اور اس پر تحریر تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہؐ۔

۷

مخزوم بن ہامی مخزومی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے ایک سو پچاس سال کی عمر پائی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی رات کسری کے محل میں زلزلہ آگیا اور اس کے بالائی کمرے گر پڑے، آتش کدہ فارس بجھ گیا، جو سو سال سے جل رہا تھا، جھیل سادہ سوکھ گئی، وادی سادہ میں پانی آگیا، صبح کو کسری اٹھا تو اس بات سے خوفزدہ ہوا، اور اس کا غم بڑھا گیا، اس نے اپنے وزیروں اور رشتہ داروں کو جمع کر کے اس بات سے آگاہ کیا، اسی دوران میں اسے خط ملا کہ آتش کدہ فارس بجھ گیا ہے، اس نے آگ کے بجاری سے بلا کر پوچھا کہ کیا صورت واقع ہوگی؟ اس نے کہا عرب کے علاقہ میں کوئی نئی چیز واقع ہوئی ہے۔ کسری نے نعمان بن منذر کی طرف خط لکھا کہ میرے پاس کوئی دانہ آدمی روانہ کیجئے تاکہ میں اس سے اپنے خواب کی تعبیر معلوم کر سکوں، اس نے عبدالمسیح کو بھیجا، جب عبدالمسیح حاضر ہوا تو کسری نے اپنا تمام خواب بتایا، اس نے کہا: اس بات کا علم میرے خالو کے پاس ہے جو شام کے مشرقی حصہ میں سکونت پذیر ہے جس کا نام سیطح ہے، کسری نے کہا: اس کے پاس جاؤ، اس سے دریافت کرو اور میرے پاس آکر اس کی تعبیر سناؤ، عبدالمسیح روانہ ہو کر سیطح کے پاس اس وقت پہنچا جب وہ عالم نزع میں تھا، اس نے سلام کیا... اور حالات سے آگاہ کیا، اس نے کہا تلاوت (قرآن) زیادہ ہو گئی ہے، اور صاحب ہرادت (محمدؐ) ظاہر ہو گئے ہیں، وادی سادہ میں پانی آگیا ہے اور جھیل سادہ خشک ہو گئی ہے اور آتش کدہ فارس بجھ گیا ہے (اب) شام سیطح کی ملکیت میں نہیں رہا، جو

نماز نہیں توڑوں گا، بھیڑیا کبریٰ کے بچے کو بچہ کرنے چلا میں اس بات کو محسوس کر رہا تھا، اچانک شیر نے آکر بچے کو بھیڑیے سے چھڑا دیا اور اسے کبریوں کے ریوڑ میں واپس کر دیا، پھر مجھے آواز دے کر کہا: اے ابوذر! اپنی نماز میں مشغول ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ نے مجھے تیری کبریٰ کا محافظ قرار دیا ہے، میں نے نماز سے فراغت کی، بھیڑیے نے مجھ سے کہا: محمدؐ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ اور انہیں آگاہ کرو، حافظ شریعت تیرے صاحب کو اللہ تعالیٰ نے مکرم کیا ہے اور اس کی کبریٰ کا شیر کو نگران مقرر کیا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے، اس بات سے حیران ہوئے۔

۸

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر عضو بذات خود ایک معجزہ ہے، ہر اقدس کلمے سے کچھ کہ اس پر ایسا یہ کرتا تھا، آنکھوں کا یہ عالم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھتے تھے اسی طرح دیکھتے تھے، دونوں کانوں کا معاملہ یہ تھا کہ آپ آوازوں کو ذہن کی حالت میں بھی اس طرح سن سکتے تھے جس طرح بیداری کی حالت میں سنتے تھے، زبان کا معجزہ یہ ہے کہ ہر ن سے فرمایا کہ میں کون ہوں؟ تو اس نے کہا انت رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، مانتھوں کا معجزہ یہ ہے کہ آپ کی انگلیوں سے پانی جاری ہو پاؤں کا معجزہ یہ ہے کہ جابرؓ کا ایک کسواں تھا جس کا پانی کڑوا تھا، انہوں نے رسول اللہ کی خدمت میں اس کا شکایت کیا، آپ نے اپنے پاؤں کو قہال میں دھو با اور اس پانی کو گونہ میں ڈالنے کا حکم دیا، گونہ کا پانی میٹھا ہو گیا، آپ کی سرگاہ کا معجزہ یہ ہے کہ آہستہ شدہ پیدائش بدلتا ہے کہ معجزہ یہ ہے کہ لطف علیٰ ارض و نہد کان و فود لا یکن من النور و ظل کا سراج آپ کا سایہ میں پر نہیں پڑتا تھا، کیونکہ آپ نور تھے، نور کا سایہ نہیں ہوتا، جیسے چراغ کی روشنی، آپ کی



کچھ ہونے ہے، جو کر رہے گا، بعد اسی میں نے اگر کسریٰ کو ان حالات سے آگاہ کیا۔

۸

زیاد بن حارث صیداوی صحابی نبی کریم سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے ایک لشکر میری قوم کی طرف روانہ کیا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ لشکر واپس بلا لیجئے، میں اپنی قوم کے اسامہ لائے کی ضمانت دیتا ہوں، آنحضرت نے لشکر واپس بلا لیا، میں نے اپنی قوم کی طرف خط لکھا اور ان کا خدا اسلام لاکر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا، فرمایا "تم یقیناً اپنی قوم میں مطاع ہو، میں نے عرض کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام کی طرف ہدایت کی ہے... ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے کنوئیں میں سردیوں میں تو پانی کافی ہوتا ہے اور ہم آکر وہاں جمع ہو جلتے ہیں لیکن گرمیوں میں اس میں پانی کم ہو جاتا ہے، آنحضرت نے لکڑیاں طلب فرمائیں اور ان پر دعا پڑھی، پھر فرمایا ان لکڑیوں کو لے کر چلے جاؤ، ایک لکڑی کو کنوئیں میں ڈال دو اور اللہ تعالیٰ کا نام لو، زیاد کا بیان ہے کہ ہم نے آنحضرت کے ارشاد کی تعمیل کی اس کے بعد رسول اللہ کی برکت کی وجہ سے کنوئیں کے پینے کے کو نہ دیکھ سکے۔

۹

جویر بن عبد اللہ بکلی سے مروی ہے کہ مجھے نبی صلعم نے ایک خط دیکر ذی الکلاع اور اس کی قوم کی طرف روانہ کیا، میں اس کے پاس آیا، اس نے رسول اللہ کے خط کو بڑا جانا، ایک بڑے لشکر کے ساتھ تیار ہو کر روانہ ہوا، میں بھی اس کے ساتھ روانہ ہوا، انہی اثناء میں میں راہب کا گرجا دکھائی دیا، اس نے کہا میں اس راہب کے پاس جانا چاہتا ہوں، ہم راہب کے پاس آگئے، اس نے پوچھا تم کہاں جلتے ہو؟ کہا اس نبی کے پاس جا رہے ہوں، جو قریش میں ظاہر ہوئے ہیں اور ان کے رسول ہیں، اس نے کہا یہ رسول تو انتقال کر گئے ہیں، میں

نے پوچھا تو نے آپ کی وفات کیونکر معلوم کی؟ کہا تمہارے آنے سے پہلے میں کتاب داد کو دیکھ رہا تھا، جب میں نے محمد کی صفات، تعریف، علامات اور موت کو پڑھا ہے تو مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ ابھی ابھی انتقال کر گئے ہیں، ذوالکلاع نے کہا: میں تو واپس جاتا ہوں، جویر نے کہا میں واپس آگیا، رسول اللہ صلعم اسی روز انتقال فرما گئے تھے۔

۱۰

حسین بن علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ (رسول اللہ نے) اس آیت کے بارے میں فرمایا ثم قسمت قلوبکم من بعد ذلک ذہیٰ الحجۃ ادا شد قسوة، پھر تمہارے دل سخت ہو گئے، پھر کی مانند یا اس سے بھی زیادہ سخت ہو گئے... اے یہود! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے دل خشک پھر کھل سوا کہے ہیں، جن سے پانی نہیں ٹپکتا، نہ تم حق ادا کرتے ہو، نہ اموال کا صدقہ دیتے ہو، نہ نیکی کرتے ہو، نہ مہمان کو کھانا کھلاتے ہو، نہ مصیبت زدوں کی فریاد رسی کرتے ہو، تم نہ ہی انسانیت سے رہتے ہو نہ ہی میل جول رکھتے ہو، ادا شد قسوة کا مطلب یہ ہے کہ تم سننے والوں کے لئے معمر بنے ہوئے ہو، ان سے صاف بات نہیں کہتے، جس طرح کہ کہنے والا کہتا ہے کہ میں روٹی کھائی یا گوشت، اس سے اس کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ میں نہیں جانتا کہ میں نے کیا کھایا، بلکہ اس سے اس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ سامعین اس کے مطلب سے ناواقف رہیں اور معلوم نہ ہو سکے کہ اس نے کیا کھایا، حالانکہ وہ بذاتِ خود جانتا ہے کہ اس نے کیا چیز کھائی ہے۔ لہذا ینفج منہ الانہار کا مطلب یہ ہے کہ بعض پھر ایسے ہیں جن سے پانی پھوٹ نکلتا ہے، لیکن چشمے نہیں، ان سے بہت نہیں تھوڑی بھلائی ظاہر ہوتی ہے، اگر میں بعض پتھروں کو اللہ تعالیٰ کی قسم دوں تو وہ گر پڑیں اور تمہارے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا کوئی خوف نہیں ہے، یہودی کہنے لگا: محمد! آپ کا خیال ہے کہ پھر ہمارے دلوں



سے کیا کہ اس کا اعلیٰ اسفل اور اسفل اعلیٰ بن گیا، پھر پہاڑ نے آواز دی کہ یہ چیز جو تم دیکھ رہے ہو حضرت موسیٰؑ کے معجزہ سے کہ نہیں، حالانکہ تم کہتے ہو کہ ہم موسیٰؑ پر ایمان لائے ایک یہودی نے کہا، اس شخص کو تو عجیبات دینے گئے ہیں، پہاڑ نے آواز دی: اے اللہ تعالیٰ کے دشمنو! تم نے اپنے اس قول سے حضرت موسیٰؑ کی نبوت کو باطل کر دیا کی موسیٰؑ کی دعا سے پہاڑ سائے کی طرح بلند نہیں ہوا تھا؟ یہ یہودیوں پر حجت تمام ہو گئی تھی۔ لیکن وہ مسلمان نہ ہوئے

۱۱

ولید بن عباد بن صامت کا بیان ہے کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے، ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ مجھے آگاہ فرمائیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کسی جانور نے کام کیا تھا، کہا: ہاں ایسا ہوا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ بن ابی کعب کو بدعا کی تھی کہ تجھے اللہ تعالیٰ کا کتا کھائے، ایک روز رسول اللہؐ اپنے اصحاب کے ساتھ باہر تشریف لائے، عقبہ پوشیدہ ہو کر نکلا اور اس زمین میں آکر اترا جہاں رسول اللہ تشریف فرما تھے تاکہ محمد کو قتل کر دے، لوگوں کو اس بات کا علم نہیں تھا، جب رات ہو گئی تو ایک شیر نے عقبہ کو بکڑا، پھر اسے قافلہ سے باہر لے گیا، شیر اتنا گمراہ کہ ہر ایک نے اس کی آواز کو سنا، اور فصیح زبان میں کہا کہ یہ اپنے خیال میں محمد کو قتل کر دے گا، پھر شیر نے عقبہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کوئی چیز نہ کھائی، پھر جا بڑھنے کہا کہ ایک رات آل فریح کی عورتیں اور مرد، لڑکے اور لڑکیاں لہو و لعب میں مصروف تھے، ناگاہ ایک بھڑے نے فصیح عربی زبان میں کہا: "اے آل فریح اعلان کرنے والا فصیح زبان میں مکہ میں اعلان کر رہا ہے اور تمہیں لا الہ الا اللہ کی دعوت دیتا ہے، آپ کی دعوت کو قبول کر دو، لوگوں نے

سے زیادہ نرم ہیں، یہ پہاڑ ہمارے سامنے موجود ہیں ان سے اپنی تصدیقات کی گواہی دلو ایسے، اگر انہوں نے آپ کی تصدیق کر دی تو آپ حق پر قائم ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے پہاڑ میں تمہیں محمدؐ اور آپ کی پاکیزہ آل کا واسطہ دیکر سوال کرتا ہوں، جن کے نام کے... ذکر سے اللہ نے آٹھ فرشتوں کے کولوں سے عرش کا بار ہلکا کر دیا تھا، حالانکہ اس سے پہلے اس کو ہا بھی نہیں تھکے تھے۔ یہ سن کر پہاڑ اپنی جگہ سے حرکت کی اور اس سے پانی جاری ہوا اور بلند آواز سے کہا: اشہد انک رسول اللہ رب العالمین، امدان یہودیوں کے دل آپ کے فرمان کے مطابق پتھر سے بھی زیادہ سخت ہیں، یہودیوں نے کہا آپ نے میں مغالطہ دیا ہے، اپنے اصحاب کو پہاڑوں کی ادھ میں بٹھا رکھا ہے، اور یہ کلام تو دہی کا ہے، ہم تو تب مانیں گے کہ آپ اس پہاڑ کو حکم دیں کہ وہ چل کر آپ کی خدمت میں اس طرح آئے کہ وہ دو ٹکڑے ہو جائے اس کے نیچے کا حصہ اوپر اور اوپر والا حصہ نیچے ہو جائے، انکھڑ نے ایک پتھر کی طرف اشارہ فرمایا، وہ لڑکھٹا ہوا حاضر ہوا، آپ نے مخاطب سے فرمایا اس کو اٹھا لو اور اپنے قریب کر لو، تم نے جو کچھ سنا ہے یہ اس کا اعادہ کرے گا۔ یہ پتھر اس پہاڑ کا ٹکڑا ہے، اس آدمی نے پتھر اٹھایا اور کان کے قریب کیا، پتھر اس طرح بولنے لگا جس طرح پہاڑ بول رہا تھا (پھر) رسول اللہ کھلے میدان میں آگئے، اندر دی: "اے پہاڑ بحق محمدؐ و آلہ اطہین" اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اپنے مقام سے اکھڑ کر میرے سامنے آ جا، پہاڑ اپنے مقام سے اکھڑا، اور ناز و انداز سے چلنے والے گھوڑے کی مانند چلا اور آواز دی کہ "میں نے آپ کی آواز کو سن لیا، اور حکم کی تعمیل کرتا ہوں، مجھا رشاد فرمائیے کیا حکم ہے؟" فرمایا: یہ لوگ مجھ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ تم کو حکم دوں کہ اپنی اصل سے دو ٹکڑے ہو جاؤ، اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر ہو جائے، پہاڑ نے اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر پریشان



نے اسے باندھنا شروع کیا، اس کے ماکوں کو اس بات کا علم ہوا، حضرت نے ان کو واقعہ بتایا، انہوں نے عرض کیا "اب یہ آپ کی ملکیت میں ہے۔"

لہو و لعب چھوڑ دیا، مکہ میں آکر رسول اللہ کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہوئے، پھر جابرؓ نے کہا بھیڑیے نے گفتگو کی تھی، اس کا واقعہ یوں ہے کہ بھیڑیا بکری کو شکار کرنے کے لئے آیا اور چرواہے نے کہا کہ اس بھیڑیے پر تعجب ہوتا ہے، بھیڑیے نے کہا "اے فلاں! تجھے مجھ پر تعجب ہوتا ہے؟ محمد بن عبد اللہ قرشی مکہ میں تمہیں لا الہ الا اللہ کی طرف بلاتے ہیں، اس بات پر تمہیں جنت کی ضمانت بھی دیتے ہیں، آپ کی طرف رجوع کر دو" چرواہے نے کہا "کاش کوئی شخص میری بکریوں کا خیال کرتا اور میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا بھیڑیے نے کہا: "میں تیری بکریوں کا خیال رکھتا ہوں" چرواہا رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مشرف بہ اسلام ہوا، پھر جابرؓ نے کہا، بنو سجار کے اونٹ نے رسول اللہ سے کلام کیا جو اپنے ماکوں سے بھاگ جاتا اور ان کو سوار نہیں ہونے دیتا تھا، انہوں نے لاکھ جتن کئے لیکن وہ قابو میں نہیں آتا تھا، انہوں نے اس کی رسول اللہ سے شکایت کی، رسول اللہ اونٹ کے پاس تشریف لائے، جب آنحضرتؐ کو دیکھا تو انکساری سے بیٹھ گیا اور رو رہا تھا، نبی صلعم نے بنو سجار کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ تمہاری شکایت کرتا ہے کہ تم نے اس کا چارہ کم کر دیا ہے اور اس کی پشت کو زخمی کر دیا ہے، انہوں نے کہا کہ یہ تو کسی کو سوار نہیں ہونے دیتا، فرمایا "اپنے اہل کے ساتھ چلے جاؤ" اونٹ انکساری سے روانہ ہو گیا، پھر جابرؓ نے کہا "ہر فی نے رسول اللہ سے اس وقت کلام کیا جب آنحضرتؐ کے اصحاب کے کچھ لوگوں نے اس کو شکار کیا اور اس کو اپنے سامان کے ساتھ باندھ دیا، رسول اللہ کا وہاں سے گزر ہوا تو کہنے لگی یا نبی اللہ! فرمایا بھلا، کیا بات ہے؟ عرض کیا "میرے دو بچے ہیں مجھے چھوڑا دیجئے، میں انہیں دودھ پلا کر واپس آ جاؤں گی" آنحضرتؐ نے اسے چھوڑ دیا اور آپ تشریف لے گئے، جب واپس آئے تو دیکھا کہ ہر فی موجود ہے رسول اللہ



دے سکتی ہیں، اس کو بے جواب سے خدیجہؓ کو غم لاحق ہوا، اسی اثناء میں چار لمبے  
قد کی عورتیں خدیجہؓ کے پاس آئیں، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ بنو ہاشم کی عورتیں ہیں آپ  
انہیں دیکھ کر ڈر گئیں، ان میں سے ایک نے کہا، ہم نہ کرواے خدیجہؓ، ہم تمہارے رب  
کے قاصد ہیں، میں سارہ ہوں، یہ آسیہ بنت مزاحم ہیں، جنت میں تمہاری رفیقہ ہوں  
گی، یہ مریم بنت عمران موسیٰ بن عمران کی بہن ہیں، یہ تمام انسانوں کی ماں، ہماری ماں  
ہو آئیں، ہمیں اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے کہ ہم ان امور کو بجالائیں، جو عورتیں عورتوں کے  
لئے بجالاتی ہیں، ایک خدیجہؓ کی داہنی جانب اور دوسری بائیں جانب، تیسری سامنے  
اور چوتھی پیچھے بیٹھ گئی، فاطمہؓ طاہرہ مطہرہ پیدا ہوئیں، جب زمین پر تشریف لائیں تو  
آپ سے نور کی شعاع نکلی جو مکہ کے ہر گھر میں داخل ہوئی، مغرب اور مشرق کی کوئی جگہ  
ایسی نہ تھی جو اس نور سے روشن نہ ہوئی ہو۔ جنت کی دس حوریں خدیجہؓ کی خدمت میں  
حاضر ہوئیں، ہر ایک کے ہاتھ میں جنت کا تھال اور جنت کا لونا تھا اور لوٹے ہیں کوثر کا  
پانی تھا، آپ کوثر کا لونا اس عورت کو دیا گیا جو خدیجہؓ کے سامنے موجود تھیں، آپ نے فاطمہؓ  
کو آپ کوثر سے غسل دیا، کپڑے کے دو سفید ٹکڑے نکالے جو دودھ سے زیادہ سفید اور  
مشک سے زیادہ خوشبودار تھے۔ ایک سے آپ کو لپیٹا اور دوسرے سے دو پٹہ پہنایا پھر  
سیدہ کو بلوایا دسب سے پہلے فاطمہؓ نے کلمہ شہادت پڑھا اشھد ان لا الہ الا اللہ  
وان ابی محمد رسول اللہ سید الانبیاء وان العلی سید الاوصیاء ولدی سادۃ الابرار  
میں گواہی دیتی ہو کہ میں نے اللہ کے رسول کو دیکھا ہے، اللہ کے رسول ہیں، انبیاء کے سردار ہیں علیؓ  
ادھیار کے سردار ہیں، میرے فرزند نوجوانوں کے سردار ہیں، پھر آپ نے ان پر سلام کیا اور ہر ایک  
کو اس کے نام سے مخاطب کیا، یہ عورتیں آپ کے پاس آیا کرتی اور خطبہ کرتی تھیں، حوروں نے

## فصل ۲

### اعلام فاطمہؓ زہراءؓ سلام اللہ علیہما

فضل بن عمر ابو جعفر اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امامؑ سے پوچھا گیا کہ فاطمہؓ  
کی ولادت کس طرح ہوئی، فرمایا جب خدیجہؓ کی شادی رسول اللہؐ سے ہو گئی تو قریش  
کی عورتوں نے خدیجہؓ کا نابینا کٹ کر دیا، نہ خود آتی تھیں نہ ہی سلام کو کئی تھیں اور نہ ہی کس  
عورت کو آپ کے پاس جملنے دیتی تھیں، اس بات نے خدیجہؓ کو پریشان کیا اور غم و حزن  
طاری رہتا، جب فاطمہؓ کا حمل ہوا تو فاطمہؓ آپ سے آپ کے شکم میں باتیں کرتیں اور آپ  
کو صبر کی تلقین کرتیں، خدیجہؓ اس بات کو رسول اللہؐ سے پوشیدہ رکھتیں، ایک روز رسول اللہؐ  
آئے تو سنا کہ خدیجہؓ فاطمہؓ سے باتیں کر رہی ہیں، فرمایا "خدیجہؓ کس سے باتیں کر رہی ہو؟ عرض  
کیا "جو بچہ میرے شکم میں ہے وہ مجھے باتیں کرتا اور مجھے تسلی دیتا ہے" فرمایا "یہ جبریلؑ موجود  
ہیں اور مجھے خوشخبری سناتے ہیں کہ یہ لڑکی ہے اور اس سے نسل پاکیزہ میمونہ چلے گی، اللہ تعالیٰ  
عنقریب میری نسل کو اس کے ذریعے جاری کرے گا۔ اور اس کی نسل سے امام پیدا ہوں گے  
اللہ تعالیٰ ان کو میرا خلیفہ اپنی زمین میں بنائے گا، جب وحی کا آواز نہ ہو جائے گا: "خدیجہؓ  
اسی حالت میں رہیں، جسے کہ فاطمہؓ کی ولادت کا زمانہ آگیا، آپ نے قریش کی عورتوں کو بلوا  
بھیجا تا کہ وہ آکر زچگی کے فرائض انجام دیں، انہوں نے جواب کہلا بھیجا کہ تم نے اس وقت  
ہماری بات نہیں مانی تھی اور یتیم و فقیر ابو طالبؓ محمدؐ سے شادی کر لی تھی جس کے پاس کوئی  
مال نہ تھا، ہم بالکل تمہارے پاس نہیں آئیں گی اور نہ ہی تمہاری زچگی کے فرائض انجام



کے پاس تشریف لائے، عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک چیز عطا کی ہے، میں نے آپ کی خاطر رکھ چھوڑی ہے، فرمایا: بیٹی! اسے میرے پاس لاؤ، سیدہ نے پیالہ کھولا تو وہ روئی اور گوشت سے بھرا ہوا تھا۔ جب دیکھا تو ہکا بکا رہ گئیں۔ اور سمجھ گئیں کہ یہ عطیہ الہی ہے، اللہ تعالیٰ کی حمد بجالائیں اور اپنے نبی پر جو آپ کے والد تھے درد بھیجا اور پیالہ آنحضرت کی خدمت میں پیش کیا، رسول اللہ نے دیکھا تو حمد بجا لائے، فرمایا: "یہ کہاں سے آگیا؟" عرض کیا: "اللہ تعالیٰ کی طرف سے، ان اللہ یوزق من یشاء بغیب حساب" رسول اللہ نے علیؑ کو بلوا بھیجا، آپ تشریف لائے۔ رسول اللہ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ اور تمام ازواجِ نبیؑ نے سیر ہو کر کھایا، فاطمہؑ نے کہا پیالہ ویسے کا دیا ہی بھرا ہوا تھا، میں نے اس میں سے تمام ہمایوں کو دیا، اللہ تعالیٰ نے اس میں کافی خیر و برکت عطا فرمائی۔

۳

امام امین سے مروی ہے کہ فاطمہؑ کے انتقال کے بعد میں نے قسم کھائی کہ میں مدینہ میں نہیں رہوں گی اور مجھ سے یہ برداشت نہیں ہو سکے گا کہ اس مقام کو دیکھ سکوں جہاں جناب سیدہ تشریف فرما ہوتی تھیں، میں مکہ کی طرف روانہ ہو گئی، راستہ میں مجھے سخت پیاس لگی، میں نے ہاتھ بلند کر کے کہا، اے رب! میں تو فاطمہؑ کی لڑکائیوں میں مجھے سخت پیاس سے قتل کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی کا ایک ٹول مجھ پر نازل کیا، میں نے اس سے پانی پیا، جس کی وجہ سے مجھ کو سات سال تک بھوک اور پیاس کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ سخت گرمی کے زمانے میں لوگ جناب ام امین کے پیچھے چلتے تھے اور ان کو بالکل پیاس نہیں لگتی تھی۔

آپ کی ولادت کے امور بجالائے، آسمان والوں نے آپ میں فاطمہؑ کی ولادت کی خوشخبری سنائی آسمان پر ایک روشن نور دیکھا گیا جو اس سے پہلے فرشتوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا، عورتوں نے کہا اے خدیجہؓ اس طاہرہ مبارکہ میمونہ کو لے لو، اس میں بذاتِ خود اور اس کی نسل میں برکت ہوگی۔ خدیجہؓ نے غوثی اور مسرت سے لے لیا اور اپنا پستان چسویا، فاطمہؑ ایک دن میں اتنی بڑھیں جتنی ایک مہینے میں اور بچہ اور ماہ میں اتنی بڑھیں جتنی سال میں عام بچہ بڑھتا ہے ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا فاطمہؑ رسول اللہ کے انتقال کے بعد، روزِ زندہ رہیں باپ کی وفات کی وجہ سے آپ پر سخت رنج طاری ہوا، جبرئیلؑ حاضر ہو کر آپ کو تسلی دیا کرتے، آپ آواز کو سنتیں لیکن شکل نہیں دیکھ سکتیں، جبرئیلؑ نے آپ کو آپ کے باپ کی منزلات اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی اولاد کے معاملات سے آگاہ کیا۔

۴

جابر بن عبد اللہ انصاریؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی روز کھانا نہ کھایا اور اس بات نے آپ کو تکلیف دی بعض ازواج کے گھر میں بھی تشریف لے گئے لیکن ٹول بھی کوئی چیز نہ ملی، فاطمہؑ کے گھر میں تشریف لائے، فرمایا: بیٹی! تیرے پاس کوئی چیز ہے جسے کھا سکوں، میں تو بھوکا ہوں: عرض کیا: "میری اومیری ماں کی جان قربان ہو۔ میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے" رسول اللہ کے تشریف لے جانے کے بعد ایک عورت نے آپ کے پاس دو روٹیاں اور گوشت کا ٹکڑا بھیجا، آپ نے اس کو لے کر ایک پیالے میں ڈالا اور اوپر سے ڈھانپ دیا، فرمایا خدا کی قسم میں رسول اللہ سے اپنے آپ کو ترجیح نہ دوں گی اور نہ ہی اپنے غیر کو ترجیح دوں گی، حالانکہ یہ حضرات پیٹ بھر کھانے کے محتاج تھے، آپ نے حسنؑ اور حسینؑ کو بھیج کر رسول اللہ کو بلوا بھیجا، آنحضرتؐ



فاطمہ کی کمزوری جانتے ہوئے اس پر رحم کیا ہے۔

۶

ابو ذرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے مجھے بھیجا کہ جاؤ علیؑ کو بلالو، میں حضرت کے گھڑیہ آواز دی، کوئی جواب نہ ملا، چچی خود بخود چل رہی تھی اور چپکے چلنے والا کوئی نہیں تھا، دھیرا میں نے آواز دی، آپ باہر آئے، رسول اللہؐ نے علیؑ کے ہاں ایک ایسا پیغام دیا تھا جس کو میں سمجھ نہ سکا تھا (میں نے پیغام پہنچا دیا) اور واپس رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کیا کہ میں نے علیؑ کے گھر میں ایک عجیب چیز دیکھی ہے کہ چپکے چل رہی تھی، لیکن اس کے چلنے والا کوئی نہیں تھا، فرمایا کہ میری بیٹی کے دل اور اعضا کو اللہ تعالیٰ نے ایمان اور یقین سے بھر دیا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی کمزوری کو جاتا ہے، بچی چلنے میں اس کی مدد اور اعانت کی ہے، کیا تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مومنین فرشتے آل محمدؐ کا کام میں ملتا ہے۔

۷

سلمانؓ سے مروی ہے کہ میں فاطمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا، فرمایا: بیٹھ جاؤ، میں بیٹھ گیا، فرمایا: میں اس بیٹی ہوتی تھی اور دروازہ بند تھا، میں سوچ رہی تھی کہ رسول اللہؐ کی وفات کے بعد وحی بند ہوگئی، فرشتوں کا آنا متوقف ہو گیا، اچانک دروازہ کھلا، ہم میں سے کسی نے نہیں کھولا تھا، تین لڑکیاں اندر آئیں اور کہا، ہم لام کی عورتیں ہیں، اے بنت محمدؐ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کی خدمت میں بھیجا ہے، ہم آپ کی زیارت کی مشاققتیں، میں نے ان میں سے ایک سے پوچھا، میرے خیال میں وہ سب سے بڑی تھی، کہ تیرا نام کیل ہے؟ کہا: میرا نام مقدودہ ہے، میں مقدادؓ کی خاطر پیدا کی گئی ہوں، دوسری سے

۴

ایک روز صبح کو حضرت علیؑ نے جناب فاطمہؓ سے کہا کہ آپ کے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے، عرض کیا کوئی نہیں ہے، حضرت نے ایک دینار بطور رخصت لیا تاکہ اپنے گھر والوں کی ضرورت پوری کر سکیں، لیکن اتفاق سے مقدار اول گئے، جو تلاش معاش میں مصروف تھے اور اس کے اہل و عیال بھوکے تھے، حضرت نے دینار مقدار کے حوالے کیا، مسجد میں تشریف لا کر ظہر اور عصر کی نماز رسول اللہؐ کے ساتھ ادا کی، رسول اللہؐ نے علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے، آپ جائے نماز پر تشریف فرما تھیں اور آپ کے عقب میں پیالہ جوش مار رہا تھا، رسول اللہؐ کا کلام سنانو، ہر تشریف لائیں اور آنحضرتؐ پر سلام کیا، رسول اللہؐ کو آپ تمام لوگوں سے زیادہ پیاری تھیں، رسول اللہؐ نے سلام کا جواب دیا اور اپنا ہاتھ تیرہ کے سر پر پھیرا، پھر فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو بخش دے، تم نے رات کا کھانا کھانا ہے آپ بیٹھ گئے، تیرہ نے پیالہ اٹھایا اور رسول اللہؐ کے سامنے رکھ دیا۔ سرایانا: یہ کھانا کہاں سے آگیا؟ میں نے اس شکل، اس خوشبودار اس جیسا پاکیزہ کھانا کبھی نہیں کھایا، اپنی بھیلی علیؑ کی بھٹی میں بیکر فرمایا، یہ آپ کے دینار کا بدلہ ہے ان الله يورث من يشاء، یعنی حساب اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

۵

رسول اللہؐ نے کسی ضرورت کے تحت خانہ فاطمہؓ پر سلمانؓ کو بھیجا، جب وہ آئے تو تیرہ نیند کے عالم میں تھیں اور گھر کی چکی خود بخود چل رہی تھی، سلمانؓ واپس رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعات سے آگاہ کیا، رسول اللہؐ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے



9

10

یہودی رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ہمارے ہاں شادی کی تقریب ہے کہ ہم حق ہمانگی کا واسطہ دیکر کہتے ہیں کہ آپ اپنی دختر فاطمہ کو ہمارے گھر بھیج دیجئے

پوچھنا تیرا کیا ہے؟ کہا میرا نام سلمے ہے۔ میں سلمانؓ کی خاطر پیدا ہوئی، تیسری سے پوچھا  
تیرا نام کیا ہے؟ کہا "قرۃ" ہے۔ میں ابوذر غفاریؓ کے لئے پیدا کی گئی ہوں، پھر فاطمہؓ  
نے فرمایا! انہوں نے کہا "تو تازہ کھجوریں کا تھا" نکالا جو برف سے زیادہ سفید بہترین  
مشک سے زیادہ خوشبودار، میں نے تمہارا حقہ رکھ چھوڑا ہے کیونکہ تم اہلبیت میں سے  
ہو۔ میں نے ان سے افطار کیا، صبح کو میں نے ان کی گٹھلیوں کو نہ پایا، سلمانؓ نے کہا میں نے  
تازہ کھجوریں لے لیں جس جماعت کے پاس سے گذرتا تھا وہ کہتی تھی کہ کیا تمہارے پاس  
مشک ہے؟ صبح کو حاضر ہوا اور عرض کیا، بنت رسول اللہ! میں نے اس میں گٹھلی نہیں  
دیکھی تھی، فرمایا اے سلمان! اس کھجور کو ایک کلام کے ذریعے دارالسلام میں بھیجا ہے اور اس  
کلام کی مجھے رسول اللہؐ نے تعلیم دی ہے، فرمایا اگر تمہیں منظور ہو کہ دنیا میں بخار سے محفوظ  
رہو تو اس کا لکھا کار وظیفہ پڑھا کرو رسول اللہؐ نے فرمایا اے فاطمہؓ کہو بسم اللہ النور بسم اللہ  
النور النور بسم اللہ نور علی نور بسم اللہ الذی ہو محمد بوا لا ہو بسم اللہ الذی خلق النور  
الحمد لله الذی انزل النور علی الطور فی کتاب مطوّر بقدر ومقدور علی نبی مجبور  
الحمد لله الذی هو بالعن مذکور بالافخر مشہور وعلی السراع والضراع مشکور  
سلمانؓ کا بیان ہے کہ میں نے اس دعا کو یاد کر لیا اور میں نے ہزار انسان کو اس کی تعلیم  
دی، جن کو بخار لاحق تھا وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ٹھیک ہو گئے۔

رسول اللہؐ نے فاطمہؑ سے فرمایا میرے پاس ایک خوشخبری ہے جو میرے رب نے میرے  
بھائی میرے ابن عم کے بارے میں بھیجی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علیؑ کی تزویج فاطمہؑ سے کر دی ہے  
غازن جنت رضوان کو مکہ دیا ہے کہ وہ درخت طوبی کو ہلائیں، طوبیٰ خطوط سے



ہوتے تھے، آنحضرتؐ کو ان حضرات کی حالت کا علم ہو گیا (آنحضرتؐ نے فرمایا) اے علیؑ  
 تو کمری لے لو، کھجور کے پاس چلے جاؤ، آنحضرتؐ نے ایک کھجور کی طرف اشارہ کیا اور  
 فرمایا، اس سے کہو کہ رسول اللہؐ کہتے ہیں کہ میں تجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیکھ کہتا ہوں  
 کہ تو ہمیں اپنے پھل کیوں نہیں کھلاتی؟ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ کھجور ایسا پھل لائی جو  
 دیکھنے والوں نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا، میں نے اس کے عمدہ عمدہ پھل چنے  
 اور رسول اللہؐ کی خدمت میں لایا، آنحضرتؐ نے تناول فرمائے، میں نے کھائے، مقدادؓ  
 اور اس کے اہل و عیال کو کھلائے، حسن حسینؑ اور فاطمہؑ کے پاس اس قدر رکھا کر لائے  
 جو ان حضرات کو کافی ہو جائیں، جب رسول اللہؐ فاطمہؑ کے گھر پہنچے تو آپ در در میں  
 مبتلا تھیں، فرمایا تمہیں بشارت ہو، صبر سے کام لو، اللہ تعالیٰ کے ہاں سے صبر کر کے  
 ہی لے سکتی ہو، جبریلؑ سورہ ہل اتی لے کر نازل ہوئے۔

تاکہ شادی کی رونق دوبالا ہو جائے، آنحضرتؐ نے فرمایا وہ علیؑ ابن ابیطالبؑ کی بیوی  
 ہیں اور اس کے حکم میں ہیں، عرض کیا کہ علیؑ سے ہماری سفارش فرمادیں، یہودیوں نے  
 اپنی عورتوں کو قیمتی لباس اور زیورات سے خوب بناٹھا رکھا تھا، اس سے من کا مقصد  
 یہ تھا کہ جب فاطمہؑ معمولی لباس پہن کر تشریف لائیں گی تو رسوا اور شرمسار ہوں  
 گی، جبریلؑ جنت سے فاطمہؑ کی خاطر زیورات اور کپڑے لے کر حاضر ہوئے، ایسے  
 کپڑے کسی نے نہیں دیکھے تھے، فاطمہؑ نے کپڑے اور زیورات پہنے، لوگ سیدہ کی  
 زینت، شکل اور پاکیزگی کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ سیدہ یہودیوں کے گھر میں تشریف  
 فرما ہوئیں، آپ کو دیکھ کر یہ تمام عورتیں سجدہ میں گر پڑیں آپ کے سامنے زمین کو بوسہ  
 دیا، اسٹی یا اس سے زیادہ یہودی مسلمان ہو گئے۔

۱۱

حسنؑ اور حسینؑ بیمار ہو گئے، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ نے تین روزوں کی کشت  
 مانی، اللہ تعالیٰ نے دونوں شہزادوں کو تندرستی عطا کی، زمانہ قحط سالی کا تھا، علیؑ نے  
 یہودی سے تین بٹل اون کے لئے کہ فاطمہؑ ان کو کاتیں گی، اور اس کے عوض تین  
 صاع جو لے، سب نے روزہ رکھا، فاطمہؑ نے ایک بٹل کا تانا، پھر خجور کا ایک صاع بیس  
 کو اس کی روٹیاں تیار کیں، افطار کے وقت ایک تمیم آگیا، سب نے کھانا اس کو دیدیا  
 اور خود پانی پر کھٹکایا، تیسرے روز بقیہ بٹل کا تانا اور جو بیس کو روٹیاں تیار کیں، افطار کے  
 وقت ایک مکین آگیا، سب نے اپنا کھانا اس کو دیدیا اور خود پانی پر کھٹکایا، تیسرے روز  
 بقیہ بٹل کا تانا اور جو بیس کو روٹیاں تیار کیں، پھر افطار کے وقت قیدی آگیا، کھانا اس  
 کے چائے کی انگوٹھی پر سیر کیا، رسول اللہؐ چار روز سے فاقہ سے تھے اور پیٹ پر پتھر باندھے



## فصل ۳

## اعلام امیر المؤمنین علیہ السلام

۱

علی بن ابی طالب علیہ السلام سے مروی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیدل جا رہا تھا۔ آنحضرتؐ سوار تھے، تھوڑی دیر چلے اور فرمایا اے ابوالحسن! جس طرح میں سوار ہوں تم بھی سوار ہو جاؤ ورنہ میں بھی تمہاری طرح پیدل چلوں گا، میں نے عرض کیا آپ سوار رہیں، میں پیدل چلوں گا، پھر تھوڑی دیر چل کر فرمایا "اے علی! تم میری طرح سوار ہو جاؤ ورنہ میں تمہاری طرح پیدل چلوں گا۔ تم میرے بھائی، میرے بن عم، میری بیٹی کے شوہر اور میرے سبط کے باپ ہو، میں نے عرض کیا آپ سوار رہیں، میں پیدل چلوں گا، آپ تھوڑی دیر چلے اور ہم پانی کے چشمے پر پہنچ گئے، رکاب سے پاؤں نکالا اور نیچے تشریف لائے، وضو فرمایا اور میں نے بھی وضو کیا، قدموں کو سیدھا کیا اور نماز پڑھی میں نے بھی قدموں کو ٹھیک کیا اور اکیسے نماز پڑھی، میں ابھی سجدہ میں تھا تو فرمایا اے علی! سر اٹھاؤ اور اللہ تعالیٰ کے اس ہدیہ کی طرف دیکھو جو تمہارے پاس بھیجا ہے، میں نے سر اٹھایا اور ایک گھوڑے کو دیکھا، تو زین اور لجام سمیت موجود تھا۔ فرمایا "اللہ تعالیٰ کا یہ ہدیہ ہے اس پر سوار ہو جاؤ" میں سوار ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ چلنے لگا

۲

صفین کی جنگ میں جب امیر المؤمنین علیہ السلام کا قیام بہت لمبا ہو گیا تو لوگوں نے

حضرت کی خدمت میں زاد راہ اور جانوروں کے چارہ کے ختم ہو جانے کی شکایت کی آپ کے اصحاب کو کھانے کی کوئی چیز دستیاب نہیں ہوتی تھی، فرمایا کل تمام ضروریات کی چیزیں آجائیں گی، صبح کو اصحاب نے پھر تعاضا کیا، وہاں ایک ٹیلہ تھا، آپ اس پر تشریف لے گئے اور دعا مانگی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کی کہ کھانا دیا جائے اور جانوروں کا چارہ بھی، پھر آپ ٹیلے سے نیچے اتر آئے اور اپنی جگہ پر تشریف لائے جب بیٹھ گئے تو کھجوروں اور نٹے کی لدی ہوئی پے در پے اونٹوں کی قطاریں آنے لگیں جن سے تمام میدان بھر گیا، اونٹوں کے مالک کھانے کے سلمان اور گھوڑوں کے چلے اور دوسری چیزیں کپڑے وغیرہ غرضیکہ تمام ضروریات کی چیزیں کو اتارنے سے فارغ ہو گئے، پھر واپس چلے گئے پھر کسی شخص کو معلوم نہ ہو سکا کہ یہ لوگ کس سرزمین سے آئے تھے کیا یہ جن تھے یا انسان لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔

۳

عبدالواحد بن زبید سے مروی ہے کہ میں بیت اللہ کا حج کرنے گیا، میں نے طواف کے دوران دو عورتوں کو رکن یمانی کے پاس دیکھا تو ایک دوسری سے کہہ رہی تھی لا وحسن المنقب للموصیۃ والعاکم بالسویۃ والعاذل فی القضیۃ بعزل فاطمۃ الزکریۃ رضیۃ المرضیۃ ما کان کذا میں نے کہا، یہ کس شخص کے اوصاف بیان ہو رہے ہیں؟ کہا یہ امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؑ کے اوصاف ہیں جو علم الاعلام، بالاک حکام، قسیم الخیر، والدار ہیں۔ میں نے کہا، یہ آپؑ کیسے معلوم کریں؟ کہا ہم آپؑ کو کیسے نہ جانتے صفین کی جنگ میں میرا باپ حضرت کے قدموں میں شہید ہوا، حضرت میری ماں کے پاس تشریف لائے فرمایا یتیموں کی ماں صبح کس حال میں کی؟ عرض کیا "اچھا میں" پھر حضرت نے مجھے



اور میری اس بہن کو اپنے ہمراہ لیا، مجھے چھپکپھکنے کے باعث آنکھوں کی بنیائی بالکل ختم ہو گئی تھی، جب علی علیہ السلام نے میری طرف دیکھا تو ایک آہ بھری اور اشعار بیان فرمائے۔

مَا ان تادھت من شئ رذیت به  
كما تادھت الی طفل فی الصغر

قدمات والدھم من کان مکیف لهم  
فی التکلیفات و فی الاسفار والخصر

پھر حضرت نے اپنا دست اقدس میرے چہرے پر پھیرا اسی وقت میری آنکھیں ٹھیک ہو گئیں، فلذاکم میں حضرت کی برکت کی وجہ سے تاریک رات میں بھانگتے ہوئے اونٹ کو بخوبی دیکھ سکتی ہوں۔

۴

سلطان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام فروہ انصاریہ کو علیؑ کی محبت کے جرم میں قتل کر دیا گیا، حضرت علیؑ باہر گئے ہوئے تھے، واپس آئے تو آپ کو بتایا گیا کہ ام فروہ قتل کر دی گئی ہے، آپ اس کے گھر تشریف لے گئے، اس کی قبر کے پاس چار پرندوں کو دیکھا جن کی منقاریں سرخ تھیں، ہر ایک کی منقار میں انار کا دانہ تھا اور وہ قبر کے اندر ایک سوراخ سے داخل ہوتے تھے، جب پرندوں نے امیر المؤمنینؑ کو دیکھا تو فرزند اور قرقرن کیا، حضرت علیؑ نے اسی طرح کے کلام میں ان کو جواب دیا، فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ میں کروں گا، حضرت ام فروہ کی قبر پر پھٹہ کئے اور آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے یہ دعا پڑھی یا یحییٰ النفوس بعد الموت ریامنشی العظام الدارسات احی لنا ام فرودۃ واجعلها عبوة لمن عصانا لے وہ ذات جو نفوس کو موت کے بعد زندہ کرتا ہے۔ بوسیدہ ہدیہ کو پھر سے زندہ کر لے، ہاں اسی ام فروہ کو زندہ فرما اس کو

اپنے نافرمان لوگوں کیلئے عبرت کا مقام بنا، ناگاہ غیب آواز آئی: "اے امیر المؤمنین! تیری بات منظور ہو گئی۔" ام فروہ سبز رشیم کے کپڑے اوڑھے ہوئے قبر سے باہر نکل آئی عرض کی "آقا! آپ کو نور کو بھانا چاہتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ آپ کو نور کو روشن کرنا چاہتا ہے، سلطان نے کہا اگر ابوسٹ اللہ تعالیٰ کو قسم دیں کہ وہ اولین و آخرین کو زندہ کرے تو وہ ضرور ان کو زندہ کر دے گا، امیر المؤمنینؑ نے اسے اس کے شوہر کے پاس بھیج دیا، اور دو فرزند جنے اور امیر المؤمنینؑ کی شہادت کے بعد چھ ماہ زندہ رہیں۔

۵

دوسرے کے پاس ایک شخص نے اپنے اونٹ کی سرکشی کی شکایت کی اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو ماس نے کہا میں لگاؤ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو تا رہوں لیکن کچھ نہیں ہوتا، اونٹ قابو نہیں آتا، انا حملہ کرتا ہے، میری ردی کا دار و مدار اسی پر موقوف ہے اس نے ایک خط لکھ کر دیا کہ جادو اب کام ہو جائے گا، مگر اونٹ قابو میں نہ آیا، آخر کار وہ شخص امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، اپنے اونٹ کے ملک سے کہا "جہاں اونٹ موجود ہے وہاں جا کر یہ دعا پڑھو اللقم فی التجہ الیک بنجیۃ نبی الرحمة و اہلبیت الذین اختارہم علی العالمین اللھم ذللی صعباً و کفنی شرھا فلذک الحافی المعافی والغالب القاهر۔" مے مہودا میں تجھے نبی رحمت اس اہلبیت کا واسطہ دیکر عرض کرتا ہوں جن کو تو نے تمام دنیا سے منتخب کیا، مے مہودا کی سختی کو میرے لئے نرم فرما اور اس کے شر سے مجھے محفوظ فرما، بے شک تو کافی، معافی، غالب اور طاہر ہے۔ وہ شخص بلا گیا، دوسرے سال وہ تمام مال و متاع اور نقدی لیکر امیر المؤمنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا امیر المؤمنینؑ نے فرمایا تم مجھے بتاؤ گے یا میں تمہیں بتاؤں؟ عرض کیا یا امیر المؤمنینؑ آپ کی



دنوں نے امیر المؤمنینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: "ہم نے راستے میں حبشی کو آپؐ کی تعریف کرتے ہوئے سنا ہے۔" حضرت نے اسے واپس بلوایا، فرمایا میں نے تیرا ہاتھ کاٹ دیا ہے اور تم میری تعریف کرتے ہو۔ عرض کیا: "یا امیر المؤمنینؑ! آپ مجھے پاک کیا ہے، آپ کی محبت میرے گوشت اور خون میں سرایت کر گئی ہے اگر آپ میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں تو بھی آپ کی محبت میرے دل سے نہیں جاسکتی۔" امیر المؤمنینؑ نے اس کے حق میں دعا کی، کاٹا ہوا ہاتھ اپنی جگہ پر رکھ دیا، وہ پہلے کی طرح صحیح اور درست ہو گیا۔

۸

ایک روز صبح کے وقت حضرت علیؑ علیہ السلام مسجد مدینہ میں تشریف لائے فرمایا کہ میں نے رسول اللہؐ کو خواب میں دیکھا ہے اور مجھ سے فرمایا ہے کہ سلمانؓ کا انتقال ہو گیا ہے اور مجھے وصیت فرمائی ہے کہ میں ان کو غسل و کفن دوں اور ان کی نماز جنازہ پڑھوں اور ان کو دفن کروں، میں اس لئے مدائن جا رہا ہوں، حضرت مدینہ سے باہر تشریف لائے اور لوگ بھی ساتھ ساتھ تھے، آپ مدائن کی طرف روانہ ہو گئے، لوگ واپس آ گئے، اسی دن ظہر سے کچھ پہلے واپس مدینہ آ گئے، فرمایا میں نے سلمانؓ کو دفن کر دیا ہے، اکثر لوگوں نے آپ کی بات کی تصدیق نہ کی، تھوڑی مدت کے بعد مدائن سے خط آیا کہ سلمانؓ فلاں روز انتقال کر گئے، ہمارے پاس ایک اعرابی آئے تھے، انہوں نے غسل دیا، کفن پہنایا، نماز جنازہ پڑھی، اور سلمانؓ کو دفن کر دیا، پھر واپس چلے گئے، یہ پڑھ کر تمام لوگوں نے تعجب کیا کہ

اے مدائن کاٹھین سے کوئی ۲۸ میل کے فاصلے پر واقع ہے جہاں سلمانؓ کا مزار ہے اور یہاں سے کسریٰ بادشاہ کا ٹوٹا ہوا محل جس کی صرف اب کچھ دیواریں رہ گئی ہیں۔ قریباً نصف میل کے فاصلے پر موجود ہے۔ ۲۰ متر بم۔

آگاہ فرمائیے۔ فرمایا: "گویا کہ میں تجھے دیکھ رہا تھا کہ جب اونٹ کے پاس وارد ہوا تو وہ تیرے پاس عاجزانہ اور منکسرانہ حالت میں آیا، عرض کیا یا امیر المؤمنینؑ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ میرے ساتھ تھے، جو کچھ میں لایا ہوں مہربانی کر کے قبول فرمائیے، فرمایا: "بابصیرت ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا کرے، یہ شخص ہر سال حج کی گزرتا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کے مال میں برکت دی تھی۔ امیر المؤمنینؑ نے فرمایا جس شخص کو مال، اہل، اولاد اور کوئی اثر شکل پیش آجائے تو اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرے، انشاء اللہ جن باتوں سے ڈرتے محفوظ رہے گا۔"

۶

قبر سے مروی ہے کہ میں اپنے آقا علیؑ کے ساتھ دریائے فرات کے کنارے موجود تھا آپ قمیض اتار کر پانی میں تشریف لے گئے، دریا کی موج اس قدر زور سے آئی کہ آپ کی قمیض کو بہا کر لے گئی، اچانک غیبی آواز آئی: "ابوالحسن! واہنی طرف دیکھو، جو چیز ہے اس کو لے لو۔" آپ نے ایک رومال دیکھا جس میں قمیض لپٹی ہوئی تھی، آپ نے قمیض پہن لی۔ اس کی جیب میں ایک زعفران تھا جس میں تحریر تھا ہدیۃ من العزیز المحکم الی علی بن ابی طالب ہذا قمیض ہادون بن عمران کذالک اور ثناھا قوماً آخرین بغیر حکیم کی طرف سے علی بن ابیطالب کی طرف یہ تحفہ ہے قمیض ہادون بن عمران کی ہے اس طرح ہم نے وارث بنایا اس کا قوم آخر کو

۷

ایک حبشی علیؑ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا یا امیر المؤمنینؑ میں نے چوری کی ہے مجھے پاک کیجئے، جب تین مرتبہ اقرار کیا تو حضرت نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ وہ اسے میں یہ کہتا ہوا جا رہا تھا، امیر المؤمنینؑ، امام المقتین، قائد الغر المحجلین، یعسوب الدین، اور سید الوصیین، ان الفاظ سے حضرت کی مدح کر رہا تھا، حسینؑ اور حسنؑ نے اس بات کو سن لیا



آپے لیجئے۔ حضرت اس کو اسماء بنت عجم کے پاس لے گئے، اسماء ان دنوں میں حضرت ابو بکر کی زوجہ تھیں، خولہ سے حضرت علیؑ نے شادی کر لی ہے۔

۱۰

سعيد بن ابی خالد باہلی سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ بخارا میں مبتلا تھے، ہم علیؑ کے ساتھ رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، علیؑ اپنا دایاں ہاتھ رسول اللہؐ کے سینہ پر رکھ دیا اور کہا "اے ام دلام چلے جاؤ، یہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں" میں نے رسول اللہؐ کو دیکھا کہ سیدھے بیٹھ گئے، آپ نے چادر اتار دی، فرمایا "اے علیؑ! تم کو اللہ تعالیٰ نے خصوصیات سے نوازا ہے، ان میں سے یہ بات بھی ہے کہ درود کو تمہارے تابع کیا ہے، جس چیز کو تم بھگاتے ہو، اللہ کے حکم سے وہ بھاگ جاتا ہے۔"

۱۱

در شخص حضرت علیؑ کی خدمت میں فیصلہ لائے، آپ نے ان کے درمیان فیصلہ کیا، خارجی نے کہا کہ آپ نے مقدمہ میں انصاف سے کام نہیں لیا، فرمایا "اے اللہ کے دشمن دور ہو جاؤ وہ شخص کہ جس کی شکل میں تبدیل ہو گیا، اس کے کپڑے ہوا میں اڑ گئے، دم ہلانے لگا، کھول سے آنسو جاری تھے، علیؑ کو رحم آگیا، اللہ سے دعا کی، وہ پھر انسان بن گیا، کپڑے ہوا سے واپس آ گئے، فرمایا آصف بن برخیا سلیمانؑ کے وصی کا قصہ (قرآن میں) اللہ تعالیٰ نے بیان کیلئے۔ قل الذی عندہ علم من الکتاب انا ایتک بہ قبل ان یوتد الیہ طرفلہ کیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارے نبی زیادہ عزت والے تھے یا سلیمانؑ؟

۱۲ حضرت علیؑ نے اس کا نام خولہ سے بدل کر "حنیفہ" رکھا اور محمد بن حنفیہ اسی سے منقولہ ہوئے۔

۹ حضرت ابو بکر کی خلافت کے زمانے میں خولہ گرفتار ہو کر مدینہ میں آئیں، دو آدمیوں نے اپنا اپنا کپڑا خولہ پر ڈال دیا، ہر ایک خولہ کو لینا چاہتا تھا، خولہ نے کہا یہ ہرگز نہیں ہوگا میرا مالک تو صرف وہی شخص ہوگا جو مجھے اس بات سے آگاہ کرے جو میں نے پیدا ہوتے ہی کبھی تھی، اسی دوران علیؑ علیہ السلام تشریف لائے، لوگوں کی اور خولہ کی طرف دیکھا اور فرمایا صبر کرو میں اس سے پوچھ لوں حضرت نے خولہ سے مخاطب ہو کر پوچھا میری بات سنو فرمایا "جب تیری ماں حمل سے تھی تو اسے سخت تکلیف ہوئی، اس نے کہا: اے معبود مجھے اس مولود سے بچانا، ان کی دعا منظور ہوئی، جب تم پیدا ہوئے تو نیچے ہی سے کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اے ماں مقوڑے عرصہ کے اندر میرا ایک ایک سرور ہوگا اور اس کا مجھ سے فرزند پیدا ہوگا، یہ کلام سن کر تیری ماں رنے لگیں یہ کلام ایک بیتل کی تختی پر لکھا ہوا تھا اس نے اس تختی کو دوڑوں دفن کر دیا جہاں تم پیدا ہوئی تھیں، تیری ماں کا جس رات انتقال ہوا، اس نے اس تختی کے متعلق وصیت کی۔ تمہیں گرفتاری کے وقت اور کوئی تکلیف نہیں تھی صرف تختی لینے کی فکر تھی، تم نے اس تختی کو لیا اور داہنے بازو پر باندھ دیا، اس کو میرے پاس لاؤ، اس کا میں ہی مالک ہوں میں امیر المؤمنین اس مہمون لڑکے کا باپ ہوں جس کا نام محمد ہوگا، خولہ نے قبلہ رو ہو کر کہا اے معبود! تو ہی مہربانی اور احسان کرنے والا ہے، مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے دی اور کسی کو نہیں دے معبود! صاحب نبوت کا واسطہ جو قیامت تک رہے گی، تو نے مجھ پر اپنا فضل کل کیا، پھر اس نے تختی نکال کر پیش کی، اس پر وہی عبارت تحریر تھی جو علیؑ نے فرمائی تھی، لوگوں نے کہا اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ کہا رسول اللہؐ نے فرمایا انا مدینۃ العلم وعلیؑ بابہا، حضرت ابو بکرؓ نے کہا اے علیؑ! اے



سے چلے (۵) بجای لے (۶) کو حتم نہ آتا ہوا اور اس کے نزدیک شیطان جاتا ہوا (۷) اس کے مشک کی مانند ریح خارج ہو، (امام کے) فضلہ کا زمین کو نکلنے کا حکم دیا گیا ہے (۸) دھوئے میں جب کھڑا ہو تو اس کا سایہ نہ ہو کیونکہ (امام) نور سے ایک نور ہے جس کا سایہ نہیں ہوتا (۹) شیطان اسے اذیت نہ دے سکے (۱۰) اس کی دعا مستجاب ہو جس طرح اس آبار نے پتھر پر مہر لگائی تھی وہ بھی مہر لگائے۔

کسی نے کہا پھر معاویہ سے جنگ کرنے کے لئے آپ کو مددگاروں کی کیا ضرورت ہے؟ فرمایا تمام حجت کی خاطر ایسا کرتا ہوں، اگر مجھے معاویہ کے بارے میں دعا کر نیکی اجازت دی جائے تو اس کی قبولیت میں کبھی دیر نہ ہوگی۔

۱۲

محمد سنان کا بیان ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا "دروازے پر کون موجود ہے؟" میں نے کہا "چین کا ایک آدمی موجود ہے" فرمایا اسے اندر لے آؤ، وہ شخص اندر آگیا، آپ نے پوچھا "تم چین میں ہم لوگوں کو جانتے ہو؟" عرض کیا "آقا ہاں" پوچھا "کیونکہ ہمیں جانتے ہو؟" عرض کیا یا بن رسول اللہ عندنا شجرة تحمل كل سنة ورد في اليوم مرتين فاذا كان اول النهار نجد عليه مكتوب لا اله الا الله واذا كان اخر النهار فانا نجد مكتوب لا اله الا الله على خليفة رسول الله فرزند رسول! ہمارے ہاں ایک درخت ہے جس پر تمام سال دن میں دو مرتبہ اول اور آخر حصے میں پھول نکلتے ہیں۔ اول حصے میں لا اله الا الله اور آخری حصے میں لا اله الا الله علی خلیفہ رسول اللہ لکھا ہوا ہوتا ہے۔

۱۳

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ امام کی دس علمائیں ہیں (۱) محنتوں پیدا ہو (۲) جب زمین پر تشریف لائے تو آسمان کی طرف نگاہ کر کے کلمہ شہادتیں پڑھے (۳) اس کے دائیں بازو پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہو وقت کلمہ ربك صدقاً وعدلاً لا مبدل لکلماتہ وهو السميع العليم، صدق اور عدل سے تیرے رب کا کلمہ تمام ہوا اس کے کلمات کو کوئی بدل نہیں سکتا، اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (۴) شان



اپنے سچ فرمایا، معاویہ نے مجھے پوشیدہ طور پر بھیجا ہے، لیکن آپ اس بات سے مطلع ہو گئے۔ اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا تھا، فرمایا میرے ان دو فرزندوں میں سے جس سے رشتہ ہو مسائل دریافت کرو، اس نے کہا میں حسنؑ سے دریافت کروں گا، امام حسنؑ نے فرمایا "تم یہ پوچھنے آئے ہو کہ حق اور باطل، زمین اور آسمان، مشرق اور مغرب میں کتنا فاصلہ ہے؟ قوس قزح اور محنت کیلئے تیز ہے؟ وہ دس چیزیں کیا ہیں جو ایک دوسرے سے سخت ہیں، عرض کیا ہاں یہی مسائل دریافت کرنے آیا ہوں، امام حسنؑ نے فرمایا حق اور باطل کے درمیان چار انگلیوں کا فاصلہ ہے جو چیز آنکھ سے دیکھتے ہو وہ حق ہوتی اور جو چیز کان سے سنتے ہو وہ کبھی باطل ہوتی ہے آسمان اور زمین میں دعا مظلوم اور حاکم کا فاصلہ ہے، مشرق اور مغرب میں سورج کے ایک دن کے سفر کا فاصلہ ہے، قزح شیطان کا نام ہے، محنت دم ہے جو مرد ہو اور نہ عورت، اس کو حلال آئے تو مرد ہے، اگر حیض آئے تو عورت ہے ایک دوسرے سے دس سخت چیزیں یہ ہیں، بقرے کو با سخت ہے کیونکہ لوہا پتھر کو کاٹ دیتا ہے، لوہے سے آگ سخت ہے وہ لوہے کو پگھلا دیتی ہے، آگ سے پانی سخت ہے، پانی سے بادل سخت ہے، بادل سے ہوا سخت ہے، ہوا سے وہ فرشتہ سخت ہے جو ہو اور رک دیتا ہے، اس فرشتے سے موت کا فرشتہ سخت ہے جو اس فرشتہ کو مار دیتا ہے، ملک الموت سے سخت امر اللہ ہے جو موت کو بھی روک دیتا ہے۔

۳ امام حسن علیہ السلام کے پاس دو آدمی تھے، آپ نے ایک سے فرمایا کہ تم نے فلاں آدمی سے فلاں بات کہی، دوسرے آدمی نے کہا کہ یہ شخص اس بات کو ضرور جانتا ہے اور اس نے امامؑ کی اس بات سے تعجب کیا، امامؑ نے فرمایا دن رات میں جو کچھ ہوتا ہے

## فصل ۴

# اعلام امام حسین علیہ السلام

۱ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امام حسن علیہ السلام ایک عمرہ کی خاطر روانہ ہوئے آپ کے ساتھ اولاد زبیریہ میں سے ایک شخص تھا جو زبیریہ کی اہمیت کا قائل تھا، مشک کھجور کے نیچے بیٹھ گئے، امامؑ نے کھجور کے نیچے بستر لگا یا زبیریہ نے بھی مقابل میں دوسری کھجور کے نیچے بستر لگا یا زبیریہ نے سرائٹھا کر کھجور کی طرف دیکھا اور کہا کاش اس کھجور پر تازہ پھل ہوتے اور ہم کھاتے، امام حسنؑ نے فرمایا تازہ کھجور کی خواہش ہے، کہا "ہاں" امام حسنؑ نے آسمان کی طرف ہاتھ ادرسراٹھا کر دعا مانگی کھجور سبز ہو گئی، پتے لائی اور پھل لائی، لوگوں نے کہا یہ جادو ہے، امامؑ نے فرمایا تمہارے لئے بلاکت ہو، یہ جادو نہیں ہے بلکہ نبی کے فرزند کی دعا قبول ہوئی ہے، کھجور پر چڑھ گئے اور کھجوریں کھائیں، کھجوریں بہت عمدہ تھیں اور تمام لوگوں کو کافی ہو گئیں۔

۲

علی علیہ السلام مسجد کوفہ کے صحن میں تشریف فرما تھے، ایک شخص نے کھڑے ہو کر گزارش کی کہ میں آپ کی رعایا میں سے ہوں، فرمایا تم میری رعایا میں سے نہیں ہو بلکہ تم ہصر کے بیٹے ہو، معاویہ کے پاس چند مسائل پیش ہوئے، وہ جواب دینے سے عاجز رہا، ان مسائل کے ص کے لئے تمہیں میرے پاس بھیجا ہے، عرض کیا یا امیر المؤمنینؑ



اس کو جانتے ہیں، پھر فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حلال، حرام، تنزیل اور تاویل کی تعلیم دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تمام علم کی تعلیم علی کو دی۔

۴

علی علیہ السلام کی شہادت کے بعد لوگ امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور کہا کہ آپ اپنے باپ کے خلیفہ اور وصی ہیں، ہم آپ کی فرمانبرداری اور اطاعت کرتے ہیں۔ ہمیں حکم فرمائیے، فرمایا تم جھوٹے ہو تم نے مجھ سے اچھے شخص سے وفاز کی تو میرے ساتھ کس طرح دفا کر دگے۔ میں تم پر کس طرح بھروسہ کروں، میں تمہاری بات سے تباہی تعلق کرنا، اگر تم سچے ہوتے انہوں نے حضرت سے کئی مقامات پر بے وفائی کی، کوئی نہیں تشریف لاکر منبر پر بیٹھ کر فرمایا "اس قوم پر تعجب ہے جس میں نہ حیا اور نہ ہی دین اگر میں خلافت معاویہ کے سپرد کر دوں، خدا کی قسم تم بنی امیہ سے کبھی آرام نہیں پاؤ گے، وہ تمہیں سخت عذاب میں مبتلا کریں گے، پھر تم ان سے چھٹکارے کی تمنا کرو گے دنیا کے بند و خلافت بنو امیہ پر حرام ہے، کوئی کافر لوگوں نے معاویہ کو لکھا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں، اگر آپ بھاہیں تو ہم امام حسن کو گرفتار کر کے آپ کے پاس بھیج دیں پھر حضرت کے خیمے کو لوٹ لیا، آپ پر ضرب لگائی اور آپ زخمی ہو گئے۔

## فصل ۵

# اعلام حسین علیہ السلام

۱

منہال بن عمر کا بیان ہے کہ میں دمشق میں موجود تھا، امام حسین علیہ السلام کا سر نیرے پر سوار کر کے لایا گیا، ایک شخص آگے آگے سورہ کہف کی تلاوت کر رہا تھا، جب اس مقام پر پہنچا اور حسبتم ان اصحاب الکہف والرقیم کا قاف من الیتنا عجبا اللہ تعالیٰ نے امام حسین علیہ السلام کے سر کو فصیح زبان میں گویا کیا کہ "کیا میرے قتل کرنے اور میرا سر دھیرے پر اٹھانے سے اصحاب کہف کا قصہ زیادہ حیران کن ہے؟"

۲

سلیمان بن میزاب سے مروی ہے کہ میں حج کے زمانے میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا اور میں نے ایک شخص کو یہ دعا پڑھتے دیکھا "اے معبود! مجھے بخش دے لیکن میں جانتا ہوں کہ آپ یہ کام نہیں کریں گے، یہ سن کر میں کانپ اٹھا، میں نے اس کے قریب جا کر کہا کہ تم اللہ کے اور اس کے رسول کے حرم میں موجود ہو اور ماہ عظیم ہے، حرم کے دن میں تم اپنی بخشش سے کیوں نا امید ہو؟" کہا "میرا گناہ بہت بڑا ہے" میں نے کہا "مگر کے پہاڑ سے بھی بڑا" کہا "ہاں، میں نے کہا" تمام پہاڑوں کے برابر ہے" کہا "ہاں اتنا ہی اگر تم چاہو تو میں وہ گناہ بتا سکتا ہوں، میں نے کہا "مجھے آگاہ کیجئے" کہا "حرم سے باہر آجائیے، ہم حرم سے باہر آگئے، اس نے کہا "میں امام حسین علیہ السلام کے قتل کے



ہو چکے تھے اور ان ٹھیکریوں کے ایک کونے پر آیت ولا تحبن الله غافل عن اعمیل  
الظالمون اور دوسرے کونے پر وسیع علم الدین ظلموا ای منقلب ینقلبون نحریر تھی،  
یہ دیکھ کر عمر سعد نے انا لله وانا الیہ راجعون کہا کہ میں دنیا اور آخرت میں گھائے  
میں رہا اور اس واقعہ کو پی گیا، سر نیزہ کے سامنے پیش کیا، یوحیٰ نے سر کو تعالٰیٰ میں  
دکھ کر یہ اشعار پڑھے اور سر کی طرف دیکھا تھا کہ

لیت اشیاخی بسد و شهدا جزع الجرح مع وقع الاصل  
لاهلوا واستهلوا فرحاً ولقاوا یزید لا قتل  
فجزینا هم بسد مثلها وباحد یوم احد فاعتدل  
وقتل العزم من سادات هم وعد لناه بید و فاعتدل  
لست من خدنی ان لم انتقم من نبی احد ما کان فعل

(غلام) اگر میرے وہ بزرگ جو ہمدی جنگ میں مارے گئے، موجود ہوتے تو خوشی  
سے جھوم اٹھتے اور کہتے یزید تیرا ہاتھ شل نہ ہوتا، تم نے بدر کا بدلہ خوب لیا، اگر میں  
اولاد احمد سے بدلہ نہ لیتا تو خد ف کی اولاد سے نہ ہوتا۔

عمر سعد رنے کی حکومت کی طرف روانہ ہوا، اس کی عمر اللہ نے ختم کر دی اور  
راستے میں ہلاک ہو گیا۔ سلمان اُمش نے کہا مجھ سے الگ ہو جا، کہیں مجھے اپنی آگ سے د  
جلاؤ، میں واپس آ گیا، اس کے بعد مجھ اس کی کوئی خبر نہیں۔

وقت عمر بن سعد کے لشکر میں ان جالیس میں سے ایک تھا جو سر دلوں کو  
اٹھا کر دمشق میں یزید کے پاس لے جا رہے تھے، راہ شام میں ہم ایک پادری کے گرجے  
میں اترے، امام حسین علیہ السلام کا سر نیزہ پر سوار تھا، جب ہم کھانا کھانے لگے، تو  
ناگاہ گرجے کی دیوار سے ایک ہاتھ باہر نکلا جس نے یہ شعر لکھ دیا۔

انرجوا مئة قتلت حسینا شفاعتہ جدد یوم الحجاب

کیا امت حسین کے قتل کے بعد قیامت کے روز آپ کے نانا کی شفاعت کی  
امید رکھتی ہے یہ سن کر ہم لوگ بہت گھبرائے، ہم میں سے ایک آدمی نے اس ہاتھ کو  
پکڑنا چاہا لیکن وہ غائب ہو گیا ہم سب باؤ کھانے میں مصروف ہو گئے، ہاتھ نے دوبارہ نمودار ہو کر یہ شعر لکھ دیا  
افساد الله لیسهم شیعہ و هم یوم القیامة فی العذاب  
ہلاک قسم (رسول اللہ) قیامت کے روز ہر گز ان کی سفارش نہیں کریں گے وہ لوگ عذاب  
میں مبتلا ہوں گے میرا ایک ساتھی ہاتھ کو پکڑنے کیلئے اٹھا لیکن ہاتھ پھر غائب ہو گیا، ہم کھانا کھانے  
میں مصروف ہو گئے، ہاتھ پھر نمودار ہوا اور اس نے یہ شعر لکھ دیا۔

وقد قتلوا الحسین بحکم جور فخالف حکمهم حکم الکتاب

انہوں نے حسین کو حکم ظلم سے قتل کیا اور ان کا یہ حکم کتاب خدا کے خلاف تھا، ہم لوگ  
وہاں کھانا کھا رہے تھے، گرجے کی بالائی منزل سے راہب نے ہر قدس سے نور کو بلند ہوتے  
ہوئے دیکھا، راہب نے دس ہزار درہم عمر بن سعد کو پیش کر کے سر لے لیا، ایک رات سر کے  
ساتھ بسر کی اور مسلمان ہو گیا، اگر باجھوڑ دیا، ایک پہاڑ میں جا کر محمد کے دین کے مطابق  
اللہ تعالیٰ کی عبادت شروع کر دی، شام کے قریب پہنچ کر عمر سعد نے درہم طلب کیے، درہم  
لائے گئے، ان کی مہر لگی ہوئی تھی، جب وہ ہوں کو دیکھا تو تمام کے تمام ٹھیکریوں میں تبدیل



## فصل ۶

## اعلام امام زین العابدین علیہ السلام

ابو حمزہ ثمالی سے مروی ہے کہ میں نے امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ حضرات میں سے جو امام ہیں وہ مردوں کو زندہ، کورھی اور میری کو ٹھیک کر سکتے ہیں اور پانی پر چل سکتے ہیں؟ فرمایا جو چیز اور انبیاء کو ملی وہ محمد مصطفیٰ کو ملی اور آنحضرت کو وہ چیز دی جو اور انبیاء کو دی، رسول اللہ نے سب کچھ امیر المومنینؑ کو عطا کیا پھر حق پھر حسینؑ ان چیزوں کے وارث قرار پائے، امام کے بعد امام قیامت تک مع زیادتی کے پھر ہر سال ہر سال اور ہر دن پیدا ہوگی وارث ہوتا رہے گا۔

روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے گوشت کی خواہش فرمائی، انصار کے ایک آدمی نے جا کر ایک عورت سے کہا کہ رسول اللہؐ گوشت کی خواہش فرماتے ہیں، کہا میری بکری کو آپ کی خاطر ذبح کر دو میرے پاس اس کے سوا اور کوئی بکری نہیں ہے اور رسول اللہؐ بھی اس بات کو جانتے ہیں، انہوں نے ذبح کیا، اس کو پکا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا، آنحضرتؐ نے اپنے تمام اہل بیتؑ اور اپنے محبوب اصحابؑ سے فرمایا، کھاؤ اور اس کی ہڈیوں کو توڑو اور انصار نے بھی ساتھ بیٹھ کر کھایا اور سیر ہو گئے، لوگ اٹھ کر چلے گئے، انصار اپنے گھر میں آ گئے، ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ بکری رسول اللہؐ کے دروازے پر کھیل رہی ہے۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے ایک ہرن کو بلایا، وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے ذبح کرنے کا حکم دیا، انہوں نے ذبح کر دیا، بھون کر اس کا گوشت کھایا اور اس کی ہڈیوں کو نہ توڑا، امام نے حکم دیا کہ اس کی کھال کے درمیان اس کی ہڈیاں ڈال دی جائیں ہرن زندہ ہو کر چلنے لگا۔

۳

امام زین العابدین علیہ السلام نے ایک دن ناگہانی موت اور مومن کے لئے تخفیف کا ذکر فرمایا اور کافر کے لئے افسوس کا اظہار کیا، فرمایا مومن کو اپنے غسل دینے والے اٹھائیوں لے کا پتہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے لئے بھلائی ہوتی ہے اور اپنے اٹھانے والوں کو قسم دیتا ہے کہ مجھے قبر میں جلدی لے چلو، اگر مومن نہیں ہوتا تو اٹھانے والوں کو قسم دیتا ہے کہ ذرا تاخیر کرو، ضمیر بن سمرون نے اس بات کا مذاق اڑایا، خود ہنسنا اور دوسروں کو ہنسنا، امام نے فرمایا اے معبود! ضمیر بن سمرون نے فرزند رسولؐ کا مذاق اڑایا ہے اسے بکڑے، اس کو ناگہانی موت نے پکڑا اور وہ مر گیا، میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اس کی آواز کو اس طرح نہ جس طرح دنیا میں اس کی آواز سے واقف تھا وہ کہتا تھا، ضمیر بن سمرون ہلک ہو گیا، آگ ہنساؤ میں جہنم میں پہنچ گیا ہوں، یہ سن کر امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا جہنم اللہ اکبر! یہ فرزند رسولؐ کے مذاق اڑانے کا نتیجہ ہے

۴

امام زین العابدین علیہ السلام اپنی جاگیر کی طرف تشریف لے جا رہے تھے، راستہ میں ایک بھیڑیہ مارا کرتا جو آنے جانے والے کو کانا کرتا، بھیڑیہ نے امام کی خدمت میں آکر کچھ کہا حضرت نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ کے دل کا بھیڑیا چلا گیا ہو گا، بھیڑیا بھیڑیا کہتا تھا،



فصل ۱

## اعلام امام محمد باقر علیہ السلام

امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آپ کے شیعوں کی ایک جماعت حاضر ہوئی جن میں جابر بن زید بھی تھا، انہوں نے عرض کیا کہ آپ کے والد علی بن ابی طالب اور دوم کی امامت کے قابل تھے؟ فرمایا نہیں؟ انہوں نے کہا: پھر ان کی قید کردہ غولہ حنیفہ سے کیوں نکاح کیا؟ امام نے جابر بن زید سے فرمایا: کہم۔ "یہ سب میں محمد اللہ انصاری کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ آپ کو محمد بن علیؑ بلاتے ہیں۔ جابر بن زید کا بیان ہے کہ میں جابر بن عبد اللہ کے دروازے پر آیا اور وہی الباب کیا، جابر بن عبد اللہ انصاری نے گھر کے اندر سے جواب دیا کہ "اے جابر بن زید صبر سے کام لو" میں نے دل میں کہا کہ جابر انصاری کو کیسے معلوم ہوگا کہ میں جابر بن زید ہوں، ایسی باتیں ائمہ آل محمد علیہم السلام ہی جانتے ہیں، جب جابر باہر آئیں گے تو آپ سے دریافت کروں گا۔ باہر آئے تو میں نے پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں جابر بن زید ہوں؟ حالانکہ میں دروازے پر تھا اور آپ گھر میں تھے؟ مجھے کل رات امام محمد باقر علیہ السلام نے آگاہ کیا تھا کہ تم آج حنیفہ کے بارے میں سوال کرو گے، میں اس کے ذریعہ انشاء اللہ تعالیٰ کل صبح نہیں بتاؤں گا۔ میں نے کہا: آپ نے سچ فرمایا، ہمارے ساتھ چلیے؟ ہم چل پڑے، تم مسجد میں آگئے جب میرے آگئے میری طرف دیکھا تو لوگوں سے فرمایا: "اٹھو اور شیخ (جابر بن عبد اللہ) سے اپنا مقصد دریافت کرو" لوگوں نے جابر سے پوچھا کہ آپ کے امام

فرمایا اس کی بیوی ولادت کی تکلیف میں مبتلا تھی، اس نے دعا کرنے کی درخواست کی ہے، عہد کیا ہے کہ مجھے آپ کے اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کی قسم میری کوئی فردا آپ کے شیعوں کو کوئی تکلیف نہیں دیگی، میں نے دعا کی ہے۔

۵

عقار مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ ہے یہاں امام زین العابدین علیہ السلام اپنے بہتے دوستوں کے ساتھ تشریف فرما ہوئے، غلاموں نے یہاں خیمے لگا دیئے امام تشریف لائے تو فرمایا: تم نے یہاں خیمے کیوں لگائے ہیں، یہاں تو رخصت کی ایک قوم رہتی ہے جو ہمارے دوست اور شیعہ ہیں اور ہم نے ان لوگوں کو تکلیف دی ناگاہیوں کی جانب سے ایک آواز آئی جس کی آواز کو تو لوگ سن رہے تھے لیکن آواز والے کو نہیں دیکھ سکتے تھے، رسول اللہ کے فرزند خیمے نہ اٹھوائیے، ہم اس بات کو برداشت کریں گے اور یہ چیز آپ کی خدمت میں کھانے کے لئے پیش کی ہے، لوگوں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا تھا (کھانے کا) رکھا ہوا ہے اور ایک دوسرا تھا (کھانا ہوا ہے جس میں انگور، انار، بادام اور دوسرے بہت سے پھل رکھے ہوئے ہیں، امام نے اپنے ساتھیوں کو بلایا، خود کھایا اور لوگوں کو بھی کھلایا۔

\*



علی بن ابی طالب گذشتہ لوگوں کے قابل تھے؟ فرمایا نہیں! کہا "پھر غولہ سے کیوں نکاح کیا جب کہ اس کو انہوں نے گرفتار کیا تھا اور ان کی امامت پر بھی راضی نہیں تھے، جابر نے کہا "آہ آہ! میں مرجاتا لیکن مجھ سے یہ سوال نہ کیا جاتا، اب پوچھ بیٹھے ہو تو ذرا غور سے جواب سنو، جب حنفیہ گرفتار ہو کر آئیں تو انہوں نے تمام لوگوں کو دیکھا، پھر رسول اللہ کی قبر پر چلی گئیں۔ دھڑا میں مار مار کر روئیں اور آہ دہکا کرتی تھیں، بلند آواز سے کہا السلام علیک یا رسول اللہ! علی اہلبیتک ہولاء امتک، سبتنا سبجی النوب والوہ وسلم یا رسول اللہ! آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر سلام ہو، آپ کی امت کے ہیں نواب و ولیم کے قیدیوں کی طرح گرفتار کیے تھے، ہمارا گناہ صرف یہ ہے کہ ہم آپ کے اہل بیت کو دوست رکھتے ہیں، بچی برائی اور برائی بچی بن گئی ہے، پھر لوگوں کی طرف منہ کر کے کہنے لگی کہ "تم نے ہمیں کیوں گرفتار کیا ہے؟ حالانکہ ہم لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ کا اقرار کرتے ہیں؟" حضرت ابو بکر نے کہا "تم نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا" کہا اگر اس کو مان لیا جائے تو ایسا کام مردوں نے کیا، عورتوں کا اس میں کیا قصور ہے؟ یہ سن کر حضرت ابو بکر خاموش ہو گئے، خالد بن عتبان اور طلحہ نے غولہ سے شادی کرنے کی غرض سے اس پر کپڑے پھینک دیئے یہ دیکھ کر غولہ کہنے لگیں کہ میں کوئی برہنہ ہوں کہ مجھے لباس پہناتے ہو؟" لوگوں نے کہا یہ تم سے شادی کرنا چاہتے ہیں؟ آپ جس کو چاہیں پسند کر لیں، کہنے لگیں "خدا کی قسم یہ ہرگز نہیں ہوگا، میرا شوہر تو صرف وہ شخص ہو سکتا ہے جو مجھے اس بات سے آگاہ کرے جو میں نے ماں کے شکم سے باہر آتے ہی کبھی تھی، لوگ خاموش ہو گئے، ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے، غولہ کا کلام سن کر لوگوں کی عقلیں حیران اور زبانیں گنگ ہو گئی تھیں، لوگ اس پریشانی کے عالم میں تھے حضرت ابو بکر نے کہا "کیوں پریشان ہو رہے ہو؟ زیر نے کہا "اس عورت کی

کی بات سے" کہا "اس عورت کی بات حیران کن نہیں ہے، یہ اپنی قوم کے سرداروں میں سے ہے، نکاح کے وقت اس قسم کے پٹے ڈالنے کا طریقہ اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اس لئے ڈرتی ہے اور بے معنی باتیں کر رہی ہے" غولہ نے کہا "مجھے کسی قسم کا ڈر اور خوف نہیں ہے خدا کی قسم میں حق اور صداقت بیان کر رہی ہوں اور یہی ہو کر رہے گا، مجھے اس قبر دہانہ (نبی کریم کے) حق کی قسم میں نے جھوٹ نہیں بولا، پھر خاموش ہو گئیں، خالد اور طلحہ نے اپنا کپڑا اٹھایا، یہ لوگوں سے الگ ہو کر ایک کونے میں بیٹھ گئیں، اسی دوران میں علی بن ابی طالب تشریف لائے، لوگوں نے آپ سے غولہ کا واقعہ بیان کیا، فرمایا "یہ سچی ہیں، اس کے واقعات اور حالات اس طرح ہیں" فرمایا "اس نے ماں کے شکم سے باہر آتے ہی یہ بات بیان کی تھی، یہ باتیں ایک تختی پر تحریر ہیں جو اس کے پاس موجود ہے، جب غولہ نے امیر المؤمنین کا کلام سنا تو تختی نکال کر لوگوں کے سامنے پھینک دی، لوگوں نے تختی کی عبارت کو پڑھا تو وہ بو بھوتی بات تحریر تھی جو امیر المؤمنین نے بیان فرمائی تھی، حضرت ابو بکر نے کہا "اے ابواکھس! آپ ہی سے لے جائیں، اللہ تعالیٰ اس میں آپ کو برکت عطا کرے" یہ سن کر سلمان اچھل پڑے اور کہا "خدا کی قسم اس بائے کسی شخص کا امیر المؤمنین پر احسان نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ اور امیر المؤمنین کا احسان ہے، خدا کی قسم حضرت نے تو ایک کھلے ہوئے معجزے، اپنے علم قاب اور اپنی اس فضیلت کے ذریعہ غولہ کو لیا ہے جس سے ہر حقیقت والا عاجز ہے" مقداد نے کہا "جب ہدایت کا راستہ واضح ہے تو لوگ اس کو کیوں پھوڑتے ہیں اور غیر واضح راستے کو اختیار کرتے ہیں؟" ابوذر نے کہا "تجربے حق سے غادر کھا جاتا ہے، اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے اہل فضل میں سے افضل آدمی کو بیان کر دیا ہے، اے فلاں! اہل حق کو ان کا حق دیدو وہ تمہارے پاس ہے" عمار نے کہا "میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا



۳

صالح آل محمد علیہ السلام سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں کچھ لوگ حاضر ہوئے اور عرض کیا "امام کی تعریف کیا ہے؟" فرمایا "امام کی تعریف بہت بلند ہے جب اس کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ تو اس کی تعظیم کرو، جو کچھ بیان کریں اس پر ایمان لاؤ، امام پر واجب ہے کہ تمہیں ہدایت کریں، امام میں ایک خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ جب تم اس کی طرف نگاہ کرو تو اس کے جلال اور ہیبت کی وجہ سے نہ دیکھ سکو، اور رسول اللہ کی بھی یہی شان تھی، اور امام بھی ایسا ہی ہوتا ہے، عرض کیا "امام کے شیعہ امام کو پہچان لیتے ہیں؟" فرمایا "ہاں،" حضرت نے ایک ساعت ان کی طرف دیکھا، انہوں نے کہا "ہم آپ کے شیعہ ہیں،" فرمایا "تمام کے تمام شیعہ ہو،" عرض کیا "اس کی کوئی علامت بتائیے؟" فرمایا "تمہارے ماں باپ اور قبائل کا نام بتا دوں،" عرض کیا "بتائیے" حضرت نے بتا دیا، کہا "ٹھیک" کہا "فرمایا" تم اس ارادے سے آئے ہو کہ آیہ شجرہ طیبہ اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء کے بارے میں پوچھو، جتنا ہم مناسب تصور کرتے ہیں اتنا اپنے شیعہوں کو عطا کرتے ہیں پھر فرمایا "اس بات کا نہیں یقین دلا دوں" عرض کیا "ہمیں یقین ہو گیا ہے۔"

۴

ابو عیینہ سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا، اس اثناء میں ایک شخص آیا، کہا "میں شام کا باشندہ ہوں، آپ حضرات سے دوستی کرتا ہوں آپ کے دشمنوں سے بیزار رہتا ہوں اور میرا باپ بنو امیہ سے دوستی کرتا تھا، میرے باپ کے باپ کے پاس بہت مال تھا اور میرے سوا اس کا کوئی فرزند نہیں، پھر باپ رملہ میں رہا کرتا تھا، میرا باپ کا وہاں ایک باغ تھا، جب مر گیا تو میں نے مال حاصل کرنے کی

ہم نے علی بن ابی طالب کو (رسول اللہ کے حکم سے) رسول اللہ کی زندگی میں میرا مومنین کہہ کر سلام نہیں کیا؟" علیؓ خولہ کو لے کر اسما بنت عمیس کے گھر تشریف لائے، فرمایا اس کی اچھی خاطر مدارت کرو، خولہ اسما کے گھر میں رہیں، خولہ کا بھائی آیا، علی بن ابیطالب سے خولہ کا عقد کیا، یہ بات امیر المومنین پر دلالت کرتی ہے، حضرت نے خولہ سے نکاح کیا تھا، یہ سن کر لوگوں نے کہا "اے جابر بن عبد اللہ: اللہ تعالیٰ آپ کو آگ سے نجات دے، آپ نے ہمیں شک و شبہ کی آگ سے نجات دی ہے۔"

۵

ابو بصیر کا بیان ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ مسجد رسولؐ میں حاضریہ لوگ ادھر ادھر آ جا رہے تھے، فرمایا "کیا لوگ مجھے دیکھ رہے ہیں؟" میں بر آنے والے سے پوچھتا تھا کہ کیا آپ نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا ہے، وہ کہتا "نہیں؟" حالانکہ امام مسجد میں موجود تھے، ابو ہریرہؓ داخل ہوا، فرمایا "اس سے پوچھو؟" میں نے پوچھا "کیا آپ نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا ہے؟" کہا "کیا آپ کے سامنے موجود نہیں ہیں میں نے پوچھا "آپ نے کیوں نہ کر جانا؟" کہا "میں آپ کو کیوں نہ کر نہ جانوں، آپ تو روشن نور ہیں میں نے حضرت کو ایک افریقی سے فرماتے سنا کہ "راشد کا کیا حال ہے؟" کہا "دو زندہ ہیں ٹھیک ہیں" فرمایا "اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے" میں نے عرض کیا "کیا مر گئے ہیں؟" فرمایا "ہاں" عرض کیا "کب؟" فرمایا "تیرے آنے کے دو دن بعد" کہا "اسے کوئی بیماری اور تکلیف نہیں تھی؟" فرمایا "جو شخص مرتا ہے بیماری اور تکلیف سے مرتے ہے" کہا "کیا آدمی تھا، فرمایا "ہمارا دوست اور محب تھا، واللہ ما یجفی علینا شیء من اعمالہم" تمہارے اعمال ہم سے مخفی نہیں ہیں؟



بات پر نام ہوں اے فرزند امیر سے باغ میں جاؤ، زیتون کے درخت کے نیچے گڑھا کھودو  
وہاں سے مال لے لو، جو ایک لاکھ درہم ہے، پچاس ہزار درہم محمد بن علی کی خدمت میں  
پیش کر دینا اور بقایا مال نیرا ہے، اب میں مال لینے جا رہا ہوں، حضور کا حصہ واپس  
آ کر حاضر کر دوں گا۔ ابو عیینہ کا بیان ہے کہ دو سر روز میں نے امام محمد باقر علیہ السلام  
کو دیکھا اور عرض کیا، مال دے شخص نے کیا کیا؟ فرمایا "پچاس ہزار درہم دے گیا ہے  
ان میں سے اپنا فرض ادا کیا، خیبر کے علاقہ میں زمین خریدی اور کچھ درہم اپنے اہلبیت  
کے حاجت مندوں کو دینے۔"

۵

عبداللہ بن معاویہ جعفری سے مروی ہے کہ میں تم کو ایک ایسی حدیث سناتا ہوں  
جس کو میرے کانوں نے سنا اور میری آنکھوں نے دیکھا وہ یہ ہے کہ حاکم مدینہ آل مروان  
کا ایک آدمی تھا، ایک روز اس نے مجھے بلوایا، میں اس کے پاس گیا اور کوئی آدمی  
نہیں تھا، اس نے کہا "ابو معاویہ! میں نے تجھے اس لئے بلوایا ہے کہ مجھے آپ پر اعتماد  
ہے، مجھے معلوم ہے کہ آپ کے سوا میرا پیغام کوئی نہیں پہنچا سکتا، تم محمد بن علی اور زید بن  
حسین علیہم السلام کے پاس چلے جاؤ ان سے کہو کہ جو باتیں میرے پاس لوگوں کی طرف  
سے پہنچ رہی ہیں، ان سے باز جاؤ، یا ان باتوں سے انکار کر دو، آپ مجھے مسجد کی طرف  
جاتے ہوئے ملے، جب میں قریب ہوا تو مسکرا پڑے۔ فرمایا "تجھے اس طاغیر نے بلوایا کہ  
بھیجا ہے کہ اپنے چچاؤں کے پاس چلے جاؤ اور ان سے یہ بات کہو: "حضرت مجھے  
اس کی بات سے اس طرح آگاہ کیا جیسا کہ آپ گفتگو کے وقت موجود ہوں، فرمایا اے  
ابن عم! کل ہم اس کے امر سے محفوظ ہو جائیں گے اور وہ معزول ہو کر مصر چلا جائے گا"

کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا، اس میں شک نہیں کہ میرے باپ نے مجھ سے پوشیدہ کھنے  
کی خاطر مال کہیں وٹن کر دیا ہے، امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا "کیا تم اس بات کو  
پسند کرتے ہو کہ تم اپنے باپ کو دیکھو اور اس سے پوچھو کہ مال کہاں ہے؟ عرض کیا "خدا  
کی قسم میں تو یہی چاہتا ہوں، میں ایک محتاج اور فقیر آدمی ہوں، امام نے خط تحریر  
فرمایا کہ اس پر اپنی مہر لگائی، فرمایا "یہ خط لے کر بقیع کے درمیان چلے جاؤ، درجہ کو آواز  
دو، تمہارے پاس ایک معلم آئے گا۔ اس کو میرا خط دو اور کہو کہ میں محمد بن علی بن حسین  
کا نانا ہوں، وہ تمہارے پاس آجائے گا۔ جو جی میں آئے اس سے پوچھنا، وہ شخص  
خط لیکر چلا گیا، ابو عیینہ کا بیان ہے کہ میں صبح کے وقت امام کی خدمت میں اس لئے  
حاضر ہوا کہ دیکھوں اس شخص کا کیا بنا، جب میں آیا تو وہ شخص دروازے پر موجود تھا  
حضرت کی اجازت کا منتظر تھا، ہم دونوں اندر چلے گئے، اس شخص نے کہا کہ اللہ جانتا  
ہے کہ علم کو کہاں رکھا جائے۔ کل رات میں چلا گیا، حسب الحکم تعمیل کی، درجہ میرے  
پاس آیا اور کہا، اپنی جگہ پر بیٹھ رہو، میں ابھی تمہارے پاس آتا ہوں، وہ ایک سیاہ  
شخص کو لے کر آیا، کہا یہ تمہارا باپ ہے، میں نے کہا یہ تو میرے باپ نہیں ہیں، کہا اس کی  
شکل و ذریعہ کے شعلوں، جیم کے دھوئیں اور دندانک غذا نے بدل دی ہے، میں نے  
پوچھا "کیا آپ میرے باپ ہیں؟" کہا "میں تمہارا باپ ہوں" میں نے پوچھا آپ کی  
شکل و صورت کیوں بدل گئی؟ کہا "اے فرزند! میں بنو امیہ کو دوست رکھتا تھا اور  
اہلبیت نبی پر نبی کے بعد ان کو فضیلت دیتا تھا، مجھے اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے  
عذاب میں مبتلا کیا ہے، تم اہلبیت نبی کو دوست رکھتے تھے اور میں تم سے اس وجہ  
سے بعض رکھتا تھا، اپنے مال سے تمہیں محروم کر دیا اور اس کو چھپا دیا، آج میں اس



فرزند پیدا ہو چکا ہوگا، جس کا نام علی ہوگا۔ وہ ہمارا شیعہ ہے تیرا بیٹا ہمارا شیعہ نہیں بلکہ وہ ہمارا دشمن ہے

۸

جابر جعفی کا بیان ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ جمع کو روانہ ہوا، جنگلی فاختہ آپ کی زمین پر بیٹھ گئی اور لنگنائی، میں پکڑنے کے لئے بڑھا، فرمایا ”جابر اس نے ہم اہلبیت سے پناہ لی ہے، میں نے کہا، اس نے کس بات کی شکایت کی ہے؟ فرمایا اس پہاڑ میں تین سال سے سانپ اس کے بچے کھا جاتا ہے، یہ سوال کرتی ہے کہ میں اللہ سے دعا کروں اور سانپ غم ہو جائے، میں نے ایسا کر دیا، اللہ نے سانپ کو قتل کر دیا، پھر چل پڑے، سحر کے وقت فرمایا ”جابر اتر آؤ“ میں اتر ا اور اونٹ کی چھار پکڑ لی، آپ راستے سے الگ ہو کر ایک ریتی زمین کی طرف گئے، دائیں اور بائیں ریت کو ہٹایا، فرمایا معبود! ہمیں پانی پلا اور پاک کر، چونکہ وسیع پتھر ظاہر ہوا، میں نے اسے توڑا، اس کے نیچے صاف پانی کا چشمہ جاری ہو گیا، ہم نے وضو کیا اور پانی پیا، پھر ہم چل پڑے، صبح کے وقت ایک کھجور کے پاس تشریف لے گئے، فرمایا ”کھجور جو چیز اللہ تعالیٰ نے تم میں پیدا کی ہے وہ ہمیں بھی کھا، کھجور جھک گئی، ہم نے اس کے پھل توڑنے اور کھائے، اچانک اعرابی نے کہا ”ہم نے آج جیسا جادوگر کبھی نہیں دیکھا، فرمایا ”اعرابی! اہلبیت پر جھوٹ نہ بولو، ہم بین جادو اور کھاتہ نہیں ہے، ہمیں اللہ تعالیٰ کے ایک نام کی تعلیم دی گئی ہے ہم اس کے ذریعے جس چیز کا سوال کرتے ہیں وہ مل جاتی ہے اگر دعا کرتے ہیں تو قبول ہوتی ہے۔“

خدا کی قسم میں ساحر اور کاہن نہیں ہوں، یہ باتیں ہمیں دی جاتی ہیں اور میں بیان کرتا ہوں خدا کی قسم جب میں دوسرے روز حاکم کے پاس آیا تو اسے معزولی کا پردانہ مل چکا تھا اور مصر کی طرف تبدیل کر دیا گیا تھا اور مدینہ میں ایک اور شخص مقرر کیا گیا۔

۶

عبداللہ بن عطاء کی کا بیان ہے کہ میں مکہ میں کین تھا، مجھے امام محمد باقر علیہ السلام کی زیارت کا شوق ہوا، میں مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا، رات کے وقت مجھے راستے میں سخت بارش ہوئی اور سردی سے دو چار ہونا پڑا۔ آدھی رات کو حضرت کے دروازے پر پہنچا سوچا کہ اس وقت دروازہ کھٹکھٹاؤں یا صبح کا انتظار کروں، اسی اشار میں نے حضرت کو اپنی نوکرائی سے فرماتے ہوئے سنا، ابن عطاء کی فطر دروازہ کھول دو، دروازہ کھولا گیا اور میں اندر چلا گیا۔

۷

امام محمد باقر علیہ السلام نے خراسان کے ایک شخص سے پوچھا، تیرے باپ کا کیا حال ہے؟ عرض کیا ”ٹھیک ہیں، فرمایا ”جب تم جرجان پہنچے تو تمہارا باپ مر گیا ہے، تمہارے بھائی کا کیا حال؟“ کہا ”صحیح و سالم ہے“ فرمایا ”اس کو صالح نامی ہمسائے نے فلان فلاں دن اور فلاں وقت قتل کر دیا ہے“ وہ آدمی رو پڑا، فرمایا ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ پھر فرمایا ”سکون سے کام لو، وہ دونوں جنت میں گئے ہیں، یہ دونوں کے لئے خوب ہے اس حالت سے جس حالت میں وہ تھے“ اس شخص نے عرض کیا، میں اپنے بیٹے کو بد و کسی سخت تکلیف میں چھوڑ کر آیا ہوں، اس کے باپ میں آپ نے نہیں پوچھا؟ فرمایا ”ٹھیک ہے، اس کے چھاپنے اپنی بیٹی اسے بیاہ دی ہے، جب تم جاؤ گے تو اس کا ایک



بن داؤد وعزیمہ علیٰ امیر المؤمنین والایمۃ من بعدہ الا ان تعجب عن  
طریقنا دلوتودنا فاننا لا نؤذیک۔ میں اپنے ابن عم کے ساتھ واپس آ رہا تھا راستے  
میں شیر ملا ہیں نے اس سے وہ بات کہی جو حضرت نے فرمائی تھی، شیر نے سر جھکایا، دم  
پاؤں کے درمیان کمری، جہاں سے آیا تھا وہاں واپس چلا گیا، میرے ابن عم نے کہا،  
میں نے آپ کے کلام سے زیادہ خوبصورت کلام نہیں سنا، میں نے کہا یہ کلام امام جعفر بن محمد کا ہے  
کہا، "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ مفترض الطاعہ امام ہیں، ابو عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت  
میں آیا، آپ کو تمام واقعہ سے آگاہ کیا، فرمایا، "ولی کے پاس سننے والا کان، دیکھنے والی  
آنکھ اور بولنے والی زبان ہوتی ہے، خدا کی قسم میں نے شیر کو تم دونوں سے دور کیا تھا  
اور اس کی نشانی یہ ہے کہ تم دونوں دریا کے کنارے کھڑے ہوئے تھے، تیرے ابن عم  
کا نام حبیب ہے وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک اس امر (ہماری ولایت) کو  
نہ جان لے گا۔ میں نے واپس آ کر کوفہ میں اپنے ابن عم کو امام کی بات سے آگاہ کیا، وہ بہت  
ہی خوش ہوا، وہ ہمیشہ حق پر قائم رہا اور اسی حالت میں انتقال کر گیا

۳

خراسان کا ایک شخص امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا کہ فلاں  
بن فلاں نے آپ کی خدمت میں لونڈی روانہ کی ہے، فرمایا، "مجھے اس کی ضرورت نہیں  
ہم اہلبیت ہیں، نجاست ہمارے گھروں میں داخل نہیں ہوگی یہ اس شخص کی پروردہ  
ہے اس نے اسکو خراب کیا ہے

۴

خراسان کا ایک شخص صادق آل محمد کی خدمت میں آیا، حضرت نے پوچھا فلاں نے  
کیا کیا، عرض کیا، "مجھے علم نہیں، فرمایا، "اس نے تیرے ہمراہ لونڈی روانہ کی ہے، مجھے

## فصل ۸

## اعلام امام جعفر صادق علیہ السلام

۱  
سعد اسکان سے مروی ہے کہ ابن جبل کا ایک شخص امام کی خدمت میں آیا، ہدیے  
پیش کئے ان میں ایک چمڑے کی مشک تھی ابو عبد اللہ نے مشک سے پھینک دیا، فرمایا،  
ان چیزوں کو لے لو اور کتوں کو کھلاؤ، یہ مال پاکیزہ نہیں ہے، عرض کیا میں نے مسلمان ت  
خریدیا ہے یہ پاک ہے، ابو عبد اللہ نے مال مشک میں ڈال دیا، ایسا کلام کیا جس کو میں سمجھ  
نہ سکا، اس شخص سے فرمایا، "اس مشک کو گھر کے کونے میں رکھ دو اس نے حکم بجا لیا، مشک  
سے یہ آواز سنی گئی، "اے ابو عبد اللہ! مجھ ایسی چیز کو نہ امام اور نہ ہی اولاد امام کھا سکتی ہے  
میں پاک نہیں ہوں وہ شخص مشک لے کر چلا گیا، امام نے پوچھا، "مشک نے کیا کہا؟ عرض  
کیا، "مجھے بتایا ہے کہ میں پاک نہیں ہوں، امام نے فرمایا، "اے ابو ہریرہ! تمہیں علم نہیں  
ہے کہ امام وہ چیز جانتا ہے جو لوگ نہیں جانتے، عرض کیا، "ایسا ہی ہے، اس نے مشک  
کتنے آگے ڈال دی۔

۲

عبد اللہ بن یحییٰ کا بی سے مروی ہے کہ ابو عبد اللہ نے فرمایا، "جب شیر سے دو چار  
ہونا پڑتا ہے تو کیا کہتے ہو؟ عرض کیا، "مجھے علم نہیں، فرمایا، "جب شیر سے سامنا پڑے تو ایذا نہ لکری  
پڑھا کر داور کبوتر عزیمت علیہ بعزیمۃ رسولہ وعزیمۃ سلیمان



اس کی ضرورت نہیں ہے، عرض کیا، "کیوں؟" فرمایا، "نہر بلخ کے مقام پر جو فعل تم نے کیا ہے اس میں خدا کا خوف نہیں کیا" یہ سن کر وہ شخص چپ ہو گیا۔

۴

ہملے اصحاب میں سے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں امام کی خدمت میں مال لے گیا، میں نے اس کو بڑبڑانا، میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے نوکر کو بلایا، گھر کے آخری کونے میں ایک تھال رکھا ہوا تھا، نوکر کو اس کے لانے کا حکم دیا، تھال لایا گیا، امام نے کچھ کلام پڑھا، تھال سے دینار اس قدر گرے کہ میرے اور غلام کے درمیان دیوار کی طرح حائل ہو گئے، فرمایا، "تمہارے ہاتھوں میں جو چیز ہوتی ہے ہم اس کے محتاج نہیں، ہم محض تمہیں پاک کرنے کے لئے مال لیتے ہیں۔"

۵

جابر سے مروی ہے کہ میں ابو عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا، ایک شخص نے بھیڑ کے بچے کو ذبح کرنے کے لئے لٹایا، بچہ چلایا، امام نے فرمایا، "اس بچے کی کتنی قیمت ہے؟" عرض کیا، "چار درہم" حضرت نے درہم دے دیئے۔ فرمایا، "اس کو چھوڑ دو" ہم چل پڑے باز تیر پر لوٹ پڑا، تیر چلایا، امام نے آستین سے باز کی طرف اشارہ کیا، باز نے تیر کو چھوڑ دیا، میں نے کہا، "میں نے عجیب چیز کو آپ سے دیکھا، فرمایا، "بچے کو جب اس شخص نے ذبح کرنے کے لئے لٹایا تو اس نے میری طرف دیکھ کر کہا، استجبوا للہ وبعکم اهل البیت، تیر نے کہا، ولوان شیعتنا استقامت لا سمعتکم منطلق الطیور۔"

۶ داؤد بن کثیر رتی سے مروی ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا آپ کے پاس آپکا بیٹا جناب امام موسیٰ کاظم تشریف لائے آپ سردی سے کانپ رہے تھے، فرمایا

"بیٹے! کیا حال ہے؟" عرض کیا، "اللہ تعالیٰ کے جوار میں ہوں، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں لوٹ رہا ہوں، انگور اور انار کھانا چاہتا ہوں" داؤد نے کہا، "یہ تو سردی کا موسم ہے، امام نے فرمایا، "اے داؤد! اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، باغ میں چلے جاؤ، میں باغ میں آگیا، وہاں دیکھا کہ ایک درخت پر انگور اور دوسرے پر انار تھے، میں نے دونوں چیزوں کو توڑا اور امام کی خدمت میں لایا، باپ بیٹا دونوں بیٹھ کر تناول فرمانے لگے، امام نے فرمایا، "داؤد! خدا کی قسم یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس رزق سے مریم بنت عمران کو مخصوص کیا تھا"

۷

بارون بن زیات سے مروی ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، فرمایا، "تیرے بھائی جابر ودی کا کیا حال ہے؟" میں نے کہا، "ٹھیک ہیں، مگر آپ حضرات کی ولایت کا اقرار نہیں کرتے" فرمایا، "اسے اس بارے میں کیا چیز مانع ہے؟" میں نے عرض کیا، "وہ اپنے آپ کو پرہیزگار خیال کرتا ہے" فرمایا، "نہر بلخ کے روز اس کی پرہیزگاری کہاں چلی گئی تھی میں نے آکر تمام حالات اپنے بھائی کو آگاہ کیا، اس نے کہا، "ان واقعات سے آپ کو امام بنے آگاہ کیلئے؟" میں نے کہا، "ہاں" کہا، "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ رب العالمین کی حجت ہیں" میں نے کہا، "اپنا قصہ تو بتائیے" کہا، "میں نہر بلخ کے پاس آیا، میرے ساتھ ایک شخص تھا، اس کے ساتھ ایک لونڈی تھی جو بہت خوبصورت تھی، اس نے کہا تم جاکر آگ لے آؤ اور تمہارے سلمان کی حفاظت کروں گا، یا میں آگ لینے جاتا ہوں اور تم میرے مال کی حفاظت کرو، میں نے کہا تم جاؤ میں تمہارے مال کی حفاظت کرتا ہوں، وہ چلا گیا، میں لونڈی کے پاس آیا، میرا اس سے معاملہ طے تھا، نہ لونڈی نے اور نہ ہی میں نے اس کو فاش کیا، اللہ تعالیٰ کے سوا اس



فرمایا: چچا حیت کیجئے: عرض کیا: میرے پاس مل نہیں چلا اور کثیر عیال کو مقررہ حق بھی ہوں: فرمایا: تمہارے قرض اور عیال کا میں ذمہ لیتا ہوں: ہم ابھی مدینہ ہی میں تھے کہ عبد اللہ بن علی کا انتقال ہو گیا، حضرت نے عبد اللہ کے عیال کو اپنے ذمہ لے لیا، ان کا قرض ادا کیا اور عبد اللہ کی بیٹی سے اپنے بیٹے کی شادی کر دی۔

۹

عبد الرحمن بن جحاش سے مروی ہے کہ میں ابو عبد اللہؑ کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان موجود تھا، آپ فخر پر اور میں اللہ سے پرسوار تھا، میں نے عرض کیا: آقا! امامت کی علامت کیا ہے؟ فرمایا (اگر امام) اس پہاڑ کو حکم دے کہ چل پڑ تو وہ چل پڑے: خدا کی قسم میں نے پہاڑ کو دیکھا کہ وہ چل پڑا، امام نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: میں نے تم کو تکلیف نہیں دی؟

۱۰

داؤد قی سے مروی ہے کہ میں ابو عبد اللہؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، فرمایا: میں تیرا رنگ بگڑا ہوا دیکھ رہا ہوں؟ عرض کیا: قرض کی وجہ سے یہاں ہے، میں سمندری راستے سے سندھ کی طرف اپنے فلاح بھائی کے لانے کا ارادہ رکھتا ہوں، فرمایا: ارادہ ہے تو کر گزرو: عرض کیا: سمندر کے حادثات اور لڑنے ڈرنے ہیں: فرمایا: خوشگی میں محی خطا ہے وہی سمندر میں ٹکرانہ ہے اگر ہم نہ ہوتے تو نہ دریا جاری ہوتے نہ پھل پکتے اور نہ ہی درخت سرسبز ہوتے: داؤد نے کہا میں سمندری راستے سے روانہ ہو رہا ہوں، ایک سو بیس روز کے بعد میں سمندر کے ساحل پر پرواز جمعہ روز سے پہلے اتر گیا، آسمان ابرا آلود تھا، چھانک آسمان سے زمین کی طرف ایک روشن نور ظاہر ہوا، آہستہ سے آواز آئی: اے داؤد! یہ تیرے قرض ادا کرنے کا زمانہ ہے، اپنا سر بلند کرو، میں نے سر بلند کیا، ایک نور دیکھا، آواز آئی: سرخ جہاز یوں کے چھپے چھپے جاؤں

بات کو کوئی نہیں دھنسا، اس بات میں بھائی ڈر گیا، دوسرے سال میرے ساتھ امام کی خدمت میں حاضر ہوا، جب حضرت سے رخصت ہوا تو آپ کی امامت کا قائل تھا۔

۸

ولید بن حبیب سے مروی ہے کہ میں ابو عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت میں ایک مدت موجود تھا، کسی نے دق بلایا، نوکرانی سے فرمایا: دیکھو کون ہے؟ نوکرانی نے اطلاع دی، کہ آپ کے چچا عبد اللہ بن علیؑ ہیں: فرمایا: انہیں اندر لے آؤ: ہم سے فرمایا کہ دوسرے گھر میں چلے جاؤ: ہم دوسرے گھر میں چلے گئے، عبد اللہ بن علیؑ نے حضرت کی شان میں ناسزا باتیں کیں، پھر چلا گیا، حضرت نے ہمارے ساتھ گنگو میں دلوں سے ابتدا لئی جہاں سے کلام کو چھوڑنا تھا، ہم میں سے ایک آدمی نے کہا کہ اس آنے والے شخص نے آپ کی شان میں ایسی گستاخی کی ہے، ایسی گستاخی کسی اور نے نہیں کی، ہمارے بعض آدمی تو اس شخص سے لڑنا چاہتے تھے: فرمایا: تم ہمارے درمیان میں دخل نہ دو: رات کا کچھ حصہ گزر گیا، دروازہ کھٹکھٹایا نوکرانی سے فرمایا: دیکھو کون ہے؟ اگر عرض کیا: آپ کے چچا عبد اللہ بن علیؑ ہیں: فرمایا: اپنی جگہ پر چلے جاؤ: پھر ان کو اندر آنے کی اجازت دی، عبد اللہ دھار میں ملتا اور روتا ہوا اندر خدمت امامؑ میں حاضر ہوا، عرض کیا: بھائی کے فرزند مجھے معاف کر دو، اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے مجھ سے درگزر فرمائیے، اللہ تعالیٰ آپ سے درگزر فرمائے گا، فرمایا: اے چچا! اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے، اس وقت کیوں آئے؟ کہا: جب میں بستر پر سو گیا تو دو حبشی آدمیوں نے آ کر میری شکلیں کسی میں اور ایک دوسرے سے کہنے لگے اس کو آگ کی طرف لے جاؤ، مجھے رسول اللہؑ کے پاس لے گئے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں یہ کام پھر نہیں کروں گا، آنحضرتؐ نے حبشیوں سے فرمایا: اس کو چھوڑ دو، میں دیہیوں کی بندش کی تکلیف کو محسوس کر رہا ہوں،



پھر جلا د ابو دوانیق کے پاس آیا، اس نے پوچھا "تم نے کیا کیا؟" کہا "میں نے دونوں کو قتل کر دیا ہے۔" صبح کو امام جعفر صادق علیہ السلام اور اسماعیلؑ نے ابو دوانیق سے اجازت طلب کی، ابو دوانیق نے قاتل سے کہا کہ تم تو کہتے تھے کہ میں نے دونوں کو قتل کر دیا ہے، لیکن وہ میرے پاس آنے کی اجازت طلب کرتے ہیں؟ کہا "میں دونوں کو اس طرح جانتا ہوں جس طرح آپ کو کہا"۔ ذرا اس جگہ جاؤ جہاں تم نے دونوں کو قتل کیا تھا، قاتل کا بیان ہے کہ میں نے وہاں جا دیکھا کہ دو اونٹ ذبح کئے پڑے ہیں، میں یہ دیکھ کر ہٹا بٹکا رہ گیا۔ میں نے ان کے حالات سے آگاہ کیا، اس نے سر نیچا کر لیا، کہا یہ بات تم سے کوئی شخص نہ سنے، یہ واقعہ اس طرح ہوا جس طرح اللہ تعالیٰ عیسیٰ کے متعلق فرماتا ہے۔ دما قتلوه وعاصلوہ ولعن شبہ لہم انہوہا نے عیسیٰ کو قتل کیا نہ سولی دی بلکہ ان پر مشتبہ ہوئے

۱۳

عیسیٰ بن مہران سے مروی ہے کہ خراسان کا ایک مالدار آدمی جو محب اہلبیت تھا ہر سال حج ادا کرتا اور ہر سال اپنے مال سے امام جعفر صادق علیہ السلام کو ایک ہزار دینار کا وظیفہ دیا کرتا تھا۔ اس شخص کی بیوی اس کی چچا کی لڑکی تھی اور خوش حالی میں اس کی مانند تھی، ایک سال اس نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے بھی اس سال حج ادا کرنے میں اپنے ساتھ لے چلئے، اس کے شوہر نے اس بات سے اتفاق کیا، اس عورت نے حج کی تیاری کی، امامؑ کے خیال کی خاطر خراسان کے قیمتی کپڑے اور جواہر اپنے ساتھ لئے اور دیگر مختلف بہت سی چیزیں بھی ہمراہ لیں اس کے شوہر نے حسب عادت امامؑ کے ایک ہزار دینار قبیل میں ڈال کر ایک ڈبے میں رکھ دیئے جہاں اس کی بیوی کے کپڑے اور خوشبو رکھی ہوئی تھی، مدینہ کی راہ لی، امامؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام بجالائے اور بتایا کہ میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ حج بجالا رہا ہوں حضرت

دہاں گیا، وہاں سونے کے پیالے موجود تھے، جن کے ایک کو نے پر یہ آیت تحریر تھی، ھذا عطاؤنا فامنن ادا ملک بغیو حساب میں نے ان پیالوں کو لے لیا جو بیش قیمت تھے، میں پیالے لئے مدینہ میں آیا اور ابو عبد اللہؑ کی خدمت میں پیش کئے، فرمایا "داؤد! ہمارا عطیہ وہ چمکتا ہوا نور تھا، یہ سونا نہیں ہے، لیکن یہ تمہیں مبارک ہو، اور یہ رب کریم کا عطیہ ہے۔"

۱۱

محمد بن مسلم سے مروی ہے کہ معلیٰ بن خنیس روتا ہوا ابو عبد اللہؑ کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا "کیوں روتے ہو؟" عرض کیا "دروازے پر لوگ موجود ہیں جن کا خیال ہے کہ آپ حضراتؑ اور وہ برابر ہیں، یہ سن کر خاموش ہو گئے، کھجوروں کا تھاں منگوایا، ایک کھجور کو اٹھا کر دو ٹکڑے کئے، کھجور کو نوش فرمایا اور گٹھلی کو زمین میں بو دیا، اللہ تعالیٰ نے کھجور پیدا کی، جو پھل لاتی، اس سے ایک کھجور کو دو ٹکڑے کیا، گودا کھایا، اس سے ایک خط نکالا اور معلیٰ کو دیا، فرمایا "اس کو پڑھو، اس میں یہ عبارت تحریر تھی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ علی المرتضیٰ والحسن والحسین وعلی بن الحسین" ایک ایک کا نام امام حسن عسکری علیہ السلام اور آپ کے فرزند تک موجود تھا۔

۱۲

ابو یزید بنو کندہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں جو بنو عباس کا جلا د تھا ابو دوانیق امام جعفر صادق علیہ السلام اور جناب اسماعیلؑ کے پاس آیا، یہ دونوں حضرات اپنے گھر میں نظر بند تھے مان کے قتل کا حکم دیا، جلا د کا بیان ہے کہ میں رات کے وقت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آیا، آپ کو گھر سے باہر نکال کر نواہیں مار کر قتل کر دیا، پھر جناب اسماعیلؑ کو قتل کی خاطر گرفتار کیا، کچھ دیر حضرت اسماعیلؑ مقابلہ کرتے رہے لیکن آخر کار جلا د نے آپ کو بھی قتل کر دیا،



سفارش اللہ تعالیٰ سے کی تھی، اس عورت نے امام کو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

۱۴

صفوان کا بیان ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ حیرہ میں تھا، ربیع نے امام کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ آپ کو امیر المؤمنین بلاتے ہیں، آپ چلے گئے۔ فقہی میں آگئے، میں نے عرض کیا "آقا! اتنی جلدی آگئے؟" فرمایا "ایک چیز کے متعلق پوچھا تھا اور میں نے جواب دیدیا ہے اس کے متعلق ربیع سے پوچھ لو" میرے اور ربیع کے درمیان دوستی تھی، میں نے اس سے جا کر پوچھا، کہا میں تمہیں عجیب بات بتاتا ہوں کہ دیہاتیوں نے خشکی میں پڑی ہوئی ایک عجیب مخلوق پائی ہے، وہ اس کو میرے پاس لائے ہیں، میں نے خلیفہ کی خدمت میں پیش کی، کہا جعفرؑ کو بلاؤ، میں بلا کر لے گیا، خلیفہ نے پوچھا اے ابو عبد اللہؑ ذرا یہ بتاؤ کہ ہوا میں کیا چیز ہے؟ کیا ہوا میں کچھ چیزیں رہتی ہیں؟ فرمایا "ہاں (رہتی ہیں)" عرض کیا "وہ کیسی چیزیں ہیں؟" فرمایا "ان کے جسم مچھلی جیسے، سرور پر ہر ہندو کی مانند ہوتے ہیں جن کا رنگ چاندی کی طرح ہوتا ہے۔" خلیفہ نے کہا "تمہارا ڈاؤ" میں تھاں لے کر حاضر ہوا، اس میں وہی مخلوق تھی جس کی صفت امام جعفر صادقؑ نے بیان کی تھی۔

سے اجازت طلب کی کہ میری بیوی آپ کے اہل حرم اور دختران کی زیارت سے مشرف ہو آپ نے اجازت دی، حاضر ہو کر تمام چیزیں تقسیم کر دیں، ایک روز حضرت کے اہل حرم میں رہ کر واپس آگئی۔ دوسرے روز صبح کو شوہر نے کہا کہ ڈیہ نکالو تاکہ میں ایک ہزار دینار امام کی خدمت میں پیش کر دوں، کہنے لگی "فلاں جگہ رکھا ہوا ہے" قفل کھول کر دیکھا تو اس میں دینار غائب تھے، زیورات اور کپڑے موجود تھے، زیورات رہن رکھ کر ایک ہزار دینار قرض لئے، امام کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے فرمایا "تہاے ایک ہزار دینار ہمارے پاس پہنچ چکے ہیں" عرض کیا "مولانا کیونکر؟ ان کو تو میرے اور میری بنت تم کے سوا اور کوئی نہیں جانتا تھا" فرمایا "ہم عسرت میں مبتلا ہو گئے تھے، اپنے ایک شیعہ جن کو بھیج کر منگوائے تھے، جب ہمیں کسی کام کے بارے میں جلدی ہوتی ہے تو شیعہ جنات میں سے ایک جن کو بھیج دیتے ہیں یہ سن کر اس شخص کا ایمان اور بچتہ ہو گیا، دینار واپس کر کے زیورات واپس لے لئے، گھر واپس آگیا، عورت دنیا سے رخصت ہو چکی تھی، وجہ پوچھی تو کہانی نے کہا: "دل کے درد میں مبتلا ہوئیں اور رخصت ہو گئیں، میں نے ابھی ابھی آنکھیں بند کی ہیں، وہ شخص لوازمات میت کفن، کافور اور قبر کی کھدائی کے بعد امام کی خدمت میں حاضر ہوا، حالات سے آگاہ کیا، نماز پڑھنے کی درخواست کی، حضرت نے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کی، فرمایا "اپنی بیوی کے پاس جاؤ، وہ زندہ ہے۔ قافلہ میں (نوکر وں کو) کام کے کرنے اور نہ کرنے کا حکم دے رہی ہوگی" میں واپس آیا، میری بیوی امام کے فرمان کے مطابق صبح و سالم تھی، ہم مکہ کی طرف روانہ ہوئے، امام بھی تشریف لے چلے، میری بیوی طواف کر رہی تھی، اس نے امام کو دیکھا کہ لوگ آپ کو گھیرے ہوئے ہیں، اپنے شوہر کی خدمت میں کہا یہی وہ شخص ہیں جنہوں نے میرے جسم میں دوبارہ روح داخل کرنے کی



## فصل ۹

## اعلام امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام

علی بن ابی حمزہ سے مروی ہے کہ امام موسیٰ کاظم ایک روز مدینہ کے باہر اپنی زمین کی طرف تشریف لے گئے، آپ فخر پر سوار تھے اور میں گدھے پر، راستے میں شیر آگیا، میں خوف کے مارے چھپ گیا، آپ بلا خوف آگے بڑھے، شیر آپ کی خدمت میں عاجزی کرتا اور ہمہہ کرتا تھا، حضرت رک گئے، معلوم ہوتا تھا کہ آپ شیر کے ہمہہ کو سمجھتے ہیں، شیر نے چمڑی مانگ پر اپنا بچہ رکھ دیا، میں سخت ڈر گیا، امام نے شیر سے فرمایا، ہٹ جا، شیر راستے سے ہٹ گیا، آپ نے قبلہ رخ ہو کر دعا مانگی، ہونٹوں کو حرکت دی، میں کچھ نہ سمجھ سکا، شیر کو ہاتھ سے چب جانے کا اشارہ کیا، شیر نے لبنا ہمہہ کیا، امام نے آئین آئین کہا، شیر چلا گیا، ہلائی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا، امام نے اپنی راہ لی، میں پیچھے ہویا، بہت دودھ جاکر آپ سے ملا، عرض کیا آپ پر قربان جاؤں، شیر کیا کہتا تھا؟ خدا کی قسم مجھے آپ کی جان کا ڈر تھا، لیکن شیر نے آپ سے عجیب سلوک کیا، فرمایا، "شیر نے اپنی بیوی کے وضع حمل کی تکلیف کی شکایت کی تھی، مجھے القا ہوا کہ اس نے بچہ جنا ہے، میں نے شیر کو اس بات سے آگاہ کیا، اس نے عرض کیا، تشریف لے جائیے، اللہ آپ کی حفاظت کرے، اللہ تعالیٰ آپ پر آپ کی اولاد پر اور آپ کے شیعوں پر کسی پھارتے والے جانور کو مسلط نہ کرے، میں نے کہا، "آمین"

۲ ہشام بن احمد سے مروی ہے کہ مجھے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ افریقہ

کوئی آدمی آیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا "نہیں؟" فرمایا "آیا ہولہے؟" ہم دونوں سوار ہو کر اس شخص کے پاس گئے، اس کے پاس لونڈیاں تھیں، میں نے کہا ذرا لونڈیاں دکھائیے، لونڈیاں دکھلائیں، امام نے فرمایا "ان کی ہمیں ضرورت نہیں ہے؟" فرمایا "اور دکھائیے؟" عرض کیا "اور کوئی نہیں ہے؟" فرمایا "موجود ہے دکھلاؤ" کہا "خدا کی قسم وہ تو بیمار ہے" فرمایا "آخر دکھلانے میں کیا حرج ہے؟" اس نے انکار کیا، آپ واپس تشریف لائے، دوسرے روز مجھے اس شخص کے پاس بھیجا، میں اس کے پاس آیا، اس نے کہا "کل تیرے ساتھ کون تھا؟ میں نے کہا "بنو ہاشم کا ایک آدمی تھا" کہا "کون سے بنو ہاشم میں سے؟" میں نے کہا "اس سے زیادہ میں نہیں جانتا" کہا "میں نہیں اس لونڈی کے باپ سے میں آگاہ کرتا ہوں، میں نے اس کو انتہائے مغرب سے خریدا ہے، مجھے اہل کپاب کی ایک عورت ملی، اس نے کہا لونڈی کو کس کی خاطر خریدا ہے؟" میں نے کہا "اپنی ذات کے لئے" کہا "تیرے جیسے کے لئے ٹھیک نہیں ہے، اس کو تمام زمین کے افضل ترین آدمی کے پاس ہونا چاہیے" حضورؐ نے عرض میں اس کے ہاں ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا جس کے دین میں تمام شرق و غرب داخل ہوگا۔ میں خرید کر لونڈی امام کی خدمت میں لایا، چند دنوں میں ان کے بطن سے امام رضا علیہ السلام پیدا ہوئے۔

۳

خلیفہ ہمدی نے حجاج کی خاطر ایک کنواں کھدوایا، جب سوق مسیت زیادہ کھودا گیا تو اس کے نیچے سے ہوانکلی، تاریکی کی وجہ سے کنوئیں کی نہ کا پتہ نہیں چلتا تھا، دو آدمی اتارے گئے، جب باہر نکلے تو ان کے رنگ بدل گئے تھے، انہوں نے کہا: ہم دونوں نے وہاں ہوا کو دیکھا ہے، مکانات، مرد، عورتیں، اونٹ، بیل اور کیریاں بھی



## فصل ۱۰

## اعلام امام رضا علیہ السلام

۱

مومن کے زمانے میں خراسان میں بارش بند ہو گئی، مومن کے پاس امام ۴  
تشریف لائے، عرض کیا "اے ابو الحسن! لوگوں کی معیت میں بارش کی دعا فرمائیے  
جمعہ کا دن تھا، فرمایا "ایسا کروں گا" لوگوں کو ہفتہ، اتوار اور سوموار کے دن روزہ رکھنے  
کا حکم دیا، سوموار کو صبح میں تشریف لائے، لوگ بھی آگئے، منبر پر تشریف فرما ہو کر  
اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی، پھر فرمایا اللھم انت یارب عظمت حقنا اھل البیت  
فتوسلوا بنا کما اجمرت واملوا فضلك ورحمتک وتوقعوا احسانک ونعمتک  
فاسقم سقیتہ نافعۃ عامۃ غیضۃ ولیحی ابتداء مطرہم بعد انصرافہم  
من مشہدہم الی مناد لہم ومقوہم، راویوں کا بیان ہے کہ قسم ہے اس ذات  
کی جس نے محمد کو نبی بنا کر بھیجا، ہواؤں نے بادلوں کا تاننا تن دیا، بادل گر بجے، بجلی چمکی  
لوگ کھسنے لگے، فرمایا "کھڑے رہو، یہ بادل تمہارے لئے نہیں برسے گا، یہ فلاں  
جگہ جا کر برسے گا" بادل آتے جلتے رہے، آخری بادل کرک اور چمک کے ساتھ آگیا  
پھر لوگ کھسنے لگے، فرمایا "کھڑے رہو، یہ فلاں شہر والوں کے ہاں برسے گا" اسی  
طرح دس بادل آئے اور چلے گئے، گیا رہاں بادل آیا، فرمایا "لوگو! یہ تمہاری خاطر آیا  
ہے، اللہ تعالیٰ کے احسان کا شکریہ ادا کرو، اپنے گھروں کو چلے جاؤ، یہ اس وقت تک نہیں

موجود ہیں" اس بارے میں فقہاء سے دریافت کیا، وہ کوئی جواب نہ دے سکے، امام  
موسے کاظم علیہ السلام خلیفہ مہدی کے پاس تشریف لائے، اس نے امام سے  
پوچھا، فرمایا "یہ لوگ اصحاب احتساب بقیہ قوم عادیں، مکانات سمیت زمینیں  
غرق ہو گئے تھے، آپ نے دونوں آدمیوں کے بیان کے مطابق فرمایا

۴

احمد بن عمر کا بیان ہے کہ میں نے انور کو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو برے الفاظ  
سے یاد کرتے ہوئے دیکھا، میں نے چھری خریدی، دل میں کہا کہ جب مسجد سے باہر آئے  
گا تو ضرور اس کو قتل کر دوں گا۔ اسی انتظار میں بیٹھ گیا، مجھے امام کا خط موصول ہوا  
جس میں تحریر تھا "میرے حق کی قسم انور سے باز آ جاؤ، مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے" چند  
روز کے اندر انور فی النار واسقر ہوا۔

۴



خوف نہ کرو، یہ صحیح و سالم رہے گا، یہ ایک لڑکا جنے گی۔ جو اپنی ماں کے مشابہ ہوگا، اس کے دائیں ہاتھ اور پاؤں کی ایک چھوٹی انگلی زائد ہوگی، لونڈی سے لڑکا پیدا ہوا اور وہ دیا ہی تھا جیسا امامؑ نے فرمایا تھا۔ ۴

احمد بن محمد بن ابی نصر بن طفیل سے مروی ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں خط تحریر کیا کہ آپ اپنے دولت خانے پر مجھے اس وقت بلوایئے جب دشمنوں کا خطرہ نہ ہو ایک دن آپ نے میرے پاس سواری بھیجی، میں حاضر ہوا، عشاءین کی نماز آپ کی اقتدار میں پڑھی، آپ نے علوم سے مجھے آگاہ کرنا شروع کیا، جب میں سوال کرتا تو جواب مرحمت فرماتے رات کا اکثر حصہ گزر گیا، غلام سے فرمایا وہ کپڑے لاؤ جس میں سویا کرنا ہوں تاکہ ان میں احمد بن طفیل سو جائیں، میں نے دل میں خیال کیا کہ مجھ سے دنیا میں کوئی شخص زیادہ اچھا نہیں ہے امامؑ نے میرے پاس سواری روانہ کی اور اپنے کپڑوں میں سونے کی عزت افزائی کی، امامؑ نے انھیں چاہا لیکن بیٹھ گئے، فرمایا "احمد! اپنے اصحاب پر اس بات کا فخر نہ کرنا، صمصم بن صحران بیمار ہو گئے تھے، امیر المؤمنینؑ نے ان کی عیادت اور عزت کی حضرتؑ نے اپنا ہاتھ ان کی پیشانی پر رکھا اور ان کی رجوعی کی، اٹھتے وقت فرمایا "صمصم! میں نے تیرے ساتھ جو سلوک کیا ہے اس سے اپنے بھائیوں پر فخر نہ کرنا

۵

محمد بن فضل کا بیان ہے کہ میں امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے چند چیزیں آپ سے دریافت کیں، رسول اللہؐ کے ہتھیار کے متعلق پوچھنے کا ارادہ کیا لیکن ببول گیا، میں سین بن بنار کے گھر گیا امام رضاؑ کے غلام نے کہ مجھے ایک خط دیا جس میں تحریر تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم میں اپنے باپ کا نائب اور وارث ہوں جو چیزیں میرا کپے پاس تھیں وہ سب میرا پاس موجود ہیں رسول اللہؐ کے ہتھیار میرے پاس

بر سے گا، جب تک تم اپنے اپنے گھروں میں نہ چلے جاؤ، بادل رکاوٹ، لوگ گھروں میں پہنچ گئے تب بارش اس قدر برسی کہ ندی نالے بھر گئے، لوگ کہنے لگے، رسول اللہؐ کے فرزند کی برکت سے ایسا ہوا ہے۔

۶

مامون کے دربان نے کہا، اگر آپ سچے ہیں تو ان دو شیروں کی تصویروں کو زندہ کر دیجئے جو مسند پر موجود ہیں، امامؑ نے چلا کر کہا: "اس فاجر کو بے لوث اس کو پھار ڈالو" اس کی کوئی چیز باقی نہ رکھو، دونوں تصویریں شیر کی شکل میں تبدیل ہو گئیں، دربان کو پکڑ لیا، اس کی تکیا بوٹی کر کے کھا گئے، لوگ حیرانی کے عالم میں دیکھتے رہ گئے، دونوں شیر دربان کا خاتمہ کرنے کے بعد امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کیا "اللہ کے ولی! دمامون کی طرف اشارہ کر کے کہا، اگر حکم ہو تو اس کو ختم کر دیں، مامون پر غشی کا دورہ پڑا، امام رضاؑ نے فرمایا "بھڑ جاؤ" دونوں بھڑ گئے، فرمایا دمامون پر گلاب کا پانی ڈالو، عرق گلاب ڈالا گیا تب ہوش میں آیا، شیروں نے عرض کیا "اجازت دیجئے، ہم اس کو اس کے ساتھی کے ساتھ ملا دیں" فرمایا "ایسا نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ کے کچھ مصالح ہوتے ہیں" فرمایا "تم دونوں اپنی جگہ پر واپس چلے جاؤ" دونوں جا کر پہلے کی طرح مسند پر شیر کی تصویر بن گئے

۷

مامون نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا "آپ کے آباء اجداد کے پاس قیامت تک کا علم کان دما یا کون تھا، آپ ان کے وصی ہیں، یہ میری لونڈی حاملہ ہے اس کا حمل ہر بار گر جایا کرتا ہے" تھوڑی دیر سر نہچے کر کے فرمایا "تم حمل کے اسقاط کا



(۳)

عمران بن محمد اشعری کا بیان ہے کہ میں امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میری ضرورتیں پوری ہو گئیں، میں نے عرض کیا: "ام الحسن سلام کہتی ہے اور آپ کے کپڑوں میں سے ایک کپڑا بطور کفن مانگتی ہے" فرمایا: "اسکی ضرورت نہیں ہے" میں چل پڑا لیکن اس بات کا مطلب سمجھ سکا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ تیرہ روز پہلے اس کا انتقال ہو گیا ہے۔

(۴)

محمد بن سہل سے مروی ہے کہ میں مکہ میں مجاور تھا، مدینہ میں امام محمد صلی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا کپڑا مانگنے کا ارادہ کیا جس سے مجھے کفن دیا جائے، لیکن مانگنے کا موقع نہ ملا خط لکھ کر کپڑا مانگنے کا ارادہ کیا خط لکھ کر مسجد میں آیا دو رکعت نماز پڑھی اور سو مرتبہ استعوذ اٹھا کیا اور کہا اگر میرے دل میں یہ بات آئی کہ حضرت کی خدمت میں خط بھیجوں تو بھیج دوں گا ورنہ پھاڑ دوں گا، دل میں خیال آیا کہ خط نہیں بھیجنا چاہیے، میں نے خط پھاڑ ڈالا اور زین سے روانہ ہو پڑا۔ میں سفر کر رہا تھا، اس دوران ایک قاصد رومال میں کپڑا اپنے ہوتے صفوں میں میری تلاش کر رہا تھا، پوچھا "محمد بن سہل تمی کون ہیں؟" میرے پاس آکر کہا کہ آپ کے پاس آتے ہیں یہ کپڑا بھیجا ہے، احمد بن محمد کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن سہل کی موت کے بعد اسے غسل دیا اور اس کپڑے کا کفن پہنایا۔

(۵)

مقتضی نے ذرا رات کی ایک جماعت سے کہا کہ امام محمد تقی علیہ السلام کے بارے میں جھوٹی گواہی دو کہ آپ ہمارے خلاف خروج کا ارادہ رکھتے ہیں، مقتضی نے حضرت کو بلایا اور کہا کہ آپ ہمارے خلاف بغاوت کرنا چاہتے ہیں، فرمایا: "خدا کی قسم میں نے تو کوئی چیز بھی نہیں

## فصل ۱

### اعلام امام محمد تقی علیہ السلام

(۱)

ابو ہاشم سے مروی ہے کہ ایک شخص امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا رسول اللہ کے فرزند میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے، وہ صاحب مال تھے مجھے مال کپتہ نہیں۔ میں کثیر انبیال اور آپ کا دوست ہوں میری مدد فرمائیے فرمایا: "خیر" کی نماز ادا کرو تو محمد آل محمد پر درود پڑھو، اس صعدت میں خواب میں تیرا باپ آئے گا اور مال سے آگاہ کرے گا اس نے یہ عمل کیا، اس کا باپ خواب میں آیا اور کہا "میرے فرزند مال فلاں جگہ موجود ہے، اس کو لے کر رسول اللہ کے فرزند کو آگاہ کر دو کہ میں نے تجھے مال تبا دیل ہے، اس شخص نے مال لے کر امام کو آگاہ کیا اور کہا اس فات کی حمد ہے جس نے آپ کو مکرم کیا اور چنا۔

(۲)

میر بن خلاد سے مروی ہے کہ مجھے امام تقی علیہ السلام نے فرمایا "میر سوار ہو جاؤ" عرض کیا: کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمایا: "جو میں کہتا ہوں سوار ہو جاؤ" ہم حضرت کے ساتھ سوار ہو کر ایک وادی میں جھاڑیوں کے پاس آئے، فرمایا: "یہاں ٹھہر جاؤ" میں ٹھہر گیا، آپ چل پڑے اور ایک مدت تک غائب رہے پھر تشریف لائے عرض کیا: "میں آپ کے قریبان جاؤں کہاں تشریف لے گئے تھے؟" فرمایا: "میں نے بھی لکھی اپنے والد کو خراسان میں دفن کیا ہے"



## فصل ۱۲

## اعلام امام علی نقی علیہ السلام

①

ابو ہاشم جعفری نے امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اے امیر حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ مجھے آپ کی زیارت کی قوت عطا کرے "فرمایا" اے ابو ہاشم! اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہارے گھوڑے کو طاقت عطا کرے "ابو ہاشم صبح کی نماز بغداد میں ادا کرتے گھوڑے پر سوار ہو جلتے زوال کے وقت سامرہ میں امام کے پاس حاضر ہو جاتے اور پھر اسی روز واپس بغداد چلے جاتے تھے۔

②

ابو ہاشم سے مروی ہے کہ میں امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے میرے ساتھ ہندی زبان میں کلام کیا، میں اچھی طرح ہندی میں جواب دے سکا آپ کے سامنے شکر نیرں کا بھرا ہوا پیالہ رکھا تھا، ایک شکر نیرہ اٹھایا اور منہ میں رکھ کر تھوڑی دیر جو سامرہ پھر میری طرف پھینکا، میں نے اٹھا کر منہ میں رکھ لیا خدا کی قسم میں حضرت کے ہاں سے ابھی اٹھا نہیں تھا کہ میں نے ۳۰ زبانوں میں گفتگو کی، نسب سے پہلے میں نے ہندی زبان میں گفتگو کی۔

۱۲ مترجم بغداد اور سامرہ کے درمیان تقریباً ۱۲ میل کا فاصلہ ہے۔

کی "کہا" فلاں فلاں آدمی اس بات کی شہادت دیتے ہیں "انہیں بلایا گیا اور انہوں نے کہا، ہاں آپ لغات کا ارادہ رکھتے ہیں اور یہ خطوط آپ کے بعض نوکروں سے لئے ہیں، مقتضی برآمدہ میں بیٹھا تھا آپ نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا "پالنے والے! اگر یہ جھوٹے ہیں تو ان کو پکڑ لے" راوی کا بیان ہے کہ ہم نے برآمدہ کو نیچے اور پر آتا جاتا دیکھا، یہ دیکھ کر مقتضی نے کہا "رسول اللہ کے فرزند میں تو یہ کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ یہ ٹھہر جائے" فرمایا "اے معبود! اس کو ساکن کر دے، تو جانتا ہے کہ یہ تیرے اور میرے دشمن ہیں" برآمدہ ٹھہر گیا۔



ہیں، اگر آپ ابوالحسن کو بلوا کر اس بارے میں دریافت کریں تو بہتر ہوگا، ممکن ہے کہ ان کے پاس کوئی مدیر جو جس سے یہ پھوڑا ٹھیک ہو جائے، قاصداً امام کو بلا کر لایا، آپ نے فرمایا کہ کسب الغنم کو گلاب کے پانی میں جھگو کر پھوڑے پر لگا دو، اللہ کے حکم سے یہ چیز فائدہ دے گی، یہ علاج کیا گیا پھوڑا بہ پڑا، گندہ مواد نکل گیا۔ متوکل کی ماں اپنے بیٹے کی عافیت سے خوش ہوئی، اپنی مہر کے ساتھ امام کی خدمت میں دس ہزار دینار روانہ کئے، کچھ دنوں کے بعد بطحانی نے متوکل کے پاس امام کی چغلی کی کہ امام کے پاس، بہت سال اور ہتھیار موجود ہیں، متوکل سعید دربان کے پاس آیا اور کہا کہ رات کے وقت امام پر ٹوٹ پڑو، ہتھیار اور مال سب کچھ چھین لو، ابراہیم بن محمد کا بیان ہے کہ مجھ سے سعید دربان نے بیان کیا کہ میں رات کے وقت امام کے گھر گیا، میرے پاس سیڑھی تھی اس کے ذریعے چھت پر چڑھ گیا، ایک روشن دان میں پہنچ گیا لیکن گھر میں اس قدر تاریکی تھی کہ کچھ سمجھائی نہ دیتا تھا، امام نے مجھے آواز دی ”اے سعید! تھک رہے ہیں تمہارے لئے چراغ لاتا ہوں، آپ چراغ لائے، میں گھر میں نیچے اتر آیا، آپ ادن کا حجبہ اور ادن کی ٹوپی پہنے ہوئے تھے، اسلئے چٹائی پر سجدہ گاہ رکھی ہوئی تھی آپ قبلہ رو تھے، فرمایا، گھروں کی چھان بن کر لو، میں گھروں کے اندر چلا گیا، خوب چھان بن کی، لیکن کوئی چیز نہ پائی، مرنے ایک ہتھیلی متوکل کی مہر کے ساتھ موجود تھی اور ایک ہر شدہ ہتھیلی بھی موجود تھا، امام نے فرمایا ”مصلے کی تلاشی بھی لے لو“ میں نے مصلے کو اٹھایا، اس کے نیچے تلوار موجود تھی، میں یہ چیزیں لے کر متوکل کے پاس آیا۔ اس نے ہتھیلی پر اپنی ماں کی ہر دیکھی، اس کے پاس گیا اور ہتھیلی کے بارے میں پوچھا، کہا میں نے منت مانی تھی کہ اگر تم بیماری سے ٹھیک ہو گئے، تو میں ابوالحسن کی خدمت میں اپنے

(۳)

ابو ہاشم جعفری سے مروی ہے کہ میں امام کے ساتھ سامرہ سے باہر نکلا، میں نے آپ کی خدمت میں تنگدستی اور پشیمان حالی کی شکایت کی، آپ نے ریت پر ہاتھ رکھا، ایک مٹھی ریت کی اٹھا کر مجھے دی اور فرمایا ”ابو ہاشم! اس سے خوش حالی حاصل کرو (دیکھو جو کچھ دیکھا ہے اس کو پوشیدہ رکھنا“ میں نے ریت کو چھپا دیا، جب گھر واپس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ چپکا ہوا خالص سونا ہے، میں نے اپنے گھر نثار کو بلوایا، اس نے کہا اس جیسا بہترین سونا میں نے کبھی نہیں دیکھا، کہاں سے لیا ہے؟ میں نے کہا ”مدت سے ہماری بوڑھی عورتیں اسے چھپائے چلی آتی ہیں۔“

(۴)

ابو ہاشم سے مروی ہے کہ میں مدینہ میں تھا، اوثق کے زمانے میں ایک ترکی دیہاتیوں کی تلاش میں مدینہ آیا، امام نے فرمایا ”چلو ذرا ترکی کو کھیں“ ایک جگہ آکر ہم رک گئے، ہمارے قریب سے ترکی کا گزر ہوا، امام نے اس سے ترکی زبان میں کلام کیا، ترکی گھوڑے سے اتر پڑا، اور امام کے گھوڑے کے سموں کو چومنے لگا، میں نے ترکی کو قسم دے کر پوچھا کہ اس شخص نے تم سے کیا کہا ہے؟ کہا مجھے اس نام سے آپ نے پکارا ہے جو ترکی علاقہ میں بچپن میں میرا نام رکھا گیا تھا، صرف میں ہی اس بات کو جانتا ہوں

(۵)

متوکل ایک پھوڑے میں مبتلا ہوا، جس کی وجہ سے مرنے کے قریب ہو گیا، اکی ماں نے منت مانی کہ اگر میرا فرزند ٹھیک ہو گیا تو میں امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں بہت سال پیش کروں گی، فتح بن خاقان نے متوکل سے کہا کہ آپ کے علاج سے طبیب عاجز آگئے



مال میں سے دس ہزار دینار و دوں گی، تم بیماری سے ٹھیک ہو گئے میں نے دینار آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے اس نے دوسرے قصبے کو کھولا، اس میں چار سو دینار تحفے احکم دیا کہ اس قصبے کے ساتھ دوسری قصبہ شامل کی جائے انھیں سے کہا کہ میں یہ چیزیں ابوالحسن کے پاس لے جاؤں، میں نے تلوار اور قصبہ وغیرہ تمام چیزیں واپس کر دیں مجھے شرم محسوس ہوئی عرض کیا "آقا" میں آپ کے گھر میں آپ کی اجازت کے بغیر داخل ہوا تھا، فرمایا "وسیدعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون"

(۶)

صالح بن سعید سے مروی ہے کہ متوکل نے ابوالحسن کو سامرہ میں بلایا جب آپ تشریف لائے تو آپ کو کینے لوگوں کی سرانے میں بٹھرایا گیا، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تمام حالات سے آگاہ کیا، یہ لوگ آپ کے نور کو ختم کرنا چاہتے ہیں اس لئے آپ کو یہاں بٹھرایا ہے فرمایا "فرزند سعید! وہاں دیکھو" پھر ہاتھ سے اشارہ کیا وہ جگہ باغات اور چنستان میں تبدیل ہو گئی جس میں عوریں اور غلمان بھرتے تھے میری آنکھ خیرہ ہو گئی اور بے حد حیران ہوا۔ فرمایا، ہم جہاں کہیں بھی ہوتے ہیں یہ چیزیں ہمیں ہمیا ہوتی ہیں۔"

## فصل ۱۳

# اعلام امام حسن عسکری علیہ السلام

(۱)

ابو ہاشم سے مروی ہے کہ جب بھی میں امام علی نقی اور امام حسن عسکری علیہما السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے دلیل اور برہان کو دیکھا، میں نے ارادہ کیا کہ آپ سے پوچھوں کہ کس چیز سے انگوٹھی تیار کروں جو باعث برکت ہو لیکن میں یہ بات بھول گیا، اٹھنے کا ارادہ کیا، اپنے میری طرف انگوٹھی بھینک دی، فرمایا "تم چاندی چاہتے تھے میں نے انگوٹھی دیدی ہے، لگنے نفع میں۔"

(۲)

فہرقل :- (امام سے) عورت کمزور ہوتی ہے اور میراث کا ایک حصہ لیتی ہے اور مرد قوی ہونے کے باوجود دو حصے لیتا ہے!

امام :- عورت پر جہاد اور نان و نفقہ واجب نہیں ہے یہ سب باتیں مردوں پر واجب ہیں۔ فہرقل کا بیان ہے کہ میں نے دل میں کہا کہ یہ تو وہی سوال ہے جو ابن ابوالعوجا نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کیا تھا اور یہی جواب امام نے دیا تھا، فرمایا "ہاں یہ ابن ابوالعوجا کا مسئلہ ہے ہماری طرف سے جواب بھی ایک ہے جب مسئلہ بھی ایک ہے، ہمارا اول آخر علم اور امر میں برابر ہیں، رسول اللہ اور امیر المؤمنین صاحب حقیقت ہیں۔"



4

②



محمد بن صالح نے امام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا کہ واللہ مایستعز و یثبت عندہ  
امر الکتاب؟ فرمایا: وہ چیز مٹا دی جاتی ہے جو پہلے موجود ثابت ہوتی ہے۔



احمد بن راشد اپنے ملائک کے بعض بھائیوں سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دوست کے ساتھ حج کر رہا تھا ناگاہ ایک نوجوان کو بیٹھا ہوا دیکھا جس نے آزار اور چادر پہنی، ہوئی تھی ہم نے دونوں کی قیمت ڈیڑھ سو لگائی۔ آپ کے پاؤں میں زرد رنگ کی جوتی تھی آپ پر نہ کوئی خبار تھا اور نہ ہی سفر کرنے کی کوئی علامت موجود تھی، ایک سائل آپ کے قریب ہوا۔ آپ نے مٹی اٹھا کر اس کو دی سائل نے آپ کے لئے بہت دعا کی، نوجوان اٹھ کر چلا گیا اور غائب ہو گیا ہم سائل کے قریب ہو گئے پوچھا آپ کو کیا دیکھ رہے ہیں؟ کہا سونے کا سنگرینہ، ہم نے وزن کیا تو بیس مثقال تھا، میں نے اپنے ساتھی سے کہا آقا تو ہمارے ساتھ تھے، ہم آپ کو پہچان نہ سکے چلو آپ کو تلاش کریں، ہم نے تمام مواقع میں تلاش کیا لیکن آپ کو نہ پایا یاد آپس آ کر ان لوگوں سے پوچھا جو حضرت کے گرد تھے، کہا ایک علوی نوجوان تھا ہر سال مدینہ سے پیدل آ کر حج بجا لاتا ہے۔

(۴۷)

محمد بن حسین سے مروی ہے کہ مجھے استر آباد کے ایک شخص نے بتایا کہ میں سامرہ گیا، میرے پاس ایک پارچے میں بیس و زار تھے جن میں ایک دنیا رشتی تھا، میں امام کے دروازے پر پہنچا اور بیٹھ گیا، کہا باہر آیا، کہا جو کچھ تمہارے پاس ہے مجھے دو میں نے کہا میرے پاس کچھ نہیں ہے، اندر چلا گیا پھر باہر آیا، کہا تیرے پاس تیس دنیا رشتہ کپڑے میں بندھے ہوئے ہیں جن میں ایک دنیا رشتی ہے میں نے تمام دنیا آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔

(۴۸)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں عترة میں گرفتار تھا، حسن بن راشد کے گھر گیا مگر وہ نہ ملے میں وہیں ابو جعفر کے شہر میں آیا، میں میدان میں آیا، میرے سامنے ایک آدمی آیا،

## فصل ۱۲

# اعلام قائم آل محمد عجل اللہ فرجہ

(۱)

جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب قائم مکتہ میں کھڑے ہوں گے اور کوفہ کی طرف جانے کا ارادہ کریں گے، تو منادی ندائے گا، کوئی شخص اپنے ساتھ کھانا اور پانی نہ لے، آپ کے ساتھ موسیٰ بن عمران کا پتھر ہوگا جس سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے تھے جس منزل میں قیام کریں گے، اس پتھر کو نصب کریں گے اس سے چشمے جاری ہوں گے بھوکا سیر اور پیاسا سیر ہو جائیگا یہی انکی زادراہ ہوگی کوفہ کے باہر خف میں قیام فرمائیں گے وہاں دودھ اور پانی کا ہمیشہ جاری ہونے والا چشمہ جاری ہوگا جس سے بھوکا سیر اور پیاسا سیر ہوں گے۔

(۲)

ابو جعفر کے نوکر نسیم سے مروی ہے کہ میں صاحب الزمان کی ولادت کے دس روز بعد امام کی خدمت میں حاضر ہوا مجھے چھینک آگئی تو فرمایا اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے میں خوش ہوا فرمایا تمہیں چھینک کے متعلق خوشخبری سناؤں میں نے کہا ہاں فرمایا اس سے تین دن تک موت سے امان ملتی ہے۔



## باب ۱۵ اِنَّكَ اَشْنَاءُ عَشْرٍ

### کی امامت کی صحت پر دلائل

جبابۃ الدوابیجہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنینؑ مسجد کوفہ کے صحن میں تشریف فرما تھے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں، عرض کیا: اے امیر المؤمنینؑ! امامت کی کیا علامت ہے؟ آپ نے دہاں ایک پڑے ہوئے سنگ ریزے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: مجھے دیدہ میں نے سنگ ریزہ خدمت میں پیش کر دیا آپ نے اس پر اپنی ہر لگائی، فرمایا: اے جبابہ! جب کوئی امامت کا دعویٰ کرے جس طرح تو نے مجھے کرتے ہوئے دیکھا ہے اگر وہ اسی طرح کرے تو مجھ کو لینا کہ وہ واجب اطاعت امام ہیں، امیر المؤمنینؑ کے انتقال کے بعد میں امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ مجلس امیر المؤمنینؑ پر تشریف فرما تھے، لوگ مسائل دریافت کر رہے تھے فرمایا: جبابہ! سنگ ریزہ لاؤ، میں نے پیش کر دیا آپ نے امیر المؤمنینؑ کی طرح اس پر ہر لگائی، پھر میں امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں رسول اللہؐ کی مسجد میں گئی، آپ نے مجھے قریب بٹھایا اور خوش آمدید کہا، فرمایا: امامت کی علامت معلوم کرنا چاہتی ہو؟ میں نے کہا: خدا کی قسم آقا! یہی ہے، فرمایا: سنگ ریزہ لاؤ میں نے پیش کر دیا، آپ نے ہر لگادی، پھر امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں، اتنا بڑھی ہو چکی تھی، میری عمر ایک سو تیرہ سال تھی، میں نے آپ کو رکوع و سجود

ایسا خوبصورت آدمی میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا، میرا ہاتھ پکڑا اور ایک سفید پتیلی تھا دی، پتیلی پر یہ عبارت تحریر تھی، بارہ دنیا سرور طبخ،

(۶)

حسن بن حسین استرآبادی سے مروی ہے کہ میں طواف کر رہا تھا، طواف کے بارے میں مجھے شک ہوا، ایک خوبصورت جوان میرے سامنے آیا، فرمایا: ایک اور ہفتہ طواف کرو۔

(۷)

محمد بن شاذان سے مروی ہے کہ میں نے میں درہم اپنی طرف سے نکال کر کے پانچ صد درہم محمد بن احمد قتی کے پاس بھیج دیئے اس بارے میں کوئی خط نہ لکھا، میرے پاس خط موصول ہوا کہ ہم نے پانچ صد درہم وصول کر لئے ہیں، جن میں میں درہم تھا ہے۔

(۸)

ابو جبار مصری جو صلح انسان ہیں، بیان کرتے ہیں کہ میں امام حسن عسکری علیہ السلام کے انتقال کے بعد امام کی تلاش میں نکلا، اول میں کہا، اگر کوئی چیز ہے تو تین سال کے بعد ظاہر ہوئی، میں نے آواز سنی، لیکن آواز والے کو نہ دیکھا، اے نصر بن عبد وہب تم اہل مصر سے کہو، کیا تم نے رسول اللہؐ کو دیکھا تھا جس پر ایمان لائے، مجھے تعجب ہوا کہ میرے باپ کا نام عبد وہب کیسے معلوم ہو گیا؟ میں ملاسن میں پیدا ہوا، مجھے ابو عبد اللہؐ توفی مصر میں لائے، میری نشوونما مصر میں ہوئی، جب کوئی چیز میرے سامنے ظاہر نہ ہوئی تو وہاں سے روانہ ہو گیا۔



میں مصروف پایا، امامت کی علامت سے مایوس ہو گئی، آپ نے اپنی سبابہ انگلی سے میری طرف اشارہ کیا، میری جوانی واپس لوٹ آئی فرمایا "تھائے پاس جو چیز ہے دو لاؤ" میں نے سنگریزہ پیش کیا، آپ نے اس پر مہر لگائی، پھر امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آئی، آپ نے اس پر مہر لگائی، پھر امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آئی، آپ نے اس پر مہر لگائی، پھر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں آئی، آپ نے بھی مہر لگادیا، پھر امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں آئی، آپ نے بھی مہر لگادیا، عبداللہ بن ہشام کے قول کے مطابق اس کے بعد ۹ ماہ زندہ رہی۔



علی علیہ السلام مسجد کوفہ میں تشریف فرما تھے، آپ کے پاس اصحاب موجود تھے انہوں نے کہا ہمیں تعجب ہوتا ہے کہ دنیا اس قوم کے ہاتھ میں ہے اور آپ کے پاس نہیں فرمایا کیا ہم دنیا طلب کرتے ہیں اور ہمیں نہیں ملتی؟ پھر حضرت نے مسجد کے سنگریزوں کی ایک مٹھی بھر کر ہاتھ میں بند کی اور پھر کھول دی، تمام سنگریزے چمکے ہوئے جواہر کی شکل میں تبدیل ہو گئے، فرمایا "یہ کیا ہیں؟" ہم نے دیکھا وہ بہترین جواہر تھے، فرمایا "اگر ہم دنیا طلب کرتے تو وہ ہماری ہوتی، لیکن ہم تو اسے چاہتے ہی نہیں، پھر آپ نے جواہر کو پھینک دیا، وہ پہلے کی طرح سنگریزے ہو گئے۔



امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور غربت کی شکایت کی امام رد پڑے، لوگ چلے گئے ان میں ایک مخالف بھی تھا، اس نے کہا تمہارا دعویٰ ہے کہ امام کی دعا قبول ہوتی ہے، حالانکہ یہ بات غلط ہے وہ تو اپنی بے بسی کی وجہ سے

رد پڑے میں، وہ شخص واپس آیا اور عرض کیا "رسول اللہ کے فرزند! مخالف کی بات سے غربت سے زیادہ تکلیف دی ہے" فرمایا "اللہ تعالیٰ آسانی پیدا کرے گا" نوکرانی کو ادا کر دی فرمایا میری روٹی لاؤ، جو کی دو روٹیاں لائی، جن پر بھوسی صاف دکھائی دے رہی تھی فرمایا "ان کو لے لو" میں نے لے لیا، اس نے کوئی چیز خریدنے کا ارادہ کیا راستے میں دائیں بائیں دیکھا آیا کہیں خریدنے کی کوئی چیز نہ ملے، پلے محلے میں آگیا وہاں الگ الگ دو دکانیں تھیں دکاندار دکان سے ٹھکر سیبے میں آچکے تھے، میں نے ایک دکان پر باکی بچھی دیکھی، دکاندار سے کہا روٹی کے عوض بچھی لینا چاہتا ہوں، کہا روٹی رکھ دو، بچھی لے لو، میں نے کہا ملک بھی چاہیے کہا دوسری روٹی رکھ دو، ملک لے لو، چیزیں لے کر میں گھر آگیا، دروازہ بند کر کے بچھی کو ٹھیک کرنے میں مصروف ہو گیا، بچھی کے پیٹ سے ایک بہت بڑا موقی نکلا، اسی دوران میں دروازہ کھٹکا میں نے دروازہ کھولا، دونوں دکاندار دونوں روٹیاں لیکر گئے انہوں نے کہا، آپ ہمارے بھائی ہیں روٹیاں مل کر کھا لیں گے، دونوں چلے گئے ایک شخص نے دروازہ کھٹکھا، ایک علی بن حسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا کام آسان بنا دیا ہے، اللہ کا شکر یہ ادا کرو۔



ابن ابی عوجہ اور تین اور دہریوں نے مکہ میں بیٹھ کر یہ معاہدہ کیا کہ قرآن مجید کا جو حصہ ہر شخص اپنے ذمہ لے لے اور اس جیسا قرآن بنا کر اگلے سال لوگوں کے سامنے پیش کرے، جب سال ختم ہو گیا تو یہ لوگ مقام ابراہیم پر جمع ہوئے، ایک نے کہا جب میں نے آیت با ارض ابلعی ماعک ویا سماء اقلعی وغیض الماء کو دیکھا تو قرآن کی مانند آیت بنانے سے رو گیا، دوسرے نے کہا جب میں نے آیت فلما استیسا وامنہ خلصوا انجیا کو دیکھا تو میں مقابلہ کرنے سے مایوس ہو گیا یہ چاروں آدمی چپکے سے باتیں کر رہے تھے امام جعفر صادق



رسیدیں لے لیں، لیکن جب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا تو آپ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے، راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اللہ سے ڈرو! اہلبیت محمد کو آرام کرنے دو! انھوں نے بھی اولادِ حق کی تکالیف اٹھانی ہیں، تمام کے تمام محتاج ہو چکے ہیں، میں نے عرض کیا: یہ کیا بات ہے؟ فرمایا میرے قریب آ جاؤ، میں قریب ہو گیا مجھے وہ ساری گفتگو بتائی جو میرے اور ودانق کے درمیان ہوئی تھی، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ گفتگو کے وقت تیسرے آدمی تھے ابوودانق نے کہا اہل بیت کا ہر فرد محدث ہے اور جعفر بن محمد بھی محدث ہیں۔

ابو عبد اللہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ بی بی عائشہ نے لوگوں سے کہا کہ میرے پاس اس شخص کو لے آؤ جو علی بن ابی طالب سے نہایت دشمن رکھتا ہو، آپ کی خدمت میں ایسا آدمی پیش کیا گیا، بی بی صاحبہ نے سر بلند کر کے فرمایا: تم علیؑ سے کتنی دشمنی رکھتے ہو؟ کہا: میں اللہ تعالیٰ سے متنا کرتا ہوں کہ علیؑ یا آپ کے اصحاب میں سے کوئی شخص مل جائے تو اس کو تلوار کا دار لگاؤں اور یہ تلوار اس کے خون سے تر ہو جائے، کہنے لگیں: تم مناسب آدمی ہو، میرا خط لے کر آپ کے پاس چلے جاؤ، خواہ سوار ہوں خواہ پیٹے ہوں جا کر دے دو۔ اگر سوار پہنچے ہوں گے تو رسول اللہ کے حجر پر سوار ہوں گے، اور کمان زمین میں لٹکی ہوئی ہوگی، لوگ آپ کے پیچھے بندہوں کی صفوں کی طرح ہوں گے، اگر آپ کھانا پیش کریں تو نہ کھانا، کیوں کہ اس میں جادو ہو گا، وہ شخص روانہ ہو کر امیر المؤمنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ حجر پر سوار تھے، آپ نے خط لیا، اس کی مہر کو توڑا، اس شخص سے کہا: تم ہمارے گھر آ گئے ہو، ہمارا کھانا اور پانی پینا ہو گا، اس شخص نے کہا: خدا کی قسم ایسا

کا وہاں سے گزر رہا، ان کی طرف متوجہ ہو کر یہ آیت تلاوت فرمائی قل لئن اجتمعت الا نفس والجبن علی ان ینا تو ابشئل هذا القرآن لایاتون بشئم یہ سن کر وہ لوگ حیران ہو گئے

★

ابراہیم بن محمد سہرانی سے مروی ہے کہ ابو جعفر ثانی نے میرے پاس خط تحریر کیا کہ اس کو جب تک یحییٰ بن عمران زندہ ہیں کھولنا نہیں، کئی سال میرے پاس خط پڑا رہا جس روز یحییٰ بن عمران کا انتقال ہوا، میں نے خط کو کھول کر دیکھا، اس میں تحریر تھا: تم یحییٰ کے قائم مقام ہو جاؤ اور جو کام وہ کرتے تھے، تم کرتے رہو، ابراہیم کا بیان ہے کہ جب تک یحییٰ زندہ رہے اس وقت تک مجھے موت کا بالکل ڈر نہیں تھا۔

★

ابو بصیر سے مروی ہے کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا کہ ابو حمزہ کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا: ٹھیک ہیں، فرمایا: جب ان کے پاس جادو تو ان سے کہو کہ تم فلاں دن اور فلاں ماہ مر جاؤ گے، میں داپس گیا ابو حمزہ کو آگاہ کیا، وہ اسی وقت اور اسی دن مر گئے

★

ابو ودانق نے ایک شخص کو مال دیکر مدینہ میں عبد اللہ بن حسنؑ کے کئی اہل بیت اور امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا اور اس سے کہا کہ جا کر کہنا کہ میں خراسان کا آپ حضرات کا شیعہ اور مذہب ہوں، وہاں کے شیعوں نے یہ مال آپ حضرات کی خدمت میں روانہ کیا ہے، فلاں فلاں شرط کے تحت ان کو مال دیدینا، جب وہ لوگ مال وصول کر لیں تو ان سے مال لینے کی رسید لے لیا، وہ شخص مدینہ میں آیا اور لوگوں کو مال دیکر



کو باہر لے آئے ہو، اس شخص نے خط لاکر بی بی صاحبہ کی خدمت میں پہنچا دیا اور حضرت کی گفتگو سے آپ کو آگاہ کیا، یہ شخص رہا پس امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور جنگ صفین میں حضرت کے قدموں میں شہید ہوا۔

\*

سیمان بن جعفر جعفری سے مروی ہے کہ امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں الحمار کی بالائی منزل پر میں موجود تھا، دسترخوان ہمارے سامنے لگا ہوا تھا، حضرت نے سر اٹھایا، ایک شخص کو جلدی جلدی آتے ہوئے دیکھا، آپ نے کھانے سے ہاتھ روک لیا وہ شخص ادھر پڑھ آیا، عرض کیا کہ زبیری مر گیا ہے، آپ نے زمین کی طرف سر جھکا لیا، آپ کا رنگ زرد پڑ گیا، فرمایا، میرا خیال یہی تھا، آج رات اس نے ایک ایسے گناہ کا ارتکاب کیا ہے کہ اس سے بڑا گناہ نہیں ہو سکتا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، مَنَّا خَطِيَا تَهُمْ وَأَعْرَفُوا خَلْقًا مِّنْ دُونِهَا، پھر آپ نے کھانا شروع کیا، مقطور سی درمیں آپ کا غلام آیا اور عرض کیا، زبیری مر گیا ہے، فرمایا موت کا باعث کیا چیز تھی؟ عرض کیا، کل رات اتنی شراب پی کہ اس میں غرق ہو کر مر گیا ہے۔

\*

ابو کھس سے مروی ہے کہ میں مدینہ میں ایک ایسے گھر میں ٹھہرا ہوا تھا، جس میں ایک لڑکی رہا کرتی تھی، جو مجھے بھلی معلوم ہوئی تھی، ایک رات میں دروازے پر گید دروازہ کھولنے کو کہا اس نے دروازہ کھول دیا، میں نے ہاتھ بڑھا کر اس کا پستان پکڑ لیا دوسرے روز ابو عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت میں آیا، فرمایا جو فعل تم نے کل رات کیا ہے، اس سے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو۔

نہیں ہو گا، حضرت نے کتاب سے پاؤں نکالا اور نیچے تشریف لائے آپ کے اصحاب نے آپ کو گھیر لیا، اس شخص سے امیر المؤمنین نے کہا، اگر میں تم سے کوئی بات پوچھوں تو تم اس کی تصدیق کرو گے؟ عرض کیا، کیوں نہیں؟ فرمایا، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ بی بی صاحبہ نے نہیں کہا تھا کہ میرے پاس وہ شخص تلاش کر کے لاؤ جو علی سے سخت عداوت رکھتا ہو، تم لائے گئے، تم سے پوچھا کہ تم علی سے کتنی عداوت رکھتے ہو، تم نے کہا میری اکثر اللہ تعالیٰ سے یہی تفریق ہے کہ علی یا آپ کے اصحاب میرے قابو میں نہ جائیں، میں اپنی تلوار کا ان پر وار کروں اور تلوار خون میں تر ہو جائے، کہا، ہاں یہ بات کبھی سچی ہو سکتی ہے، فرمایا، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا اس نے یہ بات نہیں کہی تھی کہ تم میرا خط لے کر علی کے پاس چلے جاؤ اور ان کے حوالے کر دو، وہ تمہیں سوار یا بیٹھے ہوئے میں لے گئے، اگر سوار ہوں گے تو رسول اللہ کے خیمہ پر سوار ہوں گے، امکان کو زمین سے سے نکال کر اٹھا ہو گا، آپ کے پیچھے آپ کے اصحاب پرندوں کی طرح صفیں باندھ ہوئے ہوں گے، عرض کیا، ہاں یہ سچی بات تھا، فرمایا، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تم سے یہ نہیں کہا تھا کہ اگر کھانا اور پانی دیں تو قبول نہ کرنا، کیونکہ اس میں جادو ہو گا، کہا، ہاں یہ سچی بات تھا، اس شخص نے امیر المؤمنین کی خدمت میں عرض کیا کہ جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو تمام روئے زمین سے میرے نزدیک آپ ناپسندیدہ انسان تھے، اب تمام لوگوں سے میرے نزدیک زیادہ محبوب ہیں، جو حکم ہو اور خدا فرمائیے، فرمایا، میرا یہ خط جا کے دے دینا اور کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں گھر بیٹھے کا حکم دیا تھا، اور تم گھر سے باہر آ گئے، دو ان دونوں طلبہ اور زبیری سے کہنا کہ تم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ انصاف نہیں کیا، انہی دیویوں کو تو تم نے گھروں میں بٹھا رکھا ہے، رسول کی بیویوں



سے رجبہ میں زمین طلب کی تھی، امام حسنؑ نے فرمایا "میں تیسرے لئے ایک ایسا کام کرتا ہوں جو اس سے بہتر ہوگا، میں اور میرے آباء و اجداد تمھارے لئے جنت کے ضامن ہیں کیا یہ بات منظور ہے؟ عرض کیا "ہاں" میں نے ابو جعفرؑ کی خدمت میں عرض کیا "کیا جی طرح امام حسنؑ علیہ السلام نے فلاں شخص کے لئے جنت کی ضمانت دی تھی؟ آپ میرے لئے جنت کی ضمانت اپنی اور اپنے آباء کی طرف سے دلاتے ہیں؟" فرمایا "میں ضامن ہوں! ابو بصیرؑ کا بیان ہے کہ وہ شخص یہاں تک کہہ کر نہ متقال کر گیا، میں نے یہ بات کسی کو نہ بتائی، میں کونج کر کے مدینہ میں آیا، فرمایا "فلاں فلاں بات تمھیں بیان کی ہے؟" علیؑ نے جو جو باتیں بتائیں وہ سب مجھے امامؑ نے بتائیں، میں نے کہا "خدا کی قسم میرے پاس کوئی موجود نہ تھا جب اس نے باتیں بیان کیں، نہ ہی میرے منہ سے کوئی بات نکلی ہے، اپنے کیسے معلوم کر لیا ہے؟" حضرت نے اپنے ہاتھ سے میری رائوں کو دبا کر فرمایا "اب چُپ رہو۔"

حسن بن موسیٰ سے مروی ہے کہ میں جمیل بن دراج اور عائدہ جسی ج کے لئے روانہ ہوئے، عائدہ نے کہا مجھے ابو عبد اللہؑ کے پاس کام ہے اور اس بارے میں آپ سے پوچھوں گا ہم حاضر ہو گئے، فرمایا جس نے فرائض کی بجا آوری کی اس سے ادھی چیز کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا، ہم اٹھ کھڑے ہوئے، عائدہ نے پوچھا "تمہاری کیا حاجت تھی؟" کہا "تم نے اس بات کو حضرت نے سن لیا ہے، نماز شب پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا، مجھے خوف ہوا۔ کہ کہیں اس میں گنہگار ہو کر ہلاک نہ ہو جاؤں۔"

★

زیاد بن ابی خلّال سے مروی ہے کہ لوگوں نے جابر بن زید کے احادیث اور عجائب

محرّم اسدی سے مروی ہے کہ مدینہ میں میرا قیام ایسے شخص کے گھر میں تھا، جس کی ایک لونڈی تھی جو مجھے بھلی لگتی تھی، میں دروازے پر آیا، لونڈی نے میرے لئے دروازہ کھولا، میں نے اس کا پستان پکڑ لیا، صبح کو ابو عبد اللہؑ کی خدمت میں آیا، فرمایا "کہاں گلی کھلائے؟" عرض کیا "میں تو مسجد سے الگ نہیں ہوا،" فرمایا "تمھیں معلوم ہونا چاہیے، کہ ہمارا امر پر ہمیر گاری سے مکمل ہوتا ہے۔"

★

ابراہیم بن محرم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں شام کو ابو عبد اللہؑ کے پاس سے مدینہ میں اپنے گھر آیا، میری والدہ میرے ساتھ تھی، میرا مال کیسا تھا جھگڑا ہو گیا میں نے اس کو گالیاں دیں صبح کو نماز پڑھ کر ابو عبد اللہؑ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، خود ہی فرمایا "اے محرم! خالدہ نے تیرا کیا قصور کیا۔ کل رات تم نے گالیاں دیں، کیا تمھیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ تم اسکے شکم میں ساکن ہے، اس کی گود کے گھر میں تم نے پرورش پائی، اس کے پستانوں سے بطور شفا کے دودھ پیا،" میں نے عرض کیا "ایسا ہی ہے!" فرمایا "اس کو گالی نہ دینا۔"

★

ابو بصیرؑ سے مروی ہے کہ علی دراج بن دراج نے موت کے وقت بیان کیا کہ ابو جعفرؑ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ تمھارے مجھے مال کی وصولی پر متعین کیا، میں نے مال وصول کیا، بعض مال ضائع ہو گیا، کچھ میں خود کھا گیا اور کچھ تمھارے کو دیدیا میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اس بارے میں معاف کر دیں، فرمایا "اس بارے میں تجھے معافی ہے۔" میں نے عرض کیا کہ فلاں شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ اس نے حسن بن علیؑ علیہ السلام



ایک دوسرے پر پڑے ہوئے تھے، میں نے عرض کیا "میں آپ پر قربان ہو جاؤں  
آپ کو ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں اور آپ کے شیعہ محتاج ہیں" فرمایا "اللہ تعالیٰ نے ہمارے  
اور شیعوں کے لئے دین اور آخرت کو جمع کیا ہے، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جنت نعیم میں  
داخل کرے گا اور ہمارے دشمنوں کو نارِ جہیم میں۔"

★

داؤد بن قاسم جعفری سے مروی ہے کہ قم کے رہنے والے ایک شخص نے ابو  
عبد اللہ علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق سوال کیا۔ ان یسوق فقد سوت اخ طمن  
قبل۔ فرمایا "یوسفؑ نے چوری نہیں کی تھی، یعقوب کے پاس منطقہ تھا جو ابراہیمؑ  
سے بطور میراث پایا تھا، جو شخص اسے چرالیا وہ اس کا غلام ہو جاتا، جب کوئی انسان  
اسے چراتا جبریلؑ اگر چور کے متعلق آگاہ کرتا، وہ چود سے واپس لے لیا جاتا، چور منطقہ  
کے مالک کا غلام ہو جاتا، منطقہ سارہ بنت اسحاق بن ابراہیمؑ کے پاس تھا، سارہ یوسفؑ  
سے محبت کرتی اور آپ کو اپنا فرزند بنا لیا، اسی نے منطقہ دیا اور یوسفؑ کی کمر  
میں باندھ دیا اور پھر سوار پرنا دی اور یعقوبؑ سے کہا منطقہ چوری ہو گیا ہے جبریلؑ نے  
آکر کہا منطقہ یوسفؑ کے ساتھ ہے، سارہ کے فعل کی خبر نہ دی، یعقوبؑ نے یوسفؑ  
کی تلاش لی، آپ اس وقت بچے تھے، منطقہ یوسفؑ سے ملا، سارہ بنت اسحاق نے کہا  
جب یوسفؑ نے منطقہ چرایا ہے تو آپ کو لینے کی میں سب سے زیادہ متقی ہوں، یعقوبؑ نے  
کہا کہ یوسفؑ اس شرط پر تیرے غلام ہیں کہ نہ تو اس کو بیچ سکتے ہیں اور نہ ہی بخش سکتے ہیں۔"

لے کر میں باندھنے کی ٹیپی۔ ۱۱ مترجم

کے بارے میں اختلاف کیا، میں ابو عبد اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے سوال کرنے  
سے پہلے حضرت نے فرمایا "اللہ تعالیٰ جابر بن یزید جعفی پر رحم کرے، وہ ہمارے بارے میں  
سیح بات کہا کرتا تھا، مغیرہ بن شعبہ پر خدا لعنت کرے وہ ہم پر جھوٹ بولا کرتا ہے۔"

★

خلد بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں ابو عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے  
پاس لوگ جمع تھے میں نے دل میں کہا کہ ان کو پتہ نہیں ہے کہ وہ کس سے گفتگو کرتے ہیں  
حضرت نے مجھے آواز دیکر فرمایا "خدا کی قسم ہم مخلوق بندے ہیں ہمارا رب جس کی  
عبادت کرتے ہیں، اگر ہم اس کی عبادت نہ کریں تو وہ ہمیں آگ کا عذاب دے گا میں  
نے کہا "میں آپ کے بارے میں وہی بات کہوں گا جو آپ کے دل میں ہے" فرمایا "ہمیں  
پرورش شدہ بندے قرار دو اور نبوت کے سوا ہمیں جو کچھ چاہو کہو۔"

★

ایک جماعت نے بیان کیا جس میں یونس بن ظبیان، مفضل بن عمر ابو سلمہ سراج  
اور حسین بن ابی ناتمہ شامل ہیں کہ ہم ابو عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے  
فرمایا ہمارے پائین کے خزانے اور کنجیاں موجود ہیں، اگر میں اپنے پاؤں سے زمین پر  
دھکوکہ لگا کر کہوں کہ جو کچھ تم میں سونا اور چاندی موجود ہے نکال دو تو وہ ضرور نکال  
دے گی، حضرت نے ایک پاؤں سے زمین پر خط کھینچا، جس سے سونے اور چاندی،  
کے چٹے جاری ہو گئے آپ نے بالشت برابر سونے کی ڈلی بائیں نکال کر فرمایا "اس کو  
دیکھو تاکہ تمہیں شک نہ رہ جائے" ہم نے دیکھا کہ وہ چمکتا ہوا سونا تھا، پھر فرمایا "زمین کی  
طرف دیکھو، ہم نے زمین کی طرف دیکھا تو اس میں بہت سے سونے کے چمکتے ہوئے ڈلے



طلب کی اس کیلئے جاع پناہ ہیں، جس نے ہماری پناہ لی جس نے ہمیں دوست رکھا وہ ہمارے ساتھ تمام اعلیٰ میں مقیم ہوگا، جس نے ہم سے روگردانی کی وہ جہنم میں ہوگا اپنے دشمن کے جہنم میں چلے جانے کی گواہی دیتے ہو، لیکن اپنے دوست کے جنت میں جانے کی گواہی نہیں دیتے، یہ محض کمزوری کا نتیجہ ہے،

★

امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں آپ کا ایک محب جو یگینوں کو کندہ کرنے کا کام کرتا تھا حاضر ہوا، عرض کیا: رسول اللہ کے فرزند! خلیفہ نے مجھے ایک بہت بڑا فیروزہ جو بہت ہی خوبصورت ہے، دیا ہے اور کہتا ہے کہ اس میں فلاں فلاں نقش کندہ کر دو، میں جب اس پر ہوا رکھا تو وہ دو ٹکڑے ہو گیا، اب میری ہلاکت کا وقت آگیا میرے لئے اللہ تعالیٰ کی بدگاہ میں دعا فرمائیے۔ فرمایا: "انشار اللہ تم پر کوئی خوف نہیں ہوگا" میں گھبرا گیا، دوسرے روز خلیفہ نے بلایا اور کہا کہ "میری دو بیویوں نے نگینہ کے بارے میں جھگڑا کیا ہے، وہ اس بات پر راضی ہیں کہ اس کو ان کے لئے آدھا آدھا کر دیا جائے، اس کے دو حصے کر دو۔ میں نے اس کے دو نگینے بنا دیئے اور خلیفہ کے گھر جا کر پیش کر دیئے، اس کی دونوں بیویاں راضی ہو گئیں، خلیفہ نے مجھے اچھی فرمودی دی، اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں،

★

ابو طالب نے فاطمہ بنت اسد سے فرمایا کہ علیؑ لڑکے ہیں اور تجوں کو توڑنے میں مجھے ڈر ہے کہ کہیں (قریش کے) بڑے آدمیوں کو پتہ نہ چل جائے، عرض کرنے لگیں، میں آپ کو اس عجیب بات بتاتی ہوں کہ میں ایک روز اس جگہ سے گزر رہی تھی، جہاں

عرض کرنے لگی۔ میں اس بات کو قبول کرتی ہوں کہ آپ اس کو مجھ سے واپس نہ لیں اور میں ابیں آزاد کرتی ہوں، یعقوبؑ نے یوسفؑ کو سارہ کے حوالے کیا، اس نے اسی وقت آزاد کیا، اسی بنا پر یوسفؑ کے بھائیوں نے کہا ان یسرق نقد سوق اچ لہ، ابو ہاشم نے کہا میں دل میں سوچا کرتا کہ یعقوبؑ یوسفؑ کے فراق میں اس قدر روئے کہ آپ کی آنکھیں سفید ہو گئیں، یوسفؑ اور یعقوبؑ کے درمیان فاصلہ بھی قریب تھا، میری طرف ابو محمد علیہ السلام نے متوجہ ہو کر فرمایا: "اے ابو ہاشم! اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگ، اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمام اعلیٰ کو یوسفؑ اور یعقوبؑ کے درمیان اٹھا دیتا، وہ ایک دوسرے کو دیکھ سکتے، لیکن اللہ ایک مدت مقرر کرتا ہے، وہ اس کو کر کے رہتا ہے، ایک معلوم بات انتہا تک پہنچتی ہے یہ تب ہوتا ہے، جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے اویار کو اس بات کا اختیار ہوتا ہے،

★

محمد بن حسن بن میمون سے مروی ہے کہ میں نے امامؑ کی خدمت میں خط تحریر کیا جس میں غربت کی شکایت کی، پھر میں نے دل میں کہا کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ غربت ہمارے ساتھ اچھی ہے، اس سے کہ ہمارے غیر کے ساتھ تو ٹنگری ہو، ہمارے لئے قتل ہونا اچھا ہے اس سے کہ ہمارے غیر زندہ رہیں، حضرتؑ کا جواب آیا کہ "اللہ تعالیٰ اپنے اویار کے گناہوں کو جب زیادہ ہو جائیں تو فقر کے ذریعے مٹاتا ہے اور بہت سے گناہ معاف کر دیتا ہے جس طرح تم نے دل میں کہا ہے وہ ایسا ہی ہے، فقر ہمارے ساتھ اچھا ہے، یہ نسبت ہمارے غیر کے اور اس کے ساتھ تو ٹنگری ہو، ہم اس شخص کیلئے گھڑہ ہیں جس نے ہماری پناہ لی اور اس کیلئے نذر ہیں جس نے ہم سے دشمنی



بت رکھے ہوئے تھے اور علیؑ میرے شکم میں تھے، اس نے دونوں پاؤں سختی سے میرے شکم میں اٹھے رکھ دیئے کہ میں اس جگہ کے قریب جاؤں جہاں بت رکھے ہوئے ہیں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی خاطر کعبہ کا طواف کر رہی تھی۔

★

ابو جعفر علیہ السلام سے مروی ہے کہ امیر المؤمنینؑ مسجد میں تشریف فرما تھے؛ آپ کے گرد آپ کے اصحاب موجود تھے، آپ کا ایک شیعہ حاضر ہوا، عرض کیا: یا امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ فرمایا: "سچ کہا" ایک خارجی نے اعلان کی خاطر یہی سوال کیا۔ فرمایا: "تم بھوٹے ہو، خدا کی قسم تم مجھ سے محبت نہیں کرو گے" یہ سن کر وہ شخص رو پڑا، عرض کیا: "ہاتھ بڑھائیے تاکہ آپ کی بیعت کروں" امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: "کس بات پر؟" کہا: "جس بات پر پہلے اور دوسرے نے عمل کیا" فرمایا: "تم اپنا ہاتھ واپس کر لو، خدا کی قسم گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم گمراہی پر قتل ہو گئے ہو، اور عراق کے گھوڑوں نے تمھارے چہرے کو روند ڈالا ہے، تم اپنی قوم سے پہچانے نہیں جلتے اس شخص نے نہر دان کے خدجیوں کے ساتھ خود کش کیا اور قتل ہوا۔

★

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بھائی اسحقؑ نامہ اور محمد و یاسج آپ کے پاس آئے حضرت کو ایک ایسی زبان میں گفتگو فرماتے سنا جو عربی نہیں تھی، ایک مقلبی غلام آیا آپ نے اس سے اس کی زبان میں گفتگو فرمائی، غلام چلا گیا اور آپؑ فرزند علیؑ رضی اللہ عنہ کو بلایا، امام موسیٰ کاظمؑ نے اپنے بھائیوں سے فرمایا کہ میرے فرزند علیؑ یہی ہیں، دونوں نے آپ کو اپنے سینہ سے لگایا اور بوسے دیئے، پھر حضرت علیؑ غلام کے ساتھ حبشی زبان میں گفتگو کی۔

اور ایک غلام کے ساتھ ارد زبان میں گفتگو کی، حتیٰ کہ آپؑ پانچ فرزند پانچ غلاموں کے ساتھ لائے گئے جو مختلف زبان والے تھے، حضرت نے ہر ایک سے اس کی زبان میں بات چیت کی

★

محمد بن راشد اپنے جد سے روایت کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس ایک مسئلہ پوچھنے گیا، معلوم ہوا کہ یہ حمیری شاعر کا انتقال ہو گیا ہے آپ ان کے خزانے پر گئے ہیں، میں گورستان میں چلا گیا، میں نے فتویٰ پوچھا، آپ نے فتویٰ بتایا، جب میں اٹھنے لگا تو آپ نے میرا کپڑا پکڑ کر اپنی طرف کھینچا، فرمایا: "اے گروہ اعداء تم نے علم کو چھوڑ دیا ہے" میں نے پوچھا: "آپ اس زمانے کے امام ہیں فرمایا: "ہاں" میں نے کہا، کوئی دلیل اور نشانی؟" فرمایا: "جو چاہو پوچھو، انشاء اللہ تعالیٰ تمہیں آگاہ کر دوں گا، میں عرض کیا: "میرا بھائی مر گیا ہے" میں نے اس کو اس گورستان میں دفن کیا ہے، اسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ کر دیجئے" فرمایا: "میں اس بات کے اہل بھی ہوں؟ ہاں تمھارا بھائی مومن تھا، اس کا نام ہمارے نزدیک احمد ہے، پھر حضرت احمد کی قبر پر تشریف لے گئے، دعا کی، قبر کھافتہ ہو گئی، احمد قبر سے باہر آگیا اور کہا بھائی ان کی پیروی کرو اور ان کو نہ چھوڑو اور مجھ سے قسم لی کہ میں اس بات سے کسی کو آگاہ نہ کر دوں اور پھر اپنی قبر میں چلے گئے،

★

امیر المؤمنینؑ صفین کی طرف روانہ ہوئے، فرات کو عبور کیا، جبل کے پاس پہنچے نماز عصر کا وقت آگیا، بہت غور سے دیکھا، وضو کیا، اذان کہی، اذان سے فارغ ہوئے تو



اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، یہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک مگر اس کے لشکر کو کچھ نہ گزریں لائے گا جس کا علم حبیب بن جزار اٹھائے گا البخرہ ثمالی نے کہا "خدا کی قسم خالد بن عرفطہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ (معاویہ نے) عمر بن سعد بن ابی وقاص کو نہ بھیجا اور اس کے ساتھ خالد بن عرفطہ تھا، جو مقدّمہ لشکر پر تھا اور حبیب بن جزار صاحب رایت تھا۔

\*

اصبع بن نباتہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنینؑ نے کوفہ سے مائیں جانے کا حکم دیا۔ ام القواہر کو چل پڑے، عمر بن حرث نے ۹ آدمیوں کے ساتھ تخلف کیا، یہ لوگ حیرہ چلے گئے، جس کو خورنق کہتے ہیں، انھوں نے کہا بدھ کے روز روانہ ہو کر حضرت کے لشکر سے مل جائیں گے، ایک گویہ ظاہر ہوئی، عمر بن حرث نے کچڑیاں، ہاتھ پر بیٹھا کر اپنے ساتھیوں سے مذاق کے طور پر کہا، یہ امیر المؤمنینؑ (نور علیہ السلام) ہیں، اس کی بیعت کرو، انھوں نے بیعت کی، جب کہ روز مائیں میں آئے مسجد کے دروازے پر اتر پڑے، حضرت امیر منبر پر خطبہ فرماتے تھے، یہ لوگ چپکے سے مسجد میں داخل ہوئے، حضرت علیؑ نے دیکھ کر فرمایا "اے لوگو! رسول اللہؐ نے مجھے ایک ایسی علم کی حدیث تعلیم کی جس میں ہزار بات تھیں میرے لئے ہر بات پر ہزار ہزار باب علم کے اور کھل گئے، میں نے اللہ تعالیٰ کو فرامانے کا کہ قیامت کے روز ہر شخص اپنے امام کے ساتھ اٹھایا جائیگا، میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ قیامت کے روز میرے لشکر سے نو آدمی ایسے اٹھائے جائیں گے جو اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ میرے اصحاب ہیں اور بھی ابھی میرے لشکر میں آکر ملے ہیں ان کا امام گویہ ہوگی جسکو انھوں نے راستہ میں کچڑیاں دیں اور اس کی بیعت کی ہے اگر میں چاہوں تو ان کے نام

پہاڑ و ڈھلوان سے ہوا، ایک سفید سر ظاہر ہوا، جس کی دائرہ صبی اور چہرہ سفید تھا کہا السلام علیکم یا امیر المؤمنینؑ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مرجأ بومتی خاتم النبیین وقائد القواہم الجملین رید الوصیین حضرت نے فرمایا "علیک السلام یا اخی شمعون بن حنون الصفاوصی روح القدس علیؑ بن مریم فراح کیسے ہیں؟" کہا خیریت سے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے میں روح القدس کے اترنے کا منتظر ہوں، اے بھائی علیؑ جس اذیت میں گرفتار ہو صبر کرو، کل حبیب سے ملو گے، میں آپ حضرات سے زیادہ کسی کو اللہ کی راہ میں مبتلا نہیں پاتا اور نہ ہی کوئی آپ حضرات سے زیادہ ثواب اور بلند مکان والا ہے والسلام علیکم یا امیر المؤمنینؑ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پہاڑ اس شخص پر مل گیا امیر المؤمنینؑ جنگ کی طرف روانہ ہوئے، عمار بن یاسر، مالک اشتر ہاشم بن ابی وقاصؑ، ابوالوہب انصاریؑ، قیس بن سعد انصاریؑ، عمر بن حمق فزاعیؑ اور عبادہ بن صامتؑ نے اس شخص کے بارے میں پوچھا فرمایا "یہ شمعون بن حنون الصفاوصی علیؑ ہیں، لوگ یہ گفتگو سن رہے تھے، ان کی جہاد میں بصیرت زیادہ ہوئی عبادہ بن صامتؑ اور ابوالوہبؑ نے عرض کیا اے امیر المؤمنینؑ! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں خدا کی قسم ہم اس طرح خدا پر کی مدد کریں جس طرح آپ کے بھائی رسول اللہؐ کی مدد کیا کرتے تھے، خدا کی قسم صرف وہی مہاجر و انصار آپ کے ساتھ چھوڑ دے گا جو بدعت ہوگا حضرت نے ان دونوں کے حق میں دعائے مغفرت فرمائی۔

\*

ایک شخص علیؑ کے نام کی خدمت میں آیا کہ میں "داوی القریٰ" کا رہنے والا ہوں اور خالد بن عرفطہ گویہ "فرمایا" تمہیں مر لے" اور اپنے اس سے منہ پھیر لیا، فرمایا "قسم ہے



ایسی بات کی خبر دی ہے جس کی سوا میری ماں کے کسی کو خبر نہیں تھی، عمرو کی عورت نے اس کو دیکھا کہ کوئی چیز اس کے گھٹنے پر لٹکی ہوئی تھی، ایک اور روایت میں ہے کہ ایک اور عورت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ آپ نے تمام قبائل کو بخشش دی ہے لیکن قبیلہ مراد کو کوئی چیز نہیں دی فرمایا: یا سلق یا سلقۃ یا مہنح یا قوضح۔ عمرو جا کر ملا تو اس نے ان باتوں کا اقرار کیا اور کہا کہ سلق ہوں حیض نہیں آتا، قوضح ہوں شوہر کے گھر کو بر باد کیا ہے، مہنح ہوں، بانجھ ہوں، عمرو نے کہا: علی! کوان باتوں کا علم کیسے ہو گیا، معلوم ہوتا ہے، جا دو گرہیں؟ اس نے کہا: میں اتنا جانتی ہوں کہ جو کچھ کہا ہے وہ نقائص مجھ میں موجود ہیں۔

★

ایک شخص کا بیان ہے کہ مجھے ایک شخص افغنی فہ کہہ کر تکلیف دیا کرتا اور گالیاں دیتا وہ بستی میں بندر کے لقب سے مشہور تھا، میں نے ایک سال حج کیا، ابو عبد اللہ علیہ السلام سے ملا، آپ نے خود فرمایا: "بستی کا بندر مر گیا ہے" میں نے کہا: "کب" فرمایا: "آج ادا اس وقت" میں کوثر میں آیا میرا بھائی ملا، میں نے کہا: "بستی میں کون مرے؟" کہا: "بستی کا بندر" میں نے کہا: "کب؟" فلاں دن اور فلاں وقت" یہ میرے آقا ابو عبد اللہ کے فرمان کے مطابق تھا۔

★

صداق آل محمد کی خدمت میں خراسان کے لوگ حاضر ہوئے، فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے دو شہر بنا دیے ہیں، ایک مشرق میں ہے دوسرا مغرب، ہر ایک شہر کی تفصیل لوہے کے ہے ہمیں سونے کے ہزاروں دروازے ہیں، ہر دروازے کے درپاٹ ہیں، ہر شہر میں یہ ترنار انسان مختلف

تینا سکتا ہوں" ہم نے دیکھا کہ عمرو بن حرث کا خباثت اور نفاق کی وجہ سے برا حال تھا۔

★

مسجد کوثر میں ایک عورت نے اپنے شوہر کے خلاف حضرت علی کی خدمت میں مقدمہ پیش کیا، عائشہ نے اس کے حق میں فیصلہ کیا، کہنے لگی: "آپ نے انصاف سے فیصلہ نہیں کیا فرمایا: "اے حوہ! اے بدیہ! اے سلق تو جھوٹی ہے، سلق اس عورت کو کہتے ہیں جو اس جگہ سے حاملہ نہیں ہوتی جس جگہ سے اور عورتیں حاملہ ہوتی ہیں نہ ہی اور عورتوں کی طرح حاملہ ہوتی ہے وادیلہ کرتی اور بکتی ہوئی چلی گئی اور کہا آپ میرا وہ پردہ چاک کیلئے جو میرا شوہر اور میرے والدین نہیں جانتے تھے، عمرو بن حرث نے اس بات کو سنا اور حضرت کو گاہ کیا۔ اور کہا: "ہمیں آپ کی کہانت کا علم ہے" فرمایا: "اے عمرو! تمہارے لئے دلیل ہو، یہ کہانت نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص میں مومن ہونا، کافر ہونا، اس کے نیک اور بد اعمال لکھ دیے ہیں اس بارے میں اپنے نبی پر قرآن نازل کیا ہے، انی ذلک لایات للمتوہمین رسول اللہ متوہم تھے، آپ کے بعد میں ہوں، میرے بعد میری اولاد کے، اگر متوہم ہونگے میں نے اس عورت کے بارے میں حق فیصلہ کیا ہے۔

★

امید المؤمنین خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، ایک عورت حضرت کی توہین کرتی ہوئی آئی، جس کے باپ اور بھائی کو آپ نے نہر دان کی جنگ میں قتل کیا تھا، کہنے لگی: "اے بھائی کے قاتل اور بچوں کو یتیم کرنے والے" فرمایا: "یا سلق یا مرہ یا مذکرہ یا سلق یہ اوصاف اس عورت کے ہیں جس کو دوسرے حیض آتا ہوا فرمایا: یا ملحۃ الشیطان المدلی! یہ سن کر چیختی ہوئی چلی گئی، عمرو بن حرث جو موداتی المذہب تھا، اس سے جا کر ملا کہنے لگی: اپنے



جنت ہوگی، ایک نوجوان کے سوا کسی نے ہاں نہ بھری جو بنو عمر بن مسعود سے تھا حضرت نے اس کی بولنی کو دیکھ کر فرمایا، اپنی جگہ لوٹ جا، پھر ندا دی، لیکن اس نوجوان کے سوا کسی نے جانے کا ارادہ نہ کیا، فرمایا "قرآن لے لو، تم قتل کئے جاؤ گے" وہ قوم کے پاس آیا کتاب اللہ اور سنت نبی کی دعوت دی، لیکن انھوں نے اس کا چہرہ تیروں سے چھینی کر دیا واپس لوٹ کر آیا، اس کا چہرہ سہی کے کانٹوں کی طرح تیروں سے پڑھا مقتول ہو کر گر پڑا، امام نے فرمایا، اب ان سے جنگ کن جائز ہے؟ فرمایا، حملہ کرو، لوگوں نے حملہ کیا علی سب آگے تھے، تھوڑی دیر میں تمام کے تمام نہر کے کنارے قتل کر دیئے گئے، صرف وہی آدمی بچے جو گھوڑوں پر سوار تھے، فرمایا، لنبے ہاتھ والے کو تلاش کرو جس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان کی مانند ہوگا، تلاش کیا، لیکن نہ ملا، فرمایا، لاشوں کو الٹ پلٹ کے دیکھو، لنبے ہاتھ والا مل گیا، جس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان کی مانند تھا، جس پر بال تھے، سنور دجو ہے کی مانند ایک جانور، اس کے بالوں کی طرح حضرت نے دیکھ کر ابکیر کہی، لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ بکیر کہی، فرمایا، یہ شیطان ہے اگر تم باتیں نہ بندتے تو میں تمہیں ایک ایسی بات سے آگاہ کرتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان سے کیا کیا چیزیں ان لوگوں کے لئے یہاں تک جو ان لوگوں سے جہاد کریں گے،

★

کسی شخص کی نوکرانی نے قصاب گروشت خریدا، گوشت خراب تھا، نوکرانی واپس کرنے آئی، قصاب ٹال مٹول کرتا، یہ دیکھ کر وہ بڑبڑائی، واپس چلی گئی، حضرت علیؑ کو دیکھا قصاب کی شکایت کی، آپ اس کے ساتھ قصاب کے پاس آئے، اسے انصاف کرنے کی تلقین کی کہ تمہارے نزدیک کمزور اور قوی برابر ہونا چاہیے، لوگوں پر ظلم نہ کرو،

زبانوں والے رہتے ہیں، تمام ان لوگوں کی زبانیں بوجھ ان شہروں میں ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، اجانتا ہوں، اسی طرح میرے آباؤ اجداد جلتے ہیں اور اسی طرح میرے فرزند جانیں گے،

★

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ اپنے اصحاب کے ساتھ کوفہ کے باہر تشریف لائے، فرمایا، ایک دن یہاں نہر جاری ہوگی، جس میں پانی جاری ہوگا، کیا اس کے متعلق میری تصدیق کرتے ہو؟ عرض کیا، "یا امیر المومنین، یہ بات ہوگی" فرمایا، خدا کی قسم ضرور ہوگی، گویا میں اس جگہ اس نہر کو دیکھ رہا ہوں، اس میں پانی لگا تا جاری ہے اور اس سے فائدہ اٹھایا جا رہا ہے، جس طرح آپ نے فرمایا، دلیا ہی ہوا۔

★

جذب بن زبیر سے مروی ہے کہ ہم حضرت علیؑ کے ساتھ تنواریج کے پاس آئے، تلاوت قرآن کی وجہ سے انکی آواز شہد کی مکھی کی جھنجھٹ کی طرح آ رہی تھی، جب میں نے یہ بات دیکھی تو گھوڑے سے اتر پڑا، نیزہ گاڑ دیا، ٹوپی اتار دی، نماز پڑھنے لگا، دعا کی، "معبود! اگر ان لوگوں سے بڑا تیری رضامندی ہے تو مجھے ایسی بات دکھلائیے جس سے حق کو پہچان سکوں، اگر اس سے تیری ناراضگی ہے تو مجھے اس بات سے دور رکھ حضرت علیؑ تشریف لائے، رسول اللہؐ سے اتر پڑے، فرمایا، میں ایک قاصد ان کے پاس روانہ کر دوں گا، جو انھیں کتاب اور سنت نبی کی دعوت دے گا، یہ اس کا چہرہ تیروں سے چھینی کر دیں گے، وہ قتل ہو جائیگا، حضرت نے ندا دی، کون شخص قرآن لیکر اس قوم کی طرف جاتا ہے جو انکو کتاب اور سنت نبی کی دعوت دے، وہ قتل کیا جائے گا، اس کے لئے



کوشش نہیں کی "منصور نے کہا" فلاں شخص بیان کرتا ہے کہ آپ نے یہ کام کیا ہے؟  
 فرمایا "جھوٹا ہے" کہا "میں اس قسم لیتا ہوں، حاجب سے کہا اس کے بارے میں جو کچھ  
 کہا اس سے قسم لے لو، حاجب نے کہا کہو واللہ الذی لا الہ الاہو سخت قسم  
 لینے لگا، امام نے فرمایا اس طرح قسم نہ لو، میں نے اپنے باپ کو فرماتے سنا وہ میرے نانا  
 رسول اللہ سے روایت فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص جھوٹی قسم کھائے اس میں اللہ تعالیٰ  
 کے صفات حسنہ بیان کرے تو اس سے مصیبت رک جاتی ہے البتہ میں اس سے وہ قسم  
 اٹھواتا ہوں جو میرے باپ نے میرے نانا رسول اللہ کے حوالے سے بیان کی ہے، کہا آپ  
 اپنی مرضی کے مطابق قسم اٹھوالیں امام نے فرمایا کہو ان کنت کا ذیاعلیک نقد  
 بونت من حول اللہ دوقته رجأت الی حولی دقوتی "اس شخص نے اس قسم کو  
 اٹھایا، امام نے فرمایا اے معبود اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کو بار ڈال حضرت کا کلام  
 حتم نہ ہوا کہ وہ شخص گمراہ کر گیا، منصور نے امام کی خدمت میں عرض کیا اپنے ضروریات  
 بیان فرمائیے فرمایا مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے صرف اللہ تعالیٰ اور اپنے اہل و عیال کی ضرورت  
 ہے کیونکہ ان کے دل میرے ساتھ وابستہ ہیں عرض کیا "خاب کو اختیار ہے جیسا مزاج  
 ہیں اسے کیجیے" حضرت عزت کے ساتھ تشریف لے گئے منصور حیران رہ گیا، لوگ  
 جب اس کا جنازہ اٹھا کر چلے تو مردہ نے منہ سے کپڑا اٹھایا اور کہا "اے لوگو!  
 میں رب سٹا! اس نے مجھ پر ناراھنگی اور لعنت کی ہے، زبانہ فرشتوں کی سختی مجھ پر  
 زیادہ ہے یہ جعفر بن محمد صادق کے حق میں گستاخی کرنے سے ہوا ہے اللہ سے  
 ڈرو، آپ کے بارے میں اس طرح ہلاک نہ ہو جاؤ جس طرح میں ہلاک ہوا ہوں پھر چہرے  
 پر کفن ڈال لیا اور دوبارہ مر گیا، لوگوں نے اس کو دفن کر دیا۔

قصاب علی کو نہیں جانتا تھا، ہاتھ اٹھا کر کہا "چلے جاؤ" حضرت واپس چلے آئے، کوئی  
 بات نہ کی اسے بتایا کہ یہ تو علی بن ابی طالب ہیں، اسی اثنائیں قصاب کا ہاتھ  
 کٹ گیا، امیر المؤمنین کی خدمت میں آکر معذرت کی آپ نے دعا فرمائی، اس کا ہاتھ ٹھیک ہو گیا

★

اسحق بن عبد اللہ عریضی سے مروی ہے کہ میرا باپ اور عم امام علی نقی علیہ السلام کی  
 خدمت میں چار دن کے سختی روزوں کے متعلق پوچھنے بیٹے روانہ ہوئے آپ سامرہ میں  
 آئے سے پہلے ایک اور سببی میں قیام فرماتے امام نے ان کو دیکھ کر فرمایا "تم ان دنوں  
 کے بارے میں پوچھنے آئے ہو جن میں روزہ رکھنا سنت ہے عرض کیا "اسی لئے حاضر  
 ہوئے ہیں" فرمایا "مندرجہ ذیل ایام میں، ۱۱ ربیع الاول رسول اللہ کی پیدائش کا دن ہے  
 ۲۵ ذیقعدہ اسی روز کعبہ کے تحت زمین بچھائی گئی، ۱۸ ذالحجہ یہ غدیر کا دن ہے، ۲۱  
 رجب جو رسول اللہ کی بعثت کا دن ہے۔

★

ایک شخص امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اپنے آپ کو  
 پہچانیے فلاں بن فلاں نے منصور کے پاس آپ کی چغلی کی ہے آپ لوگوں سے بیعت  
 لیتے ہیں اور خروج کا ارادہ رکھتے ہیں یہ سن کر حضرت مسکرائیے فرمایا "جب قاصد  
 مجھے بلانے آئے تو میرے ساتھ چل کر اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھنا، قاصد بلانے آ گئے  
 کہ امیر المؤمنین یاد کرتے ہیں امام جعفر صادق علیہ السلام تشریف لے گئے منصور غیظ و غضب  
 سے بے قابو ہو رہا تھا کہا "آپ مسلمان سے بیعت لیتے ہیں اور جماعت میں تفرقہ  
 ڈالنے کا ارادہ رکھتے ہیں، انھیں ہلاک کرنے میں کوشش کرتے ہیں؟ فرمایا "میں نے کوئی



میں چھپا رکھی ہے اسے توڑ کر پھینک دے گا، یہ سن کر وہ خارجی خیران رہ گیا، پھر یہ آستین سے نکال کر توڑ دی، عرض کیا کہ باغی گروہ میں کیوں آگئے ہیں حالانکہ یہ آپ کے نزدیک کافر ہیں اور آپ رسول کے فرزند ہیں؟ فرمایا: یہ زیادہ کافر ہیں یا عزیز مصر اور اس کے اہل مملکت؟ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک کہتے ہیں اور وہ نہیں کہتے تھے اور نہ ہی خدا کی معرفت رکھتے تھے، یوسف بن یعقوب نبی کا بیٹا تھا اور عزیز مصر سے کہا جو کافر تھا، اجعلنی علیٰ خزان الارض انی حفیظ عظیم اور یہ بات فراعنہ کی مجالس میں کہی، میں رسول اللہ کا فرزند ہوں ان لوگوں نے مجھے اس (دولی عہدی) پر مجبور کیا ہے، میں کیونکر انکار کر کے مصیبت مول لوں، عرض کیا آپ بے قصور ہیں آپ نبی کے فرزند ہیں اور سچے ہیں

★

دشتر سے مروی ہے کہ میں نے مسائل کو لکھ کر آستین میں رکھ لیا کہ اگر رضا کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کر دوں گا، میں حضرت کے دروازے پر آکر اجازت لینے کی سوجھ بوجھ تھا، وصال سے ایک لڑکا برآمد ہوا کہ حسن بن علی دشتر کون ہیں؟ میں نے کہا وہ میں ہوں، لکھا یہ خط امام نے تمہیں دینے کا حکم دیا ہے، میں نے یہ خط لے لیا، خدا کی قسم ان میں میرے مسائل کا جواب تھا،

★

زیاد بن مہمات سے مروی ہے کہ میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں خراسان میں حاضر ہوا، دل میں کہا، آپ سے ان دنیاویوں کے متعلق پوچھوں گا جن پر آپ کا نام کندہ ہے، غلام سے فرمایا کہ ابو محمد ان دنیاویوں کا خواہش مند ہے جن پر میرا نام کندہ ہے

بنو ہاشم کی ایک جماعت الیوار کے مقام پر جن میں ابوالاسیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس، جعفر منصور، عبد اللہ بن حسن، محمد اور ابراہیم کے فرزند شامل تھے، اس مقصد کے لئے اکٹھی ہوئی کہ اپنے کسی آدمی کو خلیفہ مقرر کیا جائے اس سلسلے میں امام جعفر صادقؑ کو ملو ابھیجا آپ تشریف لائے فرمایا: جمع ہونے کا مقصد کیا ہے؟ انھوں نے کہا ہم محمد بن عبد اللہ کی بیعت کرنا چاہتے ہیں، فرمایا: ایسا نہ کرو، بلکہ یہ شخص اس کے بھائی اور بیٹے خلیفہ ہوں گے، آپ نے ابوالعباس کی پشت پر ہاتھ مارا، عبد اللہ سے فرمایا: "خلافت نہ تجھے ملے گی اور نہ ہی تیرے دونوں بیٹوں کو یہ اولاد عباس کیلئے ہوگی تمھارے دونوں بیٹے قتل کر دیئے جائیں گے، فرمایا: "زرد چادر دلچے بینی ابو جعفر اس کو قتل کرینگے عبد العزیز بن علی نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ قوم نے عبد بنی کی اور ابو جعفر نے عبد اللہ کو قتل کیا، ابو جعفر نے امام کی خدمت میں عرض کیا خلافت مجھے ملے گی؟ فرمایا: ہاں میں حق بات کہہ رہا ہوں۔

★

محمد بن زبیر رازی سے مروی ہے کہ میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں تھا ماموں نے آپ کو اپنا دلی عہد بنایا تھا، آپ کی خدمت میں ایک خارجی آیا جس نے آستین میں زہر آلود چھری چھپا رکھی تھی، اپنے اصحاب سے کہا: میں اس شخص کے پاس جاتا ہوں جو فرزند رسولؐ ہونے کا مدعی ہے، باغی گروہ میں کیا کیا باتیں داخل کر رکھی ہیں، میں آپ سے دلیل پوچھوں گا، اگر دلیل بیان کر دی تو ٹھیک ورنہ لوگوں کو آپ سے الگ کر دیا گا، آیا اور امام سے اجازت طلب کی، امام نے اجازت دی، فرمایا: میں ایک شرط پر تمھارے مسائل کا جواب دے گا، کہا کیا؟ فرمایا اگر تسلی بخش جواب مل جائے تو جو چیز آستین



معاویہ بن وہب سے مروی ہے کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام مدینہ کی گلیوں میں دراز گوش پر سوار تھے، میں ساتھ تھا۔ آپ اتر پڑے، ایک لمبا سجدہ کیا، میں دیکھتا ہا پھر سر اٹھایا، میں نے اس کا سبب پوچھا، فرمایا مجھے صرف تم دیکھ سکتے ہو کسی نے نہیں دیکھا

✱

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے ایک رات نماز میں سورہ تبت یدنا ابی لہب پڑھا، ابولہب کی بیوی ام جیل کو یہ بات بتائی گئی کہ رات محمدؐ نے تمہاری اور تمہارے شوہر کی توہین کی ہے، رسول اللہ کی تلاش میں یہ کہہ کر روانہ ہوئی کہ میں آپ کو فرہم کیا کرتی ہوں، ابوبکرؓ آنحضرت کے پاس بیٹھے تھے، عرض کیا اگر آپ یہاں سے چلے جائیں، تو بہتر ہوگا کیونکہ ام جیل آ رہی ہے مجھے آپ کے متعلق خوف ہے، فرمایا "وہ مجھے نہیں دیکھ سکے گی، اگر ابوبکر سے پوچھا کہ محمدؐ کہاں ہیں؟" کہا مجھے علم نہیں ہے، "والس گھر چلی گئی، اللہ تعالیٰ نے دونوں کے درمیان زبرد پر وہ حامل کر دیا۔"

✱

رسول اللہ کی وفات کے روز جبرائیلؑ ان فرشتوں کے ساتھ اترے جو لیلۃ القدر کو اتر کر تے ہیں، ام المومنینؑ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا، وہ آسمانوں سے زمین کی طرف آتے تھے فرشتوں نے رسول اللہ کو علیؑ کے ساتھ مل کر غسل دیا، آپ پر نماز جنازہ پڑھی، آپ کی قبر کھودی، فرشتوں کے علاوہ اور کسی نے قبر نہیں کھودی، آنحضرتؐ قبر میں رکھ دیئے گئے، رسول اللہؐ نے قبر میں گفتگو کی، علیؑ کے حق میں فرشتوں سے وصیت کی، یہ سن کر ام المومنینؑ رو پڑے، امیر المؤمنینؑ کے انتقال کے وقت فرشتہ امام حسنؑ کے پاس جن کی وفات وقتِ حنین کے پاس آپ کی وفات کے وقت امام

ایسے تیس دینار لاؤ، غلام دینار لایا، میں نے لے لئے، دل میں کہا کاش حضرت اپنے پہننے کا ایک کپڑا عنایت فرماتے، حضرت کی طرف متوجہ ہوئے کہا کہ ان سے کہو کہ میرے کپڑے نہ دھوئیں، اسی حالت میں واپس لاؤ، کپڑے لائے گئے مجھے ایک قمیض شلوار اور جوتی دی گئی،

✱

دعبل خزاعی نے امام رضا علیہ السلام کی شان میں قصیدہ کہا، آپ نے صفری درم بھیجے دعبل نے واپس کئے فرمایا "لے لو، ان کی ضرورت پڑے گی" میں جب گھر واپس آیا تو میرے گھر کا تمام اثاثہ چوری ہو چکا تھا، لوگ درم تبرک کے طور پر لیتے اور اس کے عوض میں دینار دیتے، اس صورت میں دولت مند ہو گیا۔

✱

عبداللہ بن دوانیق امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آیا، اپنے غلام کو ننگی تلوار کے ساتھ جس کو اس نے آستین میں چھپا رکھا تھا، حضرت مکے سر پر کھڑا کر دیا حکم دیا کہ جب میں آپ کے پیچھے ہوں اور ہاتھ سے اشارہ کر دوں، اس کی گردن اڑا دینا۔" راوی کا بیان ہے کہ میں نے امام کو یہ کلام فرماتے ہوئے سنا، یا من یکنی خلقہ کلہم دلا یکفیه احداً کفی شو عبد اللہ بن محمدؐ، اس کلام کے بعد دوانیق اپنے غلام کو نہ دیکھ سکا، اور نہ ہی امام جعفر صادق علیہ السلام کو، امامؑ جب تشریف لے گئے تو دوانیق نے غلام سے کہا تم نے میرے حکم کی تعمیل نہیں کی؟ عرض کیا خدا کی قسم میں نہ امامؑ کو دیکھ سکتا تھا اور نہ ہی آپ کو، میرے اور ان کے درمیان پر وہ حامل ہو گیا تھا۔

✱



بند ہو جاتی ہے، جانور راستہ چھوڑ کر الگ ہو جاتا، راستہ کھلا ہو جاتا، امام کو رکنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی، جب امام تشریف لے جانا چاہتے تو دربان چیخ کر کہتے ابو محمد کا گھوڑا لاؤ، چیخ دیکھا اور گھوڑوں کی آواز بند ہو جاتی، امام آرام سے گزر جاتے،

★

ادوی سے مروی ہے کہ میں نے ایک سال طرف کیا، میں نے سات مرتبہ طواف کرنا چاہا، میں کعبہ کی دائیں طرف ایک قطار میں کھڑا تھا، خوبصورت چہرے، پاکیزہ شامل بارعب انسان کو دیکھا، رعب کے باوجود لوگوں کے قریب تھا، بات چیت فرمائی میں نے ایسا بہترین اور شیریں کلام کبھی نہیں سنا تھا، میں عرض کرنے کیلئے قریب ہوا، لوگوں نے مجھے ڈانٹ دیا کہ یہ رسول اللہ کے فرزند ہیں، اپنے خواہش کیا تھا سال میں ایک دن لوگوں کے پاس آتے ہیں اور ان سے گفتگو فرماتے ہیں، اللہ اکبر، ایت ہے، مجھے نگرینہ دیا، میرا چہرہ مڑ گیا، خادم نے کہا رسول اللہ کے فرزند نے کیا دیا؟ میں نے کہا "نگرینہ" میں قطار سے نکلا، اٹھیں کو کھولا تو سنگ رینہ سونے میں تبدیل ہو چکا تھا، اسی اشار میں مجھے فرمایا تم پر حجت ثابت ہو چکی ہے، حق ظاہر ہو گیا اور تمہاری مگر اسی ختم ہو گئی، جاننے ہو میں کون ہوں؟ میں نے کہا نہیں، فرمایا میں ہمدی اور قائم الزمان ہوں، جو زمین کو عدل و انصاف سے استعد بھروسے کے جس قند ظلم اور جور سے بھری ہوئی ہوگی، زمین حجت سے خالی نہیں رہتی، اتنی سے زیادہ لوگ فرت میں نہیں رہتے، تیرے کی مدت چالیس سال، نبو اسرئیل کے حقے امیرے خروچ کے ایام قریب ہیں، میری امانت تمہاری گردن پر ہے یہ اپنے اہل حق صحابیوں سے بیان کرتے رہنا۔

★

زین العابدینؑ کے پاس آئے، پھر محمد بن علیؑ کے پاس آئے، آپ کی وفات کے وقت جعفر بن محمدؑ پاس آپ کی وفات کے وقت موسیٰ بن جعفر کے پاس آئے، ادھیار نے فرشتوں کو یہ الفاظ کہتے ہوئے سنا، شیعوں تمہیں بشارت ہو، ابوالحسنؑ نے فرمایا اسی طرح ہمارے آخری کے پاس فرشتے حاضر ہوں گے،

★

یونس بن طہیان ابو عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب امام پیدا کرنا چاہتا ہے تو عرش کے نیچے سے پانی لیتا ہے، فرشتے کے ذریعہ امام کی خدمت میں بھیجتا ہے، امام اس کو غذا کے طور پر استعمال کرتا ہے، جب چالیس روز گزر جاتے ہیں تو اس کی ماں کے شکم میں آواز آتی ہے، جب پیدا ہوتا ہے تو حکمت سے اس کی پرورش ہوتی ہے اس کے دائیں کندھے پر یہ آیت لکھی جاتی ہے: تمت کلمۃ ربک صدقاً وعدلاً لا بدل لکلماتہ، وهو السبع العظیم، جب امر سے نوازا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی اصحاب بدر کی تعداد کے برابر ۳۱۳ فرشتوں کے ذریعہ مدد کرتا ہے، ان کے ساتھ ستر آدمی اور بارہ نقیب ہوتے ہیں، ستر آدمی کائنات میں لوگوں کو امام کی طرف دعوت دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہر جگہ اس کی خاطر ایک چراغ مقرر کرتا ہے جس کے ذریعہ وہ ان کے اعمال کو دیکھتا ہے،

★

امام حسنؑ علیہ السلام دربار خلافت میں دو شنبہ اور پنجشنبہ کے روز تشریف لے جاتے، اس روز مڑکیں مخلوق کے اردو حاکم، گھوڑوں اور خچروں کی کثرت سے بھر جاتی، کوئی شخص گزر نہیں کر سکتا تھا، امام جب تشریف لاتے تو گھوڑوں اور مخلوق کی آواز



دیا، مومنین کے بارے میں پوچھا، عرض کیا "رذیلوں میں ذاتِ بی گرفتار ہیں فرمایا  
"تقیہ کرو، میں اجازت کے دن تک تقیہ میں ہوں، پھر خدو ج کروں گا،" عرض کیا "یہ  
کب ہوگا؟" فرمایا "جب تمہارے اور کعبہ کے درمیان پہاڑِ رحائل ہوگا، میں نے  
کئی روز قیام کیا، مجھے جانے کی اجازت دی، میں گھر کی طرف روانہ ہوا، میرے ساتھ  
میرا غلام تھا، جو میری خدمت کرتا تھا، میں خیریت سے گھر پہنچ گیا۔"

★

شخص مذکور کے بارے میں یہاں کے مومنین کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ یہ قافلہ  
سے بہت پہلے واپس آگیا تھا، ہم نے پوچھا "آپ عراق سے واپس آگئے ہیں کہا نہیں  
میں نے تو اپنے شہر والوں کے ساتھ حج ادا کیا ہے جب حاجی واپس آئے تو اس بات  
کی تصدیق کی، اس شخص نے اپنے پیچھے کی داستان یوں بیان کی، ایک رات  
میں میری آنکھ لگ گئی، نیند نے غلبہ کیا کہ طلوع فجر کے وقت میری آنکھ کھلی، دیکھا تو  
قافلہ غائب تھا، قافلہ محل چکا تھا، میں زندگی سے مایوس ہو گیا، ایک روز چلتا ہوا  
تین روز قیام کرنا، ایک صبح میں نے اپنے کو محل کے پاس پایا، میں جلدی جلدی محل  
کے پاس آیا، دروازہ پر ایک حبشی نگر ان تھا، وہ مجھے محل کے اندر لے گیا میں نے  
ایک خوبصورت اور بارعجب آدمی کو دیکھا، میرے کھانے پلانے کا حکم دیا، عرض کیا "میں  
آپ کے قربان جاؤں آپ کون ہیں؟" فرمایا "میں وہ ہوں جس کی منکر تمہاری قوم اور  
تمہارے شہر والے ہیں، عرض کیا "مولانا کب خروج فرمائیں گے؟" فرمایا "تلوارِ معلق اور  
راہِ کو دیکھ کر، جب تلوار خود بخود میان سے باہر آجائے گی، اور علم خود بخود پھیل جائے  
گا، اس وقت میں خروج کروں گا" کچھ رات گزرنے کے بعد فرمایا "گھر جانے کا ارادہ

ابراہیم بن ہریر سے مروی ہے کہ میں نے میں حج کئے، ان میں مجھے اعیانِ امام کی  
تلاش تھی، لیکن میں اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوا، اس حالت میں ایک عرصہ گزر گیا،  
ایک رات خواب میں کہنے والے کو کہتے ہوئے سنا "اے ابنِ ہریر! اللہ تعالیٰ کی طرف سے  
اجازت ہے، دینیکی طرف سے حج کیلئے روانہ ہو جاؤ، میں مکہ میں آگیا، ایک رات طواف  
کر رہا تھا خوبصورت چہرہ اور پاکیزہ خصلت والے جوان کو طواف کرتے ہوئے دیکھا  
میرے دل میں کشش پیدا ہوئی، فرمایا کہاں کے رہنے والے ہو؟" عرض کیا "اصوازا کا"  
فرمایا "ابراہیم بن ہریر! کہ جانتے ہو؟ عرض کیا "وہ میں ہوں" فرمایا "تمہیں اجازت  
ہے، شعب بنو عاصر کے پاس جاؤ، مجھے وہاں ملو گے، میں شعب بنو عاصر میں آیا،  
آپ میرا انتظار کر رہے تھے، ہم چلے پہاڑِ عرفات عبور کر کے منی کے پہاڑوں میں  
آگئے، ادا علی صبح کو طائف کے پہاڑوں کے درمیان تھے، سوار یوں سے نیچے  
اترے، نمازِ شب بجالائی، پھر نمازِ فریضہ پڑھی، پھر چل کر طائف کے پہاڑوں کی چوٹی  
پر پہنچ گئے، فرمایا "کوئی چیز دیکھی ہے؟" عرض کیا "ریت کا ڈھیر دیکھا ہے، جس پر  
بالوں کا خیمہ نصب ہے، جس میں نور روشن ہے" فرمایا "آرزو اور امید گاہ یہی ہے"  
پھر ہم نیچے کی طرف چلے، فرمایا یہاں آکر جاؤ، یہاں ہر شکلِ آسان ہو جاتی ہے اونٹنی  
کی مہار پکڑ لو، ایتہ قائم، دعبل اللہ فرجہ، کا حرمِ خانہ ہے، اس میں صرف مومن موحّد داخل  
ہو سکتا ہے" میں اندر حاضر ہوا، آپ تشریف فرما تھے، چادر پہن رکھی تھی، شانے سے  
چادر پھٹی ہوئی تھی، آپ بید کی شاح کی مانند تھے، آپ نہ اتنے لمبے اور نہ ہی بہت  
چھوٹے تھے، گول سر، روشن پیشانی، رگھے ابرو، اونچی ناک، گداز رخسار، دلہنے رخسار  
پر تلخ جو شکستہ تھا، میں نے سلام عرض کیا، آپ نے اچھی طرح سلام کا جواب



# نَوَائِدِ مُعْجَزَات

★

ابو جعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا، حدیث آل محمد مشکل اور بہت سخت ہے، اس پر ایمان ملک مقرب یا نبی مرسل یا وہ بندہ لاسکتا ہے جس کا امتحان اللہ نے ایمان کے ساتھ لیا ہو آل محمد کی حدیث جب پیش ہو، تمھارے دل نرم ہو جائیں، اور اس کی حقیقت کو پہچان لو تو اس کو قبول کرو، اگر دل نفرت کریں تو اسکو ٹھکراؤ، دوسرے اللہ اور عالم آل محمد کے پاس لوٹا دو۔

★

ابو ربیع شامی سے مروی ہے کہ میں ابو جعفر کی خدمت میں تھا، آپ سونے ہوئے تھے، سر اٹھایا فرمایا، اے ابو ربیع! بشیعہ ایک حدیث زبان سے ادا کرتے ہیں لیکن اسکی حقیقت کو نہیں سمجھتے، میں نے عرض کیا، وہ کون سی حدیث ہے؟ فرمایا، علی بن ابی طالب کا قول ہے کہ ہمارا مشکل اور بہت دشوار ہے اس کو مقرب فرشتہ یا نبی مرسل یا ایمانی امتحان میں پاس شدہ مومن اٹھا سکتا ہے، اے ربیع! کیا تمھیں علم نہیں ہے کہ کبھی فرشتہ تو ہوتا ہے لیکن مقرب نہیں ہوتا، اس امر کو مکمل مقرب اٹھائے گا بھی نبی تو ہوتا ہے لیکن رسول نہیں ہوتا، اس امر کو نبی مرسل اٹھائے گا مومن تو ہوتا ہے لیکن ایمانی امتحان میں پاس نہیں ہوتا، اس امر کو وہ مومن اٹھائے گا جس کے دل کا امتحان ایمان کے ساتھ لے لیا گیا ہو گا۔

بے؟ عرض کیا، ہاں خدا کرے، فرمایا، اس کا ہاتھ پکڑ کر گھر پہنچا دو، اس نے میرا ہاتھ پکڑا، میرے ساتھ روانہ ہوا، زمین ہمارے قدموں کے ساتھ لپیٹ دی گئی، صبح کو ہم اس مقام پر تھے، جو میرے شہر کے قریب تھا، غلام نے کہا اس جگہ کو جانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں، وہ چلا گیا، وہ چلان میں آگیا، ایک مدت کے بعد یہاں شہر کا قافلہ آیا جنھوں نے میرے ساتھ حج ادا کیا تھا، انھوں نے لوگوں کو میرے جدا ہونے کا قصہ بیان کیا، وہ اس بات سے حیران ہوئے،

★

علی بن حسین بن موسیٰ بن یالوبہ سے مروی ہے کہ آپ کی بیوی آپ کے چچا کی بیٹی تھی آپ کی اس سے اولاد نہیں ہوتی تھی آپ نے شیخ ابوالقاسم بن روح کی خدمت میں خط تحریر کیا کہ حضرت سے آپ کے باپ کے باپ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اولاد ہونے کی التجا کریں، حضرت کا جواب آیا کہ تمھیں اس عورت سے اولاد نہیں ملے گی، غنقریب دلیلی نوڈی کے مالک ہو گئے، اس سے تمھیں دو فقیہ فرزند ملیں گے، اس کو محمد اور حسین دو مہر فقیہ فرزند ملے، ان دونوں کا منجھلا بھائی تھا، جو زائد تو تھا، لیکن فقیہ نہیں تھا۔

★



ان انبیاء کو نہیں ملا، آنحضرت نے تمام علم اہل المؤمنین علی بن ابی طالب کو تعلیم کیا، علی انبیاء سے علم یا بعض انبیاء سے علم میں، حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی قال الذین عذہ علم من الکتاب، آپ نے انکلیوں کے درمیان فرق کر کے سینے پر رکھ دیا، فرمایا ہمارے پاس خدا کی قسم تمام کتاب کا علم ہے،

★

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ موسیٰ نے عالم سے مسئلہ پوچھا، وہ جواب نہ دے سکا، نیز عالم نے موسیٰ سے مسئلہ پوچھا، وہ بھی جواب نہ دے سکا، فرمایا، اگر میں دونوں کے پاس موجود ہوتا تو ہر ایک کو مسئلہ کا جواب دیتا اور ان سے ایسا مسئلہ دونوں کے پاس موجود ہوتا تو ہر ایک کو مسئلہ کا جواب دیتا اور ان سے ایسا مسئلہ پوچھتا جس کا ان کے پاس جواب نہ ہوتا۔

★

عبداللہ بن ولید سمار سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا "اے عبداللہ علی موسیٰ اور عیسیٰ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟" عرض کیا "میں ان کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔" فرمایا "علیٰ دونوں سے افضل ہیں، کیا تم یہ نہیں کہتے کہ رسول اللہ کے پاس جتنا علم تھا وہ علی کے پاس موجود ہے، عرض کیا "ہاں مگر بعض لوگ تو اس بات کے منکر ہیں، فرمایا "یہ آیت ان کے سامنے پیش کرو کتبنا الذی الاطواح من کل شئی حالاکہ موسیٰ کے لئے الواح میں تمام چیزیں تحریر نہیں کی گئی تھیں، عیسیٰ کے بارے میں فرمایا "دلائلین بعد بعض الذی تختلفون فیہ حالاکہ عیسیٰ سے تمام امر کی وضاحت کر دی گئی تھی، محمد سے کہا "جنتا بک شہیداً علیٰ ہولاء و ذلنا

صادق آل محمد سے مروی ہے، لوگ امام حسین کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا اے ابوجہد اللہ اپنی فضیلت کی کوئی حدیث بیان فرمائیے، جو اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات کے لئے مقرر کی ہے، فرمایا "تم میں بڑاشت کرنے کی طاقت نہیں ہے، عرض کیا بڑاشت کر لیں گے، یہ تمہیں آدمی تھے، فرمایا "اگر تم سچے ہو تو دو چلے جاؤ، میں ایک سے بیان کروں گا، اگر اس نے بڑاشت کر لیا تو تمہیں بھی آگاہ کروں گا، ایک کو آگاہ فرمایا اس کی عقل جاتی رہی، ساتھیوں نے گفتگو کی لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

★

ایک شخص علی بن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں آیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ کوئی حدیث بیان فرمائیے، فرمایا "تم میں بڑاشت کرنے کی طاقت نہیں ہے، عرض کیا "بیان فرمائیے، میں بڑاشت کروں گا، امام نے حدیث بیان کی اس شخص کے سر اور وارٹھی کے بال سفید ہو گئے اور حدیث بھول گیا، امام حسین نے فرمایا جہاں اس نے حدیث کو بھولایا، وہاں اسے رحمت خدا نے آکر گھیر لیا۔

★

ابوجہد اللہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولی الزم رسولوں کو انبیاء پر علم کی وجہ سے فضیلت دی ہے، ہم ان کا علم وراثت کے طور پر پایا ہے، اپنی فضیلت سے ان سے افضل ہیں رسول اللہ کو علم کی تعلیم ملی جو انہیں نہیں ملی، یہیں رسول اللہ کے علم کی تعلیم دی گئی، ہم نے اس علم کی روایت اپنے شیعوں سے کی جس نے قبول کر لیا، وہ ان سے افضل ہے، ہم جہاں ہوں گے، ہمارے شیعہ ہمارے ہوں گے، انبیاء کے علم کی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کو وصیت کی، وہ علم بھی دیا، جو



عَلَيْكَ الْعَتَابُ تَبَانَا لِحُلْ مَشَى نَمُ كَوَانُ لُكُوں پُر گواہ بنا کر لائیں گے، ہم نہ تم پر ایسی کتاب نازل کی جس میں تمام چیزوں کی تفصیل تھی، فرمایا اور لوگوں سے اس آیت کے متعلق پوچھو: قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ فَسَالِ سَأَلًا اَللّٰهُ تَعَالٰی نے اس آیت سے ہمیں ملوایا ہے، اعلیٰ ہمارے اول ہیں اور ہم سے افضل ہیں، رسول اللہ کے بعد ہمیں آگاہ کیا کہ جو علم آدم کے پاس نازل ہوا وہ پورا ہمارے پاس موجود ہے جو عالم ہم سے دنیا میں رخصت ہوتا ہے وہ جانے سے پہلے اپنا قائم مقام مقرر کرتا ہے اور علم کی تعلیم دیتا ہے، ہم علم بطور میراث پاتے ہیں،

★

امیر المؤمنینؑ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے مجھے حکم دیا کہ جب آپ کی وفات ہو جائے تو غرس کے کنوئیں کی سات مشکوں سے آچھو غل دوں، جب غل دیکر فارغ ہوں تو گھر سے تمام لوگوں کو نکال دوں اور فرمایا اپنا منہ میرے منہ پر رکھ دینا، قیامت تک ہونے والے فتنوں کے بارے میں مجھ سے سوال کرنا، اعلیٰ نے فرمایا: میں نے آنحضرت کے حکم کی تعمیل کی، آپ نے مجھے قیامت تک ہونے والے فتنوں سے آگاہ کیا، میں ہر فتنے کے اہل حق اور گمراہ کو پہچانتا ہوں،

★

علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ نے فرمایا جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھے غل دنیا، فَاذْغُلْ سَلْتِي وَحَنَطْتِي وَكَفَنْتِي فَاقْدِنِي وَضَعْ يَدَكَ عَلٰی فَاوْدَى ثُمَّ سَلْتَنِي اَخْبِرْكَ بِمَا هُوَ كَاَنَّهُ اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالْ نَفَعَلْتَ وَكَانَ اِذَا اَخْبَرْتَنِي بِشَيْءٍ يَكُونُ فَيَقُولُ هَلَا مَا اَخْبَرْتَنِي

بِهِ النَّبِيُّ اَجِدْ مَوْتَهُ اَغْلُ مِنْهُ حَتَّى تُلْكَانَ اَوْ كَفَنْتَنِي پھانے کے بعد مجھے اٹھا کر بیٹھا دینا، اپنا ہاتھ میرے دل پر رکھ دینا، پھر مجھ سے سوال کرنا، میں قیامت تک ہونیوالی باتوں سے تمہیں آگاہ کروں گا، جناب میرے کہا، میں نے ایسا کیا جناب میرا محبوب کسی ہونے والی چیز کے بارے میں آگاہ کرتے تو فرمت: نبیؐ نے نبیؐ کے بعد اس طرح مجھے فریاد تھی، ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ نے علیؑ سے فرمایا جب میں مرداؤں تو غرس کے کنوئیں کی سات مشکیں مہیا کر کے مجھے غل دینا، میرے کفن کے کونوں کو پکڑ کر مجھے بیٹھا دینا، پھر مجھ سے جو چیز چاہتا پوچھ لینا، خدا کی قسم تم جو بات مجھ سے پوچھو گے میں اس سے تم کو آگاہ کروں گا،

★

علی بن ابی طالب علیہ السلام سے مروی ہے کہ نبیؐ نے مجھے وصیت فرمائی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھے غرس کے کنوئیں کی سات مشکوں سے غل دینا، غل کی فراغت کے بعد مجھے کفن میں داخل کرنا، پھر اپنا کان میرے منہ پر رکھ دینا، میں نے ایسا کیا، اپنے قیامت تک ہونیوالی باتوں سے آگاہ کیا، یہ حدیث ہو بہو امام احمد باقر اور امام جعفر علیہما السلام سے مروی ہے،

★

امیر المؤمنینؑ نے ابوبکر سے ملاقات کی اور کہا کیا اس بات کو نہیں جانتے کہ رسول اللہ نے تمہیں حکم دیا تھا کہ مجھے امیر المؤمنینؑ کہہ کر سلام کرو، تم میری پرہیز کر دینا، اس بارے میں اشتباہ ہے، اپنے اور میرے درمیان کوئی رنج مقرر کیجئے، فرمایا: رسول اللہ کے فیصلہ پر ایسی ہو، کہا: اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے، جناب امیرؑ آپکا ہاتھ پکڑ کر مسجد قبا میں لائے، وہاں رسول اللہ پہلے موجود تھے، محراب میں بیٹھے ہوئے تھے، رسول اللہ نے



بعد اگلے اجلاس امیر نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور سجدہ کیا میں نے گئے وہاں رسول اللہ  
نبیہ روبرو کواثر فرمایا تھے، فرمایا نے، اپنے مولا پر پکڑے ہر اس کی جگہ  
بیٹھ گئے جو بروت کی بیٹھک ہے، اس کے علاوہ اس جگہ بیٹھنے کا کوئی مستحق نہیں  
ہے علی ۲ میرے دھی اور خلیفہ ہیں، تم نے میرے امر میں زیارت کی، میرے فرمودہ کی  
مخالفت کی، اللہ تعالیٰ کی اور میری ناراضگی مولیٰ، اس سکوار کو جو بغیر اتحقاق کے  
پہن رکھی ہے، اتار کر پھینک دو، تم اس کے مستحق نہیں ہو، وہاں سے اس حالت میں باہر  
نکلے کہ خلافت کو علی کے سپرد کر دیں گے

★

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ لوگ امام حسن کی خدمت میں حاضر  
ہوئے کہ ہمیں اپنے باپ کی وہ عجیب چیز دکھائیے جو آپ دکھایا کرتے تھے، فرمایا  
”اس پر ایمان ہے“ عرض کیا ”ہاں! خدا کی قسم ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں۔“  
فرمایا ”امیر المؤمنین کو پہچانتے ہو؟“ تمام نے کہا ”خدا کی قسم یہ تو امیر المؤمنین ہیں  
ہم کو اہی نہیں ہیں کہ آپ ان کے فرزند ہیں، آپ بھی اکثر اوقات ہمیں ایسی چیزیں  
دکھلایا کرتے تھے۔“

★

رشید مجبری سے مروی ہے کہ میں امیر المؤمنین کے انتقال کے بعد امام حسن  
کی خدمت میں حاضر ہوا، ہم نے جناب امیر کے ٹٹے کا اشتیاق ظاہر کیا، امام حسن نے  
فرمایا ”آپ کو دیکھنا چاہتے ہو؟“ عرض کیا ”ہاں اس سے بڑھ کر اور کیا خوش قسمتی ہو سکتی

فرمایا ”میں نے تمہیں علی پر سلام کرنے اور آپ کی پیروی کا حکم دیا تھا عرض کیا ”یا  
رسول اللہ! کیا ہے، ہم سلام کرتے ہیں، فرمایا ”خلافت چھوڑ دو، علی پر سلام کرو اور آپ  
کی اتباع کرو عرض کیا ”حاضر“ واپسی پر دوسرے صاحب سے ملاقات ہو گئی اپنے عزم سے  
آگاہ کیا کہا ”بنو ہاشم کے جادو کو قبول گئے ہو“ اس نے آپ کو بہت سے باتیں بتائیں،  
جس کی بنا پر اپنے عزم سے رک گئے اور موت تک خلافت پر قائم رہے۔

★

حضرت ابو جحباب امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے کہا ولایت غدیر کے بعد رسول  
اللہ نے آپ کے بارے میں کسی چیز سے آگاہ نہیں کیا، میں گواہی دیتا ہوں کہ  
آپ میرے مولا ہیں اور اس کا مجھے اقرار بھی ہے میں نے رسول اللہ کے زمانے  
میں آپ کو امیر المؤمنین کو کر سلام بھی کیا تھا، رسول اللہ نے بھی آگاہ کیا کہ آپ  
ان کے دوسرے وارث اور آپ کے اہل اور عورتوں میں آپ کے وارث  
ہیں، رسول اللہ کی میراث بھی آپ کو ملی ہے، آنحضرت نے اس بات سے  
آگاہ نہیں کیا تھا کہ آپ کے بعد آپ کی امت میں آپ کے خلیفہ ہیں، اس بارے  
میں میرے بعد آپ کے درمیان جو جھگڑا چل رہا ہے بے سود ہے، ہم اللہ تعالیٰ کے  
نزدیک جبر بھی نہیں ہیں، فرمایا میں آپ کو رسول اللہ کو دکھلاتا ہوں، یہی آپ کو  
آگاہ کریں گے کہ خلافت کا حقدار کون ہے، اس کے بعد اگر اپنے اپنے کو خلافت  
سے الگ نہ رکھا تو اللہ اور اس کے رسول کے مخالف بن جائیگے، کہا اگر آپ نے  
دکھلایا اور آنحضرت نے اس بارے میں مجھے آگاہ کیا تو میں اس امر میں باز ہوا  
کا مغرہ! آغاز مغرب کے بعد میں تم کو رسول اللہ کو دکھلاؤں گا، آپ مغرب کے



کے تمام علیؑ کی شکل کے تھے، تاکہ کفار کے دلوں میں خوف طاری ہو۔

★

اور اسی سے مروی ہے کہ میں نے ابو عبد اللہؑ کو فرماتے سنا کہ میں اور میرا باپ مکہ کی طرف جا رہے تھے، میرا والد ضحبان کے مقام پر تشریف لائے وہاں ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، جس کے گلے میں زنجیر پڑی ہوئی تھی، مجھے کہا مجھے پانی پلاؤ، میرے والد نے چلا کر کہا، اسے مت پانی پلاؤ، اللہ اسے پانی نہ پلائے، اچھے سے ایک آدمی آگیا، جس نے زنجیر کھینچی اور اسے منہ کے بل گرا دیا، اسفل درک نار میں غائب ہو گیا، فرمایا "یہ شامی تھا۔"

★

علی بن مغیرہ سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام وادی ضحان میں تشریف فرما ہوئے، ہم نے آپ کو تین مرتبہ فرماتے ہوئے سنا "اللہ تجھے زنجیر سے رستہ والا نہ بنائے" کس کے بابے میں فرماتے ہیں، میں آپ کے قربان جاؤں، فرمایا کہ شامی زنجیر میں گھسٹا ہوا اگر راہو اس کے گلے میں پڑی ہوئی تھی، زبان نکالی ہوئی تھی، مجھ سے اللہ تعالیٰ سے بخشش کی استدعا کی، میں نے کہا، اللہ تعالیٰ تجھے نہ بخشے، ضحبان جہنم کی ایک وادی ہے،

★

علی دشوار امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ خراسان میں مجھ سے فرمایا کہ میں نے یہاں رسول اللہؐ کو دیکھا ہے۔

★

ہے، حضرت نے صدر مجلس پر پڑے ہوئے پردے پر ہاتھ مار کر اٹھایا، فرمایا اس گھر کو دیکھو، ہم نے امیر المؤمنینؑ کو بیٹھا ہوا دیکھا، دنیاوی زندگی سے بھی زیادہ خوبصورت تھے، لوگوں نے کہا آپ ہیں، آپ ہیں، پھر حضرت نے پردہ گرا دیا، بعض نے کہا "ہم نے حق سے وہ چیز دیکھی جو ہم امیر المؤمنینؑ کے دلائل اور معجزات سے مشاہدہ کیا کرتے تھے،"

★

امام محمدؑ سے مروی ہے کہ امام حسنؑ کے بعد لوگوں نے امام حسینؑ کی خدمت میں عرض کیا "رسول اللہؐ کے فرزند! اپنے باپ کے عجائبات دکھلائیے جو آپ دکھلایا کرتے تھے" فرمایا "میرے باپ کو پہچانتے ہو؟" حضرت نے گھر کے دروازے پر پڑے پردے کو اٹھا کر فرمایا "اس گھر میں دیکھو" ہم نے امیر المؤمنینؑ کو بیٹھا ہوا دیکھا اور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ صحیح معنوں میں اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ امیر المؤمنینؑ کے فرزند ہیں۔

★

ہمارے ثقہ اصحاب سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو محمدؐ علیؑ اور تمام ائمہ کی شکل پر پیدا کیا ہے، نبیؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اپنے شب معراج ہر آسمان پر علی بن ابیطالبؑ کی شکل کا ایک فرشتہ دیکھا، جبریلؑ نے عرض کیا یا محمدؐ! فرشتے علیؑ کے دیکھنے کے مشاق ہیں، اس لئے ہر آسمان پر علیؑ کی شکل کا فرشتہ پیدا کیا ہے تاکہ اس سے مانوس رہیں، اس میں ذرہ برابر شک نہیں ہے کہ جنگ بدر کے روز جو فرشتے آسمان سے رسول اللہؐ کی امداد کی خاطر نازل ہوئے تھے، وہ تمام



عظیمہ ابراہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے کعبہ کا طواف کیا، حضرت آدم رکن  
یمانی کے مقام کے سامنے موجود تھے، اور آنحضرت پر سلام کیا، اس حضرت  
حجر اسود کے پاس آئے تو فوج ٹاٹ، انھوں نے آپ پر سلام کیا۔

★

غایہ اسدی سے مروی ہے کہ میں علیؑ کی خدمت میں آیا، آپ کے پاس خوبصورت  
شکل والا آدمی موجود تھا، جب اٹھ کر چلا گیا، تو میں نے عرض کیا یا امیر المؤمنینؑ  
یہ کون شخص تھا، جس نے آپ کو ہم سے بات چیت کرنے سے باز رکھا، فرمایا یہ  
یوشع بن نون وصی موسیٰ بن عمران ہیں،

★

عبداللہ سے مروی ہے، صفین کی طرف جاتے ہوئے علیؑ نے فرات کو عبور کیا،  
پہاڑ ٹکافتہ ہوا، اندر سے یوشع بن نون نکلے اور آپ کا سر سفید تھا،

★

ابوبصیر سے مروی ہے کہ میں اور امام جعفر صادق علیہ السلام مکہ میں موجود تھے  
ہم نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گزرتے ہوئے دیکھا، فرمایا "اے ابو جعفرؑ  
جو میں سن رہا ہوں تم بھی سن رہے ہو؟" عرض کیا کہ میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ  
میں گزرتا ہوں، تم بھی سن رہا ہوں؟ فرمایا "کم حاجی ہیں اور اکثر حجاج رہے  
ہیں، انہیں اس ذات کی جس نے محمدؐ کو نبوت کے ساتھ بھیجا اور آپ کی روح کو جنت  
کی طرف جلدی لے گیا، اللہ تعالیٰ حج تم سے اور تمھارے اصحاب سے خاص طور  
پر قبول کرے گا، پھر میرے چہرے پر ہاتھ پھیرا، تو میں نے دیکھا کہ اکثر لوگ

سمانہ سے مروی ہے کہ میں ابو عبد اللہؑ کی خدمت میں آیا، میں اپنے آپ میں باتیں  
کر رہا تھا مجھے یہ دیکھ کر فرمایا اپنے آپ کیوں باتیں کر رہے ہو؟ ابو جعفرؑ کو دیکھا جیسے  
ہو "عرض کیا" ہاں! فرمایا "اٹھو! اس گھر کے اندر جا کر دیکھو! میں نے اندر جا  
کر دیکھا، وہاں ابو جعفرؑ اپنے شیعوں کے ساتھ تشریف فرما تھے، جو آپ  
سے پہلے یا آپ کے بعد مرے تھے،

★

امیر المؤمنینؑ کے انتقال کے بعد امام حسینؑ نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ کیا  
امیر المؤمنینؑ کو دیکھنے کے بعد پہچان لو گے؟ "عرض کیا" ہاں! فرمایا "پردہ  
اٹھا دو" انہوں نے پردہ اٹھایا اور امیر المؤمنینؑ کو دیکھا،

★

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ بعض ضروریات  
کی خاطر باہر نکلا، ہم صحرا میں وارد ہوئے، ایک شیخ سے ملاقات ہوئی آپ نیچے  
اتر کر اس کی خدمت میں گئے، اس پر سلام کیا، میں اپنے باپ سے سناتا رہا کہ فرمایا ہے  
تھے، کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں، طویل گفتگو کے بعد میرے باپ نے شیخ کو الوداع  
کیا، شیخ تشریف لے گئے میں اس کی طرف دیکھتا رہا، آخر کار نظروں سے غائب  
ہو گئے، میں نے اپنے باپ کی خدمت میں عرض کیا، یہ شیخ کون تھے، جن کے  
ساتھ گفتگو کرنے میں آپ بڑا لحاظ کرتے تھے، فرمایا "اے فرزند! یہ  
تیرے دادا حسینؑ تھے۔"

★



اللہ کے حکم اور مشیت سے کم ہو رہا، پانی اتنا کم ہوا کہ مچھلیاں ظاہر ہو گئیں اکثر مچھلیوں نے امیر المؤمنین کو سلام کیا، جری، زمار اور مار نے حضرت کو سلام نہ کیا، یہ دیکھ کر لوگ حیران ہو گئے، سلام کرنے اور نہ کرنے والی مچھلیوں کی وجہ پوچھی، فرمایا "پاکیزہ مچھلیوں کو اللہ تعالیٰ نے گویا کیا، حرام نجس اور رانڈی ہونی کو خاموش رکھا، جری، مسخ، یہود ہے،

★

عمر بن ازینہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا "ہمارے مخالف دیا، پیش کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین نے فلاں شخص سے اپنی لڑکی ام کلثوم کا عقد کر لیا تھا، آپ تکبیر لگائے ہوئے تھے، پھر سیدھے بیٹھ گئے، فرمایا "یہ صرف لوگوں کا خیال ہے ایسے لوگ صحیح راہ پر نہیں ہیں، سبحان اللہ! امیر المؤمنین کو اتنی قدرت نہیں تھی کہ ام کلثوم کو اس کے بچے سے چھڑوا سکتا، ایسے لوگ جھوٹے ہیں جو کچھ کہتے ہیں، ایسا نہیں ہوا، فلاں نے حضرت کی خدمت میں ام کلثوم کا خطبہ دیا، لیکن آپ نے انکار کیا، عباس سے کہا اگر آپ میری شادی ام کلثوم سے نہیں کراتے تو میں سقاہت اور زمرہ سے تمہیں الگ کر دوں گا، عباس علی کی خدمت میں آئے اور کہا، علی نے انکار کیا، اس نے عباس کی منت سماجت کی، عباس نے علی کی منت کی، علی نے عباس پر زیادتی کا خطرہ محسوس کیا کہ عنقریب سقاہت کا عہدہ عباس سے چلا جائے گا، امیر المؤمنین نے اہل بخران سے ایک یہودیہ جینیہ منگوائی جس کا نام سمیقہ بنت جزیرہ تھا، جو ام کلثوم کی شکل میں تبدیل ہو گئی، ام کلثوم لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئیں، یہی حسینہ عباس کے ذریعہ اس شخص کے پاس بھیج دی گئی،

خنازیہ گدھوں اور بندروں کی تسکین میں موجود ہیں

★

ابو بصیر سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں کمزور اور اندھا ہوں، مجھے جنت کی ضمانت دیجئے، آپ نے میری آنکھوں پر ہاتھ پھیرا، فرمایا ابو محمد آنکھ کھول کر دیکھو، فرمایا خدا کی قسم تم آنکھوں سے خنزیر اور بندر دیکھو گے، عرض کیا "یہ مسخ شدہ مخلوق کیا چیز ہے؟" فرمایا "یہ سواد اعظم ہے اگر پردہ ہٹ جائے تو لوگ مخالفین اہلبیت کی یہی شکل دیکھیں" فرمایا اے ابو محمد اگر تمہیں منظور ہو تو میں تمہیں اسی حالت میں چھوڑ دیتا ہوں، تیرا اللہ کے ذمہ ہے اگر یہ منظور ہے کہ میں جنت کی ضمانت دوں تو تمہیں پہلی حالت پر لیاؤں گا، عرض کیا "مجھے اس منکوس مخلوق کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے مجھے پہلی حالت کی طرف لوٹا دیکھئے، جنت کا بدلہ کوئی چیز نہیں ہو سکتی" حضرت نے میری آنکھوں پر ہاتھ پھیرا میں پہلے کی طرح نابینا ہو گیا۔

★

شیخ مفید نے ارشاد میں تحریر کیا ہے کہ فرات کا پانی اس قدر ملینہ ہوا کہ اہل کوفہ کو غرق ہونے کا خوف لاحق ہوا، امیر المؤمنین کی خدمت میں فریاد کی، آپ رسول اللہ کے نچر پر سوار ہوئے، لوگ بھی ساتھ تھے، فرات کے کنارے آئے، اترے، وضو کیا، اکیسے نماز پڑھی، لوگ دیکھتے رہے، اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں، جن کو اکثر لوگوں نے سنا، چھڑی کے سہارے فرات کی طرف بڑھے، دوسری روایت میں ہے کہ حضرت علی کے ہاتھ میں رسول اللہ کی چھڑی تھی، پانی کی سطح پر چھڑی مار دی فرمایا



امراور شی کے بعد واقع ہونے والی شی کو جانتے ہیں، ہمارے دلوں میں پیدا اور ہمارے کانوں میں کھٹکتی ہے اہم پہچان لیتے ہیں۔

★

ابو بصیر سے مروی ہے کہ صادق آل محمدؐ نے فرمایا "علیؑ محدث تھے" میں نے عرض کیا "اس کی نشانی کیا ہے؟" فرمایا "اس کے پاس فرشتہ آتا ہے اور اس طرح اس کے دل میں بات پیدا کرتے ہیں،

★

ابن ابی یعقوب نے ابی عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا علیؑ محدث تھے، آپ کے دل میں باتیں پیدا ہوتی تھیں؟ فرمایا "ایسا ہی ہے، یوم قرظہ جبریلؑ آپ کی داہنی جانب اور میکائیلؑ بائیں جانب تھے، اور آپ سے باتیں کرتے تھے؛ ابو عبد اللہؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ زمین کو ایسے عالم سے خالی نہیں رکھتا جو زمین پر علم کی زیادتی اور کمی کو جانتا ہے، اگر مومنین کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو ان میں زیادتی کرتا ہے، اگر کسی چیز میں کمی کرتے ہیں تو مکمل کرتا ہے، علم کو کامل پورا کرے، اگر یہ بات نہ ہو تو مومنین پر مشتبہ ہو جائے، حق اور باطل میں تمیز نہ کر سکیں۔

★

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ زمین کو عالم سے خالی نہیں چھوڑتا، اگر یہ بات نہ ہو تو لوگوں پر امر مشتبہ ہو جائے، آپؑ برید عجلیؑ نے پوچھا، رسولؐ، نبیؑ اور محدث ہیں کیا فرق ہے؟ فرمایا رسولؐ کے پاس فرشتے ظاہر میں آتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی جانب سے اسے امر اور نہی کی تبلیغ کرتے ہیں، نبیؑ وہ ہوتا ہے، جس کو رات و دن

ایک دن اس پر حقیقت کھل گئی، کہا کہ نبوہاشم سے زیادہ جادوگر زمین پر کوئی گھر نہیں ہے، لوگوں سے حقیقت کا اظہار کرنا چاہا، لیکن قتل کر دیئے گئے جنہ نے میراث پانی، بخران واپس چلی گئی، امیر المومنینؑ نے اسے کلثوم کو خطا بر کیا۔

★

ابو بصیر سے مروی ہے کہ میں نے ابو عبد اللہؑ کے ساتھ حج کیا، جب طواف کر رہے تھے تو میں نے عرض کیا رسول اللہؐ کے فرزند کیا اللہ تعالیٰ اس مخلوق کو بخش دے گا، فرمایا "جن کو تم دیکھ رہے ہو اکثر ان میں خنزیر اور نبد رہیں، عرض کیا "ذرا، مجھے دکھاؤ؟" آپ نے کچھ کلمات پڑھے، پھر میری بصارت پر ہاتھ پھیرا، میں نے ان کو اس طرح دیکھا جس طرح حضرتؑ نے فرمایا تھا، میں نے عرض کیا میری پہلی بصارت واپس فرمائیے، دعا فرمائی، میں پہلے کی طرح ہو گیا، فرمایا تم جنت میں ہو گے، وہ دوزخ میں ہوں گے، خدا کی قسم تم دو آدمی بھی دوزخ میں نہیں ہو گے، بلکہ ایک بھی نہیں ہو گا،

★

ہمارے اصحاب نے تین روایتیں امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ علیہما السلام سے روایت کی ہیں کہ رسول اللہؐ کی وفات کے وقت علیؑ حاضر ہوئے، فرمایا "اے علیؑ معجب میں مرجاؤں تو مجھے غسل دینا اور کفن پہنانا اور اسٹھا کر بٹھا دینا اور مجھ سے سوال کرنا اور بات کو یاد رکھنا۔

★

امام جعفر صادقؑ علیہ السلام سے مروی ہے کہ ہم رات اور دن میں امر کے بعد



میں خواب میں دجی ہوتی ہے، محدث فرشتوں کے سلام کو سنتا ہے لیکن ان کو دیکھتا نہیں اس کے کانوں میں آواز، دل اور سینے میں باتیں پیدا ہوتی ہیں،

★

امام حسنؑ اور امام حسینؑ قضائے حاجت کی خاطر میدان میں تشریف لائے، دونوں کے درمیان دیوار بطور پردہ کے حامل ہو گئی، جب قضائے حاجت کر لی، تو دیوار الگ ہو گئی، وہاں ایک پانی کا چشمہ جاری ہو گیا، دونوں نے وضو کیا

★

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے اپنی شہادت سے پہلے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اے فرزند! عنقریب تم عراق جاؤ گے، یہ وہ زمین ہے جہاں انبیاء اور اوصیاء انبیاء کا امتحان لیا گیا ہے، اس زمین کو غور کہتے ہیں، تم وہاں شہید ہو جاؤ گے، اور تمہارے اصحاب کی حاجت بھی شہید ہوگی، جن کو لوہے کی تکلیف محسوس نہیں ہوگی، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی، قلنا یا نار کوئی بودا و سلاما علی ابراہیم، جنگ آپ پر اور آپ کے اصحاب پر برد اور سلامتی ہوگی، امام نے فرمایا تمہیں بشارت ہو، اگر تم شہید ہو گئے تو ہماری بازگشت نبی کی طرف ہوگی، جتنا اللہ چاہے گا، تمہوں گا، میں پہلا شخص ہوں جس پر زمین شکافتہ ہوگی، میں باہر آؤں گا، یہ امیر المؤمنینؑ اور ہمارے قائم کے قیام کے ساتھ ساتھ ہوگا، پھر ہم پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے آسمان سے وفد اتاریں گے، جو پہلے زمین پر نہیں آئے، جبریلؑ، میکائیلؑ، اسرافیلؑ اور فرشتوں کے لشکر نازل ہوں گے، محمدؐ اور علیؑ نازل ہوں گے، میں، میرا بھائی اور تمام وہ لوگ

جن پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہوگا، رب کے اونٹوں پر سوار ہوں گے جو نور کے ہوں گے، پہلے ان پر مخلوق سوار نہیں ہوئی ہوگی، پھر لوہار محمد کو حرکت دے کر کھائے قائم کے حوالے کریں گے، اپنی تلوار بھی دیں گے، پھر قبضہ صمد اللہ چاہے گا، زمین پر قیام کریں گے، پھر اللہ تعالیٰ مسجد کو فہ سے ایک ایک چشمہ سونے کے پانی کا اور دودھ کا جاری کرے گا، رسول اللہؐ مجھے امیر المؤمنینؑ کی تلوار عنایت فرمائیں گے جو مجھے مشرق اور مغرب میں لے جائے گی، جو دشمن پیش ہوگا، اس کا خون بہاؤں گا، بتوں کو جلا دوں گا، ہندوستان آؤں گا، فتح کر لوں گا، دنیا لائے اور لوئیں، امیر المؤمنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوں گے، کہیں گے، اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ کہا، دونوں کے ساتھ بصرہ کی طرف اللہ تعالیٰ ستر آدمی بھیجے گا، وہ لڑنے والوں کو قتل کر دیں گے، اللہ تعالیٰ ایک لشکر دم کی طرف روانہ کرے گا، دم فتح ہو جائے گا، میں اس جانور کو ضرور قتل کروں گا جس کا گوشت اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے زمین پر پڑا پاک گوشت جانور ہوں گے، میں یہودیوں، اور نصاریٰ کے پاس آؤں گا، انہیں آگاہ کروں گا، اسلام قبول کر دیا تلوار جو اسلام قبول کر لے گا، اس پر احسان کروں گا، جو اسلام سے انکار کرے گا، اس کا خون بہاؤں گا، اللہ تعالیٰ ہمارے ہر شیعہ کے پاس ایک فرشتہ نازل کرے گا، جو اس کے چہرے سے مٹی صاف کرے گا اس کی ازواج کو جنت میں اس کی منزل سے آگاہ کرے گا، اللہ تعالیٰ زمین کے ہر اندھے لاچار اور تکلیف زدہ کی تکلیف دور کرے گا، ہم اہلبیت کی وجہ سے آسمان سے زمین کی طرف برکت نازل ہوگی حتیٰ کہ درخت میں وہ پھیل آئیں گے جو اللہ تعالیٰ چاہے



ہیں ہر نماز میں آکر ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، ہر دن اور رات ہمارے پاس آتے ہیں اور زمین والوں کی خبروں سے اور زمین کے حادثات سے آگاہ کرتے ہیں، جو فرشتہ زمین پر انتقال کرتا ہے، اس کی موت کی خبر دوسرا فرشتہ آکر دیتا ہے کہ دنیا میں اس کا کھسیر کیا تھا۔

\*

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جن ہمارے خادم ہیں، اگر کسی کام میں ہمیں جلدی ہوتی ہے تو ان کو بھیج دیتے ہیں۔

\*

سید سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے مدینہ میں اپنی ضروریات کی بھرپور فراہمی، میں روحانی گھاٹی میں اپنی سواری پر سوار تھا کہ ایک شخص کو دیکھا، اس کی طرف گیا، سمجھا کہ پیاسا ہے، میں نے پانی برتن میں پیش کیا کہ، مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، مجھے مرثہ خط دیا، میں نے مہر کو دیکھا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کی تھی، میں نے کہا امام سے کب ملاقات کی تھی؟ کہا آج ہی میں نے خط پڑھا تو اس میں مجھے بعض چیزوں کے بارے میں حکم دیا گیا تھا، میں نے مڑ کر اسے دیکھا تو وہ غائب تھا، امام اشرف لائے میں ملا عرض کیا، ایک شخص آپ کا خط لایا تھا، فرمایا تھا، سے جب کسی کام میں جلدی ہوتی ہے تو جن کو بھیج دیتے ہیں

\*

اللہ کا قول ہے، ولوان اهل القوی الامداد القوا علیہم وجہات من السماء والارض ولکن کذبوا، اگر بستی والے ایمان لاتے اور پرہیزگار ہوتے تو ہم ان پر آسمانوں اور زمین سے برکات کے دروازے کھول دیتے، لیکن ان لوگوں نے جھٹلایا اور بات نہ مانی پھر اللہ تعالیٰ ہمارے شیعوں کو کرامت عطا کرے گا، ان پر زمین کی کوئی چیز مخفی نہیں رہے گی، علی بن ابراہیم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ امر کیا تھا فرشتے کو امام کی خدمت میں بھیجے کہ وہ امام کی خدمت میں پیش کرتا ہے اللہ کے ہاں سے فرشتے اس امر کے حقائق پاس آتے جاتے ہیں

\*

صادق آل محمد سے اس آیت کے بارے میں مروی ہے، انا الذین قالوا انما الله ثم استغبرا فتنزل علیہم الملائکة ان لا تخافوا ولا تحزنوا فجهلنا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس بات پر کہ ایسے لوگوں کی خدمت میں فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم خوف اور غم نہ کرو فرمایا بسا اوقات ہم اپنے گھروں میں فرشتوں کیلئے بستر بچھاتے ہیں "عرض کیا گیا فرشتے آپ کے سامنے ظاہر ہوتے ہیں، "فرمایا" وہ ہم سے زیادہ ہمارے پوپل مہربان ہیں،

\*

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہم لوگ ہیں، جن کے پاس فرشتے آتے جاتے ہیں، ہم آواز کو سنتے ہیں، لیکن شکل نہیں دیکھتے۔

\*

صادق آل محمد نے فرمایا "فرشتے ہمارے سامان پر، فرشتے پر اور ہمارے دسترخوان پر اترتے رہتے ہیں، ہر زمانے کی خشک اور تر بات ہمارے پاس لاتے ہیں، اپنے پر ہمارے پچھوں پر بھلتے ہیں، جانور کو ہمیں ایذا دینے سے روکتے



دوڑ رہے ہو جو پرندے کی پرواز کی طرح تیز دوڑ رہا تھا، میں نے عرض کیا یہ کیا چیز ہے؟ "فرمایا" اغشم ہے، جنات کا قاصد ہے مجھے آگاہ کیا ہے کہ شام ابھی مر گیا ہے، ہر علاقہ میں اس کی موت کی خبر مے رہا ہے۔

✱

ابو عبد اللہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ پہاڑوں میں سے ایک شخص عصا پر سہارا لئے ہوئے نمودار ہوا، لہذا اتنا کہ کھجور معلوم ہوتا تھا، نبی نے فرمایا جن ہے، عرض کیا "ہام بن اقبس بن ابلیس ہوں" فرمایا "تیرے اور ابلیس کے درمیان دو پاؤں کا واسطہ ہے" عرض کیا "ہاں!" فرمایا "تیری عمر کتنی ہے؟ عرض کیا "قتنی دنیا کی یا حقوڑی سی کم، جس روز قابل نے ہابیل کو قتل کیا، میں اس روز لڑکا تھا، بات سمجھتا تھا لوگوں کو قطع رحم کا حکم دیتا تھا اور کھانے خراب کر دیتا تھا، فرمایا "شیخ اور جوان دونوں کی سیرت بری ہے" عرض کیا "میں تائب ہوں، نوح کے ساتھ تو یہ کی ہے، میں کشتی میں نوح کے ساتھ تھا، میں نے اس کی دعا کو سنا جو اس قوم کے بائے میں کی تھی، میں اس مسجد میں حضور کے ساتھ تھا، جس میں لوگوں نے اس کے ساتھ ایمان لایا، قوم کے بائے میں اس کی دعا کو ملاحظہ کیا، میں ریت میں الیاس کے ساتھ تھا، میں ابراہیم کے ساتھ تھا، قریب تھا کہ قوم اس کو آگ میں گرادے، میں منجنیق اور آگ کے درمیان تھا، اللہ تعالیٰ نے آگ کو سلامتی سے ٹھنڈا کیا، میں یوسف کے ساتھ تھا، جب اس کے بھائیوں نے اس پر حملہ کیا، اس کو کنوئیں میں پھینک دیا، میں نے دوڑ کر کوئیں کی تر سے اٹھا کر نرمی سے رکھ دیا، میں قید میں آپ کا مونس تھا، حکم اللہ تعالیٰ نے ان کو قید سے

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین تشریف فرما تھے، اُردھا خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میں عمر بن عثمان ہوں، جنات پر آپ کا خلیفہ ہوں، میرا آپ فوت ہو گیا ہے آپ کے پاس حاضر ہونے کی وصیت کی ہے، تاکہ آپ کی رات معلوم کر سکوں، یا امیر المؤمنین میں خدمت میں حاضر ہوں میرے بائے میں کیا حکم ہے؟ "فرمایا" تمہیں اللہ کے حق کی وصیت کرتا ہوں جاذ جنات میں اپنے باپ کے تاہم مقام بن جاذ، تم میرے جنات پر خلیفہ ہو، وہ چلا گیا، عرض کیا گیا "یا امیر المؤمنین آپ کی خدمت میں عمر آیا تھا، فرمایا "بات اس پر واجب تھی"

✱

الوجزہ ثانیہ سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آیا، اور حاضر ہونے کی اجازت طلب کی، کہا گیا کہ آپ کے پاس لوگ موجود ہیں، میں حقوڑی دیر ٹھہرا، ایسے لوگ باہر نکلے جو اجنبی تھے اور ان کو نہیں جانتا تھا، پھر مجھے اندر آنے کی اجازت دی، میں حاضر ہوا، عرض کیا "بنو امیہ کی حکومت کا زمانہ سے ان کی تلواریں امونین کا خون بہا رہی ہیں، میں نے آپ کے پاس ایسے لوگوں کو دیکھا جن کو میں نہیں جانتا" فرمایا "یہ ہمارے شیعہ جنات ہیں، عالم دین دریافت کرنے آئے ہیں،

✱

الوجزہ سے مروی ہے کہ میں ابو عبد اللہ کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان تھا، حضرت کی بائیں جانب سے ایک سیاہ کت نمودار ہوا، فرمایا "اسی جلدی کیوں



باب نکالا، میں موسیٰ کے ساتھ تھا، آپ نے مجھے تورات کا ایک سفر تعلیم دیا، فرمایا "اگر عیسے سے ملو تو ان سے میرا سلام کہنا، میں ملا اور اسکو موسیٰ کا سلام کہا اس نے مجھے انجیل کا ایک سفر تعلیم کیا، کہا اگر محمد کو ملو تو میرا سلام کہنا یا رسول اللہ عیسے آپ کو سلام عرض کرتے ہیں، فرمایا عیسے روح اللہ پر جب تک آسمان اور زمین قائم ہے سلام ہوا ہے ہم تم پر بھی سلام ہوا، جس طرح تم نے سلام پہنچایا، اپنی ضرورتیں تیار و عرض کیا "ضرورت یہ ہے اللہ تیری امت کو تیرا پرہیزگار بنائے اور مجھے خوش رکھے تیرے بعد تیری امت کو تیرے دھبی کے بارے میں استقامت نہشتے پہلی امتیں اوصیا کی نافرمانی سے ہلاک ہو گئی ہیں، یا رسول اللہ! میری حاجت یہ ہے کہ مجھے قرآن کی سورتیں تعلیم فرمائیے تاکہ میں نماز پڑھ سکوں، رسول اللہ نے علی بن ابی طالب سے فرمایا، ہم کو سورتوں کی تعلیم نرمی سے دہا، عرض کیا، یا رسول اللہ جس شخص کے پاس مجھے سپرد کیا ہے یہ کون ہیں، ہم گرجات کو انبیاء کی پیروی یا نبی کے دھبی کی پیروی کا حکم ہے، رسول اللہ: کتب میں آدم کے دھبی کون تھے؟

ہام :- شیشہ !  
رسول اللہ :- نوح کے ؟

ہام :- سام !  
رسول اللہ :- ہود کے ؟

ہام :- یوحنا بن خان جو ہود کے ابن عم ہیں !  
رسول اللہ :- ابراہیم کے ؟

ہام :- اسحاق :-

رسول اللہ :- موسیٰ کے ؟

ہام :- یوشع بن نون :-

رسول اللہ :- عیسیٰ کے ؟

ہام :- شمعون صفا ابن عم مریم

رسول اللہ :- یہ کیوں انبیاء کے اوصیا تھے ؟

ہام :- تمام لوگوں سے زیادہ زاہد اور آخرت کی طرف رغبت رکھنے والے تھے

رسول اللہ :- کتب میں محمد کے دھبی کون ہیں،

ہام :- تورات میں ایلیا ہیں :-

رسول اللہ :- یہ ایلیا یہی علی ہیں، میرے دھبی، میرے بھائی، دنیا میں میری

امت میں زاہد ترین انسان، تم لوگوں سے آخرت کی طرف زیادہ

رغبت رکھنے والے :-

ہام نے امیر المؤمنین پر سلام کیا، پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ان کا اور بھی

کوئی نام ہے ؟ فرمایا "ہاں، جبریل ہے،" علی نے اس کو قرآن کی سورتیں تعلیم کیں

ہام نے کہا "یا علی یا دھبی محمد جو کچھ قرآن تعلیم کیا ہے یہ نماز کے لئے کافی ہے ؟" فرمایا

"ال قرآن کا حقوڑا حصہ بھی بہت ہے،" پھر ہام رسول اللہ کی خدمت میں آیا، سلام

کیا اور الوداع کہا اور چلا گیا، پھر نہ آیا، حتیٰ کہ رسول اللہ کا انتقال ہو گیا

ہام الحریہ (صفین) کے روز امیر المؤمنین کی خدمت میں عرض کیا "یا دھبی محمد! ہم

نے کتب انبیاء میں دیکھا ہے کہ اصلح دھبی محمد ہوں گے حضرت نے سر سے کپڑا



اتارا، فرمایا "اے ہام خدا کی قسم وہ تیرے لئے میں ہی ہوں۔"

★

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ علیؑ ایک روز آپ کے اصحاب نے کہا "یا امیر المؤمنین کوئی ایسی چیز دکھائیے جس سے دل مطمئن ہو، جو آپ کو رسول اللہؐ نے عطا کی ہے، فرمایا اگر میں عجائبات دکھلاؤں تو تم انکار کر دو گے، اور کہو گے (علیؑ) جادوگر اور جھوٹے ہیں، عرض کیا "ہم جانتے ہیں کہ آپ رسول اللہؐ کے وارث ہیں، آنحضرتؐ کا علم آپ کے پاس ہے؟" فرمایا "عالم کا علم سخت ہوتا ہے اسے وہ مومن برداشت کر سکتا ہے جس کے دل کا امتحان ایمان کے ساتھ لے لیا گیا ہو اور روح سے اس کی تائید کی گئی ہو، فرمایا "غبارِ آخری کی نماز پڑھ لوں تو میرے پیچھے پیچھے چلے آنا، نماز پڑھنے کے بعد آپ نے کوفہ کے بار کا راستہ لیا، ستر آدمی پیچھے ہوئے جن کا اپنے متعلق بہترین شیعہ ہونے کا خیال تھا، جب تک تم سے اللہ کا وعدہ اور میثاق نہ لے لوں، اس وقت تک تمہیں کوئی چیز نہیں دکھاؤں گا، تاکہ تم میرے ساتھ کفر نہ کرو اور مجھے کسی مصیبت میں نہ ڈال دو، خدا کی قسم میں صرف وہی چیز دکھلاؤں گا جس کی تعلیم مجھے رسول اللہؐ نے دی ہے، حضرت نے عہد اور میثاق لے لیا جس طرح اللہ اپنے رسولوں سے لیتا ہے پھر فرمایا "چہروں کو پھیر لو" انہوں نے چہروں کو پھیرا تو کیا دیکھتے ہیں کہ باغات اور نہریں جاری ہیں، دوسری طرف جہنم کی آگ بھڑک رہی ہے، انہیں جنت اور جہنم کے دیکھنے میں کوئی شک نہ رہا، ان میں سے اچھی بات کہنے والے نے کہا یہ تو بڑا جادو ہے، دو آدمیوں کے سوا باقی سب کافر ہو گئے، دو آدمیوں کے پاس

تشریف لائے، دونوں سے فرمایا کہ تم نے ان کی بات کو سنا، میں نے ان سے عہد اور میثاق بھی لے لیا تھا، اب وہ کافر ہو گئے ہیں، خدا کی قسم کل میں اللہ کے نزدیک ان کے خلاف دعویٰ کروں گا، اللہ جانتا ہے کہ میں جادوگر اور کاسن نہیں ہوں نہ ہی یہ بات میرے اور میرے آباؤ کے دین میں داخل ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کا علم ہے اللہ تعالیٰ نے رسولؐ کو عطا کیا اور رسولؐ نے مجھے عطا کیا، میں نے تمہیں عطا کیا، جب تم نے میری بات ٹھکرا دی تو اللہ کی بات ٹھکرا دی، آپ مسجد کوفہ میں تشریف لائے، وعائیں مانگیں، مسجد کے سنگ رینے موتیوں اور یاقوت میں تبدیل ہو گئے، فرمایا اگر رب کی قسم اٹھاؤں جو اس بات سے بہت بڑا ہے، تو میری قسم بہت ٹھیک ہوگی، دو میں ایک اور کافر ہو گیا، دوسرا ثابت قدم رہا اس سے فرمایا "اگر ان میں کوئی چیز لو گے، تب بھی اور نہ لو گے، تب بھی آدم ہو گے، جس نے اس کا دامن نہ چھوڑا، اس نے ایک موتی لے کر آستین میں رکھ لیا، صبح کو دیکھا تو سفید موتی تھا، لوگوں نے ایسا موتی کبھی نہ دیکھا تھا، عرض کیا "یا امیر المؤمنین میں نے ان میں سے ایک موتی لے لیا تھا، فرمایا ایسا کیوں کیا؟ عرض کیا معلوم کرنا چاہا یہ بات درست ہے یا غلط؟" فرمایا "جہاں سے لیا ہے وہاں رکھ دو، اس کے عوض میں جنت ملے گی، اگر واپس نہ کیا تو دوزخ میں جاؤ گے، جہاں سے لیا تھا وہیں رکھ دیا، اللہ تعالیٰ نے اسے پھر سنگِ سبز بنا دیا، بعض نے کہا یہ شخص میثم تمار تھا، بعض نے کہا عمرو بن حتم خزاعی تھا۔"

★



”چشمہ راہو ما، جو بہت کا چشمہ ہے اس سے تین سو نبی اور تین سو وصی نے پانی پیا ہے میں آخری وصی ہوں جس نے اس سے پانی پیا ہے“ راہب نے کہا ”میں نے کتابوں میں ایسا ہی پڑھا ہے اشھدان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ اور مسلمان ہو گیا۔“

★

صادق آل محمد نے آیت و کذلک فری ابراہیم ملحوت السموات والارض ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کے ملکوت کی سیر کرائی اس کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کیلئے آسمانوں کے پرے اٹھائے تھے حتیٰ کہ اس نے عرش کے اوپر والی چیزوں کو دیکھ لیا زمین کے پرے اٹھائے تھے تحت الثریٰ اور مہو کے اوپر جو چیزیں تھیں وہ دیکھ لیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے محمد کیسا اٹھایا، ایک روز ابو بصیر نے عرض کیا ”کیا محمد نے ملحوت السموات والارض کو دیکھا تھا جس طرح ابراہیم نے دیکھا تھا؟“ فرمایا ہاں تمھارے ساتھی نے بھی دیکھا ہے اور آپ کے بعد ہونے والے ائمہ بھی دیکھیں گے، امام محمد باقرؑ نے اس بارے میں فرمایا کہ ابراہیم کیلئے سات آسمانوں اور زمینوں کے پرے اٹھا دیئے گئے، اس نے تمام چیزوں کو دیکھا تھا، جس طرح ابراہیم کے ساتھ کیا تھا اسی طرح محمد کے ساتھ کیا، میں تمھارے ساتھی کو دیکھتا ہوں کہ اس کے ساتھ بھی ایسا کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہونے والے ائمہ کے ساتھ بھی ایسا ہو گا، بریدہؑ سلمیٰ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، علیؑ بھی آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، فرمایا ”علیؑ! تم مجھے ساتھ سات مقامات کا مشاہدہ نہیں کیا؟“ جو اٹھ تھلاہ اور موطن راہب کا ذکر کیا، فرمایا ”شب جمعہ مجھے ملحوت السموات

حضرت علیؑ صفین کے علاقہ میں ایک بستی میں آئے جس کا نام صدود تھا، وہاں سے ایک بے آب و گیاہ زمین میں آئے مالک اشتر نے عرض کیا ”وہاں آئے جہاں پانی نہیں ہے“ فرمایا ”اللہ میں یہاں پانی پلائے گا، جو یاقوت سے زیادہ صاف اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہو گا، ہم حیران ہوئے، امیر المؤمنینؑ کے قول پر حیرانی کی کوئی وجہ نہیں تھی، حضرت ایک زمین پر پھٹے مالک سے فرمایا ”تم اور تمھارے اصحاب یہاں کھودو، ہم نے جبکہ کھودی، ہم کھودتے ہوئے ایک سیاہ پتھر پر پہنچے جو سیاہ اور بہت بڑا تھا، اس میں ایک حلقہ پڑا ہوا تھا، جو چاندی کی طرح چمک رہا تھا، ہم میں سے کوئی بھی اس کو حرکت نہ دے سکا، علیؑ نے فرمایا ”اے مجھو! میں تجھ سے اچھی مدد کی التماس کرتا ہوں“ کلام فرمایا، ہمارا خیال ہے کہ سریانی زبان میں تھا، پھر پتھر اٹھا کر چھنک دیا، میٹھا پانی ظاہر ہوا، ہم نے پیا، اپنے جانوروں کو پلایا، پھر پتھر رکھ دیا، اس پر مٹی والے کا حکم دیا، تھوڑی دُور پہنچنے کے بعد فرمایا ”تم میں سے چشمہ کون جانتا ہے؟“ عرض کیا ”ہم اب جانتے ہیں“ ہم تمام واپس آئے چشمہ بائیں پوشید ہو گیا، وہاں ایک راہب کا گر جا دیکھا، اس سے کہا تمھارے پاس پانی ہے؟“ اس نے کڑوا پانی پلایا، ہم نے کہا اگر اس چشمے کا پانی پلائے جو ہمارے ساتھی نے یہاں پلایا تو آپ اس کے میٹھا ہونے پر تعجب کرتے۔“ کہا ”تمھارا ساتھی نبی ہے؟“ ہم نے کہا ”نبی سکا، وصی ہے“ وہ علیؑ کی خدمت میں آئے، ائمہ نے دیکھ کر فرمایا ”تمھارا نام شمعون ہے؟“ عرض کیا ”ہاں“ یہ میل نام میری والدہ نے رکھا تھا، اللہ کے سوا میرے اس نام کو اور کوئی نہیں جانتا“ عرض کیا ”آتا! اس چشمے کا نام کیا ہے؟“ فرمایا



برہان حق دیا ہے کیا یہ بات دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کی اطاعت اپنے بندوں پر فرض کیا ہے آسمانوں اور زمین کی خبروں کو ان سے پوشیدہ رکھا ہے ان سے اس علم کا مواد قطع کیا ہے جن میں ان کے دین کا قوام موجود ہے؟ حمران نے عرض کیا رسول اللہ کے فرزند امیر المؤمنینؓ احسن اور حسینؓ نے دین کے بارے میں جہاد کی صورت میں طاغوتوں سے تکالیف اٹھائیں، طاغوت فتح مند ہوئے اور یہ حضرات شہید ہوئے اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا اے حمران! اگر یہ حضرات اللہ تعالیٰ سے طاغوتوں کے ملک اور سلطنت کے خاتمہ کی دعا مانگتے تو بہت جلد اس کا خاتمہ اس سے بھی ہو جاتا، جس طرح منکوں کے ہار کو کھڑے ٹکڑے کیا جائے، بلکہ ان حضرات کی ان تکالیف کی وجہ سے اور لوگوں کی مخالفت کے باعث جو درجہ ملا وہ نہ ملتا اور اللہ کی طرف سے درجہ اور کرامت تو اسی طرح مل سکتی تھی، ان چیزوں کے عطا کرنے کا اللہ نے ارادہ کیا تھا، ان حضرات کے بارے میں تجھے ادھر ادھر کی باتیں نہیں کرنی چاہئیں، صادق آل محمدؐ نے فرمایا، لوگ ایک بات کہتے ہیں پھر اس کو توڑ دیتے ہیں اور ضائع کرتے ہیں، خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو مخلوق پر حجت قرار دیا ہے اس سے آسمانوں اور زمین کا علم پوشیدہ رکھا ہے، خدا کی قسم ایسا نہیں ہے، راوی نے عرض کیا ان طاغوتوں اور حسین بن علیؓ کا کیا قصہ ہے؟ فرمایا، اگر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے تو فوراً اللہ تعالیٰ قبول کرتا یہ بات تو منکے دل لے ہار کے توڑنے سے بھی زیادہ آسان تھی، لیکن ہم اس چیز کا کیونکر ارادہ کریں جس کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ نہیں کیا، یعنی اللہ مجبور اور لاچار کر کے کوئی چیز نہیں چاہتا وہ اختیار سے چاہتا ہے،

والا ارض دکھلائے گئے، میں وہاں پہنچ گیا، میں نے تمام چیزوں کو دیکھا تھا، ارا مشاق ہوا، اللہ سے دعا کی، آپ میرے پاس آگئے، جو کچھ میں نے دیکھا، وہ تم نے دیکھا۔

★

بریدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا، یا علیؓ اللہ نے تجھے میرے ساتھ سات مقامات دکھلائے، آنحضرتؐ نے ان مقامات کا ذکر کیا، حتیٰ کہ دوسرے مقام کا ذکر کیا، فرمایا، جبرئیلؑ آئے، مجھے آسمان کی طرف لے گئے، کہا تمہارے بھائی کہاں ہیں؟ کہا، میں پیچھے چھوڑ آیا ہوں، کہا، اللہ سے دعا کرو، وہ بھی تمہارے پاس آجائیں، میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، بس آپ میرے پاس موجود تھے، اسات آسمانوں اور زمینوں کے پرے ہٹائے گئے، میں نے وہاں رہنے والوں، عمارات اور سر فرشتے کے مکان کو دیکھا، جو چیزیں میں نے دیکھیں وہ سب تم نے دیکھیں۔

★

خرلیس کناسی سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ کے اصحاب کی ایک جماعت موجود تھی، مجھے ان لوگوں پر حیرانی ہوتی ہے جو ہمیں دوست رکھتے اور ہمیں امام مانتے ہیں، بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرح ہماری اطاعت ان پر فرض ہے پھر دل کی کمزوری کے باعث بہت جیلے بہانے کرتے ہیں، ہمارا حق غصب کرتے ہیں اور ان لوگوں پر عیب لگاتے ہیں جنہیں اللہ نے ہماری معرفت اور ہمارے امر کے تسلیم کرنے پر



رافضیہ، تم نے میرا حسینؑ کی قبر کی مٹی سے علاج کیا ہے، میں ناراض ہو کر باہر نکلا  
خدا کی قسم بیماری پچھلے سے بھی زیادہ سخت صورت میں آگئی، جس کا دکھ اور  
تکلیف برداشت کر رہا ہوں

★

خلیفہ کا نوکر سخت بیماری میں مبتلا ہوا، اسے کسی دوا نے فائدہ نہ کیا، اس سے  
کہا گیا کہ حسینؑ کی قبر کی مٹی لے کر کھلادو، شاید اللہ اس کی برکت سے تمہیں شفا  
عطا کرے، "نا ہے کہ اس میں ہر بیماری کی شفا موجود ہے، آپ تو مومن ہیں،  
اس نے حسینؑ کی تربت کی مٹی لے کر کھالی اور ٹھیک ہو گیا، دارالخلافہ میں آیا خلیفہ  
کے ایک اور نوکر نے پوچھا، کس چیز سے ٹھیک ہو گئے ہو، ہم تو مالوس ہو چکے تھے  
کہا، "ایک بڑھیا کے پاس حسینؑ کی قبر کی مٹی کی تسبیح ہے اس نے مجھے تسبیح کا ایک  
دانہ دیا ہے۔ میں وہ لے کر کھا گیا ہوں۔ اور ٹھیک ہو گیا ہوں کہا اور بھی کوئی دانہ  
موجود ہے۔ کہا۔ ہاں موجود ہے: کہا مجھے لا دو۔ میں نے ایک دانہ لا کر اس کے حوالے  
کر دیا، اس نے توہین کی خاطر اس کو اپنی مقعد کے اندر داخل کر دیا، وہ بیٹھا ہوا،  
مقا کہ چلایا "اگ اگ، مقال مقال" یہ کہتا ہوا زمین پر گر پڑا، فریادیں کرتا تھا  
تمام آنتیں مقعد سے باہر نکل پڑیں خلیفہ نے ان کو مقال میں ڈال کر ایک نصران  
علیہ کے پاس بھیج دیں، اس نے دیکھ کر کہا یہ وہ چیز ہے جس کے ذریعہ میں علاج  
کرتے تھے، اس نے حالات دریافت کئے اسے نوکر کے فعل سے آگاہ کیا گیا،  
طبیہ اسی وقت اسلام لائیں اور اچھی طرح اسلام پر کار بند رہیں۔

تکلیف میں مجبوری نہیں ہے، ہم بھی اسی طرح چاہتے ہیں، اللہ کی مخالفت  
نہیں کرتے۔

★

سعد بن سبید اشعری سے مروی ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے مٹی  
کے بانے میں پوچھا، فرمایا "ہر مٹی اس طرح حرام ہے جس طرح مردہ، خون، خنزیر  
کا گوشت اور جو چیز اللہ کے نام کے سوا ذبح کی جائے حسینؑ کی قبر مٹی کے سوا۔  
وہ ہر بیماری کے لئے شفا ہے۔

★

عبداللہ از دی سے مروی ہے کہ میرے باپ نے مجھے بیان کیا کہ میں نے  
مدینہ کی جامع مسجد میں نماز پڑھی میرے پہلو میں دو آدمی تھے، ایک نے تو سفر  
کا لباس پہن رکھا تھا، اس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ کیا آپ کو علم نہیں کہ  
حسینؑ کی قبر کی مٹی ہر بیماری کے لئے شفا کا باعث ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ  
مجھے درد کی تکلیف تھی، میں نے ہر قسم کا علاج کیا لیکن تندرست نہ ہو سکا اور  
شفایابی سے مالوس ہو گیا، ہمارے پاس کوفہ کی عورت رہا کرتی تھی، اس نے کہا سالم  
متھاری بیماری روز بروز بڑھتی جا رہی ہے اگر میں تمہارا علاج کروں تو اللہ  
کے حکم سے ٹھیک ہو جاؤ گے، میں نے کہا "کیوں نہ علاج کرو مجھے پالے  
کا پانی پلایا، میں ٹھیک ہو گیا، اس بڑھیا کا نام سلمہ تھا، کئی ماہ کے بعد میں  
نے کہا "آپ نے میرا کس چیز سے علاج کیا تھا، کہا اس تسبیح کے ایک دانہ  
سے اس کے ہاتھ میں امام حسینؑ کی قبر کی مٹی کی ایک تسبیح تھی، میں نے کہا اے



## رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آپ وہ تمام باتیں جانتے تھے جو آدمؑ، تمام انبیاءؑ اور فرشتے جانتے تھے، اللہ تعالیٰ نے وہ باتیں بھی آپ کو بتائیں جو وہ نہیں جانتے تھے، آپ کو اس جگہ پہنچایا جس جگہ اور انبیاء وغیرہ نہ پہنچ سکے، کافی عرصے تک بے وقوفی کو مہر سے، ازیت کو برداشت سے، فنگی کو مہر سے برداشت کرتے رہے قریش جو علم کا پہاڑ خیال کئے جاتے تھے۔ آنحضرتؐ کے معاملہ میں ایسے بے قابو ہوتے کہ بے وقوفی پر اتر آئے، آپ پر گوبر بھینکا، راستے میں کانٹے بچھائے، جسد پر مٹی ڈالی، جب مکہ میں فاتح ہو کر داخل ہوئے تو فرمایا ”میں تمہارے بارے میں وہی بات کہوں گا جو میرے بھائی یوسفؑ نے کہی تھی، آج کے دن تم پر کوئی نرغش نہیں ہے، آپ نے قریش مکہ کو معاف کیا، برائی کا بدلہ نیکی سے دیا۔ آنحضرتؐ تمام لوگوں سے تورات، زبور، انجیل جمیع کتب انبیاءؑ اور نبیؐ برائی کے تمام رسولوں اور قوموں کے واقعات جانتے تھے، آپ بادشاہوں، ظالم لوگوں، قافلوں اور تمام گزشتہ زمانے کے نظائر آدم سے لے کر قیامت تک کے تمام حالات جانتے تھے، سچائی آپ کا اور حنا بچھونا تھا، عہد و پیمان پر سب سے زیادہ پابند تھے، لیکن قریش نے کئی دفعہ پلے درپلے آپ سے بے وفائی کی، صلح حدیبیہ کا قفقہ مشہور ہے، آنحضرتؐ کی نہ ہی جوانی میں نہ ہی بڑھاپے میں بے وفائی کا کسی نے ذکر کیا ہے، آپ اعلان نبوت سے پہلے امین و صادق کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔

## باب نمبر

## رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اور ائمہ علیہم السلام کے مخصوص معجزات

محمدؐ اور ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے صبر ہیا کسی کا صبر نہیں تھا کسی کی بردباری، وفا، مہربانی، رحم دلی، زبرد، سخاوت، بہادری، صدق لسان، تواضع، اچھا دہن، علم، حکمت، حفظ، عفت، قول، عجیب پیدائش و نشو و نما، ہر فن میں علوم کی زیادتی، حسن سیرت، درگزر، حسن خلق اور پاکیزہ ولادت میں ان حضرات کا کوئی شخص مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جھوٹ، کذب، بدگوئی کا ان کی ذات میں شائبہ تک نہیں تھا ایک لمحہ بھی بے کار نہیں بیٹھتے تھے یا عبادت خدا میں مشغول ہوتے یا لوگوں کو ہدایت کرتے یا کسی شخص کی جرتی کو ٹھیک کرتے۔ بیواؤں کے پڑے سیتے مسلمان کے بھگڑوں کو چکاتے یہ خدیں ان میں معجزہ کے طور پر پائی جاتی تھیں۔ کافر اور منافق میں یہ صفات پیدا نہیں ہو سکتے۔ ان حضرات کے دشمن کو حاسد اور زہدین کو ان پر انگلی اٹھانے کی جرأت نہیں بلکہ ان حضرات کا دشمن بھی ان کی تعریف کرنے پر مجبور ہے۔ گزشتہ انبیاء کے سامنے ان حضرات کی اللہ تعالیٰ نے مدح کی ہے، مقرب فرشتوں کے ساتھ ان کے ذریعہ فخر کیا ہے کبھی بھی ان حضرات سے لغزش صادر نہیں ہوئی۔ (یہ معجزہ نہیں تو اور کیا ہے؟)



اور کپڑے کا خود ٹانگا لگاتے، آنحضرت کے اخلاق عبقریہ بہت زیادہ ہیں، میں نے صرف مختصر بیان کئے ہیں۔ آپ کے اخلاق ایک معجزہ ہیں۔ جو ہمیشہ ایک ہی نبج پر آپ سے واقع ہوتے تھے، ان میں کبھی تبدیلی نہیں آتی تھی۔

## عَلَيْهِ السَّلَام

اللہ تعالیٰ کے خارق عادات معجزات علیؑ میں کمال عقل، نور علم، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی خدمت میں موجود ہیں۔ آپ کا شمار بچوں میں ہوتا تھا کہ رسول اللہؐ نے اپنی تصدیق اور اقرار نبوت کے لئے آپ کو دعوت دی، حالانکہ آپ کی اس وقت دس سال یا اس سے بھی کم عمر تھی۔ آپ کے کمالِ فضل پر اللہ اور رسول کی کما حقہ معرفت دلالت کرتی تھی، یہ بات بھی معجزہ ہے جو خالق عادت ہے، جو رسول اللہ کے نزدیک آپ کی منزلت اور اخصاص پر حال ہے یہ خارق عادات آپ میں ایسے پائے جاتے تھے جیسے عیسیٰ اور یحییٰ ہیں اگر علیؑ بچپن میں کامل نہ ہوتے تو رسول اللہ آپ کو اقرار نبوت کی دعوت دیتے

## زہد، علم اور شجاعت

آپ کے دشمن بھی اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو علم کان مایکون کی تعلیم رسول کو دی تھی وہ تمام علم رسول اللہؐ نے آپ کو تعلیم کیا۔ جنگوں میں کبھی پشت دکھا کر نہیں بھاگے۔ جنگ میں مد مقابل سے برا سلوک نہیں کیا حتیٰ کہ اپنے ناٹا بن بلجم سے برا سلوک نہیں کیا یہ باتیں خارق عادات نہیں ہیں، آپ کے انتقال

## آنحضرت کا زہد

آپ کی سلفیت میں سے لے کر عمان تک اور مدینہ سے لے کر نواحی عراق تک تھی، لیکن وفات کے وقت آپ پر قرض تھا اور آپ کی چادر اہل و عیال کے کھانے میں گودی رکھی ہوئی تھی۔ درہم اور دینار کوئی چیز ترکہ میں نہ چھوڑی، نہ کوئی مضبوط محل اور نہ ہی کوئی کھجوروں کا باغ اور نہ ہی اپنی ذات کے لئے کوئی ہنر کھڈائی۔

## شجاعت

شہسوارانِ جاہلیت عامر بن صعیتل، عقبہ بن حارث بن شہاب اور بسطام بن قیس وغیرہ تھے، جو ہر ایک اپنے کردار میں اپنی نظر آپ تھا، مگر آنحضرتؐ سے مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں تھی، اگر کسی نے مقابلہ کیا تو ایسا کوڑا لگایا جیسے کسی سر کی آگ نے دشمن کو جلا کر راکھ کر دیا۔ تمام لوگوں سے زیادہ زاہد، حبا پختہ، مساکین کے ساتھ بیٹھتے، ہاتھ کا تکیہ لگاتے، کھانے کے بعد انہی انگلیاں چاٹتے، تکیہ لگا کر نہ کھاتے بلکہ غلام کی طرح بیٹھتے، بچوں پر بڑے مہربان کنواری عورتوں سے زیادہ چارواں، نفرت اور تکبر نہیں کرتے تھے کسی سوال کا سوال رد نہیں کیا، بیواؤں، یتیموں اور مسکینوں کی ضروریات پوری کرتے، اچھی بات کو اچھا کہتے اور اسے اختیار فرماتے، برائی کو بُرا سمجھتے، اور اس کی توہین کرتے، اکیلا کھانا نہیں کھاتے، غلام کو نہیں مارتے اس کے ساتھ کھانا کھاتے، اس کی طرف سے چکی پیا کرتے، جب غلام بکری دوہتے دہتے تھک جاتا تو آپ خود دوہتے، پانی نکالنے والے اونٹ کو خود چارہ ڈالتے جوتی



کمال بچپن میں بہت مشہور ہیں۔ ان کی یہ فضیلت صرف اظہار کمال کے لئے کافی ہے کہ جناب فاطمہ دونوں شہزادوں کو رسول اللہ کی خدمت میں لائیں اور عرض کیا کہ یہ آپ کے فرزند ہیں اور ان کو کوئی چیز میراث میں عنایت فرمائیے، فرمایا "حسن" کو میری ھبیت اور سرداری حاصل ہے اور حسین میری سخاوت اور شہادت کے مالک ہوں گے، یہی وجہ ہے کہ امام حسن نبی سے سر سے لیکر سینے تک مشابہ تھے اور حسین سینے سے لیکر پاؤں تک مشابہ تھے، سورہ ہل اقی میں دونوں کے لئے جنت ثواب میں واجب قرار دی گئی ہے۔

## علی بن حسینؑ

اپنے باپ کے بعد تمام اللہ کی مخلوق سے علم اور عمل میں افضل تھے، آپ کی ریاضت، عبادت، زہد اور سیرت ایک معجزہ ہے، امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے باپ ایک رات میں نہار رکعت نماز پڑھتے تھے۔ ہولکے بھونکے سے سنبھل کی طرح ابل جاتے، عبادت میں آپ کا کوئی مقابلہ نہیں رکھتا، شب بیداری کی وجہ سے آپ کا رنگ زرد پڑ رہا تھا۔ گریہ سے آنکھیں زرد پڑ گئی تھیں، پیشانی اور ناک پر کثرت سجود کی وجہ سے گٹھا پڑ گیا تھا۔ نماز میں قیام کی وجہ سے پاؤں متورم ہو جاتے جب میں نے اس حالت میں دیکھا تو رو پڑا، میری طرف متوجہ ہو کر منہ فرمایا، بیٹے مجھے وہ صحیفہ دو جس میں علی بن ابی طالب کی عبارت تحریر ہے میں نے لکھ پیش کیا۔ آپ نے اس میں بہت سی چیزوں کو پڑھا، فرمایا "علی بن ابی طالب کی عبادت کا کون مقابلہ کر سکتا ہے، صادق آل محمد نے حضرت علی کے متعلق فرمایا جب حضرت

کے وقت آپ کے فرزند امام حسنؑ نے خطبہ میں کہا، آج رات ایسا شخص انتقال کر گیا ہے جس سے عمل میں نہ ہی اولین نے سبقت کی ہے نہ ہی آخرین آپ کے علم کو پاسکیں گے۔ رسول اللہ کے ساتھ جہاد کرتے، اپنی جان سے رسول اللہ کو بچاتے، رسول اللہ اپنا علم لے کر آپ کو میدان جنگ میں روانہ کرتے۔ جبرائیلؑ آپ کی داسنی جانب اور میکائیلؑ بائیں جانب ہوتے۔ اس وقت تک واپس نہیں آتے جب تک اللہ آپ کے ہاتھ پر فتح نہیں دیتا تھا۔ آپ خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے سوا اور کوئی شخص کعبہ میں پیدا نہیں ہوا، آپ نے اس رات انتقال فرمایا۔ جس رات عیسیٰؑ آسمان کی طرف اٹھانے گئے اور موسیٰؑ کے وصی یوشع بن نون کا انتقال ہوا۔ سونا، چاندی کوئی چیز مرتے وقت نہیں چھوڑی، قرآن اور سنت سے معالم دین کی اشاعت ہمیشہ کرتے رہے انصاف کا حکم اور نیکی کی تلقین کرتے۔ ہجرت سے پہلے تمام مصیبتوں میں نبی کے شریک رہے۔ آنحضرتؐ کا اکثر بوجھ اٹھاتے رہے۔ ہجرت کے بعد مشرکین سے لڑتے اور کافروں سے آپ کے سامنے جہاد کرتے رہے۔ آنحضرتؐ کے انتقال کے بعد دین کی حفاظت میں وہ مصائب بڑاشت کئے جس کو کتاب احاطہ نہیں کر سکتی، یہ سب باتیں ایک معجزہ ہیں۔

★

## حسنین علیہما السلام

دونوں حضرات کی سیرت پسندیدہ اور اخلاق عمدہ تھے، ان کے علوم اور



حکمت، فرشتوں کے آنے کی جگہ، وحی کے آنے کی جگہ، فرمایا، لوگوں کی تکلیف ہم پر بہت بڑی ہے۔ ہم ان کو دعوت دیتے ہیں تو وہ قبول نہیں کرتے۔ اگر ہم ان کو چھوڑتے ہیں تو وہ ہمارے بغیر ملاییت نہیں پاتے، فرمایا، میں جو حدیث بیان کرتا ہوں تو اس کی سند میرے باپ سے ہوتی ہے، وہ میرے دادا سے وہ اپنے باپ وہ آپ کے نانا رسول اللہ سے وہ جبریل سے وہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں یہ کلام بے ہودہ پن اور ہڈیان سے پاک ہے اور خارق عادت ہے۔

## صَادِقُ الْإِسْلَامِ

شیعہ سینوں میں آپ کی عظمت، جلالت، قدر کی دھاک بھیجی ہوئی ہے تمام دنیا میں آپ کی شہرت ہے، ایک دنیائے آپ کے علوم نقل کئے ہیں۔ آپ کے باپ نے وفات کے وقت فرمایا، میں تمہیں اپنے اصحاب کے ساتھ نیکی کی وصیت کرتا ہوں، آپ فرمایا کرتے "ہمائے پاس غابراور مرموز کا علم ہے جو نکت فی القلوب و نقر فی الاسماع، جعفر، احمر، جعفر، ابیض اور مصحف فاطمہ ہمائے پاس ہے جس میں تمام وہ باتیں تحریر ہیں جن کی لوگوں کو ضرورت ہے آپ سے آپ کے بیان کی وضاحت طلب کی گئی، فرمایا "غابر سے مراد آنے والا مرموز سے مراد گزشتہ باتوں کا علم ہے نکت فی القلوب سے الہام نقر فی الاسماع فرشتوں کی باتیں ہیں جو ہم سنتے ہیں اور ان کو دیکھتے ہیں، جعفر، احمر برتن ہے جس میں رسول اللہ کے ہتھیار ہیں یہ اس وقت تک نہیں نکال جائیں گے۔ جب تک ہم اہلبیت کا قائم ظہور نہیں فرمائے گا، جعفر ابیض ایک برتن ہے جس میں تورات

کے سامنے اللہ کی رضامندی کے دو کام پیش ہوتے تو آپ اس کام کو اختیار کرتے جو اللہ کے دین میں سخت ہوتا۔ رسول اللہ پر جو مصیبت نازل ہوئی۔ آپ نے علیؑ پر بھروسہ کیا اور آپ کو بلایا، علیؑ کے سوا اس امت میں رسول اللہ کے عمل کرنے میں کسی کی طاقت نہیں۔ آپ اس شخص کی مانند عمل کرتے جس کے سامنے جنت اور دوزخ ہو جنت کے ثواب کی امید اور دوزخ کے عذاب کا ڈر ہو، اللہ کی راہ میں اپنے نعمن پسینے کی کمائی کے مال سے ایک ہزار غلام خرید کر آزاد کئے اور آپ کے اہل و عیال کی خوراک، زیتون کا تیل، سرکہ اور کھجوریں تھیں، آپ کا لباس کھدر کا ہوتا تھا۔ علی بن حشیش کے سوا لباس اور فقر میں آپ کی اولاد اور اہلبیت میں سے کوئی آپ سے مناسبت نہیں رکھتا تھا۔

## امام محمد باقر علیہ السلام

علم دین، آثار، سنت و علم قرآن، سیرت اور فنون علم جنہ آپ سے ظاہر ہوئے صحابہ تابعین اور فقہاء میں سے کسی سے ظاہر نہیں ہوئے، آپ حقیقت کا نشان ہیں جس سے مشائخ و بزرگان کی جاتی ہیں، جابر بن عبد اللہ انصاریؓ ایک روز خدمت میں حاضر ہوئے، آپ کے پاؤں کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ مجھے رسول اللہ نے ایک روز فرمایا تم میرے ایک فرزند کو ملو گے جس کا نام محمد بن علی ہوگا جس کو اللہ نور اور حکمت عطا کرے گا۔ آپ کو میرا سلام کہنا۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے کہا، رسول اللہ پر سلام، اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں، آپ کا نام رسول اللہ نے باقر العلم رکھا، آپ نے خطبہ میں فرمایا، ہم اہلبیت رحمت، شجرہ نبوت، معدن



موسیٰ، انجیل عیسیٰ، زبور داؤد اور کتب اللہ الاولیٰ موجود ہیں، مصحفِ فاطمہ میں حادثات اور قیامت تک ہونے والے ہر بادشاہ کا نام تحریر ہے۔ جامعہ ایک کتاب ہے جس کا طول ستر گز ہے، رسول اللہ نے کھوائی ہے اور علی بن ابی طالب نے اپنے ہاتھ سے کھئی ہے۔ اس میں تمام وہ باتیں ہیں جس کی قیامت کے دن تک لوگوں کو ضرورت پڑے گی۔ حتیٰ کہ اس میں خراش، ایک کولہے اور نصف کولہے کا تاوان تحریر ہے، موسیٰ کی تختیاں اور عصا ہمارے پاس ہے، ہم انبیاء کے وارث ہیں، مجھے باپ نے حدیث بیان کی، میرے باپ کی حدیث میرے دادا کی حدیث ہے، علی ابن ابی طالب کی حدیث ہے، حدیث علی بن ابی طالب رسول اللہ کی حدیث ہے، رسول اللہ کی حدیث فرمانِ خدا ہے

## امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

آپ میں خارق عادات کمال اور فضیلت جمع تھی۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے بعد صاحب الامر کون ہوگا؟ فرمایا کہ "اس امر کا صاحب وہ ہے جو لہو و لعب میں مشغول نہیں ہوتا۔ اس اثنا میں امام تشریف لائے آپ کے ساتھ ایک جانور تھا۔ اس سے فرماتے "پائے رب کو سجدہ کرو"، صادق آل محمد نے آپ کو پچھڑ کر سینے سے لگا لیا، فرمایا "میرے ماں باپ اس پر فدا ہوں جو لہو و لعب میں مشغول نہیں ہوتا۔ یہ میرے فرزندوں میں بڑی فضیلت کا مالک ہے جن کو میں چھوڑ دوں گا یہ ان سے افضل اور میرے قائم مقام ہیں میرے بعد مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں، یہ اپنے زمانے میں سب سے افضل، سب سے

زیادہ فقیہ، سخی اور کریم النفس ہیں، نماز شب نماز صبح تک پڑھتے تھے۔ تعقیبات میں طلوع آفتاب تک مصروف رہتے پھر اللہ تعالیٰ کے سجدے میں چلے جاتے، زوال آفتاب تک سجدہ سے سر نہیں اٹھاتے تھے۔ رات کو فقرا۔ مدینہ کو تلاش کرتے۔ ان کے پاس ایک زنبیل لے جاتے جس میں پانی، آٹا اور کھجوریں ہوتی تھیں۔ آپ کے والد اپنے فرزند عبد اللہ سے کہا کرتے کہ تم اپنے بھائی موسیٰ جیسے کیوں نہیں ہوتے۔ خدا کی قسم میں اس کے چہرے میں نور کو پہچانتا ہوں جب عبد اللہ کہا کرتے، کیا میرا اور اس کا باپ ایک نہیں ہے؟ میری اور اس کی اصل ایک نہیں ہے؟ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا، وہ میرے نفس ہیں اور تم میرے بیٹے ہو۔ آپ کتابِ خدا کے سب سے زیادہ حافظ اور بہترین طور پر پڑھنے والے تھے جب آپ قرآن کی تلاوت فرماتے تو سننے والے رو پڑتے۔ آپ کا نام کاظم، غنی کا پی جانے والا اس لئے پڑا کہ آپ نے ظالمین کے فعل پر ممبر کیا حتیٰ کہ اپنے ان کی قید میں پابہ زنجیر ہو کر وفات پائی۔

## امام علی بن موسیٰ

آپ کی بزرگی، ظہورِ علم، پرہیزگاری، فقر اور سیرت بذاتِ خود ایک معجزہ ہے اس پر خاص و عام کا اجماع ہو چکا ہے، امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا میرا فرزند علی میرا بیٹا ہے۔ مجھے زیادہ تر عزیز اور پیارا ہے وہ میرے ساتھ جعفر کا مطالعہ کرتے ہیں۔ جعفر کا مطالعہ نبی کریم سے یا نبی کا وصی کرنا ہے۔



## امام محمد بن علیؑ

امام رضا علیہ السلام نے اپنی وفات سے پہلے فرمایا: "اللہ تعالیٰ مجھ سے ایک ایسا شخص پیدا کرے گا جو حق اور اہل حق کو مضبوط کرے گا۔ باطل اور باطل پرستوں کو نیت و نابود کرے گا۔ ایک سال کے بعد امام محمد تقیؑ کی ولادت ہوئی، امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: "اس ابو جعفر کو میں نے اپنی جگہ بیٹھا دیا ہے اور اسے اپنی جگہ قرار دیا ہے۔ ہم اہلبیت ہیں۔ ہمارے چھوٹے بڑوں کے وارث ہوتے ہیں عرض کیا گیا، یہ تو ابھی تین سال کے ہیں، فرمایا: "کوئی مضائقہ نہیں، عیسیٰؑ نبوت پر تین سال سے بھی کم عمر میں فائز ہوئے تھے۔ امام محمد تقیؑ علیہ السلام کے ایک ہاتھ کی ہتھیلی کے گوشت کے اندر مہر کی مانند نشان تھا۔

## امام علی بن محمدؑ

آپ میں خصال حمیدہ، علوم، اخلاق اور فضائل اپنے آبا و اجداد کی مانند تھے۔ ساری رات چٹائی پر اللہ تعالیٰ کی عبادت فرمایا کرتے، اگر محاسن خصال بیان کئے جائیں تو کتاب لمبی ہو جائے گی۔

## امام حسن عسکریؑ

آپ کے اخلاق رسول اللہ کے اخلاق کے مانند تھے۔ آپ گندمی رنگ والے تھے۔ اچھا قد تھا، خوبصورت چہرہ، بہترین بدن، جوانی میں بھی ہیبت اور جلال

والے تھے۔ خوبصورت ڈیل ڈول تھا، سنی شیعہ دونوں آپ کے فضل، دونوں معیت حیات، زہد، عبادت، صلاح اور اصلاح کی وجہ سے آپ کی مجبوراً عزت کرتے تھے۔ آپ خلیل، نبیل، فاضل اور کریم تھے۔ آپ کے اخلاق معجزہ تھے۔

## حضرت صاحب الزمانؑ

آپ پیدا ہوتے ہی سجدہ میں گر پڑے۔ اللہ کی تسبیح و تحمیل عجیب اور تحمید شروع کر دی۔ آپ کا حسن اخلاق، علم اور زہد بچپن سے لے کر آخر عمر تک اس قدر رہے جو شمار سے زیادہ ہے آپ کو آیت رسول اللہ کہتے ہیں، آپ کی کنیت رسول اللہ کی کنیت ہے۔ باپ کی وفات کے وقت آپ کی عمر پانچ سال کی تھی۔ اسی عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکمت اور فضل خطاب سے نوازا اور مسلمین کے لئے آیت قرار دیا آپ کو اللہ نے بچپن میں اس طرح حکمت دی جس طرح جھوٹے میں عیسیٰؑ کو نبی بنایا اسی طرح آپ کو بچپن میں امام بنایا۔ آپ معصوم ہیں۔ آپ کی سیرت آپ کے آبا و اجداد کی سیرت کی طرح ایک معجزہ ہے۔

بصائر الدرجات اردو عربی میں آپ کے مفصل حالات تحریر ہیں ایک دفعہ اور مطالعہ فرمائیں۔



کی قوم کو ہلاک کرنے میں، لیکن آنحضرتؐ نے ان کی اذیت سے صبر کیا اور ان کو ہدایت کرنے کی دعا کی، نوحؑ کا دل اپنے فرزند کے بارے میں نرم ہوا اور کہا۔ رب ان ابی منی اہلے محمدؐ کا دل نرم نہ ہوا۔ جب آنحضرتؐ کو آپ کی قوم سے جہاد کرنے کے متعلق کہا گیا۔ آنحضرتؐ کی خدمت میں بارش رکنے کی شکایت کی، آپ نے دعا کی ایک ہفتہ تک بارش ہوتی رہی۔ پھر بارش کے کم ہونے کی درخواست کی، اللہ تعالیٰ نے نوحؑ کے بارے میں عہد آشکوراً کہا اور محمدؐ کے متعلق بالموہبین وکوف رحیم اور وما ارسلناک الا رحمتاً للعالمین کہا، ابراہیمؑ کو خلت کے ساتھ مخصوص کیا اور فضیلت دی اور کہا واخذ اللہ ابراہیم خلیلہ محمدؐ کے لئے خلت اور محبت دونوں کو جمع کیا۔ حتیٰ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میں تمہارا ساتھی خلیل اللہ اور حبیب اللہ ہوں۔ قرآن میں بحکم اللہ کہا، عبد اللہ بن ابی حصار سے مروی ہے کہ رسالت سے مبعوث ہونے سے پہلے میرا کچھ بقایا آنحضرتؐ کے پاس رہ گیا، میں نے کہا میں فلاں جگہ رہوں گا لیکن میں وہ دن بھول گیا، تیسرے روز آیا تو آپ وہاں موجود تھے۔ میں نے اس بارے میں کہا فرمایا۔ میں اس روز سے تیرا انتظار کر رہا ہوں۔ آپ نے اپنے دادا اسماعیل بن ابراہیمؑ کا فونہ پیش کیا۔ کیونکہ آپ نے ایک آدمی سے وعدہ کیا، آپ ایک سال اس جگہ بیٹھے رہے۔ اس بارے میں اللہ نے آپ کا شکر ادا کیا اور کہا وا ذکر فی الکتاب اسماعیل اندکان صادق الوعدہ، محمدؐ کا بچپن کا عالم تھا۔ انہی بچیاں لے کر صحرا کی طرف روانہ ہوئے پھر وہاں لے گیا۔ محمدؐ میں نے فلاں فلاں مقام پر ہنر گھاس دیکھی ہے کل آپ وہاں چلے علی البصر آپ اپنے گھر سے اس جگہ چلے گئے۔ پھر وہاں لے آئے میں دیکھ کر اس جگہ رسول اللہؐ نے اپنی بکریوں کو چرنے سے منع کیا۔ دونوں کی بکریوں نے مل کر گھاس چری

MOWLANA NASIR DEVJANI  
MAHUVA, GUJARAT, INDIA  
PHONE : 0091 2844 28711  
MAIL : devjani@netcourier.com

## نبی اور اوصیاء کا سابقہ انبیاء کے معجزات

### وغیرہ کے ساتھ موازنہ

اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو بہشت سے نکالا اور زمین کی طرف بھیجا، محمدؐ کو مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا، آدمؑ اپنے بیٹے ہابیل کے قتل میں مبتلا ہوئے محمدؐ اپنے بیٹے حسنؑ اور حسینؑ کے قتل میں مبتلا ہوئے، اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو عورت دی کہ گھٹلی زمین میں ڈالو۔ جب ڈالی تو اس وقت کھجور بن گئی اور تازہ پھل لال۔ محمدؐ کو اس بات سے تب نوازا جب سلمان فارسیؑ سلام لاتے تھے۔

ادویس کے حق میں کہا ورفعنا لامکانا علیاً۔ ہم نے ان کا مقام بلند کیا محمدؐ کے حق میں کہا ورفعنا لام ذکرک، آنحضرتؐ کا ذکر اللہ کے ذکر کے ساتھ اذان اور نمازیں ہوتا ہے۔ محمدؐ کو سدرۃ المنتہیٰ تک بلند کیا۔ آپ نے وہ چیزیں ملاحظہ کیں جو کسی انسان نے نہیں دیکھیں۔ اور یس نے وفات کے بعد جنت کے کھانے کھائے، محمدؐ اور آل محمدؐ نے دنیا میں کئی دفعہ جنت کے کھانے کھائے نیز آنحضرتؐ نے فرمایا میرا رب مجھے کھانا کھلاتا اور پانی پلاتا ہے۔ نوحؑ نے کہا رب لا تزد علی اللہ منی الکافرینے ویاداً، نوحؑ کی دعا قبول ہوئی، مومنین کے سوا کوئی بھی نہ بچا، محمدؐ کے پاس جبریلؑ نازل ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کو آنحضرتؐ کی اطاعت کا حکم دیا، آنحضرتؐ



تعالیٰ واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ان محمد کائنات میں جھگائے گئے  
لیے امتحان میں مبتلا ہوئے جن میں کوئی بھی مبتلا نہیں ہوا۔ ان باتوں کو محمد جانتے تھے اور اس  
کے متعلق آگاہ کیا تھا۔ یوسف کو خواب میں بشارت دی اور محمد کو بھی خواب میں بشارت دی  
لقد صدق اللہ وصدقہ السوویا بالحق۔ یوسف نے قید خانہ کو اختیار کیا اور گناہ سے  
بچے، رسول اللہ تین سال سے زیادہ شعب الطاب میں مجبوس رہے حتیٰ کہ آپ کے اعزہ  
سخت سے سخت تکلیف میں مبتلا ہوئے یوسف کھنویں میں ڈالے گئے اور محمد نے غار میں پناہ  
لی اگر یوسف غائب ہوئے۔ لڑائی محمد کے ہنسی غائب ہوئے آپ کا امر یوسف کے امر کی  
طرح ظاہر ہوگا۔ موسیٰ کا عصا اڑوہا میں تبدیل ہو گیا۔ بدر کی جنگ کے روز آنحضرت نے عکاشہ  
بن عفص کو کھنری کا ایک ٹکڑا دیا جو اس کے ہاتھ میں تلوار میں تبدیل ہو گیا۔ درخت کو بٹایا اور وہ  
آپ کی خدمت میں آگیا۔ موسیٰ نے پتھر پر عصا مارا جس سے بارہ چشے پھوٹ پڑے، آنحضرت  
کی انگلیوں سے پانی جاری ہوا۔ نیز گوشت سے پانی اور خون جاری ہوا۔ آنحضرت کے فرزند  
ہندی (عجل اللہ فرجہ) سے ایسے امور صادر ہوئے گئے، جب آپ مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے  
گئے۔ موسیٰ نے دریائے نیل پر عصا مارا، دریا خشک ہو گیا، آنحضرت نے خیبر کی طرف کوچ کیا  
راتے میں ایک وادی آنی تم اقامت کے برابر پانی تھا اور دشمن پیچھے تھا۔ اصحاب نے عرض کیا  
ہم تو پھڑے جاتے گئے۔ فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ دما فرمایا، اونٹوں اور گھوڑوں نے وادی  
کو عبور کر لیا اور ان کے پاؤں تک گیلے نہ ہوئے عمر بن سعد بحیرہ نے لشکر اسلام کے  
ساتھ جب دریائے مدین عبور کیا۔ تو ایسا ہی ہوا تھا۔ موسیٰ مختلف عذاب مگر ہی جو تین، غنم  
اور مینہ کوس کی صورت میں لائے۔ ہمارے رسول مشرکین پر دھوئیں کا عذاب لائے جس کا  
ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے یوم تاقی السماء بدخان بین ترجمہ۔ اس دن کو یاد کرو۔

اللہ نے موسیٰ سے کوہ طور پر کلام کیا، محمد سے سات آسمانوں پر کلام کیا، محمد کے بعد  
امامت آپ کی اولاد میں قرار دی۔ نبوت کے انقطاع کے بعد اللہ تعالیٰ عیسیٰ کو نازل پہنچنے  
کا حکم دے گا۔ وہ اہلبیت کے ایک آدمی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ جس کا نام مہدی  
(عجل اللہ فرجہ) ہوگا۔ جو زمین کو انصاف سے بھرے گا۔ اور ہر ظلم مٹا دے گا۔ جیسا کہ  
رسول اللہ نے بیان کیا ہے۔

نبی نے علیؑ کو عیسیٰ سے تشبیہ دی ولما ضرب ابن مریم مثلاً اذا قومك منه  
یصدون ترجمہ۔ جب فرزند مریم کی مثال بیان فرمائی تو تیری قوم اس سے روگردانی کرتی  
ہے (اس سے مراد علیؑ ہیں) صالح کے لئے پہاڑ سے ایک اونٹنی نکالی دسی محمد کے لئے  
پچاس اونٹنیاں پہاڑ سے ایک دفعہ انٹی ایک دفعہ اور سو ایک دفعہ نکالیں۔ علیؑ نے ان کے  
ذریعہ محمد کا قرض چکایا اور آپ کے وعدے پورے کئے۔ مفسرین کی روایت کے بموجب  
آیت ان قظاہر علیہم ان اللہ مولاهم وجبرئیل وعلیہ المؤمنین ترجمہ اگر تم دونوں اس پریادتی کی تو رسول کا مذکا  
جبرئیل وعلیہ المؤمنین علیہم السلام المؤمنین سے مراد علیؑ بن ابی طالب ہیں یعقوب کو سلام صلب سے اس بات سے ہیں  
اس بات سے ہیں اللہ نے کہا ہے ودھننا یحییٰ یعقوب وجعلنا فی ذریعہما النبوت والکتاب ہم نے ان کو سختی اور  
یعقوب عطا کیا اور ان دونوں کی اولاد میں نبوت کتاب مقرر کی فاطمہ کو محمد کی صلب میں۔ دستار دیا جو  
عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں، وصیت اور امامت کو آپ کے جانی اور ابن عم علیؑ بن ابی طالب  
میں قرار دیا۔ پھر حسنؑ اور حسینؑ میں پھر اولاد حسینؑ میں قیامت تک یہ تمام فرزند رسول اللہ ہیں  
فاطمہ کی جہت سے جس طرح عیسیٰ اولاد انبیاء میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ومن  
ذریتہ داؤد وسلیمان وایوب ویوسف وموسیٰ وھارون وکذلک نجزی  
المحسنین و ذکر یا و یحییٰ وعلیؑ، محمد کو قرآن عظیم اور کتاب مجید عطا کی۔ آپ پر اور  
آپ کے اہلبیت پر حکمت کا دروازہ کھولا۔ اہلبیت کی اطاعت علی الاطلاق واجب ہے بقولہ



جب آسمان و صومال لائے گا۔ بدر کے فرعون اور احد میں مذاق اڑانے والوں پر اللہ تعالیٰ نے عذاب نازل کیا۔ موسیٰؑ کے کوہ طور پر بات کی اور ہمارے رسولؐ نے فتنہ دلی فکان قاب قوسین اودافی کے مقام پر گفتگو کی۔ موسیٰؑ کو سن و سلوی ملا۔ ہاتھ سے نور بلند ہوا جس سے لوگ مکشعہ حاصل کرتے تھے۔ ہمارے رسولؐ اس سے بڑھ کر چیزیں لائے۔ آپؐ کے لئے مالِ غنیمت حلال ہوا اس سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوا۔ آنحضرتؐ کے اصحاب دریا کے کنارے بھوکے لڑے پھلی نے اپنے کو باہر پھینکا۔ نصف ماہ کھاتے رہے۔ آپؐ بہت لوگوں کو تھوڑے کھانے سے سیراب کرتے۔ دودھ کے گھونٹ سے کافی لوگوں کو سیراب کرتے۔ حمزہ بن عمر اسلی سے مروی ہے کہ ہم تاریک رات میں رسول اللہؐ کے ساتھ چل رہے تھے۔ آپؐ کی آنکھوں نے روشنی پیدا کر دی تاریکی دور ہو گئی، موسیٰؑ کو یہ بھی ملا۔ محمدؐ کو نور ملا جو ہمیشہ آپؐ کی داہنی اور بائیں جانب سے روشن ہوتا تھا جہاں بھی آپؐ تشریف لے جاتے یہ بدرِ بیضا سے افضل ہے، لوگ نور کو دیکھتے تھے یہ نور قیامت تک باقی رہے گا۔ اور ان حضرات کی قبور سے بلند ہوتا ہے جس سے مہندی تشریف لے جاتیں۔ اسی سے نور بلند ہو گا۔ موسیٰؑ کو فرعون کی طرف بھیجا اس نے فرعون کو آیت کبریٰ دکھائی۔ آنحضرتؐ کو مختلف فرعونوں کے پاس بھیجا مثلاً ابولہب، ابوجہل، عقبہ و عقبہ، فرزدان ربیعہ، ابی بن خلف۔ ولید بن مغیرہ مام بن وائل ثمی اور نصر بن حارث وغیرہ وغیرہ، آنحضرتؐ نے انہیں معجزات دنیا میں بھی دکھائے اور ان کے نفوس میں دکھلائے۔ حتیٰ کہ حق واضح ہو گیا مگر یہ ایان نہ لائے۔ اگر اللہ نے موسیٰؑ کی خاطر فرعون سے بدلہ لیا تو جنگِ بدر میں محمدؐ کی خاطر بدلہ لیا اور تمام مشرکین قتل ہوئے۔ اور کنوئیں میں ڈالے گئے، احد میں مذاق کرنے

والوں سے بدلہ لیا اور انہیں مختلف غذاؤں میں ڈالا، موسیٰؑ کا عصا اثر دے گا بن گیا، فرعون اس سے ڈر گیا، ابوجہل سے آنحضرتؐ نے ایک قرض لینے والے کی سفارش کی۔ ابوجہل ڈر گیا اور قرض ادا کر دیا، لوگوں نے اس بات پر ابوجہل کو ملامت کی اس نے کہا میں نے محمدؐ کے دائیں اور بائیں دو اثر دے دیئے جو دانت کھلے ہوئے تھے۔ ان کی آنکھوں سے آگ نکلتی تھی۔ اگر میں قرض ادا نہ کرتا تو اثر دے مجھے نکل جاتے۔ اللہ نے موسیٰؑ سے کہا والعتیت حلیک عجبۃ منی، آنحضرتؐ کے وحی کے متعلق کہا میجعلہم الرحمن ودا۔ داؤد کے پہاڑ اور پرندے مطیع تھے۔ ان کے اشارے سے چلتے تھے۔ محمدؐ سے یہود نے نبوت کی گواہی طلب کی۔ پہاڑ نے گواہی دی۔ پہاڑ کے چلنے کا مطالبہ کیا آپؐ کے حکم سے پہاڑ چلا۔ رسول اللہؐ کے ہاتھ میں عصا نے تسبیح کی اور حیوانات آپؐ کے مطیع ہوئے داؤد کے لئے لوہا نرم ہوا۔ محمدؐ کے لئے پتھر جو آگ سے بھی نرم نہیں ہوتے۔ اللہ نے اس کو بے کے عمود کو نرم کیا جو آپؐ کے وحی ملی نے خالد بن ولید کے گلے میں ڈالی۔ سفارش پر نکال لی گئی تھی۔ رسول اللہؐ کے ہاتھ میں بیت المقدس کا پتھر نرم ہو گیا۔ آٹے کی مانند آپؐ کے فرزند امام رضاؑ کا ہراسان میں گور ہوا۔ پانی کی ضرورت ہوئی زمین پر ہاتھ مارا پانی کا چشمہ جاری ہو گیا یہ شہور رہے محمدؐ کے وحی ملی کے آثار دنیا میں شمار سے باہر ہیں ان میں حیددان میں ایک کنواں ہے جس کا ذکر شیخ اور سنی دونوں نے کیا ہے۔ کنوئیں کو جب علیؑ کا واسطہ دیا جانا ہے تو پانی جو شش مار کر کنڈے پر آ جاتا ہے کس اور نام سے جوش میں نہیں آتا۔ سلیمانؑ نے ایسے ملک کا سوال کیا جو اس کے بعد کسی کو نہ ملے ایسا ملک دیا گیا۔ آپؐ کو کوثر اور شفقت عطا کی گئی جو ستر مرتبہ ملک دنیا سے بڑی ہے اللہ نے آپؐ سے مقام عمود وعدہ کیا جس کا لڑکے اولین و آخرین کرتے ہیں ایک رات بیت المقدس گئے وہاں سے سدرۃ المنتہی



دی آنحضرت کو گذشتہ انبیاء اور ان کی امتوں کے حالات سے آگاہ کیا۔ آدم بپار ہوئے تو اپنے بیٹے شیث سے کہا کہ میرے رب نے مجھ سے کہا ہے کہ میں تجھے اپنا دوسرا بیٹاؤں جو چیز مجھے وصیت کی ہے اس کا خازن بنائوں، کتاب وصیت میرے سر کے نیچے رکھی ہے۔ جب میرا انتقال ہو جائے تو اس کو لے لینا، اس میں اثرۃ العلم، اسم اعظم اور تہائے دین کی تمام ضروریات موجود ہیں۔ یہ وہ معیضہ تھا جس کو آدم جنت سے نکلے کر آئے تھے، آدم کے انتقال کے بعد شیث نے اپنے کمر میں باندھ لیا، جبریل نے کہا شیث تھا ہے مانند کون ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر جلیل سے مخصوص کیا۔ انبی کرامت کی خوشی عطا کی اور تہیں مافیت کا لباس پہنایا۔ شیث آدم کی وفات کے بعد تمام اسماء اور تمام فرشتوں کی بولیوں کے عالم تھے۔ مٹی تمام چیزوں کو جانتے تھے جن باپ کی وفات کے بعد اور حنین بھائی کی وفات کے بعد تمام عقلمن کی لغات، فرشتوں اور پرندوں کی بولی اور تمام حیوانات کی آواز کے معلوم تھے۔ حنین کی وفات کے بعد مٹی بن حنین اور تمام ائمہ کے واضح چیزوں کو جانتے تھے۔ ائمہ تمام چیزوں سے واقف تھے یہ ائمہ کے واضح معجزات میں شیث نے والد کو غسل دیا اور جبریل نے املا دی۔ مٹی نے محو کو غسل دیا اور جبریل نے املا دی، آدم کی وفات کے بعد مٹی نے باپ کی کسی بات کا ذکر کیا تو میں تہیں ضرور قتل کر دوں گا۔ جس طرح تہاں بھائی باپ کو قتل کیا تھا۔ ظاہری طور پر اور نہ ہی قابل کا چتا تھا شیث چپکے سے معاملہ دین کی حفاظت کرتے تھے حتیٰ کہ قابل مر گیا۔ اپنے بیٹے کو اپنا نائب مقرر کیا، قابل کا بیٹا مر تو اس کا بیٹا قائم مقام ہوا۔ آدم نے شیث سے ان تمام باتوں کی وصیت کی تھی اور لوح نبی کے آنے کی بشارت بھی دی تھی لوگوں کے طوفان میں غرق ہونے کے متعلق آگاہ کیا۔ اسی طرح عہد کے بعد نداں آدمی صحت بار خلافت بن گیا اور مٹی پر مسلط ہو گیا۔ ظاہری کام چلایا۔ اس کے بعد خلافت دوست کے پاس سپرد

پر آپ کی ہوا مطیع ہو گئی۔ آپ کے اصحاب کو ایک چادر پر بٹھا کر اصحاب کہف کے غار تک لے گئے جن آپ کے مطیع ہو گئے، فرمانبردار ہو کر ایمان لائے۔ واذا صرفنا الیہ نفعنا من الجن ایک جنی مخلوق کو بچھا اور اس کا گلا دیا۔ آپ کے دوسرے جنات سے جنگ کی اور انہیں قتل کیا، یہ بات مشہور ہے۔ اسی طرح جنات علیہ اور آپ کی اولاد معصومین کی طرف آتے رہے ان حضرات سے علم لیتے رہے یہ بات مشہور ہے، مومن جنات اللہ کی خدمت میں آتے۔ ائمہ کا اگر کسی کام میں جلدی ہوتی تو ان کو بھیجتے اللہ تعالیٰ نے محمد اور آپ کے اہلبیت اور اولاد کے لئے فرشتوں کو مطیع کیا جو محمد کی مدد کرتے اور آپ کے سامنے جہاد کرتے علی کے ساتھ موجود ہے اور بقیہ آل محمد کے پاس موجود ہیں گے سلیمان پرندوں کی بات سمجھتے اسی طرح ہمارے نبی پرندوں کی بولی جانتے تھے۔ ایک اندھا پرندہ پھر پڑا ہوا تھا آپ کے ساتھیوں نے اس کی بولی سنی، فرمایا جانتے ہو یہ کیا چاہتا ہے؟ عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے فرمایا یہ کہتا ہے میں بھوکا ہوں روزی حاصل کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے اس کی چونچ میں ٹکری گہری وہ کھا گیا۔ اہلبیت بھی پرندوں کی بولی سمجھتے تھے۔ اللہ نے جنی تعریف عیسیٰ کی کی ہے گزشتہ کسی نبی کی اتنی تعریف نہیں کی اور کہا وجیحا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقصود بینہم ویکلم الناس فی المحدث وکھلا ومن الصالحین۔ ہمارے رسول اور ان کے اور حضرت وسیلہ آدم۔ دعوت ابلیس اور بشارت عیسیٰ میں عیسیٰ مٹی کا پرندہ بناتے اللہ اس کو صحیح پرندہ بنا دیتا۔ محمد اور آپ کی عترت کے ہاتھوں مردوں کو زندہ کیا۔ عیسیٰ اللہ کے اذن سے کوڑھیلوں اور مبرمروں کو ٹھیک کر دیتے اسی طرح ائمہ معصومین کیا کرتے اب یہ حالت ہے کہ اندھے ائمہ معصومین کے مزارات میں داخل ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں شفا عطا کرتا ہے یہ باتیں مشہور و معروف ہیں اس میں شک کی گنجائش نہیں۔ آدم کو نفع روح کے وقت اس کی تعلیم



کی، تیسرے نے خلافت کو کیا پھر خلافت ملی کے پاس آئی۔ آپ کے بعد گرامیوں کا دور دورہ ہوگا  
حتیٰ کہ آل محمد کا ہمدنی ظاہر ہوگا۔ دشمنوں سے زمین کو پاک کریں گے امام محمد باقر علیہ السلام  
سے مروی ہے کہ اللہ نے آدمؑ کی طرف وحی کی میں تمہیں ماننے والا ہوں تم بہترین فرزند کو وصیت  
کر دو وہ میری حجت ہوگا۔ زمین کو عالم سے خالی نہیں رکھوں گا جو اپنے فیصلے ناند کرے گا میں  
اس کو ظلم غفلت پر اپنی حجت قرار دوں گا۔ آدمؑ نے فرزندوں کو جمع کیا اور کہا کہ مجھے اللہ نے حکم  
دیسا ہے کہ میں ہبتہ اللہ کو وصیت کروں اور اس کو اپنے بیٹے اور اپنے بعد تمہارے لئے منتخب  
کروں۔ اس کی بات سنو اور اطاعت کرو عرض کیا ہم اس کی بات سنیں گے اور اطاعت  
کریں گے، رسول اللہ نے غدیر کے روز بھی ایسا ہی کیا تھا، جب آخری حج سے  
واپس آئے تھے، لیکن لوگوں نے اس بات کو قبول نہیں کیا تھا۔  
اور لیس بستی سے نکال دیئے گئے، آپ نے بتایا کہ میری دعا سے اللہ تعالیٰ بارش  
کو روک دیگا، غار میں پناہ لی تشریف صبح کے وقت روزانہ آپ کے پاس کھانا لایا  
کرتا، میں سال بارش کی ایک بوند نہ پڑی، لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی تب آپ  
لوگوں کے پاس آئے، محمدؐ آل محمدؑ غائب ہو گئے ہیں، جب زمانہ ظلم سے بھر جائے  
گا تب آپ لوگوں کے پاس آئیں گے، اور لیس جب بستی میں آئے ایک گھر میں مھوواں  
بلند ہوتے دیکھا، بڑھیا سے کھانا مانگا، اس نے کہا میرے پاس صرف دو روٹیاں ہیں،  
ایک میری اور ایک میرے بیٹے کی کہا، تمہارا بیٹا چھوٹا ہے اسے آدھی روٹی کھلا دو خود  
سالم روٹی کھا گئی، آدھی روٹی اور لیس کو آدھی لینے لڑکے کو دیدی، یہ حالت دیکھ کر اس کا ٹکڑا  
پریشان ہو کر مر گیا کہتے لگی تم نے میرے بیٹے کو بھوک کی وجہ سے مار دیا ہے، کہا میں اللہ  
کے حکم سے تمہارے بیٹے کو زندہ کرتا ہوں، لڑکے کا پکڑ کر کہا، اے اس بدن سے نکلنے والی

روح پھر اللہ کے حکم سے اس کے بدن میں داخل ہو جاوے، میں اور لیس ہوں، اللہ نے لڑکے کو  
زندہ کیا بڑھیا نے بستی والوں سے کہا یہ اور لیس ہیں، اور لیس ایک ٹیلے پر جا کر بیٹھ گئے لوگ  
اور آپ کے اصحاب جمع ہو گئے، بادشاہ کو معلوم ہوا، اس نے گرفتاری کے لئے چالیس آدمی  
بھیجے، اور لیس نے جانے سے انکار کر دیا، انہوں نے زبردستی کی آپ نے بڑھیا کی اور سب مر گئے بادشاہ  
نے پھر پانچ سو آدمی روانہ کئے، انہوں نے گرفتار کرنا چاہا، فرمایا، اپنے اصحاب کا انجام دیکھ لو،  
عرض کیا کہ ہمارے حال پر رحم کیجئے، ہم بھوک سے مر گئے ہیں، اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کیجئے،  
فرمایا، بارگاہ خداوندی میں انکساری سے پیش آؤ، انہوں نے عاجزی اور انکساری کی، آپ نے  
اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کی، بادل چھا گیا اور خوب بارش ہوئی، ہمدنی مکہ میں حجر اسود  
اور باب کعبہ کے درمیان ظاہر ہوں گے، جبریلؑ اعلان کریں گے، دنیا کے ہر کونے سے  
آپ کے اصحاب آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے، سفیانی بیس ہزار سے زائد آدمی بھیجے گا اور  
کہے گا، ہمیں فرزند علیؑ کی ضرورت نہیں ہے جب یہ لشکر بیدار کے مقام پر پہنچے گا تو اللہ تعالیٰ  
اسے زمین میں عرق کر دے گا، صرف دو آدمی بچیں گے ایک کا نام منذر ہوگا، دوسرے  
کا ہمشتر ایک سفیانی کو جا کر اطلاع دے گا، دوسرا مکہ میں آئے گا، دونوں سفیانی کے  
لشکر کی ہلاکت کی خبر دیں گے، رسول اللہؐ نے مکہ سے مدینہ کی طرف قوم کی تکلیف کی وجہ  
سے ہجرت کی، آپ نے بدر علیؑ قحط سالی میں مبتلا ہوئے آنحضرتؐ کی خدمت میں جھک  
گئے، قحط سالی دور کرنے کی درخواست کی آپ نے اللہ سے دعا کی اور بارش ہو گئی، ایک  
انصاری نے اونٹنی خرکی، بیوی سے کہا کچھ گوشت پکالو اور کچھ بھون لو شاید اس رات اللہ تعالیٰ  
ہمیں آنحضرتؐ کی تشریف آوری کا شرف عطا کرے، اور آپ ہمارے ساتھ کھانا کھائیں  
یہ کہہ کر انصاری مسجد کی طرف چلا گیا، اس کے دو چھوٹے چھوٹے بیٹے تھے، باپ کو اونٹنی



آگ میں جو ڈالے گئے، جو سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو گئی، موسیٰ بن جعفر کو پڑوس سمیت آگ میں تشریف فرما ہوئے، لیکن آگ نے کوئی اثر نہ کیا، ابراہیمؑ نے کہا انی ذاہب الی ربی میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں، بادشاہ فردو کے خوف سے بیت المقدس چلے گئے، سارہ کو غیرت کی وجہ سے تابوت میں ڈالا تاکہ کوئی شخص دیکھ نہ سکے قطبی بادشاہ کے آدمی نے آپ کو پکڑ لیا اور کہا جب تک تابوت نہیں کھولو گے تمہیں نہیں چھوڑا گا، تابوت کھولا اس میں سارہ نکلیں، وہ بہت خوبصورت تھیں، بادشاہ کو معلوم ہوا تو آپ کو پکڑنے کا حکم دیا، تابوت بھی ساتھ تھا، بادشاہ کے پاس آئے، اس نے کہا تابوت کھولو، کہا اس میں میری حرمت ہے، میں سب کچھ دے سکتا ہوں لیکن تابوت نہیں کھولوں گا، کہا فردر کھولو، آپ نے انکار کیا، بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا، ابراہیمؑ نے دعا کی، معبود! اس کا ہاتھ رک مے، ہاتھ ٹھیک ہو گیا، عرض کیا ابراہیمؑ! میرے حق میں دعا کیجئے فرمایا اس شرط کے ساتھ دعا کروں گا کہ دوبارہ ہاتھ نہ بڑھانا، کہا ایسا نہیں کروں گا، دعا فرمائی، ہاتھ ٹھیک ہو گیا، عرض کیا، میرے پاس ایک لونڈی ہے جو نیک اور کنواری ہے اور آپ ہی کے لئے مناسب ہے، باجرہ کو پیش کیا، آپ نے سارہ کو بخش دی، اس امت کے فرعون کے ساتھ امام حسینؑ نے ایسا ہی کیا، جب امام کی رسوائی کی خاطر مارنے کیلئے ہاتھ بڑھایا تو اس کا ہاتھ خشک ہو گیا، التجا کی دعا فرمائی کہ میرا ہاتھ ٹھیک ہو جائے آپ نے دعا فرمائی ہاتھ ٹھیک ہو گیا، ابراہیمؑ نے اسمعیلؑ اور آپ کی والدہ کو مکہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے چھوڑا، اسمعیلؑ کو پیاس لگی، مکہ کی زمین پر پانی نہیں تھا، ماں نے پانی تلاش کیا، لیکن پانی نہ پا سکی، بچے نے زمین پر ایڑیاں رگڑیں، جس سے زفرم کا چٹمہ پھوٹا، عیسیٰ بن مریم پیدا

کو ذبح کرتے ہوئے دیکھا، ایک نے دوسرے سے کہا میں تمہیں ذبح کرتا ہوں، چھری کے بھائی کو ذبح کر ڈالا، ماں نے یہ حال دیکھا تو بہت چلائی، ذبح کرنے والا لڑکا ماں کے ڈر کے ماتے بھاگتا کھڑکی سے گر کر مر گیا، ماں نے دونوں کو چھپا دیا، کھانا پکانے میں مشغول ہو گئی، کھانا تیار ہو گیا، رسول اللہ تشریف لائے، جبریلؑ نازل ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ انصاری کے لڑکے کو مٹھوایئے، فرمایا اپنے لڑکوں کو بلاؤ، ہمارے ساتھ کھانا کھائیں باپ تلاش میں نکلا، والدہ نے کہا موجود نہیں ہیں، آنحضرتؐ کی خدمت میں لڑکوں کی عدم موجودگی کی اطلاع دی، فرمایا "فردر لاؤ" پھر بچوں کی ماں کے پاس آیا، اس نے حقیقت سے آگاہ کیا، دونوں کی لاشوں کو اٹھا کر آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا ایک مذبح ہوا تھا، دوسرا ہوا، رسول اللہؐ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، دونوں زندہ ہو گئے، اور کئی سال تک زندہ رہے۔

ایک روز حضرت ابراہیمؑ کے پاس مہمان آگئے، لیکن آپ کے پاس کوئی چیز نہیں تھی، گھر کے لکڑی کے جینے کا ارادہ کیا، لیکن خیال آیا کہ اس کا دکھان بت بنائے گا، چادر سے کر ایک مقام پر آکر دو رکعت نماز پڑھی، فارغ ہونے کے بعد چادر کو نہ پایا، سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ اباب پیدا کر دیئے، گھر میں گئے تو دیکھا سارہ کوئی چیز بچا رہی تھیں فرمایا یہ کہاں سے آگئی، عرض کیا یہ وہ چیز ہے جو ایک آدمی کے ذریعے آپ نے بھیجی ہے، اللہ تعالیٰ جبریلؑ کو حکم دیا کہ جس مقام پر آپ نے نماز پڑھی ہے وہاں کی ریت اور پتھر چادر میں لے کر سارہ کو دے دو، جبریلؑ نے حکم کی تعمیل کی، اللہ تعالیٰ نے ریت کو ڈالا، باجرہ گول پتھروں کو سلغم اور مستطیل کو چاندی میں تبدیل کر دیا، یہ چیزیں رسول اللہؐ اور آپ کے اہل بیت کو حاصل تھیں جن کا بیان معجزات میں ہو چکا ہے ابراہیمؑ



پاس آیا اس نے۔ قوم کے پاس جلتے سے روک دیا اس پر انعام و کرام کیا اسے  
لپٹے اعزہ کے پاس آیا، عادی سچی باتیں کیا کرتا، یوسف بھی صدیق تھے، یعقوبؑ  
تشریف لائے، تو جابر بادشاہ نے یوسفؑ کی وجہ سے آپ کی تعظیم کی، ایک دن،  
فرعون نے یعقوبؑ سے پوچھا آپ کی عمر کتنی ہے؟ فرمایا ایک سو بیس سال، عادی  
نے کہا آپ نے جھوٹ بولا ہے، یہ سن کر یعقوبؑ خاموش ہو گئے، ثبات فرعون کو ناگوار  
گذری، فرعون نے دوسری مرتبہ کہا آپ کی عمر کیا ہے؟ فرمایا ایک سو بیس سال،

عادی نے کہا آپ نے جھوٹ بولا، یعقوبؑ نے کہا "اے معبود! اس نے میری تکذیب  
کی ہے اسکی ڈاڑھی اڑائے، ڈاڑھی سینے پر گر پڑی، صفا چٹ ہو گئی، فرعون نے  
کہا جس طرح ڈاڑھی اڑانے کی دعا کی ہے اسی طرح واپس کرنے کی دعا کیجئے یعقوبؑ  
نے دعا کی، ڈاڑھی ٹھیک ہو گئی، خارجی نے حضرت علیؑ سے کہا آپ نے انصاف سے  
تقسیم نہیں کیا، آپ نے بد دعا کی خارجی کے محاسن غائب ہو گئے، خارجی رویا اور گر گڑا  
التجائی دعا فرمائیں کہ میں پہلے کی طرح ہو جاؤں، دعا فرمائی، پہلے کی طرح ہو گیا  
فرعون کو معلوم ہوا کہ اسی اور اسی قوم کی تباہی بنو اسرائیل کے آدمی کے ہاتھوں ہو گئی تو اس شخص کی  
تلاش میں ہزار سے زائد مولا قتل کر دینے لگے، لیکن اس شخص کو قتل نہ کر سکا جو اس کو اور اس کی قوم کو قتل کریگا  
بنو ہمدان جو اس کو معلوم ہوا کہ انکی سلطنت کا زوال قائم آل محمدؑ کے ہاتھوں ہوگا.... تو انہوں  
نے آل محمدؑ کی گردنوں پر تلواریں رکھ دیں اور انہیں مختلف سرداروں میں تباہ کرنا شروع  
کیا، اللہ نے قائم آل محمدؑ کو محفوظ رکھا، کسی ظالم کو حضرت کے حالات کا پتہ نہ چل سکا  
غریبانیوں کی جو مشرق اور مغرب میں ہیں، آپ ان کی امداد کرتے اور انکی حفاظت  
کرتے ہیں، خاص طور پر سامرہ کے راستے میں، مخالفین زائرین کو تکلیف دینے کا ارادہ

ہوئے تو اللہ نے آپ کے لئے چشمہ نکالا، اللہ نے محمدؐ اور اکثر ائمہ کی خاطر چٹنے مختلف  
زمانے میں مختلف مقامات پر پیدا کئے، امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ذوالقرنین  
صالح آدمی تھے، اللہ تعالیٰ نے بادل کو آپ کا مطیع بنا دیا، اسباب مرتب کئے اور نور  
بصارت میں زیادتی کی جس طرح دن میں دیکھتے اسی طرح رات میں دیکھتے تمام ائمہ  
کے لئے بادل کو مسخر کیا جو مصالح مسلمین اور جھگڑوں کے چکانے کی خاطر مشرق اور  
مغرب میں انہیں لے کر پھرتا تھا، یہی حال تہدی رعیل اللہ فرجہ کا ہے، آپ کے پاس  
ایک نور ہے جس سے دور کی چیزوں کو اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح قریب کی چیزوں  
کو، دور کی باتوں کو اس طرح سنتے ہیں، جس طرح نزدیک کی باتوں کو، تمام دنیا کی  
سیاحت فرماتے ہیں، آپ کے لئے زمین پیٹ دی جاتی ہے، مشرق اور مغرب میں  
نیکالیف اور مصیبتوں کے دور کرنے کے لئے آتے ہیں،

مصدق آل محمدؑ سے مروی ہے کہ اعرابی نے یوسفؑ سے کھانا خریدا، فرمایا جب  
فلاں وادی سے گذر تو آواز دینا، اے یعقوبؑ، اے یعقوبؑ، ایک بزرگ نکلیں گے ان سے  
کہنا کہ میں نے مصر میں ایک شخص کو دیکھا تو آپ کو سلام کہتا تھا اور کہا تھا تمھاری  
امانت اللہ کے نزدیک محفوظ ہے، اعرابی نے پیغام دیا، یعقوبؑ غش کھا کر گر پڑے  
ہوش آنے کے بعد کہا، تمھاری کوئی ضرورت ہے، عرض کیا میرے چچا کی لڑکی میری  
زوجہ ہے، اس نے لڑکا پیدا نہیں کیا، یعقوبؑ نے دعا کی اس کی بیوی چار دفعہ حاملہ  
ہوئی اور ہر ایک دفعہ حمل میں دو دو لڑکے پیدا کئے، ایسی باتیں ائمہ سے صادر،  
ہوتی ہیں، جن کا ذکر موجود ہے،

ابو عبد اللہ سے مروی ہے کہ قوم عاد کا ایک بچہ ہوا آدمی فرعون یوسفؑ کے



آپ کو کنویں میں گرادیا اور کھانا نیوالے جانوروں کو بھی ساتھ ڈال دیا تاکہ آپ کو کھائیں لیکن جانور آپ کے قریب تک نہ گئے، اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک نبی کو وحی کی کہ دانیال کے پاس کھانا لیکر جاؤ، عرض کیا پالنے والے دانیال کہاں ہیں؟ کہا بستی سے باہر کھو بجو تیرا انتقال کرے گا، اور تمہیں دانیال کے متعلق آگاہ کرے گا، جو آپ کو اس کنویں کے پاس لے آیا جہاں دانیال ڈالے گئے تھے، دانیال کے پاس کھانا لٹکا دیا، دانیال نے کہا میں اس وقت کی حمد کرتا ہوں جو مجھے نہیں بھولا، موسیٰ بن جعفر بن عباس کے شہر والی کے پاس بندہ میں قید تھے، آپ کو اس جگہ ڈال دیا جہاں بھوکے شیر تھے، صبح کو اس امید آئی تھی کہ حضرت کی ہڈیاں باقی ہونگی، مگر کیا دیکھا حضرت کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں شیریلیوں کی طرح آپ کے گرد کھڑے ہیں اس میں ذرا بھر بھی شک نہیں کہ چارٹنے والے دندے آل محمد کی خدمت میں جھک گئے، اور آپ حضرات کے حکم کی تعمیل کی، امام محمد باقر علیہ السلام نے کیمت کے حق میں دعا کی، اعداد آل محمد نے آپ کو پکڑ کر ہلاک کرنا چاہا، آپ پوشیدہ تھے، رات کے پڑنے میں بھاگ نکلے ہر راستے میں ایک گروہ آپ کو پکڑنے کیلئے متعین تھا، کیمت آنے پر وہ راستہ اختیار کرنا چاہا، جہاں دشمن متعین تھے، ایک شیر نے آکر آپ کو منہ کیا، شیر کیمت کو ایسے راستے سے لیکر چلا جہاں دشمنوں سے کوئی خوف نہیں تھا اور آپ کو دشمنوں سے نجات دلائی، اسی طرح سید حمیراؑ کے بابے میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے دعا فرمائی آپ کی رہنمائی بھی شیر نے کی اور دشمنوں سے نجات دلائی، قارون نے ایک خوبصورت عورت کو ایک لاکھ درہم دیے کہ تم کہو کہ موسیٰ مجھے انہی طرف بلاتے تھے اس نے اٹھا موسیٰ سے کہا کہ مجھے قارون نے ایک لاکھ درہم دیے ہیں، کہ میں نبی اسرائیل کے سامنے یہ کہوں کہ آپ مجھے اپنے

کرتے ہیں، آپ ان کے شر کو کبھی رعب سے کبھی کوٹے سے کبھی تلوار سے رفع کرتے ہیں جس طرح موسیٰ قبلیوں کو ظاہر اور باطن میں رفع کرتے تھے، ابو عبد اللہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ صاحب امر کی سنت انبیاء کی سنت ہے نوح سے طول عمر میں موسیٰ سے خوف میں عیسیٰ سے جو کچھ عیسیٰ کے بابے میں کہا جاتا ہے، آپ کے بابے میں کہا جاتا ہے یوسف سے لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہونے میں محمد سے ہدایت اور سیرت میں اس طرح تلوار لیکر خروج کریں گے جس طرح رسول اللہ نے خروج کیا تھا، داد سے حکم الہام میں، موسیٰ بن عمران جب نبی اسرائیل کو لے کر ارض مقدس میں پہنچے تو کہا اس میں داخل ہو جاؤ، انھوں نے داخل ہونے سے انکار کیا، چالیس سال دہشت میں پھرتے رہے جب سفر کرتے تو اللہ زمین کو مل جاتے کا حکم دیتا وہ مل جاتی وہ دہاں ہوتے جہاں سے سفر شروع کیا تھا، مختلف اوقات میں اللہ تعالیٰ نے زمین کو اترنے کے لئے لپیٹ دیا اگر حاجی راستے میں راہ سے بھٹک جاتے تو اللہ آل محمد کے ہمدی کے ذریعے نہیں نجات دلاتا ہے ایسے واقعات سے ہماری کتابیں بھری پڑی ہیں اکثر قافلہ سے کئی دن جدا رہنے والی سے مایوس ہو گئے، اچانک صاحب الامر نے ان کا ہاتھ پکڑا، انہیں کھانا کھلایا، پانی پلایا اور اس شخص کو انکے ساتھ روانہ کیا جو ان کے لئے زمین کو لپیٹ سکے اور بہت جلد نہیں گھر تک پہنچائے، ہمدان کے آدمی کا واقعہ پہلے گزر چکا ہے اسکی نسل ہمدان میں کافی ہے اور لشکر کے نام سے پکاری جاتی ہے اور شیعہ کہلاتی ہے، ان میں سے بعض اپنے دادا کے خوالے سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے ہمدی انجیل اللہ فرجہ نے ہمدانی دی جس میں پچاس دینار تھے کافی لوگوں کے لئے ائمہ نے زمین کو لپیٹ دیا صادق آل محمد سے مروی ہے کہ دانیال ظالم بادشاہ کے زلمے میں تھے اس نے



نفس کے لئے جلاتے تھے (معاذ اللہ) بنو عباس جھوٹے الزامات ائمہ آل محمدؑ پر لگواتے تھے، لیکن الزام لگانے والا جب ائمہ کی حقیقت سے آگاہ ہوتا تو ائمہ کی طہارت کی گواہی دیتا، ایمان لاتا اور بنو عباس پر تبراکرنا، قارون نے موسیٰ کو تکلیف دی اور امر موسیٰ کی مخالفت کی تو موسیٰ نے زمین سے کہا اس کو پھٹ لے، زمین نے پھٹ کر نکل لیا اور اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے نفسنا بہر دبدادہ الا درن آنحضرت مدینہ تشریف لائے تھے، سراقہ بن مالک نے آپ کو طاک کرنا چاہا، آنحضرتؐ نے دعا کی زمین نے سراقہ کے کھوڑے کے پاؤں کو پھٹ کر دھسا دیا، یہ دیکھ کر سراقہ نے عرض کیا یا محمدؐ مان چاہتا ہوں اور سچی نیت سے توبہ کرتا ہوں، آنحضرتؐ نے زمین سے فرمایا چھوڑ دو زمین نے چھوڑ دیا عیسیٰ پیدا ہوئے تو ایک دن میں دو ماہ کے مادم ہوتے تھے، یہی حالت ائمہ ہدیٰ کی تھی، ایک دن ایک ماہ اور ایک ماہ میں ایک سال کے معلوم ہوتے تھے سات ماہ کی عمر میں عیسیٰ کو معلم کے پاس بٹھایا گیا

معلم: کہو بسم اللہ  
عیسیٰ: بسم اللہ الرحمن الرحیم  
معلم: کہو ابجد  
عیسیٰ: ابجد کیا چیز ہے، اگر علم نہیں ہے، تو مجھ سے پوچھو میں تفسیر کر دینگا  
معلم: ابجد کہ تفسیر کیجئے  
عیسیٰ: الف سے مراد الا اللہ جائے سے مراد لہجۃ اللہ، جیم سے جمال اللہ دال سے دین اللہ، هوذا السماء سے ہادیہ جنم، واؤ سے دلیل لاهل النار

سے زفریہ جنم، حلی سے حطت الذلوب عن المؤمنین المستغفرین، کلمن کلام اللہ لا یبدل کلماتہ، سفص صاع بصاع، جزء بجزء، فرشت قرشم نمشوم معلم برائے عورت! اس کو تعلیم کی ضرورت نہیں ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حج اللہ کو تعلیم دی تھی انہیں کسی سے پڑھنے کی ضرورت نہیں تھی، ماموں نے اپنی لڑکی ام الفضل کا عقد امام محمد تقی علیہ السلام سے کرنا چاہا اس وقت آپ کی عمر دس سال تھی بنو عباس نے ماموں کو آپ سے شادی کرنے سے روکا، کہا یہ ابھی بچے ہیں اور انہیں معلم کے پاس بٹھاؤ، ماموں نے کہا، ان حضرات کو علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتا ہے ان کو لوگوں سے پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوتی، قاضی یحییٰ بن اکثم کو آپ کے پاس لائے تاکہ آپ سے وہ بات پوچھے جس کو آپ نہ جانتے ہوں آپ نے یحییٰ کے ساتھ ایسے مناظرات کئے کہ لوگ حیران و ششدر رہ گئے اور یحییٰ لاجواب ہو گیا یہ واقعہ اتنا مشہور ہے کہ مخالف اس کا انکار نہیں کر سکتا، عیسیٰ کو ٹھیکوں اور مبروصیوں کو ٹھیک کر دیتے ائمہ آل محمدؑ کو ٹھیکوں اور اندھوں کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرتے اور ٹھیک ہو جاتے، اندھے امیر معصومین کے مزارات پر حاضری دیتے ہیں انھیں کے واسطے سے اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں اور ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ کا ایک قاصد بطور طبیب کے بادشاہ کے پاس پہلے موجود تھا دو سرے کو باب دعا تعلیم کر کے بھیجا جس سے وہ مردہ زندہ کر سکتا تھا، بادشاہ روم کے پاس آیا اور کہا کہ میں بادشاہ کے طبیب سے زیادہ عالم ہوں، بادشاہ نے سنا اور کہا اس کو قتل کر دو طبیب نے کہا ایسا نہ کرو آنے دو اگر جھوٹا ثابت ہوا تو آپ کو قتل کرنے کا بہانہ مل جائے گا عیسیٰ کا دوسرا قاصد حاضر ہوا، کہا میں مردہ کو زندہ کر سکتا،



میں آپ کے پاس موجود ہوں اپنے والدین کو اپنے رب پر ترجیح نہیں دیتی، لڑکی کی بات  
 باپ سن رہا تھا عیسیٰ نے محمد اور آپ کے اہل بیت کے آنے کی لوگوں کو بشارت دی تھی  
 ہمارے نبی نے فرمایا کہ اللہ نے عیسیٰ کی طرف وحی کی کہ میرے کام میں خوش کر، میں نے تمہیں  
 بغیر باپ کے پیدا کیا اور آیت اللعالمین بنایا لوگوں کو آگاہ کر دیکھو پھر رسول نبی امی پر ایمان  
 لائیں، اس کی نسل سے ایک مبارکہ (فاطمہ) پیدا ہوں گی جو تمہاری ماں کے ساتھ جنت میں  
 ہوں گی، اس شخص کے لئے بشارت ہے جس نے آپ کا زمانہ پایا، آپ کا کلام سنا، دنیا اور دنیا  
 کا غائب ہونا ایک قسم کا معجزہ ہے اگر ہلاکت کا خوف لمبا ہوتا تو غیبت بھی طویل ہوتی ہے اگر ہلاکت کا  
 خوف ٹھوڑا ہوتا ہے تو زمانہ غیبت ٹھوڑا ہو جاتا ہے اگر یہ ہلاکت ہو جائیں تو دین ہلاک ہو جائے اسی بنا پر  
 غائب ہو جاتے ہیں جب خوف ہلاکت دور ہو جاتا تو ظاہر ہو جاتے ہیں، غائب ہونا جان کے ہلاک ہونے کے خوف سے  
 ہوتا ہے، یونس ہوڈا صالح غائب ہو گئے اہل ایمان دو دفعہ غائب ہو گئے تھے یوسف موسیٰ، عیسیٰ اور وصیا  
 غائب ہوئے محمد دو دفعہ غائب ہوئے، مہدی آل محمد ان ہی دوجہ کی بنا پر غائب ہیں، جان کا  
 خوف دور ہوگا تو تشریف لائیں گے آپ کی غیبت کی خبر رسول اللہ حسن، حسین، علی بن حسین  
 محمد بن علی، جعفر بن محمد، موسیٰ بن جعفر، علی بن موسیٰ، محمد بن علی، علی بن محمد اور حسن بن علی نے  
 دی ہے ان حضرات سے نقل راویوں نے بیان کیا ہے جب حضرت کو جان کا خوف جاتا ہے گا  
 تو آپ کا جھنڈا بلند ہوگا، اللہ جھنڈے کو گویا کرے گا، اعلان کریگا یا دلی اللہ نکل آد  
 اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو قتل کر دے حضرت کی تلوار میان میں بند ہے جب آپ کے ظہور کا زمانہ آگیا تو وہ  
 خود بخود میان سے نکل پڑے گی اور حضرت کو آواز دیگی کہ اب آپ کے لئے بیٹھنا جائز نہیں ہے  
 یا دلی اللہ اٹھو اور اللہ کے دشمنوں کو قتل کر دے موسیٰ اور یونس کی وفات کے بعد حج اللہ لوگوں  
 کی نگاہوں سے غائب ہوئے، اللہ نے طاوت کو وحی کی کہ طاوت کو وہ شخص قتل کریگا جسکو تمہاری

ہوں، بادشاہ کا لڑکا فوت ہو چکا تھا، سوار ہو کر لوگوں کے ساتھ بیٹے کی قبر پر آیا، مسیح  
 کے قاصد نے دعا مانگی، بادشاہ کے طبیب نے آمین کہی، قبر شکافتہ ہوئی بادشاہ  
 کا لڑکا قبر سے باہر آگیا اور چلتے لگا، باپ کی گود میں بیٹھ گیا پوچھا تمہیں کس نے  
 زندہ کیا، قاصد کی طرف دیکھا اور کہا اس نے بھی اور اس نے بھی، طبیبوں نے  
 کہا، بادشاہ سلامت! ہم دونوں مسیح کے قاصد ہیں بادشاہ گھڑ والوں سمیت ایمان لایا  
 ایک حاجی مع بیوی حج کرنے آیا بیوی کو عالم نزع میں چھوڑ کر بدینہ میں آیا، مزار  
 رسول اللہ کی زیارت کی، امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، اپنی بیوی  
 کے بارے میں امام کو بتایا، حضرت نے دعا کی اور وہ ٹھیک ہو گئی اس کا ذکر پہلے بھی  
 ہو چکا ہے۔

عیسیٰ کے معجزات بہت تھے لیکن یہودیوں نے کوئی توجیہ نہ کی اور آپ کے کہا کہ آپ  
 سام بن نوح کو زندہ کر دیں آپ قبر پر آئے اور کہاے سام اللہ کے حکم سے اٹھو قبر شق  
 ہوئی، بات دہرائی، حرکت پیدا ہوئی، تیسری بار کہا، سام قبر سے باہر آگیا، مسیح نے پوچھا  
 رہنا پسند کرتے ہو یا واپس جاتے ہو؟ عرض کیا یا روح اللہ میں واپس جانا چاہتا  
 ہوں اس وقت تک میرے پیٹ میں موت کی تلخی موجود ہے، رسول اللہ کے زمانے  
 میں ایک شخص تھا جس نے جاہلیت میں ایک لڑکی کو ایک وادی میں پھینک دیا تھا  
 جب ایمان لایا تو پشیمان ہوا، نبی کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے اپنی چھوٹی لڑکی  
 سے یہ سلوک کیا ہے میں اپنے اس فعل کے لئے توبہ کرتا ہوں آنحضرت وادی کے کنارے  
 تشریف لائے، لڑکی کھلایا، لڑکی نے عرض کیا، لیک یا رسول اللہ! فرمایا تمہارے  
 والدین اب مسلمان ہو چکے ہیں اب ان کے پاس جانا چاہتی ہے، عرض کیا یا رسول اللہ!



مہر شہ پایا اس بائے میں میں نے ابو محمد سے پوچھا تو فرمایا کہ موسیٰ بن عمران اسی طرح پیدا ہوئے تھے اور ہم بھی اسی طرح پیدا ہوتے ہیں فارس کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ میں سامہ میں آکر ابو محمد کے مکان کے دروازہ بیٹھ گیا مجھے اجازت لینے سے پہلے طلب کیا، میں حاضر ہوا سلام کیا، فرمایا اے ابو طلحہ کیا حال ہے؟ مجھے کینت سے بلایا فرمایا فلاں! بیٹھ جاد نام سے بلایا میرے اہل اور قوم کے ہر ایک مرد اور عورت کے متعلق پوچھا، مجھے تعجب ہوا فرمایا کیونکر ہوا، عرض کیا خدمت کرنے کے لئے فرمایا گھر میں دو میں دوسرے نوکر کے ساتھ گھر میں بیٹھ لگا، بازار سے ضروریات کی چیزیں لایا، گھر میں مرد سوتے تو میں بغیر اجازت کے اندر چلا جاتا ایک دن میں نے گھر میں آنے جانے کی آڑٹ بنی فرمایا اپنی جگہ رہو میں گھر گیا، داخل ہوئی اور نہ ہی باہر نکلنے کی جرات تھی، نوکرانی باہر نکلی اس کے پاس ایک ڈھکی ہوئی چیز تھی جب چلی گئی تو حضرت نے مجھے بلایا، پھر نوکرانی کو بلایا، وہ اس آگئی، فرمایا کپڑا اٹھاؤ اس کو بصورت رز کے کے چہرے سے کپڑا اٹھایا، پھر پیٹ سے کپڑا اٹھا دیا ناف سے نیکر سینے تک منبر ال اگے ہوئے تھے، سیاہ نہیں تھے، فرمایا اب تمھارے صاحب میں نوکرانی سے فرمایا اس کو لے جاؤ، اس دن کے بعد میں پھر اس بچہ کو کبھی نہ دیکھا، ایک عرصے کے بعد ابو محمد کی خدمت میں آیا، آپ تشریف فرما تھے آپ کی دائیں طرف ایک گھر تھا جس پر پردہ پڑا ہوا تھا، میں نے عرض کیا، آقا! آپ کے بعد ہمارے صاحب الافر کون ہیں؟ فرمایا، پردہ اٹھاؤ میں نے پردہ اٹھا دیا اندر سے ایک لڑکا دس سال کا نکلا جو کھلی پیشانی اور طبع چہرہ والا تھا جس کے دامن خصل پرتل تھا، ابو محمد کے زانو پر بیٹھ گیا، فرمایا تمھارے صاحب میں پھر لڑکا کاٹھ کھڑا ہوا۔ فرمایا بیٹے گھر میں وقت معاف کم چلے جاؤ وہ گھر میں چلے گئے اور میں دیکھ رہا تھا، فرمایا اے یعقوب! دیکھو گھر میں کون ہے، میں گھر کے اندر آیا اور دیکھا تو اس میں کوئی بھی نہ تھا۔

رزہ پوری آسکی اطالوت نے زہ پھینک دی اور داؤد نے پہن لی اسے فٹ آئی داؤد نے کہا مجھے جالوت دکھاؤ، جب دیکھا تو پتھر اٹھا کر مارا اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایسا لگا کہ پار ہو گیا، شکر کفار اس طرح منتشر ہوا جس طرح جنگ خندق میں علی بن ابیطالب نے عمر بن عبدود کو قتل کیا اور مشرکین کا لشکر تتر بتر ہو گیا، داؤد بنو اسرائیل میں الہام کے ذریعہ احکام رائج کرتے تھے رسول اللہ کے انتقال کے بعد آپ کی زہ صرف ملئی کے جسم پر آئی علی کے بعد ائمہ کو یکے بعد دیگرے فٹ آتی رہی تھی کہ تہدی (عجل اللہ فرجہ) کو فٹ آئیگی، آپ جو ایت، جو ایت اور غوثیت کو قتل کریں گے پھر داؤد کے حکم کی طرح الہام کے ذریعہ حکم نافذ فرمائیں گے،

صادق آل محمد سے مروی ہے کہ ہمارے قائم کی غیبت کی مدت لمبی ہوگی، عرض کیا گیا یہ کیوں؟ فرمایا تاکہ گذشتہ انبیاء کی سنت غیبت میں جاری ہو ان تمام کی غیبت کی مدت پوری ہو فرمایا آپ کی غیبت ضروری ہوگی، عرض کیا گیا کیوں؟ فرمایا جان کا خوف ہوگا، حضرت نے پشت کی طرف اشارہ کیا، صاحب الامر کی دلالت لوگوں سے پوشیدہ ہوگی تاکہ کسی طاغوت کے گلے میں آپ کی بیعت نہ ہو جب خروج فرمائیں گے تو ایک رات میں اللہ تعالیٰ انتظامات مکمل کر دیگا عرض کیا غیبت کی مصلحت کیا ہے؟ فرمایا اس میں ہی مصلحت ہے، جس طرح آپ پہلے حج اللہ کی غیبت میں مصلحت تھی، مصلحت کی وجہ ظاہر ہونے کے بعد معلوم ہوگی جس طرح کہ کشتی کے پھاڑنے لڑکے کو قتل کرنے اور دیوار کے کھڑے کرنے کے بعد نوکری کو حقیقت اس وقت معلوم ہوتی جب دونوں آپس میں جد ہوتے تھے،

محمد بن حسن کرخی سے مروی ہے کہ ابو ہارون نے ہمارے صحاب میں سے ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا کہ میں صاحب الزمان کو دیکھا تھا، آپ کا چہرہ چودھویں رات کا چاند معلوم ہوتا تھا، میں نے آپ کی ناک پر بالوں کا سلسلہ دیکھا، حضرت نے ان پر کپڑا اٹھایا تو میں نے ان کو



جاتا، بقیہ کھانا بطور صدقہ کے کسی کو دیدیتا تاکہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے کہ میرے ساتھ کون ہے  
امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا میرا فرزند میرے بعد قائم ہوگا اس کے متعلق انبیاء کے  
قاعدے تعبیر اور غیبت کے متعلق جاری ہوں گے، لمبی غیبت کی وجہ سے لوگوں کے دل  
بگڑ جائیں گے آپ کا عقیدہ صرف وہی شخص رکھے گا جس کے دل میں ایمان ثابت ہوگا اور  
اللہ تعالیٰ نے روح سے اس کی تائید کی ہوگی۔

## باب ۱۸ اُمالمعجزات

قرآن صرف ہمارے نبی رحمت فاطمہ الزہراء کی تصدیق نہیں کرتا بلکہ تمام گذشتہ انبیاء اور  
ادویا کی تصدیق کرتا ہے اور آئے والے ادویا کی بھی قرآن میں معجزہ نہیں ہے بلکہ اس میں  
بیشمار معجزات موجود ہیں جو ریت کے ذرہ اور پتھر کے نگریدوں سے شمار میں باہر ہیں چھوٹی سی  
سورۃ کوڑ کو لیجئے اس میں دو صورتوں میں معجزہ پایا جاتا ہے ایک تو اس میں غیب کی باتوں کے  
خزانے پائے جاتے ہیں، خبر کے واقعہ ہونے سے پہلے آگاہ کیا اور یہ خبر حرف صحیح ثابت ہوئی  
اس میں اللہ تعالیٰ کہا ان شانک ہوا لا جہو واقعی محمد کو ابتر کہنے والے کی دنیا سے بیخ و  
بن ختم ہوگئی، دوسرا طریقہ اس میں اعجاز کا یہ ہے کہ تھوڑے الفاظ بیشتر مطالب پر جاری ہیں  
مختصر الفاظ میں رسول کو بشارت بھی دی گئی اور عبادت کے لئے بھی کہا، اسی قرآن کے ذریعے  
رسول اللہ نے عربیہ متحد کی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قرآن نازل کیا ہے اور مجھے اس کے ساتھ  
مخصوص کیا ہے، اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد عرب قرآن کی شان بنا کر پیش نہ کر سکے عاجز اور  
ماندہ ہے، یہ عاجزی اس بات پر دلائل کرتی ہے کہ قرآن معجزہ ہے جب یہ بات ثابت ہوگئی

عبداللہ ثوری سے مروی ہے کہ میں بنو عامر کے باغ میں گیا، میں نے ٹوکوں کو پانی کے  
کے تالاب میں تیرتے ہوئے دیکھا ایک نوجوان چٹائی پر تشریف فرما تھا اور آستین کو اپنے منہ پر رکھ  
ہوئے تھا، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا مہم، ہم دونوں حسن ہیں جو آپ کے باپ کی شکل  
تھے حسن بن حیا سے مروی ہے کہ میں میرا بکے تلے سجدہ کر رہا تھا اور دعائیں کر رہا تھا  
اچانک محرک نے مجھے حرکت دی، کہا حسن بن حیا اٹھو! میں نے ایک مگر درجیم دالی  
لوٹ لی کو دیکھا جس کا رنگ زرد تھا، میں نے خیال کیا کہ یہ چالیس سال یا اس سے زیادہ ہوگی میرے آگے  
آگے چل پڑی میں نے اس کچھ نہ پوچھا خبر کچھ گھر میں آئی، دیوار کے درمیان دروازہ لگا ہوا تھا  
وہاں سے اوپر جانے کی سیڑھی لگی ہوئی تھی اوپر چڑھ گئی آواز آئی حسن! اوپر آ جاؤ میں یہی پڑھ رہا  
کیا، دروازہ پر بیٹھ گیا، صاحب الزمان تشریف فرما تھے، فرمایا یا حسن! میں سرج میں تمھارے  
ساتھ تھا، پھر آپ اپنے اوقات گن کر بتائے میں حضرت کے قدموں پر گر پڑا اور بوسہ دینے لگا فرمایا  
حسن! مدینہ میں جعفر بن محمد کے گھر میں بٹھر جاؤ وہاں تمھیں کھانا پینا اور لباس ملے گا مجھے ایک  
کاپی عطا کی جس میں فرح اور نبی اور آپ کے اوپر درود کی دعا تحریر تھی، فرمایا اس طرح دعا کرو  
اس طرح ہم پر درود بھیجو، میرے محبوب اور دوست کے سوا اور کسی کو نہ دینا، اللہ جل جلالہ تمھیں  
توفیق عطا کرے پس عرض کیا آقا! اس کے بعد آپ کو دیکھوں گا، فرمایا جب اللہ  
چاہے گا، میں حج کر کے مدینہ جعفر بن محمد کے گھر آگیا، میں گھر میں تین باتوں کیلئے  
آتا تھا، تجدید وضو، سونا اور کھانا کھانے کیلئے مجھے پانی کا بھرا ہوا ٹوٹا مل جاتا تھا  
اس پر روٹی رکھی ہوئی ہوتی تھی، جس کو دن میں میرا جی کھانے کو چاہتا تھا میں کھاتا  
اور سیر ہو جاتا، سردیوں میں سردیوں کے اور گرمیوں میں گرمی کے پڑے مل جاتے، میں دن  
میں پانی کا کوزہ لیتا اور گھر میں چھڑکا کرتا اور خالی کوزہ چھڑک دیتا، کھانا مجھے خود بخود مل



جس سے نبی اور وحی کی تصدیق ہو سکے، معجزہ ناقض عادت ہو، اگر عادت کے مطابق ہوگا تو وہ معجزہ نہ ہوگا اور لانے والے کی صداقت پر دلالت نہیں کرے گا، جیسا سورج کا شرق سے نکلنا، معجزہ دعویٰ نبوت کے ساتھ ساتھ ہو، معجزہ زمانہ تکلیف میں صادر ہو بشرطِ ساعد کے وقت تو اللہ کا بنایا ہوا نظام الٹ پلٹ ہو جائے گا، اس وقت مدعی کی صداقت پر دلالت نہیں کریگا۔

قرآن معجزہ ہے عرب کو اپنے مثل کی دعوت دی ہے وہ نہایت صاحب فصاحت اور بلاغت تھے اور انہیں قرآن کی مثل بنانے سے کوئی روکنے کو کہنے والا نہیں تھا، قرآن کا مثل نہ لانا ان کے معجز کی دلیل ہے قرآن نے آیت فاتحہ، سورۃ مشلہ کے ذریعہ عرب کو لاکھڑا اس زمانے سے لے کر اس وقت تک قرآن کی مثل نہ بنانا قرآن کے معجزہ کی دلیل ہے حالانکہ ان میں نہیج و بلخ لوگ ایشیاء و حبشہ کی مانند موجود تھے، جب قرآن کی مثل نہ لاسکے تو قرآن نے ان الفاظ سے ان کی علامہ کی کو ظاہر کیا قل لئن اجمعت الناس علی ان یاتوا بمثل هذا القرآن لا یأتون بمثله ولو کان بعضهم بعض ظہیر، کہہ دو اگر تمام زمین کے جنات اور اسان مل کر یہ چاہیں کہ قرآن کی مثل بنا کر لائیں وہ ایسا نہیں کر سکتے اگرچہ اس معاملہ میں ایک دوسرے کی مدد ہی کیوں نہ کریں، نیز کہا فان لم تفعلوا ولن تفعلوا، اگر تم ایسا نہ کر سکو اور تم ایسا نہ کر سکو، یہ گزشتہ نہیں کر سکتے۔ جب قرآن کا مثل نہ لاسکے تو لوگوں کو قرآن سننے سے منع کرنے کا یہ طریقہ نکالا کہ یہ جادو ہے، علامہ مرقسی کے نزدیک قرآن کے اعجاز کی وجہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے عرب قرآن کی ترتیب فصاحت کا علم سلب کر لیا تھا، شیخ مفید کے نزدیک فصاحت میں خاص انداز و جہا اعجاز ہے، قرآن کی فصاحت ترتیب خاص معجزہ ہے

تو اس سے دو باتیں پیدا ہوتی ہیں کہ قرآن یا تو بذاتِ خود معجزہ ہے اس کی فصاحت کو دیکھ کر عرب بمقابلہ نہ کر سکے، یا اللہ تعالیٰ نے ان کو قرآن کے مقابلے سے روک رکھا، اگر اللہ تعالیٰ روک رکھتا تو مقابلہ کرتے اس سے رسول اللہ کی نبوت کی صحت ثابت ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ذب کی تصدیق نہیں کرتا اور جھوٹے آدمی کے لئے معجزہ قرار نہیں دیتا

آنحضرت نے مکہ میں ظہور فرمایا، لوگوں کو اپنی نبوت کی دعوت دی اور یہ قرآن بھی حضرت کے ہاتھوں ظاہر ہوا ہے، رسول اللہ کے ظہور میں تو کسی کو شک نہیں البتہ قرآن کے معجزہ ہونے میں شک ہے، رسول اللہ نے قرآن کے ساتھ تہدی کی اور کہا کہ مجھے اللہ نے قرآن کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور کہا ہے مجھے اللہ نے جبرئیل کے ذریعے اس سے آگاہ کیا ہے، عرب نے اس بات کو رد نہیں کیا۔ رد نہ کرنا معجزہ ہے، اور انہیں اس بات کی دعوت دی، اگر قرآن خدا کی کتاب نہیں ہے تو اس کی مثل بنا کر لاؤ، وہ مثل بنا کر نہ لاسکے، اگر لاتے تو جس طرح نفس قرآن موجود ہے، ان کا بنایا ہوا مثل بھی موجود ہوتا، مثل کا موجود نہ ہونا معلوم ہوا کہ وہ لاچار اور بے بس تھے ورنہ ضرور بناتے ان کا نہ بنانا ثابت کرتا ہے کہ قرآن معجزہ ہے، نبی کی نبوت اور وحی کی وصایت کی صداقت معجزہ ہی سے ثابت ہوتی ہے معجزہ لغت میں اس چیز کو کہتے ہیں جو دوسرے کو عاجز بنادے عرف میں اس چیز کو کہتے ہیں کہ معجزہ لانے والا دوسرے کو ایسے لانے سے عاجز کر دے شرع میں ہر وہ فعل جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے امر کے طور پر تکوین کے طور پر صادر ہو لوگوں کی عام عادت کو توڑنے والا ہو، زمانہ تکلیف میں اور دعویٰ کے مطابق ہو، وہ معجزہ ہے، معجزے کی کئی شرائط ہیں، دوسرا کوئی شخص اس کی مثل نہ لاسکے اگر دوسرا شخص اس جیسا مثل لاسکا تو یہ بات پہلے شخص کی صداقت کی دلیل نہیں ہوگی، امر اور تکوین سے معجزہ اللہ کی طرف سے ہو، معجزہ کے ذریعے نبی کی تصدیق کرنی والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس لحاظ سے معجزہ کا اللہ کی طرف سے ہونا ضروری ہے



## باب ۲۰

## علامات نبی اور ولایت ائمہ علیہم السلام

## فصل ۱

عبداللہ بن سلیمان فارسی کا نسب مروی ہے کہ میں نے انجیل میں پڑھا کہ لوگ نبیؐ کی تصدیق کریں گے جو صاحبِ حمل، کملی، عمامہ، نعلین اور عصا ہوگا، روشن آنکھوں والا، واضح رخسار والا کھلے ہوئے دانتوں والا جس کی گردن چاندی کی صراحی کی طرح ہوگی، جس کے سینہ سے لے کر ناف تک بال ہوں گے، آپ کے سینہ پر گندمی رنگ کے بال نہیں ہوں گے، قرنی البشرہ ہوں گے مضبوط ہاتھوں اور قدموں والے ہوں گے، تمام جسم سے ملتف ہوں گے، آپ کے چہرہ کا پسینہ موتیوں کی مانند ہوگا، جس کی خوشبو مشک سی ہوگی، آپ سے پہلے اور نہ ہی آپ کے بعد کوئی پاکیزہ خوشبو والا دیکھا جائے گا۔ آپ کی نسل ایک مہد کہ (فطرت) سے چلے گی، اس مہد کہ گاہر بہشت میں ہوگا جس میں کوئی دکھ اور تکلیف نہیں ہوگی اس کے دو فرزند ہوں گے جو جوانانِ بہشت کے سردار ہوں گے، اس کے کلام کی قرآنِ صدیق کر لیا، اس کا دین اسلام ہوگا، رسول اللہؐ کی پیدائش کے دو سال بعد سیف بن ذی یزن نے مہد کو فتح کیا، اس کے پاس عرب کا وفد آیا جس میں عبدالطلب بن ہاشم بھی تھے اس نے چپکے سے عبدالطلب سے کہا، میں تمہیں ایک راز سے آگاہ کرتا ہوں، اسے اس وقت تک پوشیدہ رکھنا جب تک اس بلا سے میں اللہ تعالیٰ کی اجازت نہ دے، میں نے کتابِ مکنون اور علمِ مخزون میں ایک بڑی خبر دیکھی ہے اور لوگوں کو عموماً آپ کے گرد ہر خصوصاً شرف حاصل ہوگا، عبدالطلب نے کہا، آپ جیسا ان قیمتی

## باب ۱۹

MOVLANA NASIR DEVJANI  
MAHUVA, GUJARAT, INDIA  
PHONE : 0091 2844 28711  
MAIL : devjani@netcourier.com

## جیلوں اور معجزات میں فرق

جیلے والا جیل کی اصل وجہ جانتے ہیں مثلاً ساحری نے گوسامہ کے اندر سوراخ ڈال دیئے ہوئے داخل ہوتی اور اس سے آواز پیدا ہوتی، شعبہ بازظاہر میں دیکھنے والے کو جانور ذبح ہوتے دکھاتا ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا، انبیاء اور اوصیاء کے معجزات اس قسم کے نہیں ہوتے بلکہ وہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہوتے ہیں مثلاً عصا کا اثر دھابن جلد امردہ کا زندہ کرنا، جامد کا کلام کرنا، زہریلے جانوروں اور پرندوں کا بولنا اور غیب کی خبریں دینا اور قرآن کا معجزہ ہونا آنحضرتؐ نے اولین و آخرین کے واقعات کی ابتداء خلقت دنیا سے لے کر قیامت تک بیان دی ہے جن واقعات پر فرمایا، اب کتاب نے انہی تصدیق کی، آنحضرتؐ نے ان کتب کو پڑھا نہیں تھا بغیر پڑھے واقعات آگاہ کرنا معجزہ نہیں تھا اور کیا ہے آنحضرتؐ نے اس آیت کے ذریعے غیب کی خبر دی جو صحیح ثابت ہوئی لہذا خداوند سبحان انشاء اللہ، امینین مخلیقین رد مسکون مقصود لا تقفون، حالانکہ آپ تقویم، حساب، اہطراب اور نجوم کے علم کو نہیں جانتے تھے لیکن جن واقعات کی قرآن کی آیات کے ذریعہ خبر دی وہ صحیح ثابت ہوئے، بیظہر علی الدین کلامہ ولو کہہ المشکون، من بعد علیہم بیغلبون فی بضع سنین، سیہزم الجمع ویرلون لدبر، لیا تون بشک و لو کان بعضهم لبعض ظہیراً، وعدکم اللہ مفانم کثیروا تلخدونھا، نیز امادیش کے ذریعے بے شمار واقعات کی پیش گوئیاں کیں جو درست ثابت ہوئیں۔



ابو طالبؓ اور عبدالمطلبؓ معرفت والے عالم تھے۔ محمدؐ کی حقیقت کو بخوبی سمجھتے تھے۔ جہاں اہل کفر و کفر گمراہوں سے اپنا ایمان پوشیدہ رکھا ہوا تھا، ابیغ بن نہات سے مروی ہے کہ میں نے علیؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ خدا کی قسم میرے باپ، میرا دادا عبدالمطلبؓ اور ہاشمؓ نے کبھی بت کی پوجا نہیں کی، پوچھا گیا کہ کس چیز کی عبادت کرتے تھے؟ کہا بیت المقدس کی طرف منہ کر کے دین اہم پر نماز پڑھتے اور اس کی پیروی کرتے تھے، ایک روز علیؑ علیہ السلام نے سلمان فارسیؓ سے کہا کہ ہمیں اپنی حقیقت سے آگاہ کیجئے، عرض کیا میں شیراز کا رہنے والا تھا، والدین کا پیارا تھا، میں والدین کے ساتھ عید کے روز گرجا میں گیا، وہاں ایک آدمی آواز دے رہا تھا ان لا الہ الا اللہ، ان عیسیٰ روح اللہ، ان محمد رسول اللہ، یا کہا حبیب اللہ محمدؐ کی محبت میرے گوشت اور خون میں پراگ کر گئی، گھر واپس آیا، بھت میں ایک معلق کتاب کو دیکھا، باپ نے پوچھا یہ کون سی کتاب ہے؟ فرمایا اے روزیہ (سلمانؓ کا پہلا نام) داپسی پر اس کتاب کو دیکھو پہلے موجود نہیں تھی، اگر تم نے اس کو پڑھا تو ضرور تمہیں قتل کر دوں گا، میں نے باپ کی بات ماننے سے انکار کیا، رات چھا گئی، میرے ماں باپ سو گئے، میں نے اس کتاب کو لیا، اس میں تحریر تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ وعدہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدمؑ سے لیا کہ اس کے صلب سے ایک نئی پیدا ہوگا جس کا نام محمدؐ ہوگا، جو لوگوں کو مکارم اخلاق کی تعلیم اور بتوں کی پوجا سے منع کرے گا، اے روزیہ تم عیسائی کے دسی ہو تم اس کی خدمت کر دو تمہیں مقصد تک پہنچائیں گے، میں نے یہ پڑھ کر ایک زوردار چیخ ماری، میرے والدین جاگ اٹھے واقعہ سے آگاہ ہوئے، مجھے کنوئیں میں ڈال دیا اور کہا تو بہ کر ورنہ قتل کر دیں گے، میں نے کہا جو چاہو کر محمدؐ کی محبت میرے سینے سے نہیں نکل سکتی، میں صرف عبرانی زبان جانتا تھا، اس روز مجھے عربی سمجھا دی گئی، میرے والدین کنوئیں میں میرے پاس پتی پتی روٹیاں بھیجا کرتے، جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے جاہل کنوئیں میں رہا، کنوئیں میں بہتے ہوئے لمبا عرصہ گزر گیا، میں نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا

راز سے آگاہ کرے اور میں اسے پوشیدہ نہ رکھوں، فرمائیے وہ راز کیا ہے؟ کچھ میں ایک بچہ پیدا ہوگا جس کے دونوں شانوں کے درمیان خوشبو کا مقام ہوگا، ایسے اوصاف کے مالک کے لئے امامت ہوگی آپ حضرت کو اس کے ذریعہ قیامت تک شرف حاصل ہوگا۔ یہ آپ کے پیدا ہونے کا زمانہ ہے، بلکہ پیدا ہو چکے ہیں، آپ کا نام محمدؐ ہے آپ کے والدین انتقال کر جائیں گے۔ آپ کی کفالت پہلے دادا پھر چچا کرے گا، اس کی ولادت پوشیدہ ہوئی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اس کو علی الاعلان مبعوث کرے گا ہم میں سے اس کے مددگار بنائے گا۔ اس کے ذریعے اپنے دوستوں کو عزت اور دشمنوں کو ذلیل کرے گا، بتوں کو توڑیں گے، آگ بجھائیں گے، اللہ کی عبادت کریں گے، شیطان کو دھمکائیں گے اس کا قول فعل ہوگا، اس کا حکم عدل ہوگا۔ نیکی کا حکم دیں گے اور خود بھی اس پر عمل کریں گے بری بات سے منع کریں گے اور خود اسے مٹائیں گے، اے عبدالمطلبؓ آپ یقیناً اس کے دادا ہیں عبدالمطلب سجدہ میں گر پڑے کہا سر اٹھا لو، میرے بیان نے تمہیں چونکا دیا ہے، کہا میرا ایک لڑکا تھا جو مجھے پیارا تھا، میں نے اپنی قوم کی ایک شریف عورت سے اس کی شادی کی تھی اس نے لڑکا جنا اور میرے پاس لائی، میں نے اس کا نام محمدؐ رکھا، اس کے ماں باپ مر گئے ہیں، میں خود اور اس کا چچا اس کی کفالت کرتے ہیں، بادشاہ نے کہا اس کو یہودیوں سے بچائے رکھنا، میری باتوں کو اپنے ساتھیوں سے پوشیدہ رکھنا، مجھے آپ کے بلے میں ان پر بھروسہ نہیں ہے، مجھے معلوم ہے کہ مجھے موت جلدی آئے گی ورنہ میں مدینہ کو سلطنت کا دار الخلافہ قرار دیتا اور آپ کی مدد کرتا اور محمدؐ کا کام مضبوط کرتا، یہاں محمدؐ کی قبر ہوگی؟ آنحضرتؐ کا حال تبیح کو معلوم ہوا تو آپ کا انتظار کرنے لگا، کہا عنقریب مکہ میں ایک نبیؐ پیدا ہوگا، جو مدینہ کی طرف ہجرت کرے گا، مین سے لوگوں کو لاکھ مدینہ میں یہودیوں کے ساتھ بسایا تاکہ وہ آنحضرتؐ کی امداد کریں، تبیح کے متعلق شبہ نہ کر وہ مسلمان تھا۔



پانے والے تو محمدؐ اور ان کے وصی کو دوست رکھتا ہے، میں ان کا وسیلہ دیکر عرض کرتا ہوں مجھے جلد نجات دے میرے پاس ایک سفید پوش انسان آیا اور کہا اے روزیہ اٹھو، میرا ہاتھ پکڑ کر ایک گرجا میں لایا وہاں ایک راہب تھا، راہب نے کہا روزیہ تم جو؟ میں نے کہا میں ہی ہوں، میں نے اس کی دو سال خدمت کی مرتے وقت مجھے انطاکیہ کے راہب کے پاس جانے کی ہدایت کی اور سختی دی کہ جس میں صفات محمدؐ تحریر تھے، میں انطاکیہ کے راہب کے پاس آ گیا مگر جسے کہو پر ایک خبر آیا کہ روزیہ تم ہو گئی ہے میں ہی ہوں، میں نے اس کی دو سال خدمت کی، اس نے محمدؐ اور آپ کے وصی کے صفات بتائے وفات کے وقت کہا اے روزیہ محمد بن عبد اللہ کی ولادت کا وقت قرینہ مجاز چلے جاؤ، میں اس کی موت کے بعد حجاز کی طرف روانہ ہوا، میں ان لوگوں سے مل گیا جو حجاز جا رہے تھے، میں بھی ان کا ایک فرد بن گیا، انہوں نے صریح بکری کو قتل کیا اور بھونا اور شراب منگوائی، مجھ سے کہا لھاؤ میں نے انکار کیا، انہوں نے مجھے قتل کرنا چاہا، میں نے کہا مجھے قتل نہ کرو، میں تمہاری غلامی کا اقرار کرتا ہوں مجھے یہودی کے پاس بیچ دیا اس نے مجھ سے حالات دریافت کئے، میں نے الف سے لے کر یا تک سب بتا دیئے، کہا میں تم سے اور محمدؐ سے کینہ رکھتا ہوں، مجھے نکال کر گھر کے دروازے پر لایا جہاں بہت ریت پڑی تھی، کہا اگر میں نے صبح تک ریت کو یہاں پڑے دیکھا تو تمہیں قتل کر دوں گا میں تمام رات ریت کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ پھینک رہا، میں تھک گیا، ریت پھوڑی اٹھائی تھی، میں نے کہا اے پانے والے تو محمدؐ اور اس کے وصی کو دوست رکھتے ہو، ان کا وسیلہ دیتا ہوں مجھے اس مصیبت سے نجات دے اللہ تعالیٰ نے ہو کر بھیجا اس نے ریت کو اڑا کر اس جگہ ڈال دیا، جہاں یہودی نے ڈالنے کو کہا تھا، صبح کو یہودی نے دیکھا تو کہا تم جاؤ اگر ہو، میں تمہیں اس سبتی سے نکال دوں گا کہیں تم اس سبتی کو تباہ نہ کر دو، مجھے وہاں سے لاکر ایک یہودی عورت کے ہاتھ بیچ دیا، اس نے اپنے باغ کا مجھے نگران مقرر کیا، ایک روز میں نے باغ میں دیکھا کہ سات

آدمیوں پر اس پر سایہ کئے ہوئے آ رہا ہے، میں نے سمجھا کہ نبیؐ ان میں ضرور موجود ہو گا، باقی واقعہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ قس بن ساعدہ الالبادی پہلا شخص ہے جو جہاد کے زمانے میں رسول اللہؐ کے مبعوث ہونے پر ایمان لایا، نبیؐ کو نام و نسب پہچاننا تھا، لوگوں کو آپ کے آنے کی بشارت دینا تھا اور تفتیح کرتا تھا، فتح مکہ کے روز رسول اللہؐ کعبہ کے اندر موجود تھے، ایک وفد آپ کے پاس آیا بلچھا کہاں سے آئے ہو؟ عرض کیا یہ وفد بکربن وائل کا ہے، فرمایا تم میں کوئی قس بن ساعدہ الالبادی کو جانتے ہو؟ کہا وہ مر گیا ہے، فرمایا اللہ قس پر رحمت کرے، وہ قیامت کے روز ایک امت کی موت میں محسوس ہو گا۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ کعب بن اسد گردن زنی کے لئے رسول اللہؐ کی خدمت میں پیش ہوا یہ غزوہ بنو قریظہ کی بات ہے، رسول اللہؐ نے دیکھ کر فرمایا تمہیں ابو الحواس کی وصیت نے کوئی فائدہ نہ دیا، اس کا قصہ یوں ہے کہ کعب شام سے آ رہا تھا، اسے کہا گیا ہے کہ تم گدھے پر سوار ہو، یہ زمانہ نبیؐ کے ظاہر ہونے کا ہے جو کہ میں ظاہر ہوں گے اور مدینہ کی طرف ہجرت کریں گے۔ جو دروازہ گوشت پر سوار ہوں گے جس کی دونوں آنکھوں میں سرخی ہوگی، دونوں کندھوں کے درمیان مہر نہوت ہوگی، کندھے پر تلوار رکھیں گے، کعب کہنے لگا یا محمدؐ بات تو یہی ہے اگر یہودی مجھے ملامت نہ کرتے تو میں آپ پر ایمان لاتا اور تصدیق کرتا، میں پرانا مذہب پسند کرتا ہوں، آنحضرتؐ نے اس کی گردن اڑانے کا حکم دیا۔

ابوطالب سے مروی ہے کہ میں آنحضرتؐ کی پیدائش کے اٹھویں سال تجارت کی غرض کے لئے شام کی طرف روانہ ہوا، گرمی سخت تھی، سفر کی تیاری پختہ تھی مجھے خوف تھا کہ اگر میں سفر پر چلا گیا تو دشمن کہیں محمدؐ کو اذیت نہ پہنچائیں، میں نے آنحضرتؐ کو ساتھ لے جانے کا ارادہ کیا، مجھے لوگوں نے کہا اس قدر سخت گرمی میں محمدؐ کو کیوں لے جاتے ہو؟ میں نے کہا، اگر میرے ساتھ ہوں گے تو میرے دل کی تسلی ہوگی، مگر میں چھوڑ جانے میں خطرہ ہے، آپ کی خاطر ایک اونٹنی ہمراہ لے گیا، جس



دیتا تھا، اور کہتا تھا وہ ہے اب مسیح کی قسم لوگ نہیں سمجھتے، قافلے کے ایک آدمی نے کہا کہ پہلے بھی ہمارا یہاں سے گزر ہوتا ہے، لیکن تم نے یہ سلوک کبھی نہیں کیا تھا، کہا میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جس کو تم نہیں دیکھتے، جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے، اگر اس بڑے کے بارے میں جو میں جانتا ہوں تم جانتے تو اس کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر دھن لے جلتے۔ میں نے آپ کے آگے ایک نور کو آتے دیکھا جو زمین اور آسمان کے درمیان پھیل گیا، میں نے لوگوں کو دیکھا جن کے ہاتھوں میں بیاقوت اور زبرد کے پتھریے تھے جو آپ پر پھیل رہے تھے، کچھ اور لوگ آپ پر میوے پھانسیں کر رہے تھے پھر یہ بادل تو آپ سے جدا بھی نہیں ہوتا، میرا کہہ کر آپ کی خدمت میں اس تیزی سے دوڑ کر آیا جس طرح تیز گھوڑا چلتا ہے، یہ درخت خشک تھا جس کی ٹہنیاں کم تھیں اب اس کی ٹہنیاں زیادہ ہو گئیں ہیں اور درخت بڑا ہو گیا، نزد تازہ ہو گیا اور پھل لایا، حوضوں کا پانی حواریوں کے زمانے سے ختم ہو گیا تھا، جب وہ بنو اسرائیل کے پاس آئے اور انہوں نے ان کی نافرمانی کی، ہم نے کتاب شعرون صفائی دیکھا کہ آپ نے ان پر بدعالی تھی اور حوضوں کا پانی ختم ہو گیا تھا۔ جب ان حوضوں کا پانی پھر آ گیا ہے تو جان لو کہ یہ نبی کی وجہ سے ہوا ہے جو مکہ میں ظاہر ہوں گے اور مدینہ کی طرف ہجرت کریں گے، قوم میں امین اور آسمان میں احمد کے نام سے مشہور ہوں گے، اسماعیل بن ابراہیم کی اولاد سے ہوں گے، خدا کی قسم یہ وہی ہیں، بھیلو نہ جب محمد سے جدا ہونا چاہا تو سخت رو دیا اور کہا آمنے کے فرزند! میں دیکھ رہا ہوں کہ عرب آپ پر تیر برس رہے ہیں، اعز انے آپ کا بائیکاٹ کر دیا ہے، مجھ سے مخاطب ہو کر کہا، آپ اس کے چچا ہیں، اس کے بارے میں اپنے باپ کی وصیت کا خیال رکھنا، عنقریب اس کی وجہ سے قریش آپ کو چھوڑ دیں گے، اس کی پرواہ نہ کرنا، آپ کے لئے ظاہر ہیں، ایمان لانا ناممکن ہو گا، آپ پر شیعہ ایمان لائیں گے، عنقریب آپ کا ایک فرزند پیدا ہو گا جو اچھی طرح آپ کی مدد کرے گا

اونٹ پر آپ سوار تھے وہ میرے آگے آگے تھا اور تمام قافلے سے آگے تھا، جب گرمی سخت ہو جاتی تو سفید بادل برف کے ٹکڑے کی مانند آ کر آپ کو سلام کرتا اور آپ کے سر پر رک جاتا اور آپ سے جدا نہ ہوتا اکثر اوقات ہم پر مختلف قسم کے پھل گرتا اور ہمارے ساتھ چلتا رہتا، اس سے پہلے پانی کی سخت تنگی ہوتی دو دیناروں میں ایک مشک ملتی لیکن اس سفر میں یہ عالم تھا کہ پانی کے حوض بھرے ہوئے تھے، پانی عام تھا اور زمین سبز تھی، ہم نے گر جا کر دیکھا کہ گھوڑے کی تیزی کی طرح ہماری طرف آرہا ہے، ہمارے قریب آ کر رک گیا، اس سے ایک راہب نکلا، بادل ایک لمحہ بھی ٹھہرے آگے نہ ہوتا تھا، راہب لوگوں سے بات نہیں کرتا تھا اور نہ ہی سے علم تھا کہ یہ کیسا قافلہ ہے، محمد کو دیکھ کر پہچان گیا، میں نے اسے کہتے ہوئے سنا، اگر ان میں کوئی ہو سکتا ہے تو وہ آپ ہیں، راہب کے قریب ایک بڑا درخت تھا، ہم اس کے نیچے آ کر بڑے جو سوکھا تھا، ٹہنیاں بہت کم تھیں پھل بالکل نہیں تھا، جب محمد اترے تو درخت تازہ ہو گیا، ٹہنیاں محمد پر ڈال دیں، سر سبز ہو گیا اور پھل لایا، جو تین قسم کے تھے، دو پھل موسم گرم کے مارے تھے اور ایک موسم سرما کا، ہم تمام حیران ہو گئے، جب راہب نے یہ بات دیکھی تو جا کر اتنا کھانا محمد کے لئے تیار کیا جس قدر آپ کھا سکیں، کھانے کو آیا اور کہا اس بڑے کا وارث کون ہے؟ میں نے کہا میں ہوں، کہا تم اس کے کیا لگتے ہو؟ میں نے کہا اس کا چچا ہوں، کہا اس کے کئی چچا ہیں تم کون سے چچا ہو، میں نے کہا میں آپ کے باپ کا بھائی ہوں ہاں اور باپ سے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ وہ ہیں، کہا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں کھانا پیش کروں، میں نے کہا پیش کیجئے، میں نے محمد سے مخاطب ہو کر کہا کہ ایک شخص کھانا پیش کرنا چاہتا ہے، فرمایا "وہ صرف میرے لئے ہے میرے صحابہ کے لئے نہیں ہے"۔ پھر رونے لگا اس سے زیادہ کہ میرے پاس استطاعت نہیں تھی فرمایا اجازت ہے کہ میرے ساتھ میرے صحابہ کھا سکیں؟ کہا کیوں نہیں؟ فرمایا "اللہ کا نام لے کر کھاؤ، ہر ایک نے کھایا اور سیر ہو گیا، پھر حضرت کے سر پر کھڑا ہوا تھا اور لحظہ لحظہ آپ کے سر کو لمبے



آگیا جبر غلیظ جس کا نام تسطور تھا حاضر ہوا، سامنے بیٹھ کر دیکھنے لگا، آنحضرتؐ نے کوئی بات نہ کی۔ تین روز بھی کام کیا۔ تیسرے روز حضرتؐ کے پیچھے گھوما معلوم ہوا تھا کہ کوئی چیز تلاش کر رہا ہے، پوچھا اس کا نام کیا ہے؟ میں نے کہا محمد بن عبد اللہ، خدا کی قسم اس وقت اس کا رنگ بگڑ گیا، کہا آپ کی خدمت میں عرض کیجئے کہ ذرا پشت سے کپڑا ہٹا دیں، میں نے محمدؐ سے اس بات کی درخواست کی، آپ نے کپڑا ہٹا دیا، مہر نبوتؐ کو دیکھ کر گر پڑا اور بوسے دینے لگا اور روتا تھا جھجھ سے کہا فوراً اس کو وہاں سے جاؤ جہاں پیدا ہوا ہے، اگر آپ کو معلوم ہوتا کہ ہماری زمین پر آپ کے کس قدر دشمن ہیں تو آپ اس کو ہرگز نہ لاتے، ہر روز تسطور خدمت میں حاضر ہوتا اور کھانا لاتا تھا، جس روز روانہ ہوئے تو آنحضرتؐ کی خدمت میں قمیض پیش کی، مجھ سے کہا آپ سے عرض کروں کہ اس قمیض کو پہن لیں اور مجھے یاد رکھیں، آنحضرتؐ نے اس بات کو قبول نہ کیا، میں نے دیکھا کہ تسطور نے اس بات کو ناگوار تصور کیا ہے، میں نے رنجیدگی کے ڈر سے قمیض کو لے لیا، میں محمدؐ کو لے کر فوراً مکہ میں آگیا، خدا کی قسم مکہ کی ہر عورت، بوڑھے، جوان، چھوٹے اور بڑے نے ابو جہل کے سوا آنحضرتؐ کا شوق سے استقبال کیا، ابو جہل شراب میں مہر نوش تھا،

خالد بن اسد اور طلحہ بن ابی سفیان سے مروی ہے کہ ہم اس سال تجارت کی خاطر شام روانہ ہوئے، جس سال رسول اللہ تشریف لے گئے۔ میں نے راستہ میں پرندوں اور جنگلی جانوروں کو آپ کی خدمت میں جھکتے ہوئے دیکھا، جن کے رنگ زعفران کی طرح تھے اور ان پر کیکچی طاری تھی، ہم سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آنحضرتؐ ہمارے بزرگ کے پاس چلیں جو قریب ہی بیڑے گر جاگھر میں موجود ہیں، ہم نے کہا ہمارا اور آپ کا کیا تعلق؟ کہا آپ کو کوئی ضرر نہ پہنچے گا، بلکہ ہم آپ کی عزت کریں گے ان کا خیال تھا کہ ہم میں محمدؐ موجود ہیں، ہم ان کے ساتھ بیڑے گر جاگھر میں آئے یہ ایک مضبوط گر جا تھا، بزرگ ان کے درمیان تشریف فرما تھا اور ارد گرد شاگرد تھے، ہاتھ میں

جس کا نام آسمانوں میں لٹل ہنسی، شجاع انزع، ابوالفرخین اور مستشہد ہوگا، وہ عرب کے سردار ہوں گے، کتب میں اصحابِ موسیٰ سے تورات میں اور اصحابِ عیسیٰ سے انجیل میں زیادہ مشہور ہیں، پھر انے عرض کیا، اے اللہ کے نبی، آپ کس قدر پاکیزہ اور پاکیزہ سیرت کے مالک ہیں، کیا کہنا اس نبی کا جس کی اکثر انبیاءؑ نے پیروی کی، اس کا کیا کہنا جس کے نور سے اللہ نے دنیا کو منور کیا، کیا کہنا اس کا جس کا ذکر مسجدوں میں گونج رہا ہے، میں دیکھ رہا ہوں کہ عرب عجم طوعاً و کرہاً آپ کی پیروی کر رہا ہے، میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ لات اور غزنی کو توڑ رہے ہیں، قدیم گھرنے اپنی کینیاں تمہارے آگے پیش کی ہیں، جنت اور دوزخ کی کینیاں آپ کے ہاتھ میں ہیں، ریح اکبر آپ کے ساتھ ہے، بتوں کو توڑنے والے آپ ہی ہیں، اس وقت قیامت واقع نہیں ہوگی جب تمام بادشاہ مجبور ہو کر آپ کے دین میں داخل نہ ہوں، لگاتار کبھی آپ کے ہاتھ اور کبھی پاؤں جو مٹا تھا، اگر میں نے آپ کا زمانہ پایا تو ضرور آپ کے سامنے جہاد کروں گا۔ خدا کی قسم آپ ہی سید المرسلین اور خاتم النبیین ہیں، خدا کی قسم جس روز آپ پیدا ہوئے زمین ہنس پڑی تھی اور قیامت تک مہستی رہے گی، خدا کی قسم مندر، بت اور شیطان رو پڑے اور قیامت تک روتے رہیں گے، آپ ہی دعوتِ ابراہیمؑ، بشارتِ عیسیٰؑ ہیں آپ جاہلیت کی بنجاستوں سے دور اور پاک ہیں، مجھ سے مخاطب ہو کر کہا، میں دیکھتا ہوں کہ آپ کو اس کے شہر میں واپس لے جائیں گے، پھر یہودی، نصرانی اور اہل کتاب اس لڑکے کی ولادت کے متعلق جانتا ہے، اگر اس کو دیکھ لیں تو آپ کی اتباع کریں، آپ کے زیادہ دشمن یہودی ہیں آپ کے بھتیجے نبوت اور رسالت پر فائز ہوں گے، آپ لوگوں کے پاس وہ بہت بڑی چیز لائیں گے، جس طرح موسیٰؑ اور عیسیٰؑ لایا کرتے تھے، ہم شام کے قریب پہنچ گئے، خدا کی قسم ہم نے شام کے تمام محلوں کو جھومتے ہوئے دیکھا، ان پر سورج سے بڑا نور بلند تھا، تمام شہر میں خبر چل گئی، ہر آدمی اور ہر راہب آپ کے پاس



یتیم ابوطالب کہتے ہیں، جو ایک عورت کے اجیر ہیں جن کا نام خدیجہ بنت خویلد ہے، آپ کا اس کے پاس کیا کام ہے؟ اس نے سر ہلاتے ہوئے کہا وہی ہیں وہی ہیں مجھے دکھلاؤ، کہا ہم نے اسے بصرہ کے بازار میں چھوڑا ہے، اسی دوران میں محمد ظاہر ہوئے، راہب بغیر بنائے آپ کو پہچان گیا، الگ ایک گھنٹہ تک آنحضرت سے سرگوشیاں کرتا رہا، پھر آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، اس نے آستین سے کوئی چیز نکال کر محمد کی خدمت میں پیش کی آپ نے انکار کیا، آنحضرت سے الگ ہوا، ہم سے کہا، خدا کی قسم یہ آخری زمانے کے نبی ہیں بغیر خدایہ فرج کریں گے، لوگوں کو لا الہ الا اللہ کی گواہی کی طرف بلائیں گے، جب یہ دیکھو تو آپ کی پیروی کرو، پھر کہا کیا ابوطالب کا وہ بیٹا پیدا ہوا ہے جس کا نام علی ہے، ہم نے کہا ابھی نہیں، کہا ایک سال کا ندر پیدا ہوں گے، سب سے پہلے ایمان لائیں گے، ہمارے ہاں وہ محمد کے دسی کے نام سے مشہور ہیں، جس طرح محمد نبوت کے ساتھ موصوف ہیں وہ سید العرب ہیں جن کو تلوار دی جائے گی، جن کا نام ملار علی میں علی ہے، وہ محمد کے بعد قیامت کے روز تمام مخلوق سے اعلیٰ ذکر والے ہوں گے جن کا نام فرشتوں نے بطل ازہر مفلح رکھا ہے، جہاں بھیجے جائیں گے کامیاب ہو کر آئیں گے، آسمانوں میں چمکتے ہوئے سوچ سے زیادہ مشہور ہیں

## فصل ۲ علامہ صاحب النبی مان اور ائمہ

ازہر بن مسروق بن عباس بن عاص بن مسلم بن فضل سے مروی ہے کہ میں ابو سعید غانم بن سعید ہندی کے پاس کوفہ میں آیا، مجھے اس کے بارے میں ایک بات معلوم ہوئی تھی، میں نے اس سے حالت پوچھی، کہا میں ہندوستان کے ایک شہر قشیر میں تھا، بادشاہ کی کرسی کے گرد چالیس آدمی جمع تھے، اس نے تواریخ مانجیل اور زبور کو پڑھا، ہماری معلومات میں اضافہ کیا، ایک دن محمد کا ذکر کیا، ہم نے کہا آپ کا ذکر ہماری کتب میں موجود ہے، آنحضرت کی تلاش میں نکل پڑے، راستہ میں ترکوں نے

کتاب کھولی، ایک ہماری طرف دوسری دفعہ کتاب کی طرف دیکھ کر اپنے صحابہ کا تم نے کچھ نہیں کیا، جس کو پس جابہا ہوں اس کو نہیں لائے، حالانکہ وہ یہاں موجود ہے، ہم سے پوچھا آپ کون ہیں؟ ہم نے کہا قریش کے آدمی، کہا کون سے قریش سے؟ ہم نے کہا اولاد عبد شمس سے کہا اور بھی کوئی تمہارے ساتھ ہے؟ ہم نے کہا ہواشم کا نوجوان ہے جس کا نام یتیم عبد اللہ بن عبد المطلب ہے، خدا کی قسم ہم نے اس کو دیکھا، وہ گر کر بیہوش ہو گیا، پھر کو دکر کھڑا ہو گیا، کہا مجھے وہ جوان دکھلاؤ، خدا کی قسم نصرانیت ختم ہو گئی، صلیب کا سہارا لے کر سوچنے لگا، اسی بطریق اور شاگرد کے موجود تھے، کہا دھمکے احق کی قسم مجھے وہ (محمد) ضرور دکھلاؤ، ہم نے کہا اچھا دکھلاتے ہیں، ہمارے ساتھ آئے، محمد بازار بصرہ میں موجود تھے، خدا کی قسم آپ کا چہرہ ہلال کی طرح چمک رہا تھا، ہم نے چاہا کہ قس کو بتلائیں کہ محمد آپ ہی ہیں لیکن اس نے کہا آپ ہیں آپ ہی ہیں، آپ کو پہچان لیا، آپ کے قریب ہوا، آپ کا سر چوہا، کہا آپ مقدس ہیں آپ سے علامات دریافت کئے پھر کہا، اگر میں نے آپ کا زمانہ پایا تو مجھے ضرور آپ کے حق کی تلوار دی جائے گی، کہا جانتے ہو اس کے پاس کیا چیز ہے؟ ہم نے کہا نہیں، کہا آپ کے ساتھ زندگی اور موت جس نے آپ کا دامن کھڑا وہ لمبے عرصہ تک زندہ رہے گا جو آپ سے منہ موڑے گا وہ ایسی موت مرے گا جس کے بعد کبھی زندہ نہیں ہوگا، آنحضرت کے چہرے پر بوسہ دیا اور واپس چلا گیا۔

بکر بن عبد اللہ الشعمی اپنے آباؤ اجداد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم بھی شام کی طرف اس سال روانہ ہوئے جس سال رسول اللہ روانہ ہوئے تھے، ایک میں خود تھا ایک عبد مناف بن کنانہ، تیسرا نوفل بن معاویہ، ہم ابو مہرب راہب کو ملے اسے دونوں سے پوچھا تم کون ہو؟ کہا کعبہ کے رہنے والے قریش ناجر، کہا قریش کا آدمی بھی آیا ہے؟ ہم نے کہا ہواشم کا ایک جوان ہے، جس کا نام محمد ہے ہم نے کہا خدا کی قسم میں آپ ہی کو جانتا ہوں، دونوں نے کہا اسے قریش میں احمد کوئی نہیں کہتا، بلکہ



نام سے آگاہ کیا، چالیس آدمیوں کا الگ الگ نام لے کر مجھ سے پوچھا، فرمایا تم اس سال ہلقم کے ساتھ حج کا ارادہ کر دگے لیکن اس سال حج نہ کرنا واپس خراسان چلے جاؤ، اگلے سال حج کرنا مجھے ایک تھیلی دی، فرمایا یہ تیری زاد راہ ہے، بغداد میں کسی کے گھرنے جانا جو کچھ دیکھا ہے اس کے متعلق کسی کو آگاہ نہ کرنا

ابو دیان سے مروی ہے کہ میں ام حسن عسکریؑ کی خدمت کیا کرتا تھا، شہر دوسرے خطوط لاکر آپ کی خدمت میں پیش کرتا، جس بیماری میں آپ کا انتقال ہوا اس میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا خط لکھ کر دیا فرمایا اس کے لئے کمر لائن چلے جاؤ، تم ۵۰ روز غیر حاضر ہو گے، پندرہویں روز سارہ میں آؤ گے میرے گھر سے رٹنے کی آواز سونگے، میں نہ ہونے کے مقام پر پڑا ہوں گا، ابو دیان نے عرض کیا، آقا آپ کے بعد امام کون ہوگا، فرمایا جو میرے خطوط کا جواب طلب کرے گا، وہ میرے بعد قائم ہوگا، پھر اس قدر رعب طاری تھا کہ میں یہ نہ پوچھ سکا کہ ہمیانوں میں کیلے ہے، میں خطوط لے کر مدائن چلا گیا، جواب لے کر پندرہویں روز سارہ میں آ گیا، حضرت کے گھر سے گریہ و بکا کی آواز آ رہی تھی، حضرت نہ ہونے کی جگہ پر بیٹے ہوئے تھے، آپ کا بھائی جعفر کذاب گھر کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا، اس کے ارد گرد شیعوں جمع تھے جو تعزیت دے رہے تھے اور مبارکباد بھی، میں نے دل میں کہا کہ اگر امام بھی ہیں تو امامت ختم ہو گئی میں جانتا تھا کہ جعفر شراب نشہ اور نبیذ پیتے، جو ایکھستے اور طہور نہ جاتے ہیں، ام حسن عسکریؑ کا غلام آیا، عرض کیا کہ آپ کے بھائی کو کفن دیا جا چکا ہے، تشریف لے جا کر نماز جنازہ پڑھئے، جعفر شیعوں کے ساتھ گھر میں پہنچا، امام کی لاش کفن ہو چکی تھی، جعفر نے آگے ہو کر بھائی کی نماز پڑھنا چاہی، تکبیر کہنا چاہی اچانک ایک گندمی رنگ پتھر نمودار ہوا، جعفر کی چادر کو کھینچا اور کہا چچا ہٹو، باپ کی نماز پڑھنے کا میں حقدار ہوں جعفر پیچھے ہٹ گیا، پتھر نے نماز پڑھائی، حضرت کے باپ کے پہلو میں آپ کو دفن کر لیا، مجھ سے فرمایا کہ بصری خطوط کے جواب لاؤ، میں نے پیش کر دیئے، میں نے دل

ڈاکر ڈالا، ہم متفرق ہو گئے، میں اکیلا کابل پہنچا، وہاں سے بلخ آیا، وہاں کا ابلہ بن ابی شمعون تھا، میں اس کی خدمت میں آیا، اپنا مدعا عرض کیا، اس نے فقہاء اور امراء کو میرے ساتھ منظر کے لئے جمع کیا، میں نے ان سے محمدؐ کے بارے میں پوچھا، کہا وہ ہمارے نبی ہیں جو محمد بن عبد اللہ ہیں اور فوت ہو چکے ہیں، میں نے کہا، آپ کا خلیفہ کون ہے؟ کہا، ابوبکر، میں نے کہا نسب بیان کرو انہوں نے قریش تک نسب لگنا، میں نے کہا یہ وہ نبی نہیں ہے جن کا ذکر ہماری کتب میں موجود ہے، ہمارے ہاں جس نبی کا ذکر ہے اس کے خلیفہ اس کے ابن علم اس کی بیٹی کے شوہر اور رسول اللہؐ کے فرزند ان کے باپ ہیں، انہوں نے کہا یہ شخص شرک سے نکل کر کفر میں داخل ہوا جو شخص اس عقیدہ کا ہوگا، اس کی گردن اڑا دیں گے، میں نے کہا کسی دلیل سے اپنے عقیدہ سے باز آؤ گے، میرے حسین بن شکیب کو بلایا کہا اس شخص سے مناظرہ کرو، عرض کیا آپ کے پاس علماء اور فقہاء موجود ہیں ان سے مناظرہ کے لئے کہئے کہ میں کہتا ہوں مناظرہ کرو حسین بن شکیب مجھے اکیلے لے گیا، میں نے اس سے محمدؐ کے متعلق پوچھا اس نے بھی ان کے بیان کے مطابق بات کی لیکن خلیفہ کے متعلق کہا کہ آپ کا خلیفہ آپ کا ابن علم علی بن ابی طالب بن عبد المطلب، آپ کی بیٹی کے شوہر اور آپ کے فرزندوں حسنؑ اور حسینؑ کے والد ہیں میں نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ وان لا رسول الا محمدؐ، میں امیر کی خدمت میں آ کر مسلمان ہو گیا، حسین سے کہا ان کو لے جاؤ اب ان پر شرائط اسلام عائد ہیں، حسین مجھے لے گیا اور اسلام کی باتیں سمجھائیں، میں نے کہا ہم نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد ایک خلیفہ کے بعد دوسرے خلیفہ ہوگا، علیؑ کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟ کہا حسنؑ حسینؑ حتیٰ کہ اس نے ام حسن عسکریؑ تک امام کے نام لئے کہا حسن عسکریؑ کے خلیفہ کی تلاش کرو، میں تلاش میں نکل پڑا، اسی فکر میں صحرا کی چھان بین کر رہا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ اپنے آقا کی خدمت میں حاضر ہو، مجھے ایک گھوڑی لے گیا جو باغ میں موجود تھا، میرے آقا بیٹھے ہوئے تھے، میرے ساتھ ہندی میں کلام کیا مجھے سلام کیا، مجھے میرے



کہتے جعفر نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو میرے بھائی کے بارے میں وہ بات کہتے ہو جس کو آپ نے نہیں کیا، یہ تو علم غیب کی باتیں ہیں، یہ لوگ جعفر کی بات سن کر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے کہا مال مجھے دیدہ، کہا ہم لوگ متجاوز وکیل ہیں ہم ان علامات کے ساتھ مال دیں گے جن علامات کے ساتھ ابو محمد کو دیا کرتے تھے ورنہ مالکوں کو واپس کر دیں گے، پھر ان کی مرضی جو چاہے فیصلہ کریں جعفر سامرہ میں خلیفہ کے پاس گیا اور ان لوگوں کے خلاف دعویٰ کیا، یہ لوگ حاضر ہوئے، خلیفہ نے کہا جعفر کو مال دیدہ، کہا اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین کا بھلا کرے ہم تو صرف مالکان مال کے وکیل ہیں انہوں نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم مال علامت اور دلالت کے ساتھ سپرد کر دیں، جو ابو محمد کے ساتھ جاری ہو چکی ہے، خلیفہ نے کہا علامات اور دلالت کیا ہیں؟ کہا ابو محمد دیناروں اور اس کے مالکوں کا نام اور مقدار سے آگاہ کرتے تھے، آپ جب یہ باتیں بتاتے تب ہم مال سپرد کرتے، ہم کئی دفعہ ابو محمد کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہمیں انہیں علامات اور دلالت سے آگاہ کرتے، اب آپ کا انتقال ہو گیا ہے، اگر یہ شخص امام کا وارث ہے، تو ہمیں ان حالات سے آگاہ کرے جن حالات سے آپ کے بھائی آگاہ کیا کرتے ورنہ مال مالکوں کو واپس کر دیں گے، جعفر نے کہا یا امیر المؤمنین یہ لوگ میرے بھائی پر جھوٹ بولتے ہیں یہ علم غیب ہے خلیفہ نے کہا یہ لوگ تو صرف قاصد ہیں اور قاصد کا کام تو صرف پیغام پہنچانا ہوتا ہے، جعفر حیران رہ گیا، یہ لوگ واپس روانہ ہونے لگے، ایک خوبصورت چہرہ والا لڑکا جو خادم معلوم ہوتا تھا ان کے پاس آیا اور آواز دی اے فلاں، اے فلاں بن فلاں تمہیں تمہارے آقا بتاتے ہیں، انہوں نے کہا آپ ہماری باتیں؟ کہا معاذا اللہ! میں تمہارے آقا کا غلام ہوں، ہم آپ کے ساتھ چل پڑے، ہم ابو محمد کے گھر میں داخل ہوئے، خدا کی قسم القائم ایک تخت پر تشریف فرما تھے گویا کہ چاند کا ٹکڑا تھے، سبز لباس پہنا ہوا تھا، ہم نے سلام عرض کیا، آپ نے سلام کا جواب دیا، فرمایا کل مال اتنا سے

کہا ایک علامت تو پوری ہو گئی باقی ہمیشہ والی علامت باقی ہے، ہم جعفر کے پاس آئے اس کی بری حالت تھی، عاجز و شامنے عرض کیا آقا! یہ لڑکا کون تھا؟ کہا مجھے علم نہیں ہے؟ ہم بیٹھے ہوئے تھے، ہم کے لوگ آئے، جن بن علی کے متعلق پوچھا حضرت کی موت سے آگاہ کیا، کہا اب امام کون ہے؟ کچھ لوگوں نے جعفر کی طرف اشارہ کیا، انہوں نے سلام کیا، کہا ہمارے پاس مال اور خطوط ہیں، فرمائیے خطوط کن کے ہیں اور مال کتنا ہے؟ جعفر کپڑے چھاڑتے کھڑے ہو گئے، کہا مجھ سے علم غیب کی باتیں پوچھتے ہو جعفر چلا گیا، ایک نوکر آیا، کہا تمہارے پاس فلاں فلاں اشخاص کے خطوط اور ایک ہمیشہانی ہے جس میں ہزار دینار ہیں، انہوں نے خطوط اور مال حوالے کیا، کہا اس کو بھیجنے والے امام ہیں، ابو دیان کا بیان ہے کہ میں امام حسن عسکریؑ کے فرمان کو ہمیشہانی کے بارے میں سمجھ گیا۔

سیار موصلی سے مروی ہے کہ مجھے میرے باپ نے آگاہ کیا کہ ابو محمد کے انتقال کے وقت حال اور رقم سے وفد مال کے حسب عادت آئے، ان لوگوں کو امام حسن عسکریؑ کی وفات کا علم نہیں تھا سامرہ میں آکر امام کے بارے میں پوچھا کہا گیا وفات پا گئے ہیں، پوچھا آپ کا وارث کون ہے؟ کہا آپ کا بھائی جعفر، اس کے متعلق پوچھا؟ کہا ہاں سیر کرنے گئے ہیں، آپ وجہ پر شراب پیئے گئے اور گویئے بھی ساتھ تھے، یہ لوگ آئے دیکھ کر کہا یہ امام کی صفت نہیں ہے، بعض نے کہا چلو مال مالکوں کو واپس کر دیں گے ابو جعفر قس نے کہا ذرا چل کر اس کا امتحان بھی کر لیں، جعفر واپس آیا، ان لوگوں نے جاکر سلام کیا اور کہا کہ ہمارے آقا ابو محمد کا مال ہے، کہا کہاں ہے؟ کہا ہمارے پاس ہے، کہا میرے پاس لاؤ، کہا یہ مال خاص طریقہ سے جمع ہوتا ہے، کہا وہ کیا؟ کہا یہ مال عام شیعوں کا ہوتا ہے، کسی کا ایک دینار کسی کے دو اور کسی کے تین دینار ہوتے ہیں، پھر اس تمام مال کو جمع کر کے ایک پتیلے میں ڈال کر اس پر مہر لگا دیتے ہیں، جب ہم ابو محمد کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ فرماتے کل مال اتنا ہے، فلاں اور فلاں کی طرف سے اتنا ہے، آپ تمام لوگوں کے نام لیتے اور مہر کے نشان سے آگاہ کرتے



فلاں اتالیباہے اور فلاں اتاننا، تمام مال بیان فرمایا، کپڑے اور جانور وغیرہ بیان فرمائے، ہم آپ کے آگے اللہ کے سجدہ میں گر گئے، آپ کے سامنے زمین کو بوسہ دیا، ہم نے آپ سے جو چاہا پوچھا آپ نے جواب دیا، آپ کی خدمت میں مال لائے، القائم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم سامرہ میں کوئی چیز نہ لایا کریں آپ نے ہماری خاطر بغداد میں ایک شخص کو مقرر کیا، ہم مال اس کے ہاں سپرد کر دیں حضرت کے ہاں سے توقیعات جاری ہونے لگے، ہم آپ کے ہاں سے واپس روانہ ہوئے، ابوالعباس محمد بن جعفر حمیری قمی کو خطوط اور کفن دیا اور اس سے فرمایا عظیم اللہ اجرک فی نفسك ابوالعباس عقبہ ہمدان میں پہنچ کر انتقال کر گیا، رحمۃ اللہ تعالیٰ اس کے بعد مال بغداد میں مقرر کردہ دروازہ پر آنے لگے ان حضرات کے توقیعات جاری ہوتی تھیں، ان حضرات کے ہاتھوں علامات اور دلائل ظاہر ہوتے تھے، (قائم آل محمد) کا پہلا دلیل شیخ عثمان بن سعید حمیری، پھر آپ کا فرزند جعفر محمد بن عثمان، پھر ابوالقاسم حسین بن روح، پھر شیخ ابوالمحسین بن محمد حمیری، پھر غیبت کبریٰ کا زمانہ شروع ہو گیا، حضرت کے تمام دلاء حضرت کی آگاہی سے مال کی تفصیل اور مقدار سے آگاہ کیا کرتے تھے محمد بن یعقوب اسحاق بن یعقوب روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر حمیری سے سوال کیا کہ میں خط صاحب الزمان کی خدمت میں پہنچا دیجئے، جس میں چند مشکل مسائل درج تھے مولانا صاحب الزمان علیہ الصلوٰۃ الرحمن کے ہاتھ سے توقیع موصول ہو گئی، فرج کا ظہور اللہ کے ہاتھ میں ہے، وقت معین کر فرمائیے، محمد بن ابراہیم ابوہزلی کے دل کو اللہ تعالیٰ دست کر دے گا اور اس کے شک کو دور کر دے گا غیبت کا فائدہ ایسے جس طرح سورج آنکھوں سے غائب ہو جلتا ہے اور فائدہ دیتا ہے، حوادث واقعہ میں ہماری احادیث کی روایت کی طرف رجوع کر دہم پر حجت ہے اور میں حجت اللہ ہوں، تعبیل فرج کی دعا زیادہ مانگا کرو۔

محمد بن ابراہیم مہزیار سے مروی ہے کہ میں عراق میں شاکی ہو کر وارد ہوا، میرے پاس تقیع

دارد ہوئی، بہرِ یاری سے کہو ہم نے وہ بات سمجھ لی ہے جو اپنے علاقہ میں ہمارے دوستوں سے کہی  
جے ان سے کہہ دینا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی یہ آیت نہیں سنی یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ طوعاً  
والموسلہ وادعی الامر منکرہ امر ایمان قیامت تک باقی رہے گا، تم نے نہیں دیکھا کہ ہم نے کہا ہے  
جئے جا، پناہ مقرر کی ہیں جہاں تم پناہ لیتے ہو، اور علامات مقرر کی ہیں جس سے ہدایت پاتے ہو، آدم سے لیکر  
امام حسن عسکری کے زمانہ تک جب ایک نشان غائب ہو جاتا تھا تو دوسرا ظاہر ہوتا تھا، ایک ستارے  
کے غائب ہونے سے دوسرا ستارہ ظاہر ہوتا تھا، امام حسن عسکری کے انتقال کے بعد تم نے خیال کیا  
کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اور تمہارے درمیان جو سبب تھا اس کو ختم کر دیا، ایسا ہرگز نہیں، یہ بات نہ پہلے  
تھی اور نہ آئندہ ہوگی حتیٰ کہ قیامت قائم ہوگی، اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر کرے گا اور لوگ اس بات کو  
مکروہ تصور کریں گے، اے محمد بن ابراہیم دل میں شک کو جگہ نہ دو کہ اللہ تعالیٰ بھٹ سے زمین کو خالی  
رکھے گا، کیا وفات سے پہلے تمہارے باپ نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ ابھی کسی کو بلاؤ تا کہ میرے پاس جو  
دیناریں ان کو گن لے جب تم نے دیر کی تو اس کو دیناروں اور اپنی ذات کا خوف ہوا، تمہیں کہا  
تم خود گن لو، تمہیں ایک تھیلی نکال کر دی جس کا رنگ فلاں قسم کا تھا، تیرے پاس تین تھیلیاں اور  
جمیانی اس وقت موجود ہے جس میں مختلف قسم کے دینار ہیں، تم نے ان دیندوں کو گندہ شیخ نے من پر اپنی  
مہر لگائی اور تمہیں کہا میری مہر کے ساتھ اپنی مہر لگا دو، اگر میں زندہ پہنچ گیا تو ان دیندوں کا میں خود مالک  
ہوں، اگر مر گیا تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے، دینار میرے پاس بھیج دو، محمد بن ابراہیم  
کا بیان ہے کہ میں سارہ زیارت کی خاطر آیا، ناحیہ کا ارادہ کیا، مجھے ایک عورت ملی، کہا تم محمد بن ابراہیم  
ہو؟ میں نے کہا ہاں، کہا واپس چلے جاؤ، تم اس وقت نہیں پہنچ سکتے، رات کو آنا، اس وقت دروازہ  
بند ہے (رات کو) اس گھر میں داخل ہونا جس میں چراغ جل رہا ہو، میں نے ایسا کیا، دروازے  
پر آیا وہ کھلا ہوا تھا، میں اس عورت کے بیان کردہ گھر میں گیا، میں نے اپنے آپ کے دو قبروں



آیا اپنے ایک زبان میں پوچھا جس کا مطلب یہ ہے کہ تم کیسے ہو اور تمہارے بچوں کا کیا حال ہے، مجھے ترجیح  
کے فرائض اور ان کی ضرورت تھی اس مال آپ کے سپرد کر دیا، ابو عبد اللہ مرتضیٰ علیہ السلام کے ایک تہجد گذشتہ شخص  
مرتضیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ میں گزشتہ تھا بول نہیں سکتا تھا، میرا چچا ابو بابت مجھے اٹھا کر شیخ ابوالقاسم حسین  
بن روح کی خدمت میں لائے، اس وقت میری عمر آٹھ سال کی تھی، دونوں شیخ کی خدمت میں عرض  
کیا کہ حضرت (صاحبِ مال) کی خدمت میں عرض کیجئے کہ میری زبان کھل جائے شیخ نے کہا کہ تمہیں حکم دیا  
گیا ہے کہ حاکم کی طرف جاؤ، سڑک کا بیان کیا کہ ہم حاکم کی طرف دوڑے ہوئے غسل کر کے ہم نے زیارت کی اور حاکم  
حسین کی امیر زبانی پوچھا چھایا، سڑک پر آئے نصیح زبان میں بیک کہا کہا بول سکتے ہو میں نے کہا، ہاں  
عالمی مقدادی سے مروی ہے کہ مجھے معروف بن حاسم نے دس سوئے کے دیئے کہ میں مدینہ اسلام  
میں ابوالقاسم حسین بن روح کے حوالے کر دوں، میں نے انکو اٹھایا، معاذہ امویہ میں دولہ ضائع ہو گیا، مجھے ضائع ہونے  
کا علم نہ ملا، میں مدینہ اسلام میں آ گیا، ڈولے دینے کیلئے نکلا، ایک کم پایا اس دن کا ایک ڈولہ خریدنا، نوڈولوں میں  
شامل کیا، ابوالقاسم حسین بن روح کی خدمت میں حاضر ہوا تمام ڈولے پیش کئے، خریدار جو ڈولے  
لوگتہ ڈولے کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ہم تک پہنچ چکا ہے میں نے دیکھا کہ وہ وہی ڈولہ تھا، ابو جعفر بن محمد بن  
علی بن احمد بن روح عبد اللہ بن منصور بن یونس بن روح صاحبِ حادق سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن عبید بن  
مقیم بلخ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حج کا ارادہ کیا، میرے پاس سونے اور چاندی کے ڈولے تھے، یہ لوگوں نے دیئے  
کہ میں ابوالقاسم حسین بن روح کے حوالے کر دوں، میں نے سرح کے مقام پر خیمہ لگایا وہاں ریت تھی، ایک ڈولہ  
ریت میں گم ہو گیا، مجھے اس کا علم نہ ملا، میں بعد میں اس کو سونے اور چاندی کے ڈولوں کو الگ الگ کرنے  
لگا، ایک چاندی کا ڈولہ مفقود پایا جس کا وزن ایک سو تین مثقال تھا، اپنے مال سے ایک ڈولہ تیار کیا  
اور ان میں رکھ دیا، مدینہ اسلام میں آیا شیخ حسین بن روح کی خدمت میں حاضر ہوا، چاندی اور سونے کے تمام  
ڈولے اپنی خدمت میں پیش ہوئے، میں نے جو ڈولہ تیار کیا تھا اس کو ہاتھ بڑا کر اور ڈولوں سے نکال دیا۔

کے درمیان پایا، لوح اور بجا کرنے لگا، ناگاہ میں نے آواز کو سنا، اے محمد! اللہ سے  
ڈرو، جس بات پر ہو اس سے توبہ کرو۔

محمد بن مقبل سے مروی ہے کہ مجھے ابو جعفر عمری نے بلایا کہ کپڑے اور تھیلی واسطہ میں  
لے جاؤ اور اس شخص کو دید و جو تمہارے سوار ہونے کے بعد سب سے پہلے تمہیں ملے، مجھے سخت رنج  
ہوا کہ مجھ پر آدمی ایسے کام کے لئے روانہ کیا جائے، میں واسطہ کی طرف روانہ ہو گیا، سوار ہونے  
سے سب سے پہلے ایک شخص مجھے ملا، میں نے اس سے حسن بن محمد بن قنطاریہ صید لانی واسطہ کے دلیل  
وقت کے بارے میں پوچھا، کہا وہ میں ہوں، کہا آپ کون ہیں؟ میں نے کہا محمد بن مقبل ہوں، میرے کام سے  
مجھے پہچان لیا، مجھ پر سلام کیا، میں نے اس پر سلام کیا، ایک سر کو گئے لگایا، میں نے کہا ابو جعفر عمری  
آپ پر سلام کہتے ہیں اور یہ کپڑے اور تھیلی آپ کے پاس بھیجی ہے کہ اللہ تمہارے شکر ہے محمد بن عبد اللہ حاکم  
مرگیا، میں اس کے کنن کی خاطر نکلتا تھا، کپڑوں کا جائزہ لیا تو وہ ضرورت کے لئے کافی تھے، ابو جعفر اسو سے مروی  
ہے کہ ابو جعفر عمری نے اپنی تبر کو خود کھودا تھا اور تختے سے اس کو ڈھانپ دیا تھا، میں نے اس کا سبب پوچھا  
تو مجھے اپنے دفن کے لوازمات کو خود طے کرنا حکم دیا گیا ہے اس کے بعد وہ مر گیا۔

علی بن محمد بن مقبل سے مروی ہے کہ میں ابو جعفر عمری کی وفات کے بعد اپنے سر کی جانب بیٹھا ہوا  
آپس باتیں کر رہا تھا، ابوالقاسم حسین بن روح پادوں کی جانب تشریف فرما تھے، میری طرف متوجہ ہو  
کر کہا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں ابوالقاسم حسین بن روح سے وصیت کروں، میں سر کی طرف اٹھ آیا اور  
ابوالقاسم حسین بن روح کا ہاتھ پکڑا اور اپنی جگہ بٹھایا، پادوں کی جانب بیٹھ گیا، علی بن محمد بن  
مقبل سے مروی ہے کہ میرے باپ کے عزم میں سے ایک عورت کا نام زینب تھا، جو محمد بن عبد اللہ کی بیوی  
تھی، ابو جعفر بن محمد بن مقبل کے پاس آکر کہنے لگی کہ میں مال شیخ ابوالقاسم حسین بن روح کے  
حوالے کر ناجائز ہوتی ہوں، اپنے ترجمہ کے فرائض کی خاطر اس کے ساتھ بیع دیدیں آپ کی خدمت میں



میری طرف پھینک کر کہا یہ پہلا ڈال نہیں ہے، ہمارا تو سرخس کے مقام پر جہاں تم نے خیمہ لگایا تھا ریت میں ضائع ہو گیا ہے وہاں اب میں ڈال دیتا ہوں۔ ریت کے نیچے تاش کو غرق کر دیا۔ اس کو پاؤں کے پتے پاس میاں آنا کین مجھے نہیں پڑا، میں سرخس واپس آیا جہاں اترا تھا وہاں قرابین نے ڈالنے کو ریت کے نیچے پلایا جس پر گھس پھوس اگ آئی تھی۔ ڈالنے کو لیا اور اپنے شہر آگیا، دوسرا سال جمع کیسے روانہ ہوا، میرا ساتھ چلند کی ڈال بھی تھا میرا اسلام بغداد میں آیا شیخ ابو القاسم کا انتقال ہو چکا تھا، شیخ ابو الحسن علی بن محمد مری سے ملا اپنے دلہ طلب کیا، میں نے پیش کر دیا،

ابو محمد بن حسن بن محمد مرتب سے مروی ہے کہ میں بغداد میں تھا جس سال ابو الحسن مری کا انتقال ہوا وفات سے چند روز پہلے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لوگوں کے سامنے توفیق کو نکالا، جس کو میں نے لکھ لیا تھا، اے علی بن محمد! تمہارے بھائیوں کا اس بابے خدا تعالیٰ کے ملل جبر پڑا ہے، تم کچھ روز کے اندر انتقال کرنے والے ہو اپنے ام کو جمع کر لو، اپنے قائم مقام کی کسی کو وصیت نہ کرو، غیبت تمام کا زمانہ آگیا ہے، ظہور اللہ کے حکم کے بعد ہوگا۔ یہ لمبی مدت کے بعد ہوگا، لوگوں کے دل سخت ہو جائیں گے، اور میں ظلم سے بھری ہو گی۔ عنقریب میرے شیعوں میں ایسے بھی ہونگے جو صاحب الزماںؑ کو دیکھنے کا دعویٰ کرینگے جو شخص سفیان کے خروج سے پہلے صاحب الزماںؑ کو دیکھنے کا دعویٰ کرے وہ کافر اور مضر ہے، ہم نے توفیق کو لکھ لیا آپ کے ملل سے چلے آئے، پچھنے روز دوبارہ آئے تو آپ جان کنی کے عالم میں تھے۔

علی علیہ السلام نے فرمایا مجھ سے سوال کرو قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ، معصوم بن صوفیان نے عرض کیا و جال کب آئے گا، فرمایا: مسئول سائل سے زیادہ علم نہیں ہے، ملل اس بابے میں علامات موجود ہیں لوگ نماز فوت کر دیں گے، امنیت کی خیانت کرینگے، جھوٹ کو حلال سمجھیں گے، سود کھائیں گے، عمارتیں مضبوط بنائیں گے، دنیا کے عوض دین فروخت کریں گے، احمقوں سے کام لیں گے، عورتوں سے مشورہ کریں گے، قطع رحم کریں گے، خواہش کی پیروی کریں گے، خون بہائیں گے، میرے کمزوری پر اور

ظلم فخر پر محمول ہوگا، میرا فاجر و ذریعہ ظالم ہونگے، علماء، خاں اور غیرہ فریق ہونگے، جھوٹی گواہی تسلیم ہوگی، فسق و فجور عادی ہوگا، بہتان گناہ اور سرکشی قبول ہوگی، قرآن جمعی حروف میں لکھے ہونے ہونگے، مسجدیں سجائی جائیں گی، مینار بلند ہوں گے، شہر بڑوں کی عزت ہوگی، صغوف میں اشرار باغی، دغا، دل مختلف ہونگے، عہد شکنی ہوگی، عورتیں مردوں کے ساتھ تجارت میں شریک ہوں گی، دنیا کا حرص ہوگا، فاسقوں کی آواز بلند ہوگی، ان کی بات مانی جائے گی، ذلیل ترین آدمی قوم کا لیڈر ہوگا، بدکار پر مہینر گار تصور ہوگا، جھوٹا سچا اور خائن امین بن جائیگا، مرد عورتوں کے ساتھ اور عورتیں مردوں کے ساتھ منسوب ہوں گی، گواہ بغیر مشاہدہ کے گواہی دیگا، دین اور اثر کے بغیر تعلق ہوگا، بھیڑوں کی کھال پھینکیں گے، لوگوں کو مردار سے زیادہ بدبود ہو پگے اور بہت زیادہ کڑے ہوں گے، بے سوت ارحا، الوحا، بعجل، بعجل ہوگا، سوت بہترین سکن، بیت المقدس ہوگا، ایک ایسا وقت آئے گا، ہر آدمی اس میں رہنے کے خواہش کرے گا، صیغ بن نباتہ نے کھڑے ہو کر کہا یا امیر المؤمنینؑ و جال کی چیز ہے؛ فرمایا، و جال صائد بن صاویہ ہے، وہ بد بخت ہے جس نے اس کی تصدیق کی، نیک بخت وہ ہے جس نے اس کی تکذیب کی، صغفیان سے ایک بستی سننے لگے گا جو یہودیہ کے مشہور ہوگی، اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا، جس کو ہر شخص پھٹے گا، کافر ہے، سخت قحط کا زمانہ ہوگا، سرخ رنگ کے گدھے پر سوار ہوگا، اس کے گدھے کا ایک قدم ایک میل پر پڑے گا، زمین اس کے لئے لپیٹ دی جائے گی، بلند آواز سے اعلان کرے گا جس کو مشرق اور مغرب کے تمام انسان اور جن سین گے، میرے دوستوں! ادھر آؤ، انا اذی خلق فسوی و قد قدر فہدیٰ انا ربکوا، اعلیٰ اللہ کا دشمن جھوٹا ہوگا اور ایک آنکھ سے کانٹا ہوگا، کھانا کھائے گا، بازاروں میں چلے گا، اس کے اکثر ماننے والے دلدل زنا ہوں گے اور اصحاب طہائرنہ، اللہ تعالیٰ اس کو شام میں افق کی گھاٹی پر جمع کرے، روزتین گھنٹے گزرنے کے بعد اس شخص کے ہاتھ سے قتل کر دیا جس کے پیچھے علی بن مریم



نماز پڑھینگے اس کے بعد بہت بڑی مصیبت ہوگی، انہوں نے کہا یا میرے المؤمنین وہ بڑی مصیبت کیا ہوگی؟ فرمایا ایک دابہ کوہ صفا سے نکلے گا جس کے پاس سلیمان کی انگوٹھی اور موسیٰ کا عصا ہوگا انگوٹھی مومن کی پیشانی پر رکھ دے گا جس پر یہ عبارت چھپ جائیگی ہذا مومن حقاً یہ سچا مومن ہے اور کافر کے چہرے پر رکھے گا تو یہ عبارت چھپے گی۔ ہذا کافر حقاً یہ پورا کافر ہے۔ مومن آواز دیکھا کہ کافر کے لئے دہل ہے اور کافر کہے گا مومن کے لئے طوبیٰ ہے، آج میں یہ بات پسند کرتا ہوں کہ میں تم جیسا ہوتا اور بڑی کامیابی پر فائز ہوتا، پھر دابہ (جانور) سرٹھیا لگا، اللہ کی اجازت سے اسے مشرق اور مغرب کے درمیان بہنے والی مخلوقات دیکھے گی جب سورج مغرب سے طلوع کرے گا تو توبہ بند ہو جائیگی پھر توبہ قبول نہیں ہوگی نہ ہی کوئی عمل کام آئے گا، اگر اس سے پہلے ایمان نہیں لایا تو ایمان لانا کوئی فائدہ نہیں دینگا، فرمایا اس کے بعد کے واقعات مجھ سے نہ پوچھو میرے حبیب نے فرمایا تھا کہ میں ان کے متعلق اپنی عزت کے سوا اور کسی کو آگاہ نہ کروں، نزال بن صبر سے مروی ہے کہ میں کھدوہ بن مصلح سے پوچھا کہ میرے المؤمنین کا اس فرمان سے کیا مقصد ہے؟ کہا جس کے چھپے علی بن مریم نماز پڑھینگے، کدو بارہویں امام حسین بن علیؑ کی ولادت سے نویں امام ہونگے، وہی روشن سورج ہیں جو مغرب سے طلوع کریں گے، رکن اور مقام کی جگہ ظاہر ہوں گے، تمام زمین پر غائب ہونگے، میزان عدل کھیں گے، کوئی کسی پر ظلم نہیں کرے گا، میرے المؤمنین نے فرمایا کہ میرے حبیب نے مجھے آگاہ کیا تھا کہ میں اپنی عزت کے سوا اور آگے بات کسی کو نہ بتاؤں۔ مخالفین و جال کے بارے میں نافع بن عمر جی سے حدیث ثابت کرتے ہیں کہ دجال غائب ہو گیا ہے، ایک طویل عرصہ کے بعد آخری زمانہ ظاہر ہوگا، لیکن قائم آل محمد کے بارے میں لکھا کرتے ہیں کہ اتنی مدت تک انسان کس طرح غیب ہ سکتا ہے اور یہ بات نہیں مانتے کہ آپ تشریف لائیں گے، زمین کو عدل و انصاف سے بھر دینگے اس پر ہر عرصہ سے ہر ہوگی حالانکہ قائم آل محمدؑ کے متعلق رسولؐ اور ائمہ زائے نام اور نسب کے ساتھ نص کی ہے اور آپ کی طویل غیبت

کے بارے میں آگاہ کیا ہے، مخالفین کی مخالفت کا مقصد اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھانا ہے واللہ متم نوره وہ کوہ اس فودن تعجب کی بات ہے کہ مخالفین رسول اللہ کی یہ حدیث تو بیان کرتے ہیں کہ عمارؓ کو باغی گروہ قتل کر دیا، علیؑ کی داڑھی علیؑ کے سر کے خون سے خضاب ہوئی حسینؑ تلوار سے اور حسنؑ زہر سے شہید کئے جائیں گے لیکن قائم آل محمدؑ کے بارے میں رسول اللہ کی حدیث کی تصدیق نہیں کرتے حالانکہ آنحضرتؐ نے آپ کے آنے پر غیبیہ و آپ کے نام و نسب کی تصریح کر دی ہے اس بارے میں آنحضرتؐ کا فرمان صحیح ہے ہمیں مخالفین کی اس روایت پر تعجب ہوتا ہے کہ علیؑ کا کر بلا سے گذر ہوا کی ہر نون کو اکٹھے ہوئے دیکھا، وہ علیؑ کے پاس آکر رونے لگے، علیؑ اور آپ کے حواری بیٹھ گئے اور رونے لگے، حواریوں کو علم نہیں تھا کہ علیؑ کیوں بیٹھے اور کیوں رو رہے ہیں عرض کیا روح اللہ کیوں لڑتے ہیں فرمایا جانتے ہو یہ کون سی زمین ہے؟ عرض کیا نہیں؟ فرمایا یہ وہ زمین ہے جہاں احمد اللہ کے رسولؐ اور حمزہ طاہرہ بنول میری ماں کی شہید کا فرزند قتل ہوگا اور اس زمین میں دفن ہوگا یہ زمین مشک سے زیادہ خوشبودار ہے، کیونکہ فرزند شہید کی مٹی ہے، اسی طرح انبیاء اور اولاد انبیاء کی مٹی ہوتی ہے، مجھے ان ہر نون نے آگاہ کیا ہے کہ وہ اس زمین کی گھاس فرزند مبارک کی مٹی ہوئیگی و جس سے شوق سے چرتے ہیں پھر آپ نے زمین پر ہاتھ مار کر ہر نون کی نیکیاں اٹھائیں اور سوچیں فرمایا معبود! ان میں گنہگاروں کو اس وقت تک باقی رکھ حتیٰ کہ آپ کا باپ انکو سو گئے تاکہ آپ کے لئے تعزیت اور تسلی کا باعث ہوں اور علیؑ رو پڑے حضرت علیؑ کا جب زمین کر بلا سے گذر ہوا تو آپ نے ان واقعات سے آگاہ کیا، مخالفین اس بات کو تو مانتے ہیں کہ ان ہر نون کی میٹلیں چھ سو سال سے زیادہ عرصہ تک باقی رہیں، بارشوں اور ہواؤں نے ان کا کچھ نہیں لگا دیا لیکن قائم آل محمدؑ کے تخی و تریک زندہ رہنے کو نہیں مانتے کہ آپ تشریف لاکر زمین کو عدل و انصاف سے بھر دینگے بلکہ کہتے ہیں کہ مہدیؑ ابھی آئیں گے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں میرے المؤمنین کے ساتھ تھا، آپ صفین کی طرف تشریف لے جا رہے



میری بات جھوٹی ثابت ہوئی ہے، اور ان میٹنگیوں کا رنگ زعفران کی طرح زرد ہو چکا ہے ابن عباس کا بیان ہے کہ میں نے میٹنگیوں کو ایک جگہ اکٹھا پایا، آواز دی یا میرا المؤمنین! میں نے اسی نمونے کی میٹنگیاں پالیں میں فرمایا اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ کہا پھر جلدی جلدی ہماری طرف بڑھے اور ان کو اٹھا کر سو گھا، فرمایا بعینہ وہی ہیں، ابن عباسؓ جلتے ہوئے کونسی میٹنگیاں ہیں۔ یہ وہ میٹنگیاں ہیں جن کو عیسیٰ بن مریمؑ نے سو گھا تھا، پھر حضرت عیسیٰ کی گفتگو کو دہرایا جو ادرہ پہلے سٹو میں بیان ہو چکی ہے، پھر علیؑ نے کہلے عیسیٰ بن مریمؑ کے رب حسینؑ کے قاتلوں، آپؐ ظلم کرنے والوں آپ کے خلاف مدد کرنے والوں اور آپ کو چھوٹنے والوں کو برکت دینا، پھر آپؐ کافی دیر تک ٹٹے رہے ہم بھی آپ کے ساتھ روتے رہے، حتیٰ کہ حضرت منہ کے بل غش کھا کر گر پڑے، جب افادہ ہوا، میٹنگیوں کو اٹھا کر چادر میں باندھ دیا، مجھے حکم دیا کہ تم بھی اٹھا کر باندھ لو، جب ان سے تازہ خون نکلتا ہوا دیکھو تو سمجھ لو کہ میرا بیٹا ابو عبد اللہؑ اس زمین میں شہید! اگیا ہے، میں نے میٹنگیوں کو حفاظت سے باندھ لیا، میں گھر میں سویا ہوا تھا، حرم کی دس تاریخ تھی، خواب سے بیدار ہوا، میٹنگیوں سے خون جاری تھا، میں گریہ کرنے بیٹھ گیا اور کہا حسینؑ شہید ہو گئے، فجر کے وقت تمام مدینہ نہراؤ دیا تھا، سوزج کو گویا گرہن لگا ہوا تھا، مدینہ کی دیوار پر خون کے دھبے تھے، میں نے ایک آواز کو سنا اور میں ڈر رہا تھا آل رسولؐ صبر سے کام لو، فرزند رسولؐ شہید ہو گئے، روح الاین گریہ زاری کرتے ہوئے اترے رونے لگے، میں بھی رو پڑا، میں نے ان لوگوں کو اس بات سے آگاہ کیا جو حسینؑ کے ساتھ تھے، انہوں نے کہا جس طرح اپنے سنا ہم نے بھی سنا تھا، ہم میدان کارزار میں تھے، ہم نے اس شخص کو دیکھا، وہ

خضر علیہ السلام تھے

علامات قبل خروج مہدیؑ

فصل ۳: رسول اللہؐ نے فرمایا قیامت سے پہلے دس علامتیں ہونگی، سفیانی اور جمال کا آنا، دھوئیں کا

تھے، مینوایں اتنے جو شط الفرات ہے، بلند آواز سے فرمائیے ابن عباسؓ! جانتے ہو یہ کونسی زمین ہے میں نے کہا میں تو نہیں جانتا، فرمایا جس طرح میں جانتا ہوں اس طرح جانتے تو اس سے نہ گذرتے، مگر میری طرح رو پڑتے، پھر حضرت کافی دیر تک روتے رہے، آپؐ ریش اقدس انسوؤں سے سر ہو گئی، اور آنسو سینے پر گرنے لگے فرماتے آہ آہ! میں نے آل سفیان، اگر وہ شیطان اور اہل کفر کا کیا بگاڑا ہے اے ابو عبد اللہؑ ٹھہر کرنا جس طرح تم مصائب سے دوچار ہو گئے اسی طرح تمہارا باپ بھی ہوگا پھر حضرت نے پانی طلب فرمایا، وضو فرمایا جبنا، اللہ نے چالنا زہر پڑھتے رہے، فرمایا اے ابن عباسؓ! پہلے کی طرح کلام فرمایا، ایک لمحہ آنکھ لگ گئی، پھر بیدار ہو گئے، فرمایا ابن عباسؓ! میں نے عرض کیا جی آقا! فرمایا بتاؤں میں نے خواب میں کیا دیکھا؟ عرض کیا آپؐ کی آنکھ لگ گئی تھی اور میں نے اس میں بھلائی دیکھی، فرمایا میں نے آسمان سے آدمیوں کو اترتے دیکھا جن کے ساتھ سفید جھنڈے تھے، تلواریں لگائے ہوئے تھے جو سفید تھیں اور چمکے ہی تھیں، اس زمین کے گرد اتر پڑے، میں نے ان کھجوروں کو دیکھا کہ اپنی ہتھیلیوں کو زمین پر ڈال دیے جن سے تازہ خون جوش مار کر نکلتا ہے، میں نے اپنے فرزند اور جگر کے ٹکڑے حسینؑ کو دیکھا جو خون میں ڈوب گئے، میں فریاد کرتے ہیں لیکن کوئی فریاد رس نہیں، سفید آبی آسمان سے اتر کر آواز دیتے ہیں رسول اللہؐ کی آل صبر سے کام لو تم شہر پر آدمیوں کے ہاتھوں قتل ہو گئے، اے ابو عبد اللہؑ یہ جنت آپؐ کی مشاق ہے پھر مجھے تعزیت دی اور کہا اے ابو الحسنؑ تمہیں بشارت ہو، قیامت کے روز جب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہونگے تو اس کے ذریعہ اللہ آپؐ کی آنکھیں ٹھنڈی کرے گا، پھر میں نیند سے بیدار ہو گیا، خدا کی قسم اسی طرح مجھے صادق مصدق ابو القاسمؑ نے فرمایا یہ زمین کرب بے بلا ہے، اس میں حسینؑ اور سترہ وہ انسان دفن ہوں گے جو تمام کے تمام میرے اور فاطمہؑ کے فرزند ہوں گے، یہ زمین آسمانوں میں حرمین اور بیت المقدس کی زمین کی طرح کرب بے بلا کے نام سے مشہور ہوگی، اے ابن عباسؓ! ہمارے ارد گرد دہروں کی میٹنگیاں پڑی ہیں، خدا کی قسم میں نے کبھی جھوٹ بولا ہے اور نہ ہی



کنکنا، قائم آل محمد اکا خدج کرنا، مغرب سوچ کا کنکنا، مشرقی اور مغرب میں گہن کنکنا، عدن سے آگ کا آنا، اور لوگوں کو محشر کی طرف ہانکنا، قزوین سے ایک شخص خدج کر لیا، مشرک بہت جلد اس کی اطاعت کرینگے، نوح کے ماے منین سے پہاڑ بھر جائیں گے جس نے ہم اہلبیت کے قائم کو پایا اس کے لئے طوبی ہے قیامت پہلے آپ کی اقتدا کی ہو، آپ کے دست کو دست رکھا ہو اور آپ کے دشمن سے بیزاری کی ہو اور ائمہ سے تولا کیا ہو۔ رسول اللہ نے فرمایا تمہارے بعد ایسے لوگ آئیں گے ان میں سے ایک آدمی کو تم میں سے چاس آدمیوں کا اجر ملے گا عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے آپ کے ساتھ بدر احد و قرینہ لیا تھا کیا اور قرآن ہمارے بارے میں نازل ہوا، فرمایا جو کچھ وہ برداشت کرینگے تم نے وہ برداشت نہیں کیا جتنا انہوں نے صبر کیا اس قدر صبر تم نے نہیں کیا، حذیفہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مہدی رکن اور مقام کے درمیان بیعت لیں گے، آپ کا نام احمد عبد اللہ اور مہدی ہوگا، قیامت اس وقت تک نہیں آئیگی جب تک ساتھ جھوٹے نہیں آئیں گے۔

امیر المومنین نے منبر پر فرمایا آخری زمانہ میں میرا فرزند خدج کر لیا جائے جو سفید مشرب، حمرة مدح چوئے بطن اور اٹھے ہوئے شانوں والا، جس کی پشت پر دشنام ہو گئے ایک شامہ چمڑے میں ہوگا، ایک شامہ نبی کے شامے کی مانند ہوگا، آپ کے دو نام ہوں گے، ایک خفی اور ایک صلی خفی احمد ہوگا، جلی محمد، جب تم انکو دیکھو گے تو انکے لئے مشرقی اور مغرب کے درمیان تمام چیزیں روشن ہو جائیں گی، بندوں کے سر پر ہاتھ رکھے گا، مومن کا دل روشن ہو کر فساد سے زیادہ مضبوط ہوگا، آپ میں چالیس آدمیوں کی طاقت ہوگی، مرنے کے دل میں قبر میں آپ کی وجہ سے خوشی ہوگی وہ قبور میں ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے، قیام قائم آل محمد کی ایک دوسرے کو شہادت دیں گے، جگر خورہ کا فرزند خشک آدمی سے باہر آئے گا وہ ایسا آدمی ہوگا کہ جس کا چوتھا حصہ چہرے کا جانوروں کا سا ہوگا، موٹی گردن والا ہوگا جس کے چہرہ پر چھپکے داغ ہوں گے دیکھنے میں کاننا معلوم ہوگا، اس کا نام عثمان اور اس کا باپ کا نام عتبہ ہوگا، وہ ابوسفیان کی

کی اولاد میں سے ہوگا، جب شام کی فرشتہ بستی پیوند زمین ہو جائیگی تو جگر خورہ کے فرزند کے خود ج کا انتظار کرنا جو خشک آدمی سے ملے گا، تمہیں تیرو دنیا ایک فتنہ سے آگاہ کیا ہے اس سے صرف تو مہم نجات پائیگی، عرض کیا گیا تو مہم کیا ہے؟ فرمایا تو مہم وہ ہے کہ انسان کو اپنے دل کی بات کا ظلم نہیں ہوگا، عمر نے آپ سے جہدی کی صفت دریافت کی، فرمایا، وہ جوان ہوگا، خوبصورت چہرہ، اور بالوں والا ہوگا، بال کندھوں پر پڑے ہوں گے، چہرہ کا نور ڈاڑھی کی سیاہی سے بلند ہونا ہوگا، بہترین لونڈی کا فرزند ہوگا، قائم کے سامنے سرخ اور سفید موت ہوگی، سرخ موت تلوار اور سفید موت طاعون ہوگا، حسن بن علی نے فرمایا جس امر کا تم انتظار کرتے ہو وہ اس وقت تک نہیں ہوگا، جب تک تم ایک دوسرے پر تبرا اور لعنت نہیں کرو گے، ایک دوسرے کے منہ پر پتھر نہ مارو گے، اور ایک دوسرے کو کفر کی گواہی دو گے، امام زین العابدین نے فرمایا مہدی اس وقت تک خدج نہ کریں گے جب تک سوچ کے ساتھ ایک بیت طلوع نہ کریں گی، آپ سے پوچھا گیا کہ ہمیں مہدی کے اوصاف، دلائل اور علامات بتائیے فرمایا، آپ کے خدج سے پہلے جبریہ کی زمین پر ایک آدمی ہوگا، جس کا نام عوف سلی ہوگا، جس کا ٹھکانا مکریت ہوگا، اور مسجد دمشق کے ساتھ قتل ہوگا، پھر مکران میں شعیب بن صالح خدج کریں گے، پھر سفیان ملعون خشک وادی سے خدج کر لیا، جو عتبہ بن ابی سفیان ملعون کا بیٹا ہوگا، امام محمد باقر علیہ السلام نے جعفر جعفی سے فرمایا، آسمان سے آواز آئیگی تمہیں دمشق کے قلعے سے سنائی دیگی، شام کی حسیبہ بستی غرق ہو جائیگی اس سال اختلافات کی ہر زمین میں بھڑا ہوگی، سب سے پہلے جس زمین میں تباہی ہوگی وہ شام کی زمین ہوگی پھر تین جھنڈوں کے بارے میں اختلاف ہوگا، اصہرب، اشہب اور سفیان کے جھنڈے کے بارے میں، صداق آل محمد نے فرمایا ایک اعلان کرنا، ابوطالب کے فرزند کے نام کا اعلان کر لیا، قیام پہلے دو علامتیں ہونگی جب سے آدم زمین پر آئے ہیں وہ دونوں علامتیں قیام نہیں ہوں گی، نصف ماہ رمضان میں سوچ گہن ہوگا، اس کے آخر میں چاند گہن، پھر بخومیں کا حساب ختم ہوگا، خراسان سے



تلوار آواز دی یا دلی اللہ خروج فرمایا، اللہ کے دشمنوں کے پاس میں بیٹھا آپ کے لئے جائز نہیں ہے جبریل  
 آپ کے دائیں اور میکائیل بائیں ہونگے شعیب بن صالح آپ کے مقدمہ عیش میں ہونگے اللہ تعالیٰ  
 آپ پر اُمّی صحنے اور ۱۲ احسن نازل کریگا، ہر امام کے عمل کو اس طرح بجا لایا کہ جہ طرح امام کے صحیفہ میں تحریر  
 ہوگا۔ سہل بن سید سے مروی ہے کہ مجھے ہشام بن عبد الملک نے کنوئیں کھودنے کا حکم دیا، ہم نے دوسو  
 قامت کنوئیں کھودا تو بچے سے ایک کھوپڑی برآمد ہوئی، اس کے اوپر دیکھو تو پتھر پر کھڑا ہوا ایک  
 آدمی ملا جس نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے اس کا دایاں ہاتھ سر پر ضرب کی جگہ رکھا ہوا تھا، ہم نے ہاتھ کو  
 سر سے ہٹایا تو خون جاری ہو گیا، ہاتھ پھر رکھ دیا تو خنم ٹھیک ہو گیا، اس کے کپڑے پر یہ عبارت  
 تحریر تھی تیس شعیب بن صالح اللہ کا رسول شعیب بنی ہوں، قوم نے مجھے ضرب لگا کر اس کنوئیں  
 میں پھینک دیا ہے اور پر مٹی ڈال دی ہے، یہ واقعہ ہشام کو لکھ کھا دوبارہ مٹی ڈال دیا، امام رضا  
 نے فرمایا میرے چوتھے فرزند پر اہل آسمان اور زمین رویں گے، ائمہ (امام) کے بعد کتنے مومن مساف  
 اور غنیمت ہونگے، گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ان حضرات کو آواز دی جا رہی ہے جہ طرح قریش سنائی  
 دی گئی اسی طرح دور سے سنائی دی گئی جو مومنین کیلئے رحمت اور کافروں کے لئے عذاب ہوگی حسن بن محبوب  
 نے عرض کیا کوئی آواز فرمایا ماہ جب میں تین آوازیں آسمان سے آئیں گی لا لعنتہ اللہ علی الظالمین  
 اذنت الاذنۃ یا معشر المؤمنین، تو دن بدنا باد زالحق عین الشمس، یہ مومنین کے سر پر اور  
 ظالمین کو ہلاک کرنے والے ہیں میری کی زبانت کی دس تیسری آوازیں ہوگی، بدنا بیری فی قون  
 الشمس، اللہ تعالیٰ نے فلاں کو بیچ دیا، اس کی بات سنو، اطاعت کرو اور تمام کے تمام حاضر ہو جاؤ  
 اسوقت لوگوں کے پاس فرج آجائیگی، اناتیں ادا ہوں گی اگرچہ ایک انہی کیوں نہ ہو مومنین  
 کے دل ٹھنڈے ہونگے، امام رضا نے فرمایا فرج کی علامت ایک حدیث ہوگی جو حرمین کے  
 درمیان واقع ہوگی، میں نے عرض کیا وہ حدیث کیا چیز ہے؟ فرمایا ایک چھوٹا عصا، دونوں

سیاہ جھنڈے نکلیں گے جو کوئی طرف آئیں گے، گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ قائم عاشور کے روز جو شنبہ  
 کے دن واقع ہوگا رکن اور مقام کے درمیان بیٹھے ہوئے ہیں جبریل کا ہاتھ آپ کے ہاتھ پر ہوگا اور اعلان کریگا  
 کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر بیعت کر دو، آپ بن کو انصاف سے بھر دیں گے قائم کو فزین تشریف لائیں گے ہر  
 مومن آپ کی خدمت میں حاضر ہوگا، صادق آل محمد نے فرمایا، سفیانی کا ماہ رجب میں غرور یقینی ہے  
 نفس زکیہ کا قتل یقینی، دن کے اول حصہ میں منادی آسمان سے ندا کرے گا جس کو ہر قوم اپنی زبان میں سنے  
 گی تمہیں یقین ہونا چاہیے حق علی اور آپ کے شیعوں کیساتھ ہے اسوقت باطل پرست شک میں پڑ جائیں  
 گے، قائم کے نام کا اعلان ۲۳ رمضان کی شب کو ہوگا، عاشور کے روز کھڑے ہونگے، مومن اٹھ اٹھ اٹھ جائیں گے  
 بیٹھے والے کھڑا ہونے والا بیٹھ جائیگا، یہ آواز کیوجہ سے ہوگا، اعلان کرنا جبریل ہوگا، قائم جب  
 قیام فرمائیں گے تو مومن کو قبر میں بتایا جائیگا، تمہارے صاحب (امام زمانہ) ظہور فرمائیں اگرچہ ہوتا تو آپ کے  
 اگر اللہ کی کرامت میں کھڑا ہونا چاہتے ہو تو کھڑے ہو جاؤ، امام حسین سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ  
 کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کے پاس ابی بن کعب بھی موجود تھے، مجھ سے رسول اللہ نے فرمایا اے ابوبکر  
 تمہیں خوش آمدید ہو اے آسمانوں اور زمین کی زینت، ابی نے کہا، یا رسول اللہ  
 آپ کے سوا آسمان اور زمین کی زینت اور کون ہو سکتا ہے۔ فرمایا حسین زمین  
 کی نسبت آسمان میں زیادہ مشہور ہیں آپ کا نام یمن عرش اور انتہا عرش پر لکھا ہوا ہے آپ کی اولاد  
 میں ہمہی پیدا ہوگا، ہر مومن آپ سے راضی ہوگا، انصاف کا فیصلہ کریں گے اور اسی کا حکم دیں گے، مکہ سے  
 خروج کریں گے حتیٰ کہ دلائل اور علامات جمع ہو جائیں گے، اللہ تعالیٰ تمام دنیا کے کونوں سے آپ کے اصحاب کے جمع  
 کرے گا جو اہل بد کے مجاہدوں کی تعداد کے برابر ۳۱ ہوں گے، آپ کے پاس ایک صحیفہ ہوگا جس میں آپ کے  
 اصحاب کے نام مع ولایت اور مقام کے ہونگے، ابی نے کہا آپ کے علامات اور دلائل کیا ہونگے؟ فرمایا جب  
 آپ کے خروج کا زمانہ ہوگا تو وہ علم خود بخود پھیل جائے گا، علم اعلان کریگا کہ اللہ کے دلی خروج فرمایا، اللہ کے  
 دشمنوں کو قتل کیجئے، آپ کے پاس اللہ کی تلوار ہوگی، آپ کے خروج کے وقت تلوار خود بخود نکل پڑے گی آپ کو



مسجدوں کے درمیان ہوگا۔ فلاں بن فلاں عرب کے پندرہ سرداروں کو قتل کر گیا، ایک شخص نے ابو الحسن سے فرج کے بارے میں پوچھا، فرمایا یہ اس وقت ہوگا جب قیس کے علم مصر میں اور کندہ کے علم خراسان میں ہونگے جلت ہردی نے امام رضا سے سوال کیا کہ آپ کے قائم کی کیا عمر ہے جب خروج فرمائیں گے؟ فرمایا سخت طاعن فالے اور جوان دکھائی دیں گے دیکھنے والا آپ کو چالیس سال کا یا اس سے کم کا خیال کرے گا ایک علامت یہ ہوگی کہ دن اور رات گزرنے کے باوجود آپ بوڑھے نہیں ہونگے حتیٰ کہ آپ کو موت آجائیگی اس قسم کی علامتیں بے شمار ہیں، جب قائم خروج فرمائیں گے تو سلام میں آپ کو کہا جائے گا سلام عیدک یا بقیۃ اللہ فی ارضہ۔ امام محمد تقی علیہ السلام نے عبد العظیم حسینیؑ سے فرمایا جہدی وہ ہیں جن کا غیبت میں انتظار کرنا اور ظہور کے وقت ایمان لانا واجب ہے وہ میری اولاد میں سے سربراہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا کام ایک سات میں ٹھیک کر دیگا جس طرح کہ موسیٰ کا کام، جب اپنی بیوی کیلئے آگ بسنے گئے تھے، ایک سات میں ہو گیا، آپ وہ ہیں جن کا نام اور کیفیت رسول اللہؐ نے رکھی ہے۔ آپ کی خاطر زمین بلیٹ دی جائیگی عرض کیا گیا قائم کا نام قائم کیوں ہے؟ فرمایا آپ موت کے بعد غیبت کے بعد قیام فرما ہونگے، کچھ لوگ آپ کی امامت کے قابل مرتد ہو جائینگے، منتظر اس لئے ہیں کہ آپ کی غیبت ملتی جاگی مخلص آپ کے خروج کا انتظار کریں گے، سبکی انکار کریں گے، عجلت طلب ہوں گے، امام علی نقیؑ نے فرمایا جب تمہارے صاحب (امام زمانہؑ) ظالموں کے گھر سے غائب ہو جائیں تو خروج کی توقع رکھنا، لوگ آپ کے بارے میں کہیں گے کہ آپ پیدا نہیں ہوئے، جہد بن سخن امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں پوچھنے کیلئے حاضر ہوئے کہ آپ کے بعد آپ کا جانشین کون ہوگا جب امام نے امام زمانہؑ کو دیکھا تو سوال کرنے سے پہلے فرمایا اس کی مثال خضرؑ اور دواقرنینؑ کی سی ہے، خضر نے آیات پیاہ زندہ ہیں (اسرافیل کے) صور پھونکنے تک نہیں مرینگے، ہر سال حج کے زمانے میں عرفہ کے مقام پر تشریف لاتے ہیں اور مومن کی دعا کے وقت آئین کہتے ہیں۔

تمت بالخير

ماہ جنوری ۱۹۸۰ء

ماہ صفر ۱۴۰۰ھ



# نبج البلاغہ

کلام امیر المؤمنین حضرت علیؑ ابن ابیطالبؑ  
مترجم : علامہ مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ  
اضافہ شدہ اڈیشن

خطبہ معجزہ بغیر الف، بغیر نقطہ  
خوشمارنگین جلد آفیش چھپائی ہدیہ -/۱۷۰ روپے

## تہذیب الاسلام

مولف : علامہ مجلسی علیہ الرحمہ

مترجم : مولانا مقبول احمد صاحب دہلوی

زندگی کیسے گذاریں؟ تعلیمات ائمہ معصومین علیہم السلام کے زین اقوال کی  
روشنی میں بے بہا خزانہ ہدیہ ۱۰۰ روپے (اردو) (ہندی) ۲۰ روپے

## تفسیر اسلام

ابتدائے افریش، تخلیق آدمؑ تا خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰؐ کے حالات زندگی  
خلافت و امامت کے حالات تا ظہور امام مہدیؑ

مولف : محقق بصیر علامہ فروغ کاظمی

ہدیہ ۲۵۰ روپے (ہندی) چار جلدیں ۲۹۵ روپے

عباس بک ایجنسی، درگاہ حضرت عباسؑ، رستم نگر، لکھنؤ - ۳

فون نمبر : 260756، 269598 فیکس : 260923